جلد ۲۱
سن ابتداے یکم جنوری ۱۹۰۶ء لغایۃ آخر دسمبر ۱۹۰۶ء عیسوی
مطبع فیض منبع شام اوده مین چھپکر طیار ہوئی

قیمت ے/

نوروز کا نیا تحفہ

سال نو کا نو طرز خیر مقدم

آج کی تاریخ مین ہین یان، کھٹے ہین نو
سال نو اور ماہ نو اور روز عیش آگین نو
مجلسے مین شوق کے دین نو بنو عشرت کی داد
چاہیئے جاری ہوا اسدم عیش کے آئین نو
نوجوان نو عمر نو نوخیز ہون پہلو مین جمع
جن کی چین زلف مین لپٹے پڑے ہین چین نو
سین دندان وہ دکھاتے ہین چشم شوق کو
نکلے ہر دم ہین احسنت سے تحسین نو
خوش نوائی کا وہ عالم ہو کہ ہر اک تان پر
آن رہتیا ہیون مین جھنجھ اوٹھین دین نو
مٹکاتے موتیون کا سرتے پتاک ہو ہجوم
دیکھ کر ہون فلک پر کم ستے پروین نو
دین عیسیٰ رخ پہ صدقے دین مسیح کی زلف پر
بلکہ ایسے ہون تصدق بار بار دین نو
چشم کافر گر بتائے ایک کو تو لام زلف
کھینچ لے اسلام مین ایک آن مین ہی دین نو
شہد ریزی پر ہو مائل جب کبھی یاقوت لب
صاف خوشبو شہد سے بھر جائین سیمین ٹین نو
ایک بوسے کی طلب پر ڈیڑھ سو جن لب پہ ہین
تاکہ لیلین لب چاچٹ بوسۂ شیرین نو
یون دعا نکلے زبان سے خلق کا برتاؤ دیکھ
نہ فلک سے دین سنائی عرش کو آمین نو
موٹی موٹی چوٹیان ہون پشت پر چھوٹی ہوئی
ہون فلک پر جیسے طیسوج اختر فشان تنین نو
ڈیڑھ درجن ابروؤن مین تو ہون تیغ قتال
دل بڑھائین کہ کہے ہر دم آفرین تحسین نو
نو نگاہین نو شمار اور نو نگاہین نیشتر
لیسے نو مضطر کرین گر آکے دین تسکین نو
ہر پلک کے ہاتھ مین اس طرح کی سنگین ہو
پیش آئین معرکے سنگین کو بہی سنگین نو
ڈیڑھ درجن چشم فتان قتل مین ٹیکی دکھائین
جنبیہ لوسے کے دوڑین قلب پر سکین نو
رحم کا جامہ پہنکر یہ بھی قتال خلق
آنکر جھٹ پٹ کرین تجہیز نو تکفین نو
اپنے جب اعمال پر جائے نظر بے اختیار
زلف کے ہر پیچ مین آئین نظر کمین نو
دشمن ایمین یا ب حرمت کہولدے اک آن مین
جسکے کہلتے ہی نظر آجائین ملتین نو
فسق سے گر دلکو نفرت ہو تو قاضی کو بلا
ہون مقرر مہر شرعی سے دہین کابین نو
شوق کے عالم مین ہو پھر گر سواری کا خیال
رکھین گھوڑون پر جبر زینت سے زین زین نو
آئین چکر مین فلک تازی کی تیزی دیکھکر
ہر قدم پہ دین سنائی نعرۂ تحسین نو
گر بنائین کھیل مین شطرنج کے سب کو حریف
ہون مقابل تو تیسے ستائیس رخ فرزین نو
ہم تو ہارین دل بڑھانے کے لیے ایک اشرفی
پر وہ لین ہسے زبر دستی دکھا کر چھین نو
سادہ بن کر ہم نکالین منہ سے اک نقرہ اگر
چست ہون نقرے وہین بے ساختہ رنگین نو
ہو لطافت سے کبھی مصرع کوئی موزون اگر
چھوٹتے ہی اس پہ مصرع شوخ ہون تضمین نو
قصد لکھنے کا اگر اک شعر کے ہو طبع کو
شعر موزون ایک کی جا ہون ابھی رنگین نو
غیر بہی تو ہون مگر عالم گل عارض کا دیکھ
ہون سبے حیرانیون سے بلبل قالین نو
کوئی صیغہ پوچھین یہ ہم تو باب فریب سے
ایک کی جا پر بتائین از پے تمرین نو

کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ

سرمایہ (وصول شدہ) ایک لاکھ۔ رزرو فنڈ لعہ — مقامات آڑہت - لاہور۔ الہ آباد۔ کانپور۔ کلکتہ۔ لکھنؤ دہلی۔ میرٹھ۔ فیروزپور۔ بمبئی۔ آگرہ۔ امانت ہائے میعادی پر سود حسب شرح ذیل دیا جاتا ہے۔ ایک سال کے واسطے سے ۶ فیصدی سالانہ نو ماہ کے واسطے ۵ فیصدی سالانہ چھ ماہ کے واسطے للعہ فیصدی سالانہ۔ ایکصد روپیہ سے کم بمد امانت میعادی نہین جمع ہو سکتا۔ سود امانت ہائے میعادی کا یکم جولائی و ۲ جنوری کو یا جس وقت کہ رسید کی میعاد ختم ہو بشرط درخواست امانت دار مل سکتا ہے۔ ہر ایک احاطہ کے کرنسی نوٹ بمد امانت میعادی برابر قیمت پر جمع ہو سکتے ہین۔ امانت ہائے غیر میعادی یعنی (فلوٹنگ) پر سود بحساب عہ فیصدی سالانہ دیا جاتا ہے۔

ایک صد روپیہ یا اس سے زائد کے قرضہ جات قابل اطمینان شخصی ضمانتون پر و بکفالت (اراضی و مکانات و حصص رجسٹری شدہ کمپنی و گورنمنٹ پیپر و زیورات نقرئی و طلائی) دیے جاتے ہین۔ شرح سود دفتر کمپنی سے دریافت ہو سکتی ہے۔ جملہ خط و کتابت متعلق کمپنی ہذا بنام سکرٹری کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ فیض آباد ہونی چاہیے۔ شرح قواعد کمپنی درخواست آنے پر بھیجے جا سکتے ہین۔

فیض آباد — سید فضل رسول سکرٹری

مورخہ ۲ جنوری ۱۸۹۶ء

آمد سال نو

سنہ جھلسنے کو طیار - ف

رات کی اوس اور دن کی دھوپ
بھاڑ مین جائین ایسے بیل و نہار

کوئی کچھ نہ پوچھیے - گویا بھاڑ مین چنے بھن رہے ہین - وہ وہ تھپیڑے سہنے ہین کہ حضرت پیر و مرشد ملاجی سے کبھی بغدادی تا ہندو کُش سے وقت ایسا دست شفقت نہین پھیرا تھا - تیسرا پہر ہوا تو پھر فالودے اور شربت کے واسطے حلق خشک - پیڑ کا ڈھور ہا ہے - گوری صراحیان - جھجریان - سفید صافیان - مٹی کے حقے - آبخورے - پھولون کے ہار سب کی بہار بازار مین چوطرف پکار ہے ور کلیان ہین موتیے کی -

گرمی اور سردی کی چھوٹی بہن برسات کی آمد ہے - الله رے ان کے نخرے - ان کا دماغ فلک ہفتم پر ہے - بادلون کی گھٹا - کڑک چمک - کلیجہ دھک دھک - مگر برسنے کا نام نہین چند ان لوگون کو یونہین مشتاق رکھا - مفت ترسایا کبھی کبھی ایک چھینٹا دے دیا - ماڑ واڑیون اور بقالون سے آپ سے سٹہ بٹہ ہے - اکثر اونکی رفاقت فرماتی ہین - غرض خدا خدا کرکے برسین اور خوب برسین چوطرف فرش مخملی نمودار ہو گیا - ہر طرف تر و تازگی کے آثار پیدا ہو گئے - کوئل کی کوک اور پپیہے کی پیر شروع ہوئی - عاشق مزاجون اور بچھڑے ہوئے معشوقون کے زخم آلے ہو گئے - نئے سرے چھیڑ شروع ہوئی - امرئیان مین جھولے پڑے - میلے ٹھیلے کی ریل پیل - دہلی کے پھول والون کی سیر لکھنؤ کے عیش باغ کے میلے کی بہار - غرض جب موسم بہار کی بہار آئی تو موسلا دہار پانی شروع ہوا ندیان اُمنڈی ہوئین - گلی کوچے مین چھپا چھپ وہ دیوار گری - یہ کوٹھا گرا - وہ گھر ٹپک رہا ہے غرض چوطرف ہل چل ہے - گرنی کی وہ گھمسان کہ الٰہی توبہ - بانگ گھسنا اور ان کو سونا ہو جاتے ہین کبھی والان مین اور کبھی انگنائی مین - غرض نہ

چین نہ باہر آرام - جب جھڑی شروع ہوئی تو پھر کچھ نہ پوچھیے - ہفتون مسلسل آپ کا نزول جاری - سب کام بند - ملاقات بند - آنا جانا بند - یہ بند وہ بند - باہر نکلے کہ کیچڑ جزیرہ اور دلدل - پاؤن پھسلا اور چارون شانے چت - کیچڑ مین لت پت - مسافرت مین تو یہ قبول نہین ہوتی - اگر گاڑی کی سواری ہے تو بس دو کوس مین منزل ختم - دن غائب - اگر کہین گاڑی پھنس گئی تو بیلون پر مار ہے پُچکار ہے مگر جنبش ندارد - ڈنڈے پر ڈنڈے پڑ رہے ہین مگر - ع -

نہ ہلتا نہ ٹلتا نہ جنبد ز جا ہے

بے اختیار یہ دادرا یاد آتا ہے - " گاڑی بان کے رے گاڑی جلدی چلا - گاڑی کیچڑ مین پھنسی - دیکھو . . . . . کی ہنسی - گاڑی بان کے رے " غرض جنگل بیابان لق و دق میدان - شام کا وقت - منزل دور - ادھر مین لٹکے ہوئے ہین کہ یکایک کڑک اور چمک نے آ دبایا - اور ایک گھنگھور گھٹا نے گھیر لیا اندھیری ایسی غضب کی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے - اب تو کیا - ہوا کا وہ زناٹا کہ میان خون کلنلو اہوا جاتے ہین کہ حضرت باران رحمت شروع ہوئے ایک ہلکا سا جھالا اولون کا بھی آ گیا غرض حضرت مسافر صاحب کا شوربا پتلا ہو گیا رات بھر وہین ٹھہر کر رہ گئے - ریل کی سواری بھی برسات مین مخدوش - سڑک غائب - پل ندارد - انجن فیل - پٹری پر سے پھسل - غرض یہ کہ لکھا ور سب بیٹھ - آپ کا جو دل چاہے لکھا کیجیے - مگر کارخانہ قدرت یونہین چلتا رہا ہے اور یونہین چلتا رہے گا - ف

چھیڑ چھاڑ کا مزہ

بے تکلفی تھالی گری - برتن ٹوٹے - جھنکار ہوئی - دیکھ ہی لی گئین -

اس تصویر کو پشت کی طرف روشنی رکھ کر دیکھیے -

کیفیت آپ لوگون سے بیان کرون۔ میرے
نام کا صحیح اور صحیح ترجمہ (کسی کام کا نہین)
ہے۔ میرے خاندان کے بابا آدم جنہون نے
کہ پہلے پہل یہ نام اختیار کیا تھا۔ وہ ہون سے
ایک درویش یا فلسفی گو ان کے اندر نہ بیٹا
ہے۔ وہ اس نام سے اکثر یہ بڑا کام لیتے تھے بیقدری
تکفیر سرکشی اور نفسانیت کا مادہ میرے
خاندان کے ممبرون کے زمانہ مین کبھی پیدا ہو
اور ہر وقت یہ مفید نام ان کے خیال کو اس
مصرعہ

تا کی نمود پیش پائی کرم خاک شوی

کے جانب متوجہ کرتا رہے اگرچہ انہون نے
چونکہ محض نیک نیتی سے یہ نام اپنے زمانہ
کے لیے اختیار کیا تھا اس لیے اوس کا اثر
بہی حسب دلخواہ ظہور مین آیا یعنی میرے
خاندان کے کسی رکن کے مزاج مین نخوت
اور خودپرستائی پائی نہین جاتی ہے۔ زمانہ
بانیان۔

مین اپنی جماعت اور ملک کے اون
ناکامیاب اور بدنصیب نوجوانون کے ساتھ
ہمدردی کرنے کی غرض سے آج کھڑا ہوا
ہون کہ جو ہمارے ہی طرح بصرف زر کثیر
قانونی تعلیم پانے ولایت بہیجے گئے تھے اور
جو بہت سے ایسے اسباب مخالف کے جمع
ہونے سے کہ جنپر اون کا کوئی اختیار نہ تھا
بیرسٹری کے امتحان مین کامیاب نہ ہوسکے
اور جو ایک قسم کے باعث بایلڈ (نیم خوش خورد)
بیرسٹر بنکر ہندوستان مین دھلے ہاتھ
کی طرح واپس چلے آئے ہین ان مین سے
بعض کی ناکامیابی صحت کی خرابی کی وجہ سے
ہوئی۔ بعض کے مذاق کو قانون سے مناسبت
نہ تھی اور بعض ولایت کے جانے پر اور دیگر
دیگر کمالات کے حاصل کرنے مین مصروف
ہو گئے۔ زیادہ تر ان وجوہات [illegible] نتیجہ
جماعت بیرسٹری کی پوری عزت حاصل
کرنے سے محروم رہی ہمارے کلب کے
ممبرون کو اس سراپا ندامت جماعت
سے ساتھ نہایت درجہ کی دلی ہمدردی ہے
اور اسی خیال سے ہم لوگون نے اون
مین کے اکثر دل شکستہ اور بہت ہارے
ہوئے نوجوانون کو اپنے نامی کلب کے
آنریری ممبر بننے کی اجازت دی ہے
اور اون مین کے بعض حضرات آج
یہان تشریف حلبہ بہی ہین۔

یہ ایک بہت ہی پیچیدہ اور اہم
مسئلہ ہے۔ لوگون کے غور کرنے کے لائق
ہے کہ آیندہ یہ لوگ کونسا پیشہ اختیار
کرین گے اور کونسی صورت یہ اپنی
دنیاوی بہبودی و ترقی کی نکال
سکتے ہین ان مین سے اکثر حضرات بلحاظ
قانون دانی کے بہت سے نادر اخلاقی
صفات سے متصف ہین اور اگر یہ ولایت
مین بود و باش کرنے کا موقع پاتے تو ان
کی وہانکی تہذیب یافتہ سوسائٹی مین بہت
کچھ قدر ہوتی۔ مگر اس ناقدردان ملک
اور لیسپا سوسائٹی مین جس کے ممبر ہم
لوگ ہین ان کے ساتھ حسن سلوک کے
عوض بہت بدسلوکی ہو رہی ہے اور یہان
تک نوبت پہونچی ہے کہ گورنمنٹ انکو بھی
اوقات بصالح عہدہ دینے مین
بہی متامل ہے (شیم شیم۔ شرم شرم)
یہ گورنمنٹ کی نہایت درجہ
کی غلط اور ناخردمندانہ پالیسی ہے
کیونکہ یہ لوگ بہی (انگلش ٹرینیگ)
انگلستانی تربیت کی وجہ سے بہت
عمدہ اور قابل استعمال عہدہ دار
[illegible] بننے کے تربیت رکہتے
[illegible]
بسبب امیرزادے ہونے کے
اُن کو تجارت اور دیگر آزاد پیشون
سے کم مناسبت ہے اس لیے ضرور
ہے کہ یہ سرکاری ملازمت اختیار
کرین ورنہ ان کا بیکار رہنا بہی ہم
لوگون کی ذلت سے خالی نہین ہے
اور ہمارا کلب آیندہ اس خصوص
مین گورنمنٹ پر زور ڈالنے والا ہے
اور امید کی جاتی ہے کہ نتیجہ بہت
اچھا ہوگا۔

راقم
نامہ نگار رپورٹر اودھ پنچ

لوکل علیہ الرحمۃ

سب سے اہم اور ضروری
خبر تو یہ ہے کہ ہمارے شہر سے بہی
سنہ ۱۸۸۹ء وفات ہوا۔ اور اوس کی
جگہ سنہ ۱۸۹۰ء آیا۔

سردی زورون پر ہے۔

حسین آباد مبارک کے متولیون
مین گورنمنٹ نے نواب
مہدی حسن صاحب عرف آغا ابو صاحب
کو بہی مقرر فرمایا۔

سنہ عیسوی کے ساتھ
ہمارے لوکل انگریزی ہمعصر اکسپریس نے اپنا
انگریز اڈیٹر بہی بدل دیا۔ پہلے
ٹامسن صاحب اڈیٹر تھے۔ اب
ہندوستانی تعلقدارون کے اخبار
کے اڈیٹر ایک لائق ہندوستانی
مقرر ہوئے۔

اور فرانس اس بات مین مین کہ سلطنت چین کا اوس طرح سے بٹوارہ کر لین جیسے پولینڈ کا ہوا تھا۔ شمال کی جانب روس لے۔ اور اوس سے نیچے کا جرمنی اور ... اور جنوب کا حصہ فرانس پاوے۔

خیر یہ خبر تو ابھی گپ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی مگر اس سے اتنا خیال ہوسکتا ہے کہ ایک زمانہ آئیگا جب یورپ کی چند سلطنتین ایشیا کو ہضم کر جائینگی۔ اور یورپ اور ایشیا ایک ہو جائیگا۔ اور چینی۔ جاپانی۔ کابلی ایرانی وغیرہ وغیرہ رعایا کو اس بات کا فخر ہوگا کہ وہ بھی تاجداران یورپ کی ماتحتی کی عزت رکھتے ہین۔ اور اوس وقت ہم ہندوستانی ناز کر سکینگے کہ ان سب سے پہلے اس نعمت کے مستحق خدا کے ہان سے ہم ہی قرار پائے تھے۔

جن ہندوستانیون کو سال نو مین اعزاز خطاب حاصل ہوا اونکے نام حسب ذیل ہین

نائٹ کمانڈر اسٹار آف انڈیا۔ مہاراجہ دتیا

کمپینین اسٹار آف انڈیا۔ راجہ تصدق رسول خان بارہ بنکی۔

نائٹ گرانڈ کمانڈر انڈین امپائر۔ مہاراجہ بنارس۔ سر شیر محمد خان دیوان پالن پور۔

نائٹ کمانڈر ایضاً۔ آنریبل بابا کھیم سنگھ بیدی۔

کمپانین انڈین امپائر۔ محمد بختیار شاہ ممبر کونسل بنگال۔ راجہ بلونت سنگھ اوا۔ رائے بہادر بپن کرشن بوس۔ ویرچند دیپ چند۔

مہاراجہ بہادر۔ راجہ بلبیر نراین سنگھ سونپور۔

مہاراجہ۔ راجہ ستر۔

راجہ بہادر۔ راجہ پرتی کوٹو۔ راجہ ...

راجہ مورودی۔ رئیس کیر گڑھ۔ راجہ شیام سنگھ۔ راجہ پرتاب سنگھ پرتاب گڑھ۔

راجہ (ذاتی) خان بہادر حاجی شعبان علی خان سیتاپور۔ رائے بھگوتی دیال سنگھ چین پور۔

رانا۔ رئیس سیلوگ۔

خان بہادر۔ سید ابراہیم علی وزیر بہاولپور۔ ہمایون بیگ وزیر ہنزا۔ میر سمندر خان لہری۔ دوران خان خوروبلوچستان شیخ محمد حسین وائس کانسل جدہ۔ مولوی نظر محمد ڈپٹی کلکٹر۔ میر محمد مصطفے ڈپٹی کلکٹر۔ شیخ عبدالحق ہائی حبیب۔ مولوی عبدالغفور پنشن یافتہ ڈپٹی کلکٹر۔ محمد حامد بخش بدایون۔ میر بنیاد حسین بارہ بنکی۔ حافظ روح اللہ خان اٹیہ۔ قاضی احمد دین مرداره۔ بیرن جی دادا بہائی ناگپور۔ منشی رضا حسین بادنی۔

راو بہادر۔ ٹھاکر لاکھن سنگھ برہلی۔ بالو۔ ادا دادا ناگپور۔ راجہ رام ناگپور۔ رام کرشن اباجی گڑ بہادر۔ شیاما پرشاد گورکھپور۔ جانکی پرشاد دنیا۔ ... پرتاب سنگھ ریوان۔

رائے بہادر۔ کنور پرمانند الہ آباد لالہ گوبند جی ہردوار۔ بپن بہاری چکرورتی بارہ بنکی۔ پنڈت جواہر لال ڈپٹی کلکٹر۔ بوٹو پرشاد نراین سنگھ گورکھپور۔ لالہ مادھو رام کانپور۔ نوبین چندر چکرورتی آگرہ راجندر ناتھ ہیرپور۔ جوالا پرشاد وکیل فرخ آباد۔ سریندر ناتھ جبل پور۔ لالہ اونکار داس سیوتی۔ پنڈت لکھی چندر دموہ۔ داور گلاب سنگھ سیوتی۔ پانڈے ہنومان پرشاد بجہ آگڈہ۔ منشی بالکند گوالیار۔ گوپال سنگھ گوالیار۔ جوگل کشور گوالیار۔ نونہال سنگھ ابے گڑھ۔ لالہ منبی دھر علی پور۔ دیبی پرشاد ریوان۔ گنگا پرشاد ریوان۔ لال بہاری لال ریوان۔ راو سے لال ماتور۔ چوبے سادہو پرشاد بیدد۔

رائے صاحب۔ جوگل کشور سپردوتی۔

بری کرشن پنتھ اوناو۔ جگناتھ سہائے مرزاپور لالہ دیبی پرشاد الہ آباد۔ ٹھاکر درگا سنگھ بارہ بنکی۔

خبرین

برٹش گورنمنٹ نے قرار دیا ہے کہ بجائے سوڈانی سپاہیون کے بہت سے رنگروٹ مشرقی افریقیہ اور شاید ہندوستان کے بھرتی ہونگے۔

۱۴ جنوری۔ لندن۔ روٹر لورد ... سوال ہے کہ کوئی دیگر سلطنت چین سے کوئی بھی مراعات حاصل کرے مگر برٹن بھی کافی معاوضہ حاصل کریگا اور حتی المقدور کوشش کریگا کہ حال کی جو اوس کی مراعات چین مین ہین وہ سب طرح پر قائم رہین۔

ٹیکو ہاما سے جو خبرین آئین اون سے معلوم ہوا کہ مارکوئیس اٹو ایک جاپانی جلسہ وزرا قائم کر رہے ہین۔

جنرل کیشنگ مع سرہنری رالنسن کے کل مصر کو روانہ ہونگے تاکہ سوڈان مین برٹش بریگیڈ کی کمان لین۔

برٹش گورنمنٹ سے جدید تجویزین کی گئی ہین کہ وہ قرضہ حاصل کرنے مین جاپان کی مدد کرے۔ گورنمنٹ اس درخواست پر غور کر رہی ہے۔

آب سات برٹش جنگی جہاز جبلپو مین اور دو بندرگاہ آرتھر مین ہین۔ وہان کے بحری کارخانون مین بڑی گرمجوشی پھیلی ہوئی ہے اور دوربارہ نقل و حرکت برٹش بیڑہ جہازات کے نہایت خاموشی کا برتاؤ برتا جاتا ہے۔

سینٹ پیٹرسبرگ سے اطلاع ملی ہے کہ ایم الکزیف کو اجازت دی گئی ہے کہ روسی تجارت کو دیا کو بمقابلہ برٹن اور جاپان کے ترقی دین اور سیول مین کلیسیا سے یونان قائم کرین۔

چین مین گھوڑدوڑ سلاطین یورپ

یہ تھی کہ اونکے یار پچے بھی اونکی گاڑیون کے
پیچھے اپنی گاڑیون پہ موجود تھے۔ کسی طرف
سے ہزہر ہی کی صدا بلند تھی۔ کوئی اپنی معشوقہ
کے ہاتھون کو گوہر آبدار سے تشبیہ دیتا تھا
کوئی اپنی محبوبہ کی مہندی پر لوٹ پوٹ اپنی
نازنین کے بناؤ پر کوئی صاحب جان دینے
پر مستعد۔ سچ تو یہ ہے کہ اوسوقت مایہ دولت
کا دل اس قدر بھر آیا کہ خدا تیری پناہ
ہر دفعہ خیرات کرتا تھا کہ دوڑ کر ایک آدھ کو گلے
سے لگا لون مگر کیا کرون رقیبون کے خوف
سے ضبط کیے بیٹھا رہا۔

تھوڑی ہی دیر مین پریٹ برخاست
ہوئی اور وہ جگمگاتا منتشر ہونے لگا۔ بس
دیکھتے ہی میرے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے
دنیا نگاہ مین تیرہ و تار ہوگئی۔ اوس وقت
کی میری مایوسی اگر آپ دیکھتے تو ضرور افسوس
کرتے۔ مین اپنی حالت کس سے کہتا ناچار
قہر درویش بر جان درویش مطلع عمارت
دیکھ کر اس مطلع کو رٹنے لگا۔ ؎

تسیم سرگرم رہی ہے وداع ساتا بلے غمی پر
یہ باغ کس گل کا ماتمی ہے کہ زلف سنبل کو برہمی پر

مگر ٹھیک خیر یہ ہوئی کہ سب کا رخ فنسی فیر کی
طرف نظر آیا۔ دیکھتے ہی میرے حواس باختہ
جمع ہوگئے۔ دل بیقرار کو تسکین ہوئی۔
فوراً کوچبان کو فنسی فیر چلنے کا حکم دیا
لیکن سڑکون پر خلقت کا ہجوم اور گاڑیون
کی کشمکش کہ خدا کی پناہ۔ بہزار خرابی جانور
خانہ تک پہونچا۔ سب سے پہلے جس نے
اوس میلے کو اپنے قدم سے زینت دی
ہوگی وہ شاید اینجانب تھے۔ جاتے ہی
پھاٹک سے دو قدم آگے بڑھ کر کھڑا ہو گیا
اور ہر طرف دیکھنے لگا۔ اب جو نظر کرتا ہون
تو ہر طرف سے چھم چھم کی صدائین آنے
لگین۔ تھوڑی ہی دیر مین وہ سرزمین
نورانی ہوگئی۔ سارا جانور خانہ پری خانہ
ہوگیا۔ مگر وادرے مین اوسوقت وہ عیاری
سوجھی کہ قابل وجد ہے۔ جسکو آتے دیکھا
علے العموم معانقہ کرنا شروع کردیا گویا
بڑی پرانی ملاقات تھی۔ مدتون کے بچھڑے
بڑھے ہوئے تھے۔ پھر کون ایسا بے حیثیت
تھا جو میری انکسار اند صاحب سلامت
سے نہ پسیجتا۔ ہر شخص کے دل مین خودبخود
جگہ پیدا ہوگئی۔ اور اینجانب کی آؤ بھگت
ہونے لگی۔ مین نہین کہہ سکتا کہ اوس
وجد کی حالت مین کتنے شعر پڑھ ڈالے اور
کتنی گلوریان نوش جان کرگیا۔

غرضکہ تمام دن اوسی صحبت اور عیش و
عشرت مین بسر کی مگر ہاے افسوس شام
کے ہوتے ہی میری موت کا پیغام آگیا۔ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

آفتاب کے چھپتے ہی وہ نورانی مقام اندھیری
کوٹھری ہوگیا۔ ایک ایک کرکے سب پریان
غائب ہونے لگین۔ اور اون کے ساتھ
میرے ہوش بھی اوڑنے لگے۔ گھبرا کر
وہ آہ سرد مین نے کھینچی کہ جانور خانہ ہل گیا
اور جانورون کا تو کیا ذکر شیرون کے
کلیجے تھرا گئے۔ مین اس وقت تک اپنے
حواس مین نہ تھا۔ مگر آپ سے جو ملاقات
ہوئی تو کچھ دل ٹھہرا ورنہ خدا جانے
شب بھر کیا گزرتی۔

راقم

کسی کی زلفو نکے دام مین آکسکی الفت مین لکو الجھا
فریب کھا حسن گندمی کا جو تو حقیقت مین آدمی ہے

(از ٹٹیا برج)

سالیکہ نکوست از بہارش پیدا ست

ڈیر مسٹر پنچ تسلیم۔ جواب ندارد
پھر پکار کر۔ آداب عرض کرتا ہون۔ مسٹر
اوٹھا کر۔ عینک جما کر۔ غور سے دیکھ کر نہایت
رنجیدہ لہجے مین بہت ہی کھینچ تان کر بہ تکلف
لشتم پشتم جواب دیا۔ مگر وہ شگفتگی کہان۔ وہ
ظرافت کہا؟

کیون۔ خیر تو ہے؟ آپ اس قدر غرق بحر
فکر کیون ہین۔ ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

آپ کا اودا اس چہرہ اور پیشانی پر سیکڑون بل
ناک بھوین چڑھی ہوئین۔ آخر اس شکل شمائل
سے آپ سے کیا مناسبت۔ کہان ہین وہ
چہچہے اور گلچھرے۔ کدھر گئی آپ کی وہ شوخی
طبع جس سے ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ جاتے
تھے؟

پنچ۔ ارے بھئی تم بھی عجیب آدمی ہو۔ ؎

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد

وقت بے وقت مذاق ہی سوجھتا ہے۔ ہم اپنے
افکار و لفکار مین غلطان و پیچان ہین اور آپ
کو خوش وقتیان سوجھ رہی ہین۔ اسوقت آپکی
دخل در معقولات سوء ادبی تک بے ہنگام
ہے۔ ؎

آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہین آتی

ہم کو ان دنون اپنی پڑی ہے۔ جدھر دیکھیے بیگڑی
پڑ رہی ہے بہلا دل لگی سوجھے کیا خاک۔ ؎

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس مین گھبرا گیا

بس آپ یہان سے دال فے عین ہو جیے
مجھے کچھ اس کنج تنہائی ہی مین مزا آتا ہے۔ ؎

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

یہن۔ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

واہ وا۔ آپ نے خوب سوکھی سنائی۔ سبحان اللہ تو
خود ہی انکار مین چیپر غلطو تھے آپ کے

پاس لٹھی دو گھڑی غم غلط کرنے کو آئے تھے کہ
ذرا ہنس کھیل کر کے گی کہ آپ کی مجرم نما صورت
دیکھکر میرا ننھا سا دل دہل گیا۔ آپ جیسا شگفتہ مزاج
ظریف۔ جس نے ہزارون لوگون کو خوش و خرم
رکھا ہو جب اس طرح کی کڑی چڑھی باتین کرے
تو بس تری کی تمام شد۔ اجی جناب غم پڑے تو لہو
کھیل کے کاٹیے۔ یہ کیا آپ نے اپنی حالت کر لی
ہے۔ آپ کو سمجھانا بجھانا درپیش بہ لقمان آموختن
ہے۔ دُنیا مین شادی و غم توام ہین۔ یکسان
حالت کسی کی نہین رہتی۔ پھر کمائے رانڈ دائے
و پھر دائے رانڈ کمائے۔ ؎

رنج و راحت جہان مین توام ہو
کہین شادی ہے اور کہین غم ہو

اس وقت اگر آپ زمانہ کے ہاتھ سے نالان ہین
تو کل انہین کی بدولت خندان بھی ہون گے۔
ارے میان چھوڑو یہ سب کنٹراگ۔ ؏

کار دنیا کسے تمام نہ کرد

ہائے قوم وائے قوم۔ میری پیاری قوم۔ تیری
پیاری قوم کرنے والے بہت ہین۔ آپ کونسے
تیس مار خان رفارمر ہین یا آپ کے نام کے
ساتھ کون سا حروف تہجی کا دُم چھلا لگا ہے جو
جاتا رہے گا۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ "تلک الایام
نداولہا بین الناس" اور کیا آپ بھول گئے
"ان مع العسر یسرا و ان مع العسر یسرا" رات
کے واسطے دن ضرور ہے اور دن کے واسطے
رات۔ آج غم ہے تو کل خوشی بھی ضرور ہے
ہر تکلیف کے بعد راحت لگی ہوئی ہے۔ ؎

ارے فضل کرتے نہین لگتی بار
نہ ہو اوس سے مایوس امیدوار

پنچ۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ آج کل زمانے
کا یہی حال ہے کہ چھوٹے بڑون کو نصیحت کرتے
ہین۔ خیر آپ اپنے اس لکچر کو تو براہ مہربانی
گردان دیجیے اور جو کچھ فرمانا ہو بلا تمہید و
دیباچہ شروع کر دیجیے۔
مین۔ اجی جناب مجھ کو تو آپ کے کان مین
ایسا منتر کہدینا ہے کہ غم غلط۔ لگن چین
ہو جائے۔ باچھین کھل جائین۔ دن عید
رات شب برات ہو جائے۔ وہ یہ کہ جن
صاحب کے آپ سوگ کر رہے ہین وہ
چل بسے۔ اُنکا کام تمام ہو گیا۔
پنچ۔ آمین۔ کیا کہا۔ سچ کہو۔ واللہ باللہ
صحیح فرمایئے۔
مین۔ جی ہان صحیح۔ بالکل صحیح۔ عرفاً صحیح
شرعاً صحیح۔ قانوناً صحیح۔ اور بہر طرح صحیح۔ یعنے
۱۸۹۷ء چل بسے۔ ؎

جس سر سے غرور آج ہو یان تاج وریکا
کل اوس پہ یہین شور ہے پھر نوحہ گریکا

صانع قدرت نے عجیب سلسلہ لیل و نہار
بنایا ہے بمصداق جعلنا اللیل لباساً و
جعلنا النہار معاشا۔ ؎

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یون ہی تمام ہوتی ہے

کہ آفرینش آدم سے تا این دم بلا فرق سر مو
یہ شہنیری مسلسل چلی جا رہی ہے۔ سبحان اللہ
ماشاء اللہ کیا نمونہ قدرت ہے انسان کی
محدود عقل کی فہم سے یہ مسئلہ باہر ہے
بجز عجز و انکسار و تسلیم قدرت کردگار
کے کوئی دم نہین مار سکتا۔ ۳۶۵ شبانہ
روز گزرے کہ سال تمام۔ ۱۸۹۷ء بھی
اسی زمانے تک دُنیا مین حکمران رہے۔
اور آخر اونکا دور بھی ختم ہوا اور خوب ہوا کہ
ختم ہوا۔ انہون نے بہت کچھ کروٹین لین
مگر شکر خدا کا کہ ایک سنٹ کا اکسٹنشن بھی
انہین نہین ملا ورنہ اہل دُنیا اب بھی ان
حضرت کے مظالم سے نجات نہ پاتے۔
دسمبر کیا آیا کہ تہیہ سفر شروع ہوا۔ حضرت کا
بوریا بدھنا بندھنا شروع ہو گیا۔ ڈیرے
ڈنڈے لد گئے۔ چل چلاؤ کا ڈنکا بجا ع

جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

۳۱۔ دسمبر کو نصف شب کے وقت کسی سے
ملے نہ جلے چپ چپاتے رفو چکر ہو گئے۔ یہ جا وہ
جا۔ گویا گدھے کے سر سے سینگ گئے۔ پہلی
جنوری کو مشرق سے جون ہی آفتاب طلوع
ہوا حضرت کا مطلع تھا۔ گو ابھی جا کر چند گھنٹے
ہوئے تھے اور نقش قدم صفحہ ہستی پر نمودار
تھے مگر کہین ان کا نام و نشان نہ تھا۔
نئے کھیل نئے تماشے۔ نئی عملداری۔ دنیا
و ما فیہا نئی۔ کوئی چیز پرانی ندارد۔ جنتری تبدیل
ریل کے اوقات تبدیل۔ مدرسون کی کتابین
تبدیل۔ جماعت تبدیل۔ موسم تبدیل۔ دن
بڑھنے لگا۔ رات گھٹنے لگی۔ گویا کام کاج
بڑھنے لگا سستی گھٹنے لگی۔ غرض کل کرے اپنے
کارنامے داخل دفتر ہر چیز نئی ہو گئی۔
اب ذرا ان صاحب کے حالات
سُنیے جو بارہ مہینے کامل شبانہ روز ہمارے
پاس رہکر اس بیگانہ واری سے ابھی سدھارے
ہین کہ انہون نے کیا کیا سلوک ہمارے
ساتھ کیے ہین اور کیا کچھ باوا دادا کے
وقت کی عداوت نکالی ہے۔
حضرت ستانوے یا یون کہیے کہ
"ستانے والے" نے چنگیز خان و ہلاکو کو
بھی بھلا دیا اور اس بے لطفی اور ظالمانہ
پالیسی سے دنیا مین رہے کہ ہر شخص ان کے
جلد چلے جانے کا آرزو مند تھا مگر یہ ایڑیان ہی
رگڑتے رہے اور ایک منٹ پیشتر بھی نہ سرکے
آتے ہی انہون نے بلاؤن کا پٹارا دنیا کے
سر پر دے مارا۔ سب سے پہلے قحط کی دھول
ایسی جمائی کہ دھول بکھیر دی۔ طاعون کی
میاؤن ایسی سُنائی کہ چل چلاؤ مچا دی۔
زمین کو زلزلہ سے تہ و بالا کر دیا۔ کلکتہ کی
عمارات جو سر بفلک کشیدہ تھین سر بسجود
ہو گئین۔ کچھ یون ہی سا جلوہ بھی کر دیا جو
ان کے بائین ہاتھ کا کھیل تھا۔ سرحد پر
لاکھون ہی جانین کھو دین۔ جیلین زلی۔
پاپڑ زلی نہین معلوم کہان کے حشرات الارض

نکال ڈالے گئے۔ ویانگٹن مین تند و تیز ہوا کا وہ جھکولا دیا کہ منٹون مین ہزارون آدمی تباہ ہوئے۔ عین خوشی مین رومبئی مین چھنگی ڈراکے حوالہ ندر ہوئی نئے لفٹنٹ اسپیٹ اور مسٹر رینیڈ کا خون ناحق گردن پر لیا شادی کو ماتم کدہ کر دیا۔ آنریبل تلک کو قید کی بے عزتی نصیب کی۔ کلکتے کا ٹیکا یا تلک اونکو لگ دیا۔ ستارے کے اڈیٹر کے ستارے نحس ہو گئے۔ مراد آباد مین ابنا پرشاد کو نامراد کیا۔ غرض عجب بیہودہ مخلوقات عام پر ہاتھ صاف کیا۔ موت کا بازار گرم ہی رہا سچ کہا ہے در خانۂ ظالم خراب نگرید حیرانی آئے خانہ بسیار کا اب خدا نہ کرے ٹلے۔ دنیا مین سدا کسی کو رہنا نہیں۔ ؎

رہرو ہمیشہ چاہیے باندھے کمر رہے
دنیا وطن نہیں ہے کہ آئے بستر رہے

آخر کار ؎

رفت و منزل بدیگرے پرداخت

۱۸۹۶ء بارک اللہ لنا فیہ کو مبارک دیتے ہی بنی۔ چلتے چلاتے ۔ چرکا ۔ اور آخری داغ یہ دکھلایا۔ ۱۹۔ نومبر کو لندن مین آگ لگا دی اور کچھ نہین ۴۰ لاکھ پونڈ کا نقصان کروا دیا جو آپ کا ارادہ تہا۔ کلکتہ کو زلزلہ سے لرزایا بمبئی کو طاعون سے۔ لندن کو آتش زنی سے آپ کا دست تعلم ہر طرف دراز تہا ع بیش صد نگفتی۔ سہر شن نہر مگو۔ ہان خوب یاد آیا ہمارے ہر دلعزیز ملکہ معظمہ ادام اللہ اقبالہا کی ڈائمنڈ جوبلی بہی آپ ہی کے عہد مین ہوئی آپ نے تو بہت کچھ چاہا کہ اسکی خوشی کو بہی ماند کر دین مگر وہ معاملہ ہی ایسا تہا کہ ہر کس و ناکس اپنی حالت مین مگن تہا۔ بادشاہ دوشالے مین تو فقیر کملی مین۔ رعایائے ہندوستان گو فاقہ مست تہی مگر اس خوشی مین سب سے پیش پیش تہی۔ نیر رفت و گزشت اور سنیے مولانا ۱۸۹۶ء کی آمد آمد کا حال۔ ؎

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

(چیرز) ہپ ہپ ہرے۔ یکم جنوری کو نو۔ کے تڑکے آپ کا نزول اجلال دنیا مین ہوا یہ صاحب نوجوان۔ خوش رو اور نہایت خلیق و خندہ پیشانی و بامروت ہین امید ہے کہ اپنے جانشین کے تمام مظالم کو صفحۂ دنیا سے نیست و نابود کر دینگے۔ ع

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

۲۲۔ جنوری کو باضابطہ آپ عنان حکومت اپنے دست قدرت مین لین گے۔ ۹۶ء کی کل کارروائی کو دن دہاڑے تیرہ و تار کرکے نسیاً منسیاً کرین گے اور بحر ظلمات مین غرق کرکے مسند آرائے دنیا ہونگے۔ خدا کرے کہ ہمارے نئے فرمان روا سب کے واسطے مبارک ہون۔ کل رنج و غم دہو جائین کلفتین دور ہون۔ دل ہین سرور ہون۔ بچھڑے ہوئے ملین۔ آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک۔ دشمن پامال۔ طاعون چٹ۔ قحط کافور۔ برسات خاطر خواہ ہو۔ غلہ خوب ارزان ہو۔ مینہ برسے گا برسائے گا۔ کوڑی کے سیپ لگائے گا۔ کوڑی گئی کہیت مین۔ پانی گیا ریت مین۔ دولت و اطمینان کی ریل پیل ہو۔ بیماریان تندرستی سے مبدل ہوان فقیر امیر ہون۔ امیر اور زیادہ امیر ہون۔ سرحد پہ امن چین ہو۔ برف کی طرح دشمنون کی ہمتین سرد ہون۔ کلیجے گہل جائین۔ ہماری گورنمنٹ کا دل ٹھنڈا رہے۔ سطوت و دبدبہ قائم رہے۔ ملکہ کا بول بالا اور دشمن کا منہ کالا رہے۔ ملکہ کی سلطنت دن دونی رات چوگنی ہو۔ عمر ان کی۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

مسٹر اودہ پنچ معہ اڈیٹر و اہالی مطبع سلامت ہم سلامت تم سلامت۔ ایسے غیرے

پنچ کلیان سلامت - آسمان سلامت - زمین سلامت غرض یہ کہ سب سلامت -

راقم
پ - دکن

کیون صاحب ہماری کیون نہ تعریف ہوئی ؟

حال مین حضور لفٹنٹ گورنر مغربی شمالی نے انتظام قحط کے بارے مین جو حکام اور دیگر حضرات کی تعریف کی تو شکایتوں کی بم ہوئی بہت سے حضرات نکل آئے جنکو یا جنکے دوستونکو شکایت ہو گئی کہ ہمارا یا ہمارے فلان دوست کا کیون نام نہ لیا گیا اگرچہ جناب ممتشم الیہ نے مثل اوس مولوی کے جو نام بنام فاتحہ دیکر آخر کو "دیگر حقدارون امیدوارون" کا خاتمہ لگا دیتا ہے - بلا تصریح تعریف کر دی ہے مگر پھر بھی لوگ کہتے ہین ہمارا نام کیون نہ لیا - ہان صاحب ٹھیک ہے یہ شکایت باقی رہی - دعا مانگیے پھر قحط پڑے اور آپ ایسی ہی کارگزاری دکھائیے پھر تعریف لین - سارے ہان - ہم مانگ کر تعریف لینا اسی کو کہتے ہین - مگر اتنا کہین گے کہ حضور ممدوح نے اچھا کیا جو ان حضرات کے مشورے کو نظر انداز کیا جو گداہون کو پڑھاتے ہین کہ خبردار تفصیل کسی بات کی نہ بیان کرنا - ورنہ جرح مین بہت ستائے جاؤگے چنانچہ یہی معاملہ ہوا - اگر حضور یونہین گول تعریف فرماتے تفصیل نہ کرتے تو سب چپ ہو رہتے - اب ایک مجھی کو دیکھیے واللہ قحط مین مین نے بھی بڑا کام کیا یعنے دو وقتہ سہ وقتہ اپنا تن پالا - تن کر مانا کمایا - جورو کی پرورش کی - بچون کو ملایا مگر میری تعریف کوئی نہین کرتا - سچ پوچھیے تو مین بھی لائق تعریف ہون - کیونکہ آج کل اپنی اور اپنے جورو بچون کی پرورش بھی بڑی تعریف کا کام ہے -

---

CHAMBERLAINSCOLIC
CHOLERA & DIARRHŒA
REMEDY.

چیمبرلینس کولک کالرا اینڈ ڈائریا ریمیڈی

(چیمبرلینس صاحب کے قولنج ہیضہ و پیچش کی دوائی)

(جو امریکہ مین بنائی گئی ہے)

نہایت عجیب دوائی اپنی قسم ہے جو تمام دنیا مین استعمال اور پسند کی جاتی ہے - تمام معدہ کی دردون کو فوراً دفع کرتی ہے قولنج ہیضہ پیچش - ظلیر و دامی ظلیر - بچون کا ہیضہ - انٹریون کی ہر قسم کی بیماریان -

قیمت - چھوٹی بوتل ایک روپیہ -

بڑی بوتل دو روپیے -

ہر جگہ دوا فروشون سے مل سکے گی -

FOR SALE BY W C KIDD

بمبئی برودا سنٹرل انڈیا و راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خرید شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹور کیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے کو بکار کمپنی خرید نا نیپال جنگل کے سال کے لٹھون کا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت مین صاحب بہادر موصوف کے بمقام اجمیر معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کے روانہ کرے - ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار لٹھون کا معہ شرائط ضروری کے موجود ہے ٹینڈر تاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۹۸ء کو دوپہر دن کے وقت سے قبل دفتر صاحب موصوف مین پہونچ جانی چاہئین بعد بارہ بجے کے نہ لی جائے گی اور کل لٹھہ تاریخ ۳۰ - اپریل ۱۸۹۸ء سے پیشتر دینے ہونگے -

ٹھیکہ دارون کو بعد ارسال ٹینڈر معہ زر بیعانہ اپنا اسٹاک لٹھون کا بہ لحاظ اس کے کہ لٹھہ کس قسم کے ہین یعنے اچھے ہین یا خراب بنا معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جائیگا ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی ہین کا ہین

Tender for supply of Nepal Sal Timber log.

اور اوس کے ساتھ ہی بمبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زر بیعانہ پورے کرنسی یا پرامیسری نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے - ورنہ ٹینڈر نامنظور کیا جاوے گا - اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا جاوے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے - ودران حالیکہ کسی ٹھیکہ دار کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہدنامہ کمپنی ٹکٹ چسپان کرکے دستخط کرنے سے انکار کرے گا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ ضبط کیا جاوے گا اور جس کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے گا اوس کا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت کے تا اختتام ٹھیکہ جمع رہیگا اور اگر ٹھیکہ دار لٹھہ مہیا نہ کر سکے گا یا کوئی بدمعاملگی ظہور مین آوے گی تو ٹھیکہ اوس کا فوراً منسوخ ہو کر زر ضمانت ضبط کیا جائیگا اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار رہے کہ بہ شرح کمی یا بیشی جس کا ٹھیکہ چاہین کے قبول اور منظور کرین گے - فقط

دستخط انگریزی

George R. Spencer.
Dy. Store Keeper
R. M. R.

Ajmere
6th Jan 1898

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون - میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ وغیرہ اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۴؍ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی اور جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر - پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور -**

اِسسے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے -

(۱) مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے - اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا - مین اون لوگون کو جن کی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون - ہر طرح سے مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے - دھند و خارش - سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ یہ ہے آپ نے اس قدر سستے دامون مین سُرمہ یہ سُرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے - اس کا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اوٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور - دسمبر ۱۸۹۶ء

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ممیرے کا سفید سُرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دُھند - جالا - سوزش - پھولا - سُرخی چشم کیواسطے تو اکسیر اعظم ہے - براہ نوازش دو تولہ سفید سُرمہ ممیرہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر شیودت رام صاحب انچارج ڈسپنسری لوکرن (مارواڑ) ۲۱ - دسمبر ۱۸۹۶ء

(۳) جناب پروفیسر صاحب اسلام نیاز - ممیرے کے سفید سُرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مین نے آجتک آنکھون کی بیماریون کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اوسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسی قدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تہی - پردہ کارنیا اور آئرس کوٹ مین سخت نقصان تہا اس سُرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا مہربانی کرکے ایک تولہ سُرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین -

راقم - ڈاکٹر شیخ اللہ بخش صاحب - ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۷ - مئی ۱۸۹۶ء

(۴) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب التسلیم - مین نے آپکے ممیرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دُھند - پھولا - ناخنہ - آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان لوگون پر آپکا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا - جیسی تعریف سُنی تہی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری راے مین آپکا سُرمہ شمل پوسٹ آفس پر گورنمنٹ بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گانون کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر غریب آپکے سُرمہ سے مستفید ہوکر آنکھون تمام عمر سے یاد کرے بلا مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم وی - پی بذریعہ بھیجدیجئے -

راقم - ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان ۷ - ستمبر ۱۸۹۶ء

(۵) جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب التسلیم - مین نے آپکے بیان سے سفید سُرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا - حد درجہ کا فائدہ ہوا - بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی - آپکا سُرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے - تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سُرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سُرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے -

راقم - مہاراج کنور چتر پال سنگھ صاحب بہادر والی ریاست مجگوان اودھ ۲۱ - اگست ۱۸۹۶ء

پانچہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب دس ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اوسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے الائنس بنک مین مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے -

مضامین غیر

تمنے بے پر کی گر اڑائی ہے
ہمنے بھی بھون بھون کھائی ہے

ذرا پنچ آپ نے بھی دو بے ضابطہ اطلاع نامہ ملاحظہ فرمایا جو کہا جاتا ہے اس ہفتے مین بارگاہ سلطان الافلاک سے بنارس مین جاری ہوا ہے۔ آج ہمارے پاس ایک عبارت بطور اشتہار عام کے پہونچی جسکا خلاصہ یہ ہے:-

"بشیشر ناتھ جی کا پتر سورگ کے تہ دون سے نکلا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سمت ۱۹۵۳ بتی ماگھ سدی اشٹمی دن بار اشونی نچھتر ساعت گھڑی پر ست جگ کا پرچار ہوگا اور ہزار برس تک پرچار رہیگا۔ رات تینتیس گھڑی کی ہوگی اور گیارہ گھڑی اوپرانت اوس رات اوتر دشا سے ہوا چلے گی۔ اوسدن دھرم کی برِدھی ہوگی اوس پتر کی نقل کرانا تہ مہا دیونے کی ہے اور بائیس گھڑی اوپرانت اوس رات کو بھونچال یعنے زلزلہ ہوگا اور گیارہ گھڑی تک رہیگا پرجا کا ناس سب دیس مین ہوگا اور دھرتی ٹوٹ پھوٹ ہو جاوے گی پس اوس رات کو کوئی اپنے گھر مین نہ رہے۔"

کیون صاحب پڑھا؟ کہیے پھر ۲۹ جنوری کو شام سے کہان چلنے کا ارادہ ہے باد شمالی کی شوخیون سے بچنے کے لیے کوئی دامن کوہ تجویز بھی کر لیا؟ بعض ہیکرون سے معلوم ہوا کہ چند مقامات کے لوگون نے شہر سے باہر چھپر ڈال لیے ہین۔ جابجا افواہون کی ہوائیان چھوٹ رہی ہین۔

شب برات کا لطف ابھی رہیگا۔

لوگ منہ کھولے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین۔ اس اشتہار کے پاتے ہی بہت سے اہل جہالت نے "حکم حضور سے اطلاع پائی" اور دستخط نیچے دیکھ کر چھوٹے بڑے سب سہمے جاتے ہین اور ہر خبر وحشت اثر کو ضعیف الاعتقادی کی عینک کے ساتھ حلق سے نیچے اوتار اس تلاش مین جھپٹتے ہین کہ زمین کس طرف سے پھٹنا شروع ہوگی۔

وائے بر ما و گرفتاری ما

اس نوشتہ خدائی نے خوب الّو بنایا۔ تار برقی خطون کی بھرمار حد سے بڑھ دیکھیے اہل ڈاک لدے پھرتے ہین۔ اسٹامپ فروشون کو مبارک!

اس موقع پر زیادہ بوکھلاہٹ کی ضرورت نہین۔ اول تو کسی نہ کسی کے چھپر پر ضرور جگہہ ملے گی۔ ورنہ اوس شب قیامت کو ذرا سا کلوروفارم خوب مدد دیگا کسی چانڈو خانے کی دیوار کے نیچے یا کسی دوکان کلوار کے آگے پڑے پڑے آٹھ دس گھنٹے تک فلسفے اور سائنس کے دقیق مسئلون کو حل کیجیے۔ ہم نے تو سوچ لیا ہے اگر اپنے وقت مین حکیم صاحب کی گولیان یا حبوب ہالوے۔ مدر سیگل کا سیرپ سب کے سب بیکار جائین تو ایک اور ڈھنگ ہے طوفان کی آمد کا وقت قریباً دس بجے قرار دیا گیا ہے ملاء اعلی کی طرف آہون کی ٹرین اور دعاؤن کے چھکڑے ضرور جاری ہونگے پھر کیا ہے؟ کسی ایشیائی شاعر کے نالہ رسا پر سوار ہو جائیے۔ سہولیت پسند لوگون کو تو یون بھی قباحت نہین ایجاب کو نقطہ اقلیدس کی طرح جزو لا یتجزی اپنی جگہہ مقرر ہے مگر گڑبڑ سے نہین ہو سکتے۔

ہندوستان مین رہنے کا نفع اتنا

کیا کم ہے کہ احکام الٰہی اس صدی مین صرف اسی ملک پر نازل ہوتے ہین - پروفیسر تلک کی پیشینگوئی نے تو پہلے ہی سے قبض کی شکایت رفع کر دی تھی مگر اس تیر نے سب سے زبردست اہل خیال کو مسہل دیدیا -

لگے ہاتھون ذرا اس تحریر آسمانی کا ریویو کر لیا جائے - ہمارے خیال مین تو یہ کسی شیطان کی کارروائی ہے - عدالت ہائے شیطانی سے اکثر ایسے نوٹس نکلتے ہین - چنانچہ اس مین یہی دریافت کیا گیا ہے کہ اہل دنیا بالعموم اہل ہند بالخصوص اور اہل بنارس باختصاص خاص وضاحت کرین کہ کیون ۲۹ جنوری تک نئے سال کی خوشی مین غارت نکر دیے جائین - افسوس کہ اسی جواب ہی کے لیے کافی وقت نہین دیا گیا -

کچھ اور بھی آپ نے خیال فرمایا کہ تیر سونے کا ہے - جناب خدا مین سونے سے عمدہ اور کوئی شے شاید دستیاب نہ ہو سکی اگر اس اطلاع کو باحتیاط و خوبصورتی ہو جانے کا ٹھیکہ گوکلانند سے والون کو دیدیا جاتا تو کم سے کم ہیرے کی تختی پر نیلم کے حروف مین ضرور طلیا ہوتا - ایشیائی شاعرون کے سیمین بدن معشوق کیا کم تھے - انکے ناک اور کان کا ٹکر ایک یفید اور آب دار کریم لیڈ نوٹ پیپر بنا لینا کیا بڑی بات تھی اور فرانس کے بیرہماسے قرمزی کے خون سے اس خوفناک خضر پر تحریر ہوتی تو زیبا تھا -

" اس تیر کے دیکھنے اور سنانے سے جو انکار کرے گا اوس کے دھرم کا نشٹ ہوگا " مگر ہم نے تو اس خبط مطلق کو شتہر کر کے ثواب کا پھل کما لیا - بیرومیٹر تھرمامیٹر کی طرح گائے کو پیمانہ ثواب قرار دیا ہے - ذرا اس سادگی اور اس منطق کو بھی ملاحظہ فرمایئے ایک جگہ تو لکھا ہے کہ " دو پر جاکا ناس سب دیس مین ہوگا " اور پھر اس سے بچنے کا نسخہ بھی ہمراہ ہے - وہ اوس رات کو اپنے گھر مین کوئی نہ رہے " خوب ! اگر حضرت رات کو اپنے گھر مین نہ رہین تو کس کے گھر مین جا گھسین محکمہ پولیس ۲۲ - جنوری کو سورج گرہن کے نذر ہو جائے تو یون ہی سہی -

اس کل تیر کو پڑھ تو گئے مگر یہ پتہ نہ لگا کہ خدا کے یا اوس کے پرائیوٹ سکرٹری کے دستخط بھی کہین موجود ہین - آیا مہر عدالت کا بھی کوئی نشان ہے ورنہ اسکی صحت روانگی کا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے -

طوفان و زلزلہ کا آنا یا اوس سے نقصان پہونچنا کچھ بعید القیاس نہین مگر ایک سونے کے تیر کا بنارس مین گرنا اور پھر ایک لغو سی عبارت کے ذریعہ سے پریشانی مین ڈالدینا جسکے لیے ابتک کوئی ثبوت عقلی پیش نہین کیا گیا - بار بار پنڈت کنھیالال الکھ دھاری کا قول یاد دلاتا ہے کہ " بھارت کے غارت کو پوپ نے جہالت کی توپ لگا رکھی ہے "

راقم
مرگ انبوہ جشنے دارد
احقر موہن لال سہارنپوری

رنگیلی طبیعت کی اُمنگ

پنچ مہاراج کی جے

آپ جانیے کہ طبیعت پر کسی کا اجارہ تو ہے نہین - خدا نے ہر شخص کو اپنا اپنا رنگ اور مذاق جداگانہ عطا کیا ہے - ع -

ہر گلے را رنگ و بوے دیگر ست

ہر چند اس زمانہ مین دستور سا ہو گیا ہے کہ جہان کسی کو نام برآور دہ دیکھا جھٹ پٹ اسی کا رنگ اختیار کر لینے کا بندوبست کر لیا خواہ ہو سکے یا نہ ہو سکے -

مثلاً ہم نے اودھ پنچ کے سوا کبھی کسی دوسرے پنچ کا نام ہی نہ سُنا تھا اور آپ چشم بد دور بہت سے پنچ نظر آ رہے ہین یعنی پنچ بہادر - بمبئی پنچ وغیرہ وغیرہ - جس گلی کوچہ مین جایئے پنچ ہی پنچ دکھائی دیتے ہین گو وہ کسوٹی کی چڑھی ہوئی زبان نہ ہو اور حسن عبارت مین آسمان و زمین کا فرق ہو - بقول حضرت اسیر مرحوم کے ؎

نقل مین پیدا نہین ہوتا تکلف اصل کا
مثل گل خوشبو نہین ہوتی گل تصویر مین

یا دوسری طرح سے یون سمجھیے کہ جماعت یورپین کی نمایان ترقیان دیکھکر بہت سے مسلمان گبرا کر نیچری بن بیٹھے جو اپنے تئین استحقاق فضیلت مین اور آئندہ اپنی اولاد کو یورپین کہلوانے کی اُمید رکھتے ہین - گو اس وقت یورپین کی نگاہ مین اونکی وقعت کتے کے برابر بھی نہ ہو -

مگر خطا معاف ہو یہ آج کوئی نئی بات نہین ہے - ایک چراغ سے صدہا چراغ جلا ہی کرتے ہین - اور شاعری کا فن تو عجیب ذات شریف فن ہے کہ اگر اوستاد صاحب کی بھی طبیعت رنگیلی نہ ہو تو اپنے ہی شاگرد کے مذاق کا کلمہ پڑھنے لگین -

ہمارے بلبل ہند داغ دہلوی کی غزلون پر اکثر شعرائے لکھنؤ نے ایسی پھڑکتی ہوئی غزلین کہہ ڈالین کہ باید و شاید - اسی سبب سے آج کل اینجانب کا شوق بھی بہت چرّایا اور بڑے زورون مین ایک غزل تصنیف کر ڈالی جو آپ کی خدمت مین ارسال ہے - ملاحظہ فرمایئے اور خوب ٹھٹھے اوڑایئے -

وہو ہذا

تیرے گھر مین غیر پھر آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
لاکھ تیری جوتیان کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
دیکھکر بھڑون کے نخرے جو جلے جاتے ہے
ناز کے بدلے وہ شرماتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ٹھگوں کی بڑھیا

ہاتھ کھینچو اسے میری جان اب مزا غیر سے
ہاتھ اوسکے پاؤن تھرانے ہین اوٹھتے بیٹھتے
نیند اوٹھنے کی وہ آمد ہے مین بانکاپن کہ پاؤن
صبح سے تاشام پھیلانے ہین اوٹھتے بیٹھتے
اسقدر ضعف ہوا ہے مین دن تیرے دیوانون کے سہر
تیز دن ہو گئی ہے جو گرانتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
ہے شب وصلت تیری صورت پہ ادا ہے نازکی
رات ہم چھینے اُٹھانے مین اوٹھتے بیٹھتے
دل سے تیرے یہ سو مرتبہ اوٹھتے ہین
ضعف میں آ پہ نہ وہ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
وصل کی شب [illegible] یاد آتا ہے مرا اسقدر
میری صورت دیکھتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
[illegible]
کیون کم کرو آپ [illegible] اوٹھتے بیٹھتے
[illegible]

[illegible] کی محفل میں گئے کیون ہم کہ وہ
نیلی پیلی آنکھین دکھلاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
اب کہ وہ سے سیر ہے مرکیا ہم نہ کہا تیری قسم
غیظ مین آکر یہ فرماتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
عرض کی مین نے کہ ہے کونسا نزد سر
آپ اس قابل جسے پاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
یہ سخن سنتے ہی فرمایا یہ سر عدو کا
ہم سر ۔۔۔۔ کی قسم کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
میری جودت کی صداقت کو یہ کیا کم ہے
جب حسین میری غزل گاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

راقم

ظریف مٹیابرج۔

انگلو بنگلس لوفر کلب کا سالانہ ڈنر

تمہ ۱۔ جنوری ۔ ۱۸۹۸ء

مسٹر گوس کا اسپیچ

حضرات مجھے اس کی بڑی خوشی ہے
کہ میرا فرخندہ فرجام نام میری خیالی بلند پروازیون
کی نسبت آپ صاحبون کی پوری تشفی کرتا ہے
اور مجھے اس کا یقین ہے کہ آپ حضرات میرے
نام کے متعلق کسی قسم کی غلط خیالی مین
مبتلا ہو کر مجھے کبھی ایک مغز بے ہنگام خیال
نہ کرینگے (نوٹو۔ قہقہہ) اب الحمدللہ
ہندوستان مین بھی تہذیب اور تعلیم
کی ایسی ترقی ہو رہی ہے کہ روشن خیال اور
عالی دماغ لوگون نے انگلستان کے شائستہ
اور مہذب سفید مسلب اصول پر اپنے لڑکون کا
نام رکھنا شروع کیا ہے اور اس کی پوری
تصدیق ہمارے کلب کے ممبران
عالی شان کے اسماے گرامی سے بخوبی
ہوتی ہے۔ (چیرز)

حضرات ۔ آپ صاحبون کو معلوم ہونا
چاہیے کہ ہمارا کلب تمدنی جھگڑون سے
بالکل پاک ہے اور پولیٹیکل معاملات (کہ
جسکی وجہ سے طرح طرح کے فساد اور نئی
نئی مبغزلیان روزانہ سوسائٹی مین پیدا
ہوا کرتی ہین) سے اوسکو کچھ بحث نہین ہے
اوسکے فقط دو پہلو ہین۔ سوشیل اور لٹریری
(علمی) سوشیل پہلو سے ہمارے قبل کے
فصیح اور بلیغ اسپیکر لوگون نے شد و مد سے
بحث کی ہے اس لیے مین اسکو اپنا فرض
سمجھتا ہون کہ مین اس کے لٹریری پہلو سے
آپ صاحبون کو واقف کرکے خوش ہونے
کا موقع دون (ہیر ہیر۔ سنو سنو) ہمارے
کلب مین تمام نامی انگریزی۔ عربی۔ فارسی
اور اُردو اخبارات رسالہ میگزین اور
ریویو دنیا کے جملہ تہذیب یافتہ ممالک سے
آتے اور پڑھے جاتے ہین اور ہمارے
کلب کی ایک ایسی مشہور اور نامی لائبریری
(کتب خانہ) ہے کہ جسکا اکثر حکام یورپین
کو بھی محتاج ہونا پڑتا ہے۔ ہمارے ممبران
کلب اپنی معلومات کو تازہ وسیع اور
اپ ٹو ڈیٹ رکھنے کی غرض سے نہایت
استقلال اہتمام اور توجہ کے ساتھ ان اخبارات
اور رسالون وغیرہ کو پڑھتے اور کبھی اپنے کو معمولی
معلومات کی معیز ریز گھوڑ دوڑ مین کسی سے
پیچھے رہنا پسند نہین کرتے ہین۔ (چیرز) کس قدر
ہمارے معلومات وسیع اور تازہ ہین اس کا
اندازہ آپ حضرات فقط اسی سے کرسکتے ہین کہ
آج دن کو ہمارے کلب مین جنگ ٹرکی و
یونان طوفان بلاد نشان چائنا گرمنگ سوڈان
اور جوبلی کے دربار مسرت و عظمت نشان کی
نسبت بڑے زور و شور سے ممبرون کے آپس
مین گفتگو ہوتی رہی۔ حالانکہ اوس وقت تک
اکثر یورپین حکام ان مضامین سے بالکل
ناواقف ہین ہندوستانیون کا بھلا ذکر ہی
کیا۔ (چیرز)

ہمارے کلب کے اکثر قابل اور ہونہار
ممبر امرتا بازار پتریکا۔ بنگالی ایڈوکیٹ۔
پیسہ اخبار۔ گوہر آصفی۔ دار السلطنت کلکتہ۔
اور دیگر نامی اور معزز اخبارات کے نامہ نگار
اور مضمون نگار ہونے کا فخر رکھتے ہین (چیرز)
اور برابر نہایت آزادی دیانت داری۔ اور
قابلیت کے ساتھ لوگون کے ذاتی معاملات
خانگی حالات اور کاوش انگیز مضامین سے
اپنی تحریرون اور مراسلون مین بحث کر کے
اپنے دلون کا پُر غبار بخار نکالتے اور کمزور
پست ہمت اور بے خبر لوگون کو ڈراتے
رہتے ہین (چیرز)۔

اس اخباری با کار ہتھیار سے ہم لوگون
نے اپنے مخالفین اور معاندین سے خوب
جی بھر کر نہ فقط بدلا ہی لیا ہے بلکہ اون کو
ایک ایسا عمدہ سبق دیا ہے کہ جس کو وہ
جلد ہی بھول نہین سکتے ہین۔ (چیرز) ہم لوگون
نے تعلیم اور آزادی نسوان۔ اخلاقی امور
کی اصلاح۔ اور اپنی جماعت کی دینی و دنیاوی
صلاح و فلاح مین اپنے جادو رقم قلم سے
وہ فرخندہ انجام کام لیا ہے جس کا ہمارا

ہمارا سے بڑا دشمن بہی منکر نہین ہوسکتا ہے اور جسکا سفید اثر کسی حاسد اور بے ایمان کی کوشش سے صفحہ ہستی سے مٹ نہین سکتا ہے۔ (چیرز)

حضرات یہ ہمارے ہی جادو تاثیر صریر قلم کی ہمت بڑھانے والی آواز ہے جو آج دار السلطنت ہند مین ہماری سرمایہ عظمت جماعت کی اون صدیون کی قیدی مستورات [1] مزادیون کو پارسی تھیٹر اور ولایتی چکر کی طرف نہایت بے باکی اور تہذیب یافتہ نیے دردن اور شیمے بردہ نمائش کے ساتھ لے جاتا ہے۔ جو آج انکو شفقت رنگی اخلاقی نمائشگاہ مین معزز و تہذیب یافتہ یورپین لیڈیون کے سامنے ملک کے حسن ملاحت صباحت اور اخلاقی ترقیون کا عمدہ نمونہ بنا کر دکہاتا ہے جو آج اونکو بے تکلف طور پر اپنے اور دوسرے خاندان کے تہذیب یافتہ مردون سے برابری اور بے تکلفی کی زینے پہ شیر و شکر کی طرح ملاتا جلاتا ہے۔ جس نے اونکو میلے۔ بدبو۔ جانفرسا اور آبرو شکن زندانون سے نکالا ہے جسنے اُن کے نازک موم آسا اور حنا آلود خوبصورت ہاتھون مین نئی روشنی کی مشعل دی ہے۔ جس نے اون کو متوکلہ جماعت کی بعض پردہ نشین اور خوش اطوار اور مرفہ الحال عورتون سے ملنے جُلنے کا موقع دیا ہے جس کی عفت پردہ پناہ مین وہ اکثر نے قسم کے دین دارگیانی لوگون سے پاک دوستی اور خالص پاک اخلاقی زینہ پر ایک گلابی شگفتگی سے اس طرح ملتی جلتی ہین کہ جس کی خوشبو سے ہماری جماعت کا دماغ معطر ہو رہا ہے۔ جس کی مفید تائید سے ان مین سے اکثر منچلی عورتین نہایت آسانی سے اور خندہ پیشانی سے اسپنے اپنے شوہرون کا استعمال تہذیب یافتہ مردان کی طرح کرکے آزادی اور اپنی تربیت یافتگی کی داد دے رہی ہین۔ (دیر پا اور پر شور چیرز)

اور جس کے سحر تاثیر کرشمون سے بعض مرتبہ بعض ہندوستانی۔ لیفٹنٹ گورنر لیڈیون کی معصومانہ غلطیون سے اُنکے نیچے کے طبقے مین ایک غیر معمولی قسم کی پریشانی افزا اور اُمید در لعل گرانی پیدا ہوکر قوم کی ترقی کا ایک چمکتا ہوا ستارہ اُن کے اُفق فلکی سے ہماری خوشی اور غیر مہذب اور نیم وحشی ارکین جماعت کی دہشت کے لیے پیدا ہوا ہے۔ (چیرز)

حضرات اس سے بڑھکر اور کیا مسرت انگیز اور تشفی بخش رپورٹ ہم اپنے کلب کی کامیابی اور منفعت افشانی کی آپ صاحبون کے سامنے پیش کر سکتے تھے اگر حاضرین برتمکین غور فرمائین گے اور نظر انصاف سے دیکھین گے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانون مین تہذیب اور شائستگی کے پھیلانے۔ اون کو مہذب اخلاق کے سکھانے اور سب طرح کی اقوام مین باہمی میل جُول کے بڑھانے مین ہمارے نامی کلب نے جو کچھ کارنمایان کیے ہین اوسکا عشر عشیر بہی آج تک پچیس برس مین علی گڑھ کالج بااین ہمہ دعوئے تعلیم تہذیب اور شور کامیابی بہی کر نہین سکا اور آج اوس بڑے قومی تعلیمی جہاز کا بڈھا پُر غرور دور بین فرنگی عاشق سہ تن یورپین۔ عالی خیال روشن دماغ اور صحیح المزاج باخدا ناخدا بہی ہمارے کلب کی غیر معمولی خدانواز رشک آفرین اور کامیاب کوششون کے مفید اخلاقی اور تعلیمی نتیجون کو نگاہ رشک سے دیکھ رہا ہے (پُر شور اور دیرپا چیرز)

راقم

خاص رپورٹر اودہ پنچ

یادگار گزشتہ اور سال نو

کہان تہا تو اے ساقی ستم ناز | اور میکدہ آج تو کردے بانٹ

کہ بڑھ چپ گیا تھا شہرۂ حسن تو | نہین آتا تہا کسیلئے روبرو

ہر اک رند کو تہا ترا استغفار | ہر اک روح قالب مین تہی بیقرار

خدارا نہ کر دیر دے جام مے | بہار آج میخانہ مین آئی ہے

نئے سال کی بزم ترتیب کر | بڑا اور میخانہ کی کر و فسر

ترا میکدہ آج گلشن بنے | پری شیشۂ مے کی دولہن بنے

تری گلستان مین بہار آئی ہے | بنا لائی بلبل ہے پہولون کے ہار

کلی کہل پڑی دلمین پہ آئے سوچ | نئی نکہت گل کو پہولونکے کوچ

مے و شیشہ ہو اور نہ ہو کوئی غیر | کرین رند میخانہ مین تیری سیر

ہو لفریح تہذیب گلشن کے ساتھ | حسینان لندن کے ہاتھون مین ہاتھ

پلا جلد ساقی مے لالہ فام | نہ کر دیر ساقی اوٹھا جلد جام

نہ کر بیل چرخ ستمگر یہ تو | پٹک شیشۂ غم کو تہپر پہ تو

گیا وہ زمانہ کہ کہتے تھے ہم | جہنم مین جائے زمانہ کا غم

ترے چہرے کا رنگ تہا زعفران | اڑا ئین گریبان کی تہین دھجیان

ہوئے خشک لب تھے جو تھے رشک لال | بدخشان تپ غم مین تہا پائمال

مصیبت مین ہر ایک تہا غور وا | اسپنے غم مین سب مدتھے اور تو

اشارے سے کہتا تہا کہ ہر تہہ | کہ افسوس چھوڑا جوانی نے ساتھ

بتا دیتے رہی تیستی ہی ہچکیان | اُکھڑتا ہے دم اب نکلتی ہے جان

نہ مینا نہ تہا اور نہ فصل بہار | نہ گلشن مین گل تھے نہ تو گل کے ہار

---

[1] نو دولت اور خانہ ساز عالی خاندان۔

لوکل علیہ الرحمتہ

میان جارج خان صاحب کچہ کچہ کر چلے ہین - ہان جب ہوا تیز چلتی ہے تو سردی ہو جاتی ہے -

بارش کی ضرورت تہی - مگر اب تک کوئی سامان نہین معلوم ہوتے - شاید منجمون کی خاطر کارکنان قضا و قدر کو زیادہ ملحوظ ہے کہ کہین گس کے دن اب صاحب پر سال کی طرح مشاعرے مین کنڈت نہ ڈال دین -

باورچی ٹولے مین ایک لالہ صاحب نے کنکوے کا پٹیا توڑنے پر دو آدمیون کو چہرے پٹیا - ایک زیادہ مجروح ہو کر داخل ہسپتال ہے - مقدمہ سپنی مجسٹریٹی مین دائر ہے - غالباً لالہ صاحب نے خیال کیا ہوگا کہ جب عورت کے پیٹ گرانے پر سنگین سزا قانون مین اون نے تجویز کی ہے تو کنکوے کا پٹیا توڑنا بہی ستوجب سخت سزا کیتہ - خیر اب غالباً اپنی راے مین ترمیم کرنے کا موقع ملیگا -

التماس ضروری

۱۸۹۷ء ختم ہو گیا - باقیدار حضرات سے اُمید ہے کہ حساب کتاب کی صفائی اور کارخانے کی امداد کی نظر سے زر بقایا مرحمت فرما کر - احقر کو مرہون منت فرماوین گے -

المشتہر
منیجر اودھ پنچ

ناول مزرا ستا

ناظرین اودھ پنچ مین سے اکثر حضرات واقف ہو نگے کہ جناب منشی محمد عباس حسین صاحب ہوش اس پرچے کے قدیم مہربان اور مضمون نگار ہین آپکی شاعری اور نثاری محتاج تعریف نہین ہین آپ کی بہت سی تصنیفین نظم و نثر مین مثل مثنوی ترانہ ہوش و داسوخت جلے تن - و ناول عریضہ طاہرہ وغیرہ وغیرہ ثابت کر چکی ہین کہ آپ کہنہ مشق شاعر اور قدیم نثار ہین - یہ ظریفانہ ناول آپ نے خاص اودھ پنچ کے واسطے لکہا ہے اور ۱۳ جنوری ۱۸۹۸ء سے ہمراہ پرچہ شایع ہوتا ہے اور بعد ختم کے کتاب کی صورت مین بہی شایع ہو گا -

جو صاحب اس ناول کے پرچے جمع کرتے جاتے ہون اون سے اُمید ہے کہ اگر کوئی پرچہ گم ہو جائے گا تو ایک مہینے کے اندر طلب فرمالین گے - بعد تکمیل کتاب دفتر سے اوراق بہیجنے مین سخت دقت اور اکثر اوقات تعمیل ارشاد سے معذوری ہوتی ہے -

الملتمس
منیجر اودھ پنچ لکہنؤ

بمبئی بڑودا اسنٹرل انڈیا و راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹہیکہ بنا بر خرید شہتیر لٹہے

چونکہ ڈپٹی اسٹور کیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خرید نیپال جنگل سے ساکہو کے لٹہونکا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹہیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت مین صاحب بہادر موصوف کے بمقام اجمیر معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کے روانہ کرے - ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار لٹہونکا معہ شرائط ضروری کے موجود ہے ٹینڈر تاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۹۸ء کو دوپہر دن کے وقت سے قبل دفتر صاحب موصوف مین پہونچ جانی چاہئین بعد بارہ بجے کے نہ لی جاوینگی اور کل لٹہے تاریخ ۳۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے پیشتر دینے ہونگے -

ٹہیکہ دارون کو بعد ارسال ٹینڈر نمونہ بیعانہ اپنا اسٹاک لٹہون کا بہ لحاظ اسکے کہ لٹہے کس قسم کے لئیے اچہے ہین یا خراب ہین معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جاے گا ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی مین لکہیں

Tenders for Supply Nepal Sal timber by

اور اوسکے ساتہ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زر بیعانہ پورے کرنسی یا پرامیسری نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے - ورنہ ٹینڈر پر کچہ لحاظ نہ کیا جائے گا - اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیجاوے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی راجپوتانہ ریلوے منتقل کیا جاوے - دران حالیکہ کسی ٹہیکہ دار کا ٹہیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہد نامہ کمپنی ٹکٹ چسپان کر کے دستخط کرنے سے انکار کریگا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ ضبط کیا جاوے گا اور جس کا ٹہیکہ منظور کیا جاوے گا اوسکا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت کے تا اختتام ٹہیکہ جمع رہیگا اور اگر ٹہیکہ دار لٹہے مہیا نہ کر سکے گا یا کوئی بد معاملگی ظہور مین آویگی تو ٹہیکہ اوس کا فوراً منسوخ ہو کر زر ضمانت ضبط کیا جاویگا اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار رہے کہ بہ نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹہیکہ چاہینگے قبول اور منظور کرین گے - فقط

دستخط انگریزی

George H. Spencer
Dy Store Keeper
R.M. Ry
Ajmere
6th Jany / 1898

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون - میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش غیرہ غرضکہ اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عالم خاص اس سرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص میرو فی ماشہ ۸ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی اور جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر پروفیسر میا سنگہ آہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور -**

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے -

(۱) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت بیمارون پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون - یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ ایسا بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا - مین اون لوگون کو جن کی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون - ہر طرح سے مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے - دھند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے دامون مین سرمہ یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے - اس کا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے فرض ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اوٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین -

راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور دسمبر ۱۸۹۶ء

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے میرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کر کے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر اعظم ہے - براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ میرہ بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرمادین -

راقم - ڈاکٹر شو دت رام ویپے انچارج ڈسپنسری کورن (مارواڑ) ۲۱ - دسمبر ۱۸۹۶ء

(۳) جناب پروفیسر صاحب اسلام نیاز - میرے کے سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مین نے آجتک آنکھون کی بیماریون کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اوسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسی قدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - پردہ کارنیا اور ائرس کوٹ مین سخت نقصان تھا اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید میرہ قیمتی للعہ پچل جلد روانہ فرمائین -

راقم - ڈاکٹر شیخ اللہ بخش نشتبر - ڈاکٹر مقام دیوسی ضلع ساگر ۷ - مئی ۱۸۹۶ء

(۴) جناب پروفیسر میا سنگہ صاحب تسلیم - مین نے آپکے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخنہ - آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا - جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا - میری رائے مین آپکا سرمہ مثل پوڑیہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گانون کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعا خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی پی پوسٹ بھیجدین -

راقم - ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ۷ - ستمبر ۱۸۹۶ء

(۵) جناب پروفیسر میا سنگہ صاحب تسلیم - مین نے آپکے یہان سے سفید سرمہ میرے کا منگوا کر استعمال کیا - عمدہ درجہ کا فائدہ ہوا - بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی - آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے - تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے -

راقم - مہاراج کنور چتر پال سنگہ صاحب بہادر والی ریاست مجگوان اودھ ۱۲ - اگست ۱۸۹۶ء

پانچہزار روپیہ انعام - اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب دس ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اوسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے الائنس بنک مین ماہ مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا ہے -

ازین ستارۂ دُنبالہ دار بترسم

دُمدار ستارون سے جاہلون کو بھی خوف ہے اور نجومیون کو بھی۔ کیا وجہ کہ وہ عقیدے کی روسے سمجھتے ہین جب جھاڑو آسمان تک پہونچتی ہے۔ تو کسی نہ کسی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ اور یہ علم کے زور سے اندیشہ کرتے ہین کہ اول تو ان ستارون کی چال کا اب تک حساب ٹھیک نہین معلوم ہوا ہے۔ دوسرے دُم کا انتظام بھی بے سیاق ہے۔ خدا جانے کس وقت دُم ہلاتے کیطرف آجائین اور اجرام فلکی مین سے کسی سے ٹکرا جائین اور نہین دُم ہی لنگوٹی کی طرح مار بیٹھے تو خدا جانے ہمارے نظام شمسی مین کتنا اندھیر ہوجائے۔ اس سال نجومی کہتے ہین سات دُمدار ستارے نمودار ہون گے۔ معاذ اللہ۔ ایک ہی پریشان کرنے کو کیا کم ہوتا تھا اور اب کے تو بقول شخصے ساتا روہن کی آمد ہے۔ خدا ان کو ہدایت کرے کہ آنے جانے مین اپنی اپنی دُمین سنبھالے رہین کیا سبب کہ بقول ہیئت دانون کے یہ پورے تہذیب یافتہ نہین جس طرح اس دُنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ خلقت کی ابتدائی حالت مین دم ضرور ہوا کرتی ہے جیسا کہ اکثر جانورون مین دیکھا جاتا ہے حتّے کہ پہلے انسان کے بھی دُم ہوتی تھی اور اب بھی ان کیڑون مین جن سے بچہ بنتا ہے دم موجود رہتی ہے۔ اسی طرح ستارے ابتدا مین دُمدار ہوتے ہین۔ جب عمر بڑھتی اور تہذیب آتی اور کرسی اور دنگل بناکر بیٹھنا سیکھتے ہین اور دُم رگڑتے رگڑتے سوکھ کر گر جاتی ہے تب کہین اس سے نجات ملتی ہے۔ پس یہ ستارے ٹھہرے کم عمر وحشی۔ ان کو سنبھلکر چلنے کی تمیز کہان۔ اور اگر ان کو آسمانی میونسپلٹی کے خاکروب قرار دیجیے اور قیاس کیجیے کہ وہان بھی اس سال کسی ہاتھ افسر کی آمد ہوگی اور سات سات خاکروب جھاڑو دیئے صفائی کرنے کو نکل کھڑے ہوئے ہین۔ تب بھی خاکروبون کا آسمان تک پہونچ جانا انقلاب عظیم کی بات ہے۔ ابھی کچھ نہین خاک تو بہت سی اُڑائین گے اور جس طرح چندر بنسی سورج بنسی اپنا سلسلہ چاند سورج سے لگاتے ہین اُسی طرح یہ لوگ بھی دُمدار ستارون سے رشتہ ملائین گے۔

اور اگر کہین وہان کا کوڑا کرکٹ نیچے کی طرف پھینکنا شروع کیا تو ہماری زمین کی اور بھی خیر نہین۔ ایک تو یونہین خاک ہی خاک ہے اسپر یہ آسمانی کوڑا اور بھی مرے پر سو درے کی حالت پیدا کریگا۔

اس سے حفاظت کی تو کوئی صورت نہین اگر خدانخواستہ یہ دُمین زمین سے چھو گئین تو پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ جس طرح منجم گہن دیکھنے کو اہتمام کرتے ہین اوسی طرح اس دم پکڑنے کی تدبیرین بھی کرین۔ اور اگر کچھ بھی نہ ہوسکے اور دُم روکے نہ رکے تو ہمدا فروز باندھ دین تاکہ وہ ستارہ پھر ادھر دم لٹکانے مین ذرا تامل کرے۔ اور باقی اور حضرات اس سال آسمان کے تلے نکلنے مین تامل کیا کرین۔ کیونکہ یورپ مین عورتین جھاڑو مار کر کمترین شوہر ان کو باہر نکال دیتی ہین اگر یہ جھاڑو پڑ گئی تو فرمایئے کہان ٹھکانا ہوگا۔

نظارۂ گرہن

مُنہ پر نقاب لیکر سورج گہن دکھا دو
ہم آنسوؤن سے اپنے پانی بھر رنگین مین

جناب اودھ پنچ صاحب - سورج گہن دیکھنے کی ترکیب جو اس شعر مین بیان کی گئی ہے وہ تو ایسی دقیانوسی ہے کہ اوس کے تجربہ کرنے کو بھی معلوم نہین کیا کیا کچھ چاہیے مگر اس مرتبہ گرہن دیکھنے کو جو مجمع بکسر مین ہوا ہے وہ واقعی قابل دید تھا - حضرت میرا خیال تو یہ ہے کہ بکسر کے معرکہ کے بعد جو لڑکپن مین مدرسہ مین پڑھایا گیا تھا ایسا مجمع بکسر کو کبھی نصیب نہ ہوا ہوگا - یہ تو آپ جانتے ہین کہ اس گرہن کے دیکھنے کو بڑے بڑے جغادری اور خرانٹ منجم معلوم نہین کہان کہان سے ہندوستان تشریف لائے تھے اور خدا جانے کیا کیا کچھ اس کے بارہ مین پیشینگوئیان اور چہ میگوئیان مدت سے ہو رہی تھین - کہین ایسٹ انڈیا ریلوے نے اسپشل پر اسپشل چھوڑنے کا بندوبست کیا - کہین کلکٹر کے خاص اہتمام حاضری و ٹفن نے لوگون کو چاٹ ولائی ہماری مرحومہ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے صاحبہ نے بھی ایک اسپشل ٹرین ۲۲ جنوری کی شب کو روانہ کرنے کا اشتہار دیدیا - یہ سب ہماہمی اور دھوم دھام دیکھکر بندہ درگاہ کے دل مین وحشت سمائی نہین شوق چرایا - اور بکسر کی راہ لی - اسپشل ٹرین کی کیفیت [illegible] کل کارڈ بیان جلیل القدر تماشا [illegible] سے [illegible] ہوئی تھین - اسپشل ٹرین خلاف توقع بہت احتیاط اور سہولت سے اسٹیشنون پر دم لیتی ہوئی مغلسرا پہونچی - اسٹیشن پر وہ ریل پیل تھی اور اس قدر انگریز زیادہ سیمین دکھائی دیتی تھین کہ وہ اگرچہ انگریز نہین تو برمنگھم ضرور ہی معلوم ہوتا تھا - مغلسرا ہی سے شوقینون نے اپنی اپنی دوربین سنبھالنی شروع کی - کوئی بیچارے مصیبت زدہ آفتاب کی تصویر کھینچنے کو شیشہ درست کر رہا ہے - کوئی آفتاب کی رہی سہی تمازت مٹانے کو شیشہ کے ٹکڑون کو کاجل سے سیاہ کر رہا ہے - حضرت عجب اشتیاق اور اضطراب کا وقت تھا اور اوس وقت بخوبی اندازہ ہوتا تھا کہ ہمارے یورپین خواجہ تاشان کس درجہ قدرتی منظرون اور علمی تجربون کے دلدادہ ہین -

مغلسرا سے چلتے ہی انجن کی تیز رفتاری نے خبر دیدی کہ اب ایسٹ انڈیا ریلوے آگئی - [illegible] ٹھیک گیارہ بجے دن بکسر تشریف ہوئی - اسٹیشن بکسر کے ٹھکٹھے اور جنٹلمین اور لیڈیون کے مجمع کس طرح لکھون - نہ الفاظ مین اتنی قدرت نہ قلم مین اتنا زور کہ اوس سمان کی ادھوری تصویر بھی کھینچ سکے - مختصر یہ ہے کہ حد نگاہ جاتی تھی ایک قدرتی گل لالہ کھلا ہوا تھا - حضور ویسرائے کا کیمپ اسٹیشن سے کسی قدر فاصلہ پر تھا - اور اوسی جگہ تھوڑی دور پر علمی محققین اور نجومیان ولایت کا مقام نظارہ اور جائے امتحان تھا - وہان ہم غریبون کی پہونچ کہان - مگر نیاز مند بھی ایسی جگہ پہونچ گیا تھا کہ ؎

ہم وہان ہین جہان سے ہمکو بھی
کچھ ہماری خبر نہین آتی

معلوم نہین کس کس کی خوشامد و درآمد کرکے اسٹیشن کی خاص چھت پر اینجانب پہونچ گئے اور مرزا خورشید بیگ صاحب اور اینجانب کے درمیان کے بیچون بیچ مین سوا آنکھ کے پردہ کے اور کوئی حاجب نہ تھا - بارہ بجے تک تو میان آفتاب صاحب نے وہ وہ آنکھین دکھائین کہ جلے دھلے ہر شخص گویا میدان حشر مین کھڑا تھا اور مارے گرمی کے بیچا پلپلایا جاتا تھا - مگر وقت معینہ پر جیسے ہی معرکۂ کارزار گرم ہوا - بیچارہ آفتاب مُنہ چھپانے لگا اور مارے غیرت کے سوکھ سوکھ کر کانٹا ہوا جاتا تھا - آناً فاناً ماہتاب نے آفتاب کو چھاپ لیا - حضرت خدا کسی پر بری گھڑی نہ ڈالے - اوس وقت آفتاب ایسے شہنشاہ خاور کو بھی جان بچانی مشکل ہوگئی - چشم زدن مین ایک عجب تاریکی چھا گئی - نہ آفتاب کا پتہ نہ اوس کی فوج (دھوپ) کا نشان - ماہتاب نے ایک عجب خوشنما ہالے مین آفتاب کو گھیر لیا - اور ماہتاب کے ساتھ ستارے بھی نمودار ہوگئے - چڑیان یہ سمجھ کر کہ شام ہوگئی اپنے اپنے بسیرون کی طرف روانہ ہوئین - مگر غروب کا سر نیچا - دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب پھر غالب آگیا اور اوس کا کھویا ہوا جاہ و حشم رفتہ رفتہ آن موجود ہوا - نہ وہ شام تھی نہ تاریکی - نہ ستارے دکھائی دیتے تھے نہ ماہتاب کی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی نظر پڑتی تھی - حضرت وہ سمان بھی قابل دید تھا اور دنیا کے بے خبرون کو انقلاب زمانہ کا ایک عجیب پر اثر نظارہ دکھاتا تھا - آناً فاناً کچھ بھی نہ تھا - سب لوگ اپنے اپنے بوریے بندھنے سنبھالنے لگے - اور بکسر سے فوراً تیار ہونے کی طیاریان کرنے لگے - پورا آفتاب غائب ہونے مین قریب ڈیڑھ گھنٹہ لگا - مگر پھر حالت اصلی پر آنے مین بہت ہی تھوڑی دیر لگی -

یہ بھی چشم بصیرت کے لیے اس امر کی مثال تھی کہ خدا کو نہ کسی کے بگاڑنے مین دیر لگتی ہے اور نہ بنانے مین - اوس روز بندہ درگاہ بھی بذریعہ اسپشل واپس ہوئے اور مع الخیر داخل لشکر

نئی پرانی تہذیب

ہر سبزہ کہ بر کنار جوئے رستہ است — گویا ز لب فرشتہ خوئے رستہ است

پا بر سر سبزہ ہا بخواری ننہی — کان سبزہ ز خاک لالہ روئے رستہ است

عمر خیام

نکلنے پر بیکار ہو گئے۔

رباعی

ہون وہ فرس جو ہون برف کی سنگ ریزی سے
بجلیان نہ چھپ گرین تو مری بیتابی سے

اولٹی سمجھ

مولانا پنچ - السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ آپ کی شرح تو راستے تو ہم خوب ہی واقف ہین کہ ماشاء اللہ سوا ہدایہ بدایہ اور شرح مسلم کے بات ہی نہین کرتے۔ جب دیکھیے تسبیح کھٹکھٹاتے اللہ اللہ جپتے چلے آتے ہین جورو بچے جنجال عقبیٰ کا خیال ہر دم اپنے گناہون کا ملال۔ دُنیا کے تین پانچ سے کچھ مطلب ہی نہین۔ آپ کی بلا جانے کہ دنیا مین کیا ہل چل مچی ہوئی ہے۔ کون آیا کون گیا۔ ۹۶ء کیا چیز ہے اور ۹۷ء کس کا نام ہے۔

یہ تو ہم سے پوچھیے کہ گرہ باز کبوتر کی طرح ساری دنیا کی خبرین دم بھر مین لے آتے ہین۔ آج کل بیچارے گزرنے والے ۹۶ء کی جو گت بنائی جاتی ہے کچھ اوس سے اونہی مرحوم کا دل خوب مزے اوٹھا رہا ہے۔ بھلا اس عداوت کی کچھ انتہا بھی ہے کہ ایک نہین سارا زمانہ دشمن ہو گیا۔ جسکو دیکھیے دور دور ہیٹ ہیٹ کے سوا اور کچھ نہین کہتا۔ عرب کی "دُع دُع" عجم کی "دور بود" پنجاب کی "دُرِ دُرِ" کشمیر کی "دفان چھو" بنگالہ کی "بیریہ جا" ہند کی "آخ تھو" وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے یورپ ایسے بڑے بھاری مہذب ملک مین بھی "گو آن گو آن" کے سوا اور کچھ نہین سنائی دیتا۔ ع

یہ کس بُت کی ترچھی نظر ہو گئی
کہ دنیا ادھر کی اودھر ہو گئی

ہم نہین سمجھتے کہ غریب ۹۶ء نے کیا ایسی خطا کی ہے کہ ایک نہین ہزارون واہیات سُنا رہی ہین۔ جس صحبت مین بیٹھیے اسی کی گپ شپ۔ جس ملک مین جائیے اسی کے چرچے جس اخبار کو دیکھیے اسی کی فریاد۔ یا اتنی مروت سے اور اتنا بغض۔

اسے بھی قحط ہوا تو لاکھون روپیہ کا فنڈ بھی آ گیا۔ طاعون آیا تو زہے نصیب کہ تھوڑے ہی گنے چُنے مرے مین دوسن کی گٹھری لادنے سے بچے۔ طاعون کا قانون بنا تو تمہارا کیا نقصان ہوا۔ قلمرو آت کا نیا فکر تو بس وغیرہ دوسرون کی صرف ہوئی۔ سرحد پر آپا ڈٹی ہوئی تو تم کیا کس سلطنت مین ایسا نہین ہوتا۔ کوئی غریب ہو گیا تو ہو جائے تم تو چھرے اوڑاتے ہو کوئی امیر بن گیا تو اپنے گھر کے لیے تمہارا کیا بگڑا۔ رشوت کا ڈر یہ کھلا تو اون کے قدر سے۔ پولیس کا زور بڑھا تو تمہارا ہی چال چلن درست کرنے کے لیے۔

مگر یہ تو بتاؤ کہ اوس غریب ۹۶ء کے چلے جانے سے کیا تم کو راحت مل گئی کہ خوشی کے مارے بغلین بجا رہے ہو۔ کیا ۹۶ء نے ان سب آفتون کے دفع کر دینے کا بیڑا اوٹھا لیا ہے۔ اگر یہ نہین تو پھر کاہے کی ٹاہین ٹاہین ٹس مچا رکھی ہے سچ ہے غریب مرغی کی جان جائے کھانے والون کو سواد نہ ملے۔ یہ نہین سمجھتے کہ ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

ناشکری خدا کو ناپسند ہے۔

اسی ۹۶ء کی دولت ہم نے کیا کیا نعمتین پائین۔ حج کا ایسا خوفناک سفر معاف ہو گیا جمعہ مسجد ہی پر اکتفا ہو گئی۔ مُلّا کی دوڑ تا مسجد۔ ہماری آسایش کے لیے جا بجا قرنطینے مقرر ہوئے۔ اچھی اچھی مشین اور ڈاکٹر (اگزامن) جانچنے کے لیے رکھے گئے۔ طاعونیے۔ کوڑھیے۔ حذابیے وغیرہ ہم سے الگ بھاگتے تھے جیسے ہم طاعون سے۔ خصوصاً ہمارے حکمران وکٹوریہ کا جشن جوبلی اس وہم وڈھکے سے ہوا کہ نہ باید و نشاید۔ اب اگر اس پر بھی ۹۶ء کو نحس سمجھیے تو یہ دوسری بات ہے۔

بالفرض ہم آپ ہی کا کہنا مانتے ہین کہ ۹۶ء نحس بلکہ وہ نحس اوس کا باپ دادا نحس تھا مگر یہ تو بتلائیے کہ ان حضرت ۱۸۹۷ء خان بہادر مین آپ نے کیا سعادت پائی ہے کہ اون کے خیر مقدم کو آپ لپکے چلے جاتے ہین۔ اخبارون کے کالم بڑی بڑی عبارتون سے سیاہ کر رہے ہین۔

اسے حضرت ذرا ہوش کی دوا کیجیے اور یہ ذات شریف جو گل کھلانے والے ہین اونہین کان کھول کر سُن رکھیے۔ یہ نہ سمجھیے گا کہ انھون نے پہلی جنوری کو چاند سا مکھڑا دکھلایا بلکہ ان حضرت نے چوستے ہی گال کاٹ لیا۔ آتے ہی اپنے پیارے لالہ گھن پرشاد کو

سیاست کا حکم دیدیا۔ لالہ صاحب کب چوکنے والے تھے۔ دھوتی سنبھال یہ جا وہ جا۔ دم بھر مین آسمان کی خبر لاسئے۔ بچارے چاند کو دبا بیٹھے۔ چاہتے تھے کہ ایک لقمہ مین محرمی حلوے کی طرح سب کا سب ہڑپ کرلین کہ دفعۃً صبح ہوگئی کہ دو اسلئے جاگ اوٹھے۔ سرچہار طرف سے شور بلند ہوا۔ دہائی تہائی کی دھوم مچ گئی صدقہ و سوال ردکی دھاچوکڑی سے کان پڑی آواز سننا مشکل ہوگئی۔

اب تو لالہ صاحب گھبرا سئے۔ ایک میٹھی پینڈ تھی کہ نہ اوگلتے بنتی ہے نہ نگلتے۔ بہزار خرابی بیٹوسے کو دبا دیکے اوگلا اور جھٹ پٹ مال کی لقمہ پھیک چلتے پھرتے نظر آسئے۔

خیر وہ تو رات تھی لیکن اس جرأت کے تو دیکھیے کہ دن دہاڑے چھاپا مارا وہ جست کی کہ چوتھے فلک پر جا پہونچے اور بیچارے

آفتاب پر ہو کے بنگا لیون کی طرح گر پڑے پھر وہی ہل چل مچگئی اور وہی شور قیامت برپا ہوگیا۔ بہت سے بیچارے قریب تھا کہ دریا مین ڈوب مرین۔ اکثر سربسجود ہوکر پناہ مانگنے لگے۔ اکثر بہتے کشتون کی خیرات پر برات ہوگئی ؎

بر آفتاب رخ آن ستمگر نقاب گرفتہ
سیاہ روز از انم کہ آفتاب گرفتہ

یہ بھی ستارے کی نرالی گردش تھی کہ جب بٹھے۔ یا ضبی والون کو امریکہ سے ستارے آنا پڑا۔ مگر کلکتہ کے باشندون نے تو امریکہ والون کے بھی کان کاٹ لیے۔ وہ عیاری کی کہ جلتے وجلتے فوراً گھڑ دوڑ شروع کردی جس کے دیکھتے ہی لالہ صاحب کا جی للچا گیا یا نہین کھل گئین جھٹ پٹ آفتاب سے دست بردار ہوکر

موجود ہوگئے۔

خیر یہ تو واقعات گزشتہ تصور کرنا چاہیے اس سال خیر ہے دُمدار ستارے اودھر اودھر گھومتے گھامتے دُم ہلاتے نمودار ہون گے۔ اور وہ بھی ایک دو نہین چھ سات۔ ایک ہی دُم سے خوف رہا کرتا ہے کہین یہ کسی جرم فلکی سے ٹکر نہ کھا جاسے کہ دنیا تہ و بالا کر دے اور جب سات سات دھاچوکڑی مچا ئین تو خیریت کہان ہوسکتی ہے۔

اور سب سے زیادہ صدمہ تو ہم کو سنہ ۱۹۰۱ء کی بدولت یہ اوٹھانا باقی ہے کہ ان کے گزر جانے سے ہمارے ہر دل عزیز وسیرا سے بھی تشریف لے جائین گے۔ اب ہم نہین سمجھ سکتے کہ ابھی کیا کیا حوصلے ان حضرت کے دل مین باقی ہین اور کیا کیا مرحلے ہم پر پیش آنے والے ہین اگر ہم سے ان سے ملاقات ہوتی تو ہم اتنا ضرور کہہ دیتے اگر ہوس ست ہمین قدر بس ست

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
(غلطی قیافہ)

ر باعی

گیسو و رخ کا بوسا دو
چاند گہن ہے صدقا دو
از ظریف

انگلو انڈین اور فرقہ کلب کا سالانہ ڈنر

تحریر ۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء

مسٹر ڈمب کا اسپیچ

مسٹر پریسیڈنٹ اینڈ جنٹلمین۔ ایسے

دلچسپ مواقع پر یہ قاعدہ قدیم سے چلا آتا ہے۔
کہ ہر اسپیکر (مقرر) کچھ نہ کچھ اپنی کج مج زبانی
کی معذرت ایک شائستہ عنوان سے پیش کرتا
ہے مگر میں خوش ہون کہ مجھے میرے مفید نام
نے ایک اخلاقی کام سے بری کیا ہے۔ مگر
میرے نام کے خیال سے آپ صاحبون کو کسی
طرح نا اُمید نہین ہونا چاہیے کیونکہ میرا نام

"برعکس نہند نام زنگی کافور" کے اصول
پر رکھا گیا ہے اور اس کا مسرت بخش تجربہ
ابھی تھوڑی دیر مین آپ لوگون کو ہو جائیگا
مجھے اسکا سخت افسوس ہے کہ ہمارے کلب
کے بعض اخلاقی قاعدہ کے مطابق یہ جلسہ
لیڈیون کی نورانی حاضری اور معطر اخلاق سے
محروم ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے اون کو اس
جلسہ کے ساتھ ایسی گہری دلچسپی اور سچی
ہمدردی ہے کہ اونکی ایک معزز جماعت
اوس سبز پردے کے اندر (ہاتھ سے بتا کر)
ہم لوگون کی تقریرون کے سننے کی غرض
سے بیٹھی ہوئی ہے اور اپنے نرم نرم ہاتھون
کے ناز آفرین اور دلون مین مسرت اور
ہمت کی گدگدی پیدا کرنے والی تالیون
سے باجے بجا رہی ہین۔ (چیرز) اور
مجھپر اسلیے فرض ہے کہ مین اونکی قدردانی
اور ہمدردی کا دلی شکریہ ممبران کلب کی
طرف سے ادا کرون (چیرز)

ہمارے کلب کے ممبرون کا یہی ایک اصول
ہے کہ حتی الوسع اپنے ہندوستانی عادات کو
قائم رکھتے اور قومی اخلاق کو جہان تک ممکن
ہے برتتے ہین۔ ہملوگ عموماً اس کثرت سے
تمباکو کے ساتھ پان کا استعمال کرتے ہین کہ
بعض شوخ طبع احباب نے ہمارے منہ کو اوگالدان
سے تشبیہ دی ہے۔ ہملوگون کی ہر کشتی بھی
بالکل قاضی جی کے اوس حکیمانہ اصول پر مبنی
ہے کہ حسب مقولہ کا ناگفتہ بہ رہنا ہی قرین مصلحت
ہے۔ ہماری غذا کا انتظام بھی انگریزی اور
ہندوستانی مذاق سے مرکب ہے اور ہمارے
اسباب خورد و نوش مین بھی اسکی رعایت ہے
معاندین کا یہ الزام کہ ہملوگ انگریزی کھانے
کی تمیز نہین رکھتے۔ اوسکے رفع کرنے کے لیے
فقط یہ دسترخوان کہ جسکے قریب ہم کھڑے
ہین کافی ہے۔

ایک بڑا الزام ہملوگون پر یہ ہے کہ
ہملوگ متوکلہ جماعت کی عورتون سے شیر و شکر
کی طرح ملجاتے اور بہت جلد اپنے کو اون سے
بے تکلف بناتے ہین۔ اور چونکہ اسکی اصلی
وجہ معمولی ہندوستانی خیال کا آدمی سمجھ
نہین سکتا ہے اس لیے اپنی غلط فہمی
سے ہماری شکایت مین لب کھولتا ہے

حضرات۔ ہم لوگون نے برسون
تہذیب یافتہ انگلستانی عورتون کی
اخلاق آموز صحبت کی چاشنی چکھی ہے
اور یہ اوسی کا نتیجہ ہے کہ ہم لوگ عموماً
نسوانی جماعت کو ایک یورپین آنکھ سے
دیکھتے ہین اور ہماری تمام تر دلی خواہش
اور کوشش یہ ہے کہ ہم عورتون کی پست
اور قابل حسرت حالت کی اس نیم وحشی
ملک مین اصلاح کرین اور اونکو اس بات
کے جاننے کا موقع دیکر کہ ہملوگ اونکو کسی
طرح نظر حقارت سے نہین دیکھتے ہین بلکہ
اون کو اپنا حقیقی شریک رنج و راحت جانتے
ہین اور اونکا دل بڑھا دین۔ (دیر پا اور
پُر شور چیرز) علاوہ برین تعجب تو اس کا
ہے کہ ایک موٹی سی بات ایشیائی طریقہ
کے تربیت یافتہ لوگون کی سمجھ مین نہین
آتی ہے۔ یہ کون نہین جانتا ہے کہ ہمارے
کلب کے اکثر عالی شان ممبر پبلک مین
(Public man) ہین پہر اسی
سے ظاہر ہے کہ اونکو پبلک او مین
(Public woman) کی کیسی شدید
ضرورت ہے اور اون کا برتاؤ اوس
سراپا منفعت جماعت کے ساتھ کیا ہونا
چاہیے۔ (چیرز)

ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا
کہ ہماری جماعت کے بعض بعض نامی گرامی
اشخاص پبلک اومین Public woman
کے مجرد گھر ڈالنے اور اون کو اپنے عقد
مین لانے کی برکت سے آج پبلک مین

(Public mane) [illegible] بنے ہوئے
ہین وگرنہ اون کو اس معزز لقب کے پانے
کا دوسرا کوئی حق نہ تھا (چیز) بعد اس کے
یہی نون انصاف دوست اس دل خوش کن
اور استعمال نہ پیرا فرقہ کے ساتھ ہمارے ملنے
جلنے کے خاص طریقہ پہ معترض ہو سکتا ہے
اور بعدن تو بلوگ بہ شیخ حاسدین اور مخالفین
کے نشانہ تیر ملامت ہین پر انصاف دشمنی
اور بدطینتی کا کیا علاج کیا جا سکتا ہے۔ خدا
اونکو انصاف مندانہ طور سے دوسرون کے افعال
کے دیکھنے اور جانچنے کی قدرت دے۔ آمین

راقم ـــــ
خاص رپورٹر اودھ پنچ

لیجیے!

بجائے [illegible] آفس کی ارزان اور خوبصورت چیزین

البم

ورق الٹتے ہی دنیا کے دلچسپ شہرون کے
مشہور مشہور مقامات کی سیر دیکھ لو امید عالیشان
عمارتون اور سمندر مین لہراتے ہوئے جہازونکی بہار کہین
جنگلی پہولون سے ڈہکی ہوئی جہاڑیاں یا مختلف قسم
کے دلچسپ گلستانون کی قطار منگائیے اور ملاحظہ
فرمائیے۔ نمبر ا جس مین ۷۰ تصویرین ہین قیمت عہ
ڈاک محصول ۴ ۱ نمبر ۲ جسمین ۲۰ ا تصویرین ہین
جلد سنہلی قیمت معہ ڈاک محصول ۸ ر
کمرون کی آرائش کے لیے اور بہی نہایت دلچسپ
تصویرین جو تازی ولایت سے منگائی گئی ہین
فی درجن ۲ ر و ۳ ر و ۴ ر و ۶ ر و دو روپیہ۔

گہڑیان! گہڑیان! گہڑیان!

نہایت نفیس اور مضبوط ٹہیک وقت بتانیوالی
اور اوسپر بہی طرہ یہ کہ بہت ہی ارزان بچہ واچ
قیمت شے سمپلکس واچ قیمت [illegible] رمیل
واچ قیمت شے علاوہ اسکے ہمارے کارخانہ
مین اور بہی بیش قیمت گہڑیان موجود ہین۔

فرمائش آنے پر حال لکہا جا سکتا ہے۔

طلسم! طلسم! طلسم!!

یعنے تاش کے اندر جال کی کتاب

ارے! یہی تاش تہا کہ جلا دیا گیا تہا نا؟ اور
پہر خالی صندوق سے کہان سے آیا! اور لطف
یہ کہ ایک ٹکڑا جو جلانے سے رہگیا تہا وہ اس تاش
مین نہین ہے در اچہا دیکہیے مین اسے پورا کرتا ہون
یہ کہکر بازیگر نے ماوس ٹکڑے کے یہ صندوق
مین رکہا اور کہولا تو پورا تاش تہا ٹکڑے کا نام و
نشان بہی نہ تہا! ایسے ایسے تعجب انگیز ۲۵ کہیل
اس کتاب مین ہین قیمت ۱۰ ا

ڈراما! ڈراما! ڈراما!

تہہ حقیقت راسے لبطور ڈراما ناٹک ہیتا
کہیلنے لائق قیمت ۴ ر

ادویہ جات

دانت کا منجن نہایت اچہے قیمت معہ محصول ڈاک
۵ ر کہلی کی دوا قیمت ۶ ر داد کی دوا ایک ہی
روز مین فائدہ بخشنے قیمت ۸ ر سب فرمائش
حسب ذیل پتہ سے آنی چاہیے
منیجر بہارت جیون آفس بنارس سٹی

بمبئی بڑودا سنٹرل انڈیا و راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹہیکہ بنابر خرید شہتیر لٹہہ

چونکہ ڈپٹی اسٹور کیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے
اجمیر کو سرکار کمپنی خریدنا نیپال جنگل کے سال کی لٹہونکا
منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے
کہ جس ٹہیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً
درخواست اپنی خدمت مین صاحب بہادر موصوف
کے بمقام اجمیر معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم
کے روانہ کرے۔ ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار
لٹہون کا معہ شرائط ضروری کے موجود ہے
ٹینڈر تاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۹۸ء کو دوپہر
دن کے وقت سے قبل دفتر صاحب موصوف
مین پہنچ جانی چاہیے بعد بارہ بجے کے
نہ لی جائے گی اور کل لٹہہ تاریخ ۳۰ اپریل
۱۸۹۸ء کے پیشتر دینے ہونگے۔
ٹہیکہ دارون کو بعد ارسال ٹینڈر منہد
بیعانہ اپنا اسٹاک لٹہون کا بلحاظ اس کے
لٹہہ کس قسم کے ہین یعنے اچہے ہین یا خراب ہین
معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جائیگا
ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی مین لکہین

Tender for supply of
[illegible] Sal Timber log

اور اوسکے ساتہہ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ
بطور زر بیعانہ نوٹ کرنسی یا پرامیسری نوٹ
مین روانہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ٹینڈر پر کچہ لحاظ
نہ کیا جاوے گا۔ اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا
جاوے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی۔ بی
سی۔ آئی راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے۔
در انحالیکہ کسی ٹہیکہ دار کا ٹہیکہ منظور کیا جاوے
اور وہ عہدنامہ کمپنی ٹکٹ چسپان کرکے دستخط کرنے سے
انکار کریگا تو ایک ہزار زر بیعانہ ضبط کیا جاوے گا
اور جس کا ٹہیکہ منظور کیا جاوے گا اوس
کا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت
کے تا اختتام ٹہیکہ جمع رہے گا اور اگر
ٹہیکہ دار لٹہہ نہ مہیا کر سکے گا یا کوئی
بد معاملگی ظہور مین آوے گی تو ٹہیکہ اوس
کا فوراً منسوخ ہوکر زر ضمانت ضبط کیا جائیگا
اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار رہے کہ
بہ نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹہیکہ چاہین گے قبول
اور منظور کرین گے۔ فقط

دستخط انگریزی
George R. Spencer
Dy. Store Keeper
R. M. Ry
Ajmere
6 Jan 1898

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون ـ میڈیکل کالج کے پروفیسرون ـ نامور ڈاکٹرون ـ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ـ ضعف بصارت ـ تاریکی چشم ـ دھند ـ جالا ـ پڑوال ـ غبار ـ پھولا ـ سبل ـ سرخی ـ ابتدائی موتیابند ـ ناخنہ ـ پانی جانا ـ خارش وغیرہ معزز حکام اور حکیم صاحبان اور دیگر آنکھون کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے ـ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ مبلغ ۸ روپیہ ممیری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ـ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین ـ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ـ **المشتہر پروفیسر میان سنگھ آہلووالیہ ـ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ـ**

اِسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ـ

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میان سنگھ صاحب نے بنایا ہے آپ خود اور بہت بیمارون پر استعمال کر کے دیکھا ہے ـ اسمین ایسا امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا ـ مین اون لوگون کو جن کی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ـ ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے ـ دھند و خارش ـ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ آپ نے اس قدر سستے دامون مین سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے ـ اس کا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے اس سفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اوٹھاتین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین ـ

راقم ـ ڈاکٹر پنڈت گنگا [illegible] صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور دسمبر ۱۸۹۶ء

(۲) مخدوم مکرم بندہ ـ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کر کے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند ـ جالا ـ سوزش ـ پھولا ـ سرخی چشم کیواسطے تو اکسیر اعظم ہے ـ بندہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ ممیرہ بذریعہ ویلیو پی ایبل اور بھیجدین ـ

راقم ـ ڈاکٹر شیودت رام ووب انچارج ڈسپنسری لوکران (ایارموام)

۲۱ ـ دسمبر ۱۸۹۶ء

(۳) جناب پروفیسر صاحب ! سلام نیاز ـ ممیرے کے سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے ـ مین نے آجتک آنکھون کی بیماریون کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ایک مریض پر تو اس نے جادو کا اثر کیا ـ کیونکہ اوسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسی قدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی ـ پردہ کارنیا اور ایرس کوٹ مین سخت نقصان تھا اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرماوین ـ

راقم ـ ڈاکٹر شیخ اللہ بخش سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر

۷ ـ مئی ۱۸۹۶ء

(۴) جناب پروفیسر سردار میان سنگھ صاحب ! تسلیم ـ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند ـ دھند ـ پھولا ـ ناخنہ ـ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا ـ میری راے مین آپکا سرمہ مثل اوتچرہ کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعا خیر سے یاد کرے بلطف و مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم وی ـ پی بھیجدین

راقم ـ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان ۷ ـ ستمبر ۱۸۹۶ء

(۵) جناب پروفیسر میان سنگھ صاحب ! تسلیم ـ مین نے آپکے یہان سے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا ـ عمدہ درجہ کا فائدہ ہوا ـ بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی ـ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے ـ تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے ـ اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے ـ

راقم ـ مہاراج کنور چتر پال سنگھ صاحب بہادر والی ریاست مجھگوان اودھ ۲۱ ـ اگست ۱۸۹۶ء

پانچہزار روپیہ انعام ـ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب دس ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اوسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے الائنس بنک مین مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا ہے ـ

مضامین غیر

انگلی پر یفلس لوفر کلب کا سالانہ ڈنر

منعقدہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء

مسٹر بگ آس کا اسپیچ

حضرات - چونکہ میرے قبل کے اکثر قابل و
شگفتہ طبع اسپیکرون نے اپنے اپنے اسپیچ
کر دی کی نہایت مفید اور دل پسند کیفیت و...
ہے اس لیے میرا اس خصوص مین بالکل چپ
رہنا آپ صاحبون کو شاید میرے اونچے اور
پرشوکت کلغی دار نام کی طرف ایک حقارت
تبسم کے ساتھ متوجہ کرے - میرے قدیم اور عالی
رتبہ خاندان مین چونکہ بڑے بڑے مشہور علما
اور نامی حکما گزرے ہین اسلیے بعض کسر نفسی
کے خیال سے اون بزرگون نے اپنا خاندانی
نام ایسا تجویز کیا تھا جو ایشیائی خیال کے مطابق
لفظ ہر کسی قدر حقارت انگیز ہے - اس وجہ سے
اگر آپ حضرات کسی قسم کی غلط خیالی مین مبتلا
ہین تو مین اوسکو ابھی رفع کیے دیتا ہون -

ہمارے خاندان کے جملہ ارکین اپنے [illegible]
گوش اور اکثر اعضا کی مضبوطی اور قدرت
باربرداری اور محنت کشی کے لیے مشہور ہین
اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم لوگون کو
اونکی مناسبت سے عقل و دانش کا حصہ بھی
ازل مین ملا ہے (چیرز)

حضرات جبکہ ہم لوگون نے اوس
سبب سے کہ ہم ولایت مین رہکر حاصل
کیے ہین وہان ہم لوگ مسئلہ صحت کو (کہ جس سے
ضروری اور بکار آمد کوئی چیز دنیا مین نہین
ہے اور جسکی جانب ہمارے ہموطنون کو مطلق
توجہ نہین ہے) بہی ذرہ بھر کے لیے نہین
بھولے ہین اور یہ اوسی کا عمدہ نتیجہ ہے
کہ ہم مین سے اکثر نوجوان صحت جسمانی
کے ایک عمدہ نمونہ اور تصویر بنکر
آئے ہین - ہمارے مجازی خاقون کے زمانہ
جوش انگیز شباب کی بعض حسرت انگیز
بے اعتدالیون اور نسل خراب کن غلطیون
سے جو بعض قسم کا سخت نقصان اور ایک
آدھ آنچ کی کسر ہماری صحت مین رہ گئی تھی
اوسکی اصلاح ہملوگون نے بڑی مشکلون
سے کسی قدر تو سائنس کی مدد اور زیادہ تر
ولایت کی تہذیب یافتہ نسوانی سوسائٹی کے
اخلاقی رگڑون سے کی ہے (چیرز) ہم لوگون
نے بفضلہ تعالے اپنی صحت کو اس قدر مستحکم
کرلیا ہے کہ کسی قسم کا کالا آزار (ہندوستانی
بیماری) ہمارے جیالی پھاٹک کے گرد
پھٹکنے تک نہین پاتا ہے آزار پہونچانے کا
تو حال ذکر کیا - ہمارے کلب کے اکثر ممبر عالی
نسب - فیشن ایبل اور وضعدار - ولایتی امراض
لیکر یہان آئے ہین جن سے کسی قسم کا نہ کوئی
نقصان اور بالفعل تکلیف اون کو نہین پہونچتی
ہے اور نہ وہ کسی طرح ان کے پیشہ مین حارج
ہین - بلکہ اون کا ذکر فخر کے ساتھ اچھی سوسائٹی
مین کیا جا سکتا ہے اور چونکہ یہ مہذب اور
قوی امراض مستقل طور پر اون کے اجسام
مین خانہ نشین ہو گئے ہین اس لیے کسی
قسم کی کالی بیماری کو اب اسکی ہمت نہین
ہو سکتی ہے کہ اون کی صحت پر حملہ کرنے کا
قصد کرے انشاء اللہ تعالے ہم لوگ حکیمانہ
طور پر ان ولایتی امراض کو کامیابی کے
ساتھ اپنی آئندہ نسلون مین پھیلا کر ان کو برابر
کر سکینگے لیے تمام قسم کے مہیب - مہلک -
ذلیل اور شدید کالے آزار سے کلیتہً محفوظ

کردین گے۔ (چیرز)

مسٹر بلاک ہیڈ کا اسپیچ

حضرات۔ مجھے اپنی تقریر مین کسی
معذرت آمیز تمہید کی چندان ضرورت نہین ہے
جیسا کہ ہمارے کلب کے اکثر سفہا اور کاہل الوجود
ممبرون سنے کی ہے۔ میرا صرف یہ شعر ایسے
موقع پر پڑھ دینا کافی ہوگا۔

حریفان بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

جو معرکہ آرا اور یادگار اسپیچین کہ ہمارے قبل
کے قابل ممبرون نے اس وقت دی ہین
اور جس ضبط و ربط اور تفصیل کے ساتھ
پُر اثر طور پر تمام ضروری۔ مفید اور مشکل مسایل
سے کہ اونہون نے بحث کی ہے اوس کے
بعد کسکو ہمت ہوسکتی ہے کہ وہ تقریر کرنے
کی غرض سے اس معزز جلسہ مین کھڑا ہو اور
اگر حماقت انگیز جرأت سے کھڑا بھی ہوجاے
تو کہان سے تازہ اور دلچسپ مضمون اسپیچ
دینے کے لیے لاسکتا ہے۔ مگر اس شعر نے

ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است
خُم و خمخانہ با مہر و نشان است

بہت کچھ میری ہمت بڑہائی اور گویا الہاماً میرے
خیال ناقص مین ایک ضروری اور مفید مضمون
ایسا آیا ہے کہ جس سے بحث کرنے کی مین آپ
صاحبون سے اجازت چاہتا ہون (چیرز)

حضرات۔ آپ صاحبون کو شاید معلوم
نہین ہو کہ اس ملک کے اناڑی بنچ (آنریری
بنچ) کی حالت کس درجہ لائق حسرت اور قابل
عبرت ہے۔ اور اس کے بعض بعض فرومایہ۔
بے مادہ جاہل اور خود فراموش ممبرون کی
عدم قابلیت۔ عدم واقفیت۔ تنگی معلومات
بیجا نمایش۔ حکومت اور خرد ماغی کی وجہ سے
اہل معاملہ ہمارے پیشہ کے ممبران عالیشان
اور علی العموم نوع بنی انسان کا کیا کیا [illegible]
نقصان ہو رہا ہے اور اونکو کس قسم کی
غیر ضروری تکلیفین پہونچ رہی ہین۔ شیم شیم
(شرم شرم) اگرچہ کہ پریسیڈنسی ٹونس مین بھی
اکثر ایسے نیک گذرے کہ جنکے نام ہرگز ستارۂ
دنیا [illegible] رہے کم نہین ہین اور جن کی تمام
عمر اور عقل معمولی پر بھی [illegible] ہوئی ہے
دین لقب سے ملقب کردیے گئے ہین مگر اون
مین سے اکثر حضرات شاید ایسے ہین کہ جنکو
کسی زبان مین بھی ایک مضبوط اور مسلسل
تجویز لکھنے کی قدرت نہین ہے اور جو نہایت
تحمل اور استقلال کے ساتھ اپنے بعض
قابل کلیگ کا انتظار کرکے اجلاس پر اپنی
قابلیت کا اعلان کیا کرتے ہین۔

وہ حصہ ملک جو تعلیم کے اعتبار سے
ابھی تک بہت پیچھے پڑا ہے اوسمین ایسے
ممبران آنریری کی بنچ جنکی تعریف مین نے
ابھی کی ہے ایک افسوسناک کثرت ہوتی
چلی جاتی ہے۔ اس مین شک نہین ہے کہ
معدودے چند ان مقامات مین بھی ہر
طرح قابل مدحت ہین اور اپنی آنریری ڈیوٹی
کو تشفی بخش طور پر انجام کرتے ہین مگر حضرات
کہین آپ نے سنا ہے کہ قطرہ سے بھی
پیاس بجھتی ہے۔ گو ہمارے ممبران کلب
عموماً اس بنچ سے سواے فائدہ کے
نقصان بہت کم پہونچتا ہے کیونکہ یہ ایک مشہور
بات ہے کہ جب ہمارے کلب کے ممبران عالی
شان بول و براز کے مقدمون مین ان کے
اجلاسون مین کام کرنے جاتے ہین تو نہ یہ
فقط اوس طرح ڈرتے اور سہمے ہوے خرگوش
کی طرح اپنی دُم کو دباتے ہین کہ جس طرح ہمارے
پیشہ کے جونیر اور ناتجربہ کار ممبرون کو تند خو۔
بدمزاج اور سخت گیر سولین جج اور مجسٹریٹون
کے مقابلہ مین اپنی کورٹ کی لمبی تعلیمی دم
کو بہت مجبوری اور کسی قدر بدمزگی کے ساتھ
دبانا اور سمٹنا پڑتا ہے (شیم شیم) بلکہ ہمارے
ساتھ ہر طرح کا اخلاق برتتے ہین۔

حضرات جس کلاس کے آنریری ممبران
بنچ کی حسرت انگیز کثرت کا ذکر ابھی مین نے کیا ہے
اوس سے اب ہمارے ملک کی بدنصیبی سے قانونی
حشرات الارض کی طرح ہندوستان مین
پھیل رہے ہین وہ جماعت واقعی قانون
دانی سے اس قدر دور ہے جیسے مسجد سے
کتا۔ بستی سے شیر۔ نیچے درجے کے اہلکاران
پولیس سے دیانت۔ اوس مشہور لالچی گیدڑ
کے منہ سے انگور۔ آفریدیون سے عقل۔
تہذیب۔ اور نمک حلالی۔ ہیجڑون سے
شجاعت۔ بنیون سے سیر چشمی۔ کسبیون سے
عصمت۔ [illegible] سے غیرت۔ ہندوستانیون
سے اتفاق۔ انگریزون سے باہمی نفاق
مسلمان امیرون کی محلسراؤن سے صحت
مسلمانون سے ہمت اور غیرت۔ [illegible]
افیونیون سے تمیز اور عقل۔ وکلاے
[illegible]۔ اور کم ظرفون سے شرافت نفسی
جس قدر دور ہے (شیم شیم) اور اونکی
ضابطہ دانی کی پرانی اور بوسیدہ گٹھری
ہمیشہ خود غرض منشی اور چالاک عملون
کی بغل مین دبی رہتی ہے (شیم شیم)

حضرات اس بنچ کے بعض بے حقیقت
اور لالچی ممبرون نے اس عہدہ کو اب ایک
تجارت سراپا منفعت قرار دیا ہے جسکے
ذریعہ سے وہ اپنی ناجائز پولٹیکل نشو و نما
اور ترقی مین بہت کچھ کام لے رہے ہین
مگر شکر کا مقام ہے کہ اب حکام عالی مقام
کو ان کی ناجائز اور بیہودہ کارروائیون اور
ظلم افشان بددیانتی اور ناقابلیت کی
خبر کسی قدر پہونچی ہے اور ان مین سے
بعض حضرات آنریری بنچ سے بعض زبردست
ہاتھون کی جابرانہ اور دیانتدارانہ ٹھوکرون
سے سر بسجدہ گرے پاے بدست
[illegible] کے اصول پر نکال دیے گئے ہین

محافظ چین

تاس کی ڈبیا

تاس کی چٹکی

آ آ آ

چھین!

اور اب غارت و تار کیت اور ذلت مین اس
طرح درد انگیز اور عبرت افزا طور پر پڑے ہوئے
ہین کرورہا فاقہ کش بیگہ بان اور کاشتکار بے
سروسامان کہ جس نے انکی ناجائز حکومت اور
کسفلر نامہ شورش سے اذیت اور درد اوٹھایا
تھا۔ وہ بھی آج دل سے انکے حق مین دعاے
خیر کرتا ہے۔

حضرات ایک بڑے نامی اور معزز خود پنشل
آفیسر نے مجھ سے ایک روز یہ کہا تھا کہ قیامت
کے دن جہنم مین جانے والے ہندوستانی
عہدہ دارون مین سب سے زیادہ چند ڈپٹی
مجسٹریٹون کی تعداد ہوگی اور اس مصیبت زود
اور مخجل لشکری علم برداری کی عزت اوس
نفسی نفسی کے روز ہمارے کالے پیشے کے
بعض نامی اور گرامی ممبرون کو ملے گی۔ جو کچھ
مین نے اوپر بیان کیا ہے اس سے صاف
ظاہر ہے کہ ظالم اور نادم ڈپٹیون کو مالک
کی مملکت مین جاتے وقت بھی اپنے جلوس
ظاہری سے محروم رہنے کی حسرت نہ ہوگی
کیونکہ ان کے جلو مین بعض نامی پنچ کے
ممبرون کی بھی ایک مختصر بد دیانت جماعت
ہمدردی اور زینت افزائی کے خیال سے
عذاب کے فرشتون کی لات اور جوتی کھاتی
ہوئی نہایت پشیمانی اور ذلت کے ساتھ
جائے گی۔ (چیرز)

حضرات۔ مین امید کرتا ہون اور
صدق دل سے میری یہ دعا ہے کہ آیندہ ہماری
جماعت کے شرفا میری اس ناچیز تقریر پر نہایت
غور اور تسکین سے توجہ کرین گے اور آیندہ
اپنے کو اس عام بے عزتی اور عاقبت کی
بڑی جوابدہی سے باز رکھنے کی کوشش
فرمائین گے۔ ہم یا ہمارے معزز ممبران
کلب پر غصہ ہونے کا کوئی حاصل نہین ہے
کیونکہ ہم لوگون نے آزادی اور سچائی
کا وہ بیڑا اوٹھایا ہے جس نے آج ہمارے
اس غریب کلب کو ہندوستانی پارلیمنٹ
کا مرتبہ دیدیا ہے۔ (چیرز) آپ صاحبون کو
معلوم ہونا چاہیے کہ ایک سیر واقعات کی
قوت پچاس ہزار سن دلائل عقلیہ اور
حکمیہ سے زیادہ ہے۔ اور اگر اس بات
کو حاضرین برتر تمکین اور ہمارے ملک
کے قابل اور لایق شرفا خیال کرین گے
تو اون کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ آج جو
کچھ ہم لوگون نے نہایت نیک نیتی اور
ملک کی بہبودی سے اس جلسہ مین اپنی
اپنی تقریرون مین کہا ہے یہ نہ فقط
ہمارے پیشہ کے لیے بہت مفید سبق
اور بکار آمد صلاحین ہین بلکہ عام طور پر
ملک سوسائٹی ممبران پیشۂ وکالت
ہندوستانی اور انگریزی پنچ اور وہ
معصوم اور محروم جماعت کہ جس نے
ہم لوگون پر اپنی تمام عمر کی کمائی صرف
کر دی ہے بہت کچھ منفعت تجربہ اور
بیشمار فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔
(چیرز)

راقم
خاص رپورٹر اودہ پنچ

ہنستے بولتے

جناب پنچ صاحب - آپ جانیے ہنستے بولتے کی ردیف اور پنچ کے نامہ نگار جب مین ہم نے بھی اس طرح مین ایک غزل ہنستے بولتے لکھ ڈالی آپ بھی ہنستے بولتے چھاپ دیجیے -

تم اگر مہمان ہو اے جان ہنستے بولتے
تو کرون بکرا ابھی قربان ہنستے بولتے

اوس نے جب پکڑے ہمارے کان ہنستے بولتے
پورے دل کے ہو گئے ارمان ہنستے بولتے

مین ابھی فرط خوشی سے ناک پر انگلی رکھون
پھر کے پکڑو اگر تم کان ہنستے بولتے

ہوتی ہے گونا چمارِی آن کر اون پر فدا
وہ اڑاتے ہین جو اپنا تان ہنستے بولتے

ناچیے اور کودیے جو میرے گھر پر آؤ تم
تم پہ ہون ایجان مین قربان ہنستے بولتے

کان ہم اپنے پکڑ کر آپ ہی خود ناچیے

آج وہ دیتے ہمین جو پان ہنستے بولتے
وہ خلنے کو دے جب پاس میرے ہنستے
ہو گئین سب مشکلین آسان ہنستے بولتے

سر منڈا کر جب گئے وہ آج سیر باغ کو
ہو گئی بلبل وہین قربان ہنستے بولتے

لے گیا مرغی چرا - اگر آج میرے گھر سے تو
لگایا اوس نے اب طوفان ہنستے بولتے

کیا کہون اعجاز ہوتی ہے مجھے کیسی خوشی
ناز سے دیتے ہین جب وہ پان ہنستے بولتے

راقم

سلطان ظرلیف اعجاز المعروف شوخ رقم
جادو طراز - از جنگل پور عرف پہاڑ گنج

شہر آشوب

(مصنفہ سید اصغر علی صاحب رسوا)

فلک کے جور سے تن پر رہا جو چیتھڑا باقی
سو اوس کی بھی نہین اب ہمکو امید بقا باقی

کچھ ایسا رنگ لائی ہے یہ نیرنگی زمانے کی
نہین اب امتیاز دوست و دشمن تک رہا باقی

مروت ہے نہ ہمت ہے نہ ہمدردی کسی مین ہے
نہ رسم پاسداری ہے نہ آئینِ وفا باقی

چلی باد مخالف ایسی کچھ گلزارِ عالم مین
نہ رکھا دوست باقی اور نہ کوئی آشنا باقی

محبت ہے نہ الفت ہے نہ یکجائی زمانے مین
کسی جا ہے تو ان باتون کا کچھ ہے تذکرا باقی

نہ آداب بزرگان ہے نہ اب کچھ پاس خوردان ہے
نہ انمین شرم باقی ہے نہ انمین کچھ حیا باقی

نہ علم و فضل کی وقعت نہ نظم و نثر کی عزت
نہ اوسکا قدردان باقی نہ اسکا مرتبا باقی

ہم آغوش غم و اندوہ ہے وہ کنج غربت مین
کوئی اگلے زمانے کا جو بڈھا رہ گیا باقی

امیرون مین نہین اول تو کوئی اور گر ہے بھی
تو اوسمین بھی چراغ صبح کی سی ہے ضیا باقی

یہ زر بھی قوت بازو سے کچھ اونکی نہین ملکہ

بزرگان سلف کا سب کچھ ہے رہ گیا باقی
پھر اونکی سب بزرگی ایک عبرت خیز حالت ہے
ہے شغل فعل ناز یبا ذکار نا روا باقی

تاسف حال مسکین پر نہ ہمدردی قومی ہے
او نہین دنیا سے مطلب ہے نہ ہے خوف خدا باقی

پڑے ہین اونکی آنکھون پر کچھ ایسے پردے غفلت کے
نہین جز عیش روز و شب خیال ماسوا باقی

خیال آیا کبھی دلمین اگر اونکے تو یہ آیا
ٹیڑھ دن کی ہمین پالی مین جانا رہ گیا باقی

مہذب گر بنا کوئی تو جنٹلمین بن بیٹھا
نہ اوس مین وضع آبائی کا اک شمہ رہا باقی

جو سوجھی بھی تو یہ سوجھی کہ شدبد پڑھیے انگریزی
رہا من بعد اونکو صرف لندن دیکھنا باقی

زباں کی فکر رہتی جا کے بیرسٹر ہی بن آئے
اب اونکے فضل و عزت مین ہی کہئے اور کیا باقی

لگے بنگلے مین رہنے ہو گئی انسان سے نفرت
میان شہر صحت کی نہین بھینی ہوا باقی

بجز انگلش تو نہین کرتے کسی سے بات اُردو مین
یہ انداز سخن گویا کہ اون کا رہ گیا باقی

انہین جانے دو اب حال پریشان انکا بھی سن لو
جنہین قسمت نے جو رچرخ سہنے کو رکھا باقی

انہین کے جد و آبا کا کبھی عالم مین تھا ڈنکا
کہ تاریخی کتابون مین ہے جنکا تذکرا باقی

کوئی اہل قلم تھا اور اہل سیف تھا کوئی
گئے وہ سب مگر اک نام خالی رہ گیا باقی

انہین کچھ کج روی چرخ نے ایسا ستایا ہے
کہ مرنے کا ٹھکانا ہے نہ رہنے کی ہے جا باقی

شجاعت نام تھا جسکا سو وہ مفقود ہے بالکل
تنک ظرفی گردون نے نہ رکھا ولولا باقی

رہی علم و فضیلت وہ بھی اک بیکار سی شے ہے
کہ اُردو فارسی کا کچھ نہین ہے مرتبا باقی

تھا دار العلم اک دن لکھنؤ اسکی یہ حالت ہے
کہ شاید شہر مین دو دو چار ہون حرف آشنا باقی

ضرورت آپڑی ہے یہ کہ حاصل کیجیے انگریزی
شکم سیری کا کوئی ہو اگر چہ آسرا باقی

CHAMBERLAIN'S COUGH REMEDY

چیمبرلینس کف ریمیڈی

(چیمبرلینس صاحب کی کھانسی کی دوائی)
(امریکہ مین بنائی ہوئی)

ہر قسم کی کھانسی - زکام - نزلہ - بچون کی کھانسی کالی کھانسی - سل - گلے کی کھرکھراہٹ اور ہر وقت کی تھوڑی تھوڑی کھانسی کو بالکل دفع کرتی ہے - امریکا مین تمام ڈاکٹر اسکا استعمال کرتے ہین - ایک مرتبہ اس کو آزمائیے اور صحت پائیے -

قیمت - چھوٹی بوتل - ایک روپیہ
بڑی بوتل دو روپیے -

تمام انگریزی دوائی فروش فروخت کرتے ہین

FOR SALE BY W. C. KIDD

پس از تعلق چندین سال اس سے بھی ہے فارغ
دکھنے کو کسی کے منہ لگوئی بھی رکھا باقی
معصیت اب بڑی بیہودہ کہ ٹلے سے نہین ٹلتی
مرض لاحق ہوا ہے وہ نہین جسکی دوا باقی
اک انبوہ ملائک کی طرح صدہا جمع ہین اسے ہین
کسی دفتر مین سب خالی کھکی گرچہ جا باقی
گنوائی ساری دولت علم کی تحصیل مین اول
سُنا یاد وہ بھی بیکار ین نہ ابجو کچہہ کرتا باقی
یہ بیکاری وبا کاری گرانی اور ناداری
یہ طوفان کشتی انت وہ نہ دارم ملاحذا باقی
ذرا اے خفتگان خواب غفلت آنکہہ تو کھولو
نہ وہ اسوقت کو با تو نسے جو ہے رگیا باقی
ذرا تو آنکہہ بھر کر دیکھو نیرنگی زمانہ کی
کر اس گلشن مین فصل نگاہ کی کچہہ بھی دہو باقی
رہیگی کب تلک یہ بادۂ غفلت کی سرشاری
رہیگا کب تلک یہ نشہ سر صبح ہوا باقی
گنواؤگے کہان تک عمر بیہودہ لہب مین اپنی
کیلے گی آنکہ جب نہ کانہ رودست دپا باقی

مرض کی اپنے چارہ جوئی کیا اوسوقت کیجئے گا
طبیبون کو نہو جب کوئی اُمید شفا باقی
لب گرداب تک آنے کو ہے یہ کشتی آفت
مخالف ہی ہوا ہر کو جو ہو فکر رسا باقی
نہین اول کسی کو نکہ بہبودی اگر ہے بہی
تو وہ بہی نشو مین ذہن کو ہر خیال اسطرحکا باقی
کہ نظم و نثر کچہہ مضمون اخبارون مین چہپوا کر
ہے اظہار لیاقت کا بہی پنہان مدعا باقی
سلامِ اسکو ہمارا اگر ہے ہمدردی قوم
ہے گی مجلس پند و نصائح تا کجا باقی
سبلا ان خالی خیپرتی باتون سے کیا کام نکلیگا
اگر کچہہ کر دکہاؤ تب ہے کہنے کا مزا باقی
ترقی آج اون تو دون نے کی ہے سیکہ کر کسب
سلیقہ بات بہی کرنے کا جنہین کل نہ تہا باقی
جہان کو نازہے اونپر جہان مین نام ہیا اونکا
مگر افسوس اک تم ہی نہین شہرہ رہا باقی
سلامت دست و پا ہین لیک ہمت ہے یا بالکل
تُف ایسی قوم پر جسمین نہو ہمت ذرا باقی
تم اپنے فعل کے مختار ہو سمجہا چکا رستہ
سبہالی کو تمہاری جو کہ تہا اچہا بُرا باقی

جدید رسالجات

بعض مسلمانون کی افسوسناک غلط فہمی

اس مختصر سے رسالے مین ثابت کیا گیا ہے کہ بعض مسلمانان ہند جو سلطان ترکی کو خلیفہ سمجہتے ہین وہ غلطی پر ہین - چونکہ یہ مسئلہ ایک پولٹیکل پہلو لیے ہوئے ہے اس وجہ سے جہان تک مصلحت وقت ملحوظ رکہہ کر بحث کی جائے کسی نہ کسی فائدے سے خالی نہین -

خان بہادر شیخ احمد حسین خان صاحب تعلقدار پر یانوان ایک روشن خیال تعلیم یافتہ - شائق علوم و فنون رئیس اودہ ہین - آپ ہی نے اس کو اردو اور انگریزی مین تحریر فرمایا ہے تاکہ مسلمان بہائی بہی پڑہ سکین اور انگلش بہی آپ کے گروہ کے خیالات سے آگاہ ہون - اس مین نہایت سہولت اور سلاست کے ساتہہ خیالات اس انداز سے ادا کیے گئے ہین کہ مخالف رائے رکہنے والے بہی خوشی خوشی ملاحظہ کر سکتے ہین اور مصنف کے واسطے یہ کامیابی کچہہ تہوڑی بات نہین -

پنجاب مڈیکل جرنل - یہ رسالہ لودہیانے سے تازہ شائع ہوا ہے - مبحث نام ہی سے ظاہر ہے - انگریزی طبابت پیشہ حضرات کے مطالعے کے لائق ہے - اگر جدید تحقیقات اور تجربات حکیمانہ طور پر درج ہوتے رہے تو غالباً ملک کو مفید ہو - اور اگر پرانے کتابی نسخے اور حالات امراض درج ہوتے رہے تو کچہہ بہی نہین - ایسے رسالے تو کئی ایک جاری ہین -

اصلاح - یہ ایک رسالہ بڑے دعوے کے ساتہہ پٹنے سے شائع کیا گیا ہے - دو نمبر نکل چکے ہین - عام اصلاح کا دعوے کیا جاتا ہے اور مضامین بہی جو اب تک نکلے ہین خواندہ لوگون کے لکہے معلوم ہوتے ہین - سید علی حیدر صاحب اڈیٹر خود ایک عالم معلوم ہوتے ہین - مگر اصلاح کا لفظ بہت وسیع ہے - خصوصاً مسلمانان ہند کے واسطے - مذہبی - اخلاقی - تمدنی - علمی وغیرہ وغیرہ سب ہی طرح کی اصلاح ضرور ہے اور ابہی تک پبلک مین یہ قابلیت ثابت نہین ہوئی - کہ وہ ایک رسالے کے ذریعہ سے اصلاح قبول کر سکے - اگر بے سوچے سمجہے یہ دعوے کیا گیا ہے تو ہم کو خوف ہے کہ یہ کام آگے چل کر ایسا کٹہن نہ معلوم ہو کہ ہمت پست ہو جائے -

لوکل علیہ الرحمۃ

بی سردی صاحبہ دُم اُٹھائے بھاگی جاتی ہین۔ دو تین روز سے رسپچی پھری معلوم ہوتی ہے۔

۲۹ - تاریخ کو یہان بھی عوام الناس زلزلے کے انتظار مین پریشان تھے مگر بخیر گزشت۔ ایسے وہمی سبشو لوگون کے واسطے جو ذرا اسی مشکار پر بوکھلا جاتے ہین اس قدر انتشار کی سزا مناسب ہی تھی۔

ہمارے شہر مین تھیٹر کی بلا پھر نازل ہوئی ہے۔ اس دفعہ بمبئی تھیٹریکل کمپنی آت شملہ ہے۔ سنتے ہین کہ اگلی سی چمک دمک نہین۔ اگلے سے پروف نہ ویسے ایکٹر۔ اور کہان تک رہین۔

CHAMBERLAINSCOLIC CHOLERA & DIARRHŒA REMEDY.

چیمبرلنس کولک کالرا اینڈ ڈائریا ریمیڈی

(چیمبرلنس صاحب کے قولنج ہیضہ اور پیچش کی دوائی)
(جو امریکہ مین بنائی گئی ہے)

نہایت عجیب دوائی اپنی قسم ہے جو تمام دنیا مین استعمال اور پسند کیجاتی ہے۔ تمام معدہ کی دردون کو فوراً دفع کرتی ہے۔ قولنج ہیضہ پیچش۔ ظہیر دوامی ظہیر بچون کا ہیضہ۔ انتڑیون کی ہر قسم کی بیماریان۔

قیمت۔ چھوٹی بوتل ایک روپیہ بڑی بوتل دو روپئے۔

ہر جگہ دوافروشون سے مل سکے گی۔

FOR SALE BY W.C. KIDD

پردے گرتے پڑتے گس گئے۔ لونڈے بڈھے ہوکر لونٹھیر ہوگئے۔ یہ کام بھی کچھ پارسی ہی خوب کرتے ہین۔ اور ان باتون کا رکھ رکھاؤ بھی اونھین سے خوب بن پڑتا ہے۔ سنا یہ کمپنی کسی ناعاقبت اندیش ہندوستانی نوعمر کی ہے۔ گھر کا روپیہ کودتا تھا اور چند لونڈون لاڑیون کی قسمت کا تھا اوس کی یہ صورت ہوگئی۔ ہمارا شہر جو کہ ایک زمانے مین ناچ رنگ کے واسطے اچھی تشبیہ حاصل کیے ہوئے تھا اور اب بھی مارے مفلسی کے رقص کی جگہ تگنی کا ناچ ناچتا اور سرود کی جگہ مصیبت کا راگ مالا گاتا ہے۔ اس سبب سے قوت سلب پڑھی ہوئی ہے پس جس طرح ایک بکادلی دوسرے کچھے کی ساری کشف کرامت سلب کرلیتا ہے اوسی طرح یہان آکر بھی تھیٹریکل کمپنیان کبھی کبھی غارت غول ہوجاتی ہین۔ بہتر ہے یہ کمپنی صاحبہ اپنا بوریا بدھنا سنبھال کر بخیر و عافیت کسی سمت چلی جائین ہم پر بھی احسان کرین اور اپنے اوپر بھی مہربانی۔

سمجھانے سے تھا ہمین سروکار
اب مان نہ مان تو ہے مختار

گزارش

سال ختم ہوکر ایک مہینہ اور گزر گیا۔ معاونین امداد کارخانہ کی جانب توجہ فرمائین۔
الملتمس۔ منیجر اودھ پنچ

لیجیئے!

بھارت جیون آفس کی ارزان اور خوبصورت چیزین

البم

ورق اولٹتے ہی دُنیا کے دلچسپ شہر دن کے

مشہور مشہور مقامات کی سیر (پیش نظر) کہین عالیشان عمارتون اور سمندر مین لہراتے ہوئے جہازونکی بہار کہین جنگلی پھولون سے ڈھکی ہوئی جھاڑیان یا مختلف ولایتونکے دلچسپ گلستانونکی قطار منگائیے اور ملاحظہ فرمائیے۔ نمبر ا جس مین ۷۰ تصویرین ہین قیمت عہ ڈاک محصول ۴ ار نمبر ۲ جسمین ۲۰ تصویرین ہین جلد سنہلی قیمت معہ ڈاک محصول ۸

کمرون کی آرائش کے لیے اور بھی نہایت دلچسپ تصویرین جو تازی ولایت سے منگائی گئی ہین فی درجن ۲ روپیہ ۳ روپیہ ۴ روپیہ ۶ ر و دو روپیہ

گہڑیان! گہڑیان! گہڑیان!

نہایت نفیس اور مضبوط ٹہیک وقت بتانیوالی اور اوسپر بھی طرہ یہ کہ قیمت بہت ارزان بحالِ رواج قیمت مثلے ریسلکس رواج قیمت ... ٹیر واچ قیمت سے ر علاوہ اسکے بہت و خانہ مین اور بھی بیش قیمت گہڑیان موجود ہین۔ فرمایش آنے پر حال لکھا جاسکتا ہے۔

طلسم! طلسم! طلسم!
لیجئے تاش کے اندرجال کی کتاب

ارے ابھی تاش تہا کہ جلا دیا گیا تہا نا؟ اور پہر خالی صندوق سے کہان سے آیا! اور لطف یہ کہ ایک ٹکڑا جو جلانے سے رہگیا تہا وہ اس تاش مین نہین ہے۔ اچھا دیکھیے مین سے پورا کرتا ہون" یہ کہکر بازیگر نے معہ اوس ٹکڑے کے پھر صندوق مین رکھا اور کھولا تو پورا تاش تھا ٹکڑے کا نام و نشان ہی نہین! ایسے ایسے تعجب انگیز ۲۵ کھیل اس کتاب مین ہین قیمت ۱۰

ڈراما! ڈراما! ڈراما!

قصہ حقیقت راستہ بطور ڈراما ناٹک مین کھیلنے لایق قیمت ۴

اودیہ جات

دانت کا منجن نہایت اعلے قیمت ۵ محصول ڈاک ۔ کھجلی کی دوا قیمت ۶ ر اور کی دوا ابھی نئی مین فائدہ بخشی قیمت ۸ ر فرمایش حسب ذیل پتہ آنی چاہیئے

منیجر بھارت جیون آفس بنارس سٹی

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون ۔ میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ عہدہ پر ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پڑوال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سُرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ وغیرہ ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے ۔ قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سُرمہ سے فائدہ اوٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ مبلغ ۵ روپیہ مصری سُرمہ ۔ فی تولہ ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین ۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ **المشتہر پروفیسر مایا سنگھ آہلووالیہ ۔ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔**

اسنے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ۔

(۱) مین سے ... ممیرے کا ... سُرمہ ... اپنے بنایا ہی آپ خود اور بہت بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے ۔ اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سُرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میرے اپنے تجربہ مین آجتک کوئی سُرمہ اس سے زیادہ فائدہ بخش نہین ملا ۔ مین اون لوگون کو جن کی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ۔ ہرطرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنسے ۔ دھند و خارش ۔ سُرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے دامون مین سُرمہ یہ سُرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے ۔ اس کا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے فرض ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے مفید سُرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اوٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین ۔

راقم ۔ ڈاکٹر پنڈت گنگارام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور دسمبر ۱۸۹۶ع

(۲) مخدوم مکرم بندہ ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سُرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند ۔ جالا ۔ سوزش ۔ پڑوال ۔ سُرخی چشم کیواسطے تو اکسیر اعظم ہے ۔ براہ نوازش دو تولہ سفید سُرمہ ممیرہ بذریعہ ویلیوپے ایبل اور بھیجدین ۔

راقم ۔ ڈاکٹر شودت رام پوبے انچارج ڈسپنسری کوکرن (مارواڑ) ۲۱ ۔ دسمبر ۱۸۹۶ع

(۳) جناب پروفیسر صاحب ! اسلام نیاز ۔ ممیرے کے سفید سُرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے ۔ مین نے آجتک آنکھون کی بیماریون کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا ۔ کیونکہ اوسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسی قدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تہی ۔ پردہ کار نیا اور آئرس کوٹ میں سخت نقصان تہا اس سُرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا مہربانی کرکے ایک تولہ سُرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین ۔

راقم ۔ ڈاکٹر شیخ اللہ بخش نیٹیو ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۷ ۔ مئی ۱۸۹۶ع

(۴) جناب پروفیسر سردار مایا سنگھ صاحب ! تسلیم ۔ مینے آپکے ممیرے کے سفید سُرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند ۔ دھند ۔ پھولا ۔ ناخنہ ۔ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ان مریضون پر آپکا سُرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا ۔ جیسی تعریف سُنی تہی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا ۔ میری راے مین آپکا سُرمہ مثل کونین بذریعہ ڈاکخانجات اور ہر گانون کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر غریب کے سُرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعا خیر سے یاد کرے ۔ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم وی ۔ پی ۔ پر بھیجدین

راقم ۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ، ستمبر ۱۸۹۶ع

(۵) جناب پروفیسر مایا سنگھ صاحب ! تسلیم ۔ مینے آپکے یہان سے سفید سُرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا ۔ صدر درجہ کا فائدہ ہوا ۔ بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی ۔ آپکا سُرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سُرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے ۔

راقم ۔ مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر والی ریاست مجھگوان اودھ ۲۱ ۔ اگست ۱۸۹۶ع

پانچہزار روپیہ انعام ۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۳ ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اوسکو مبلغ **پانچہزار روپیہ انعام** دیا جاے گا جو لاہور کے الائینس بنک مین مارچ ۱۸۹۸ع کو جمع کیا گیا ہے ۔

نیکی کن و بدریا انداز

خواص و عوام - جمہور انام - غریب و امیر - برنا و پیر - خوانندہ و جاہل - سب کو واضح ہو کہ بندے نے ایک بڑا ضخیم رسالہ بلکہ جسامت دیکھیے توپ خانے کا توپخانہ جاری کرنے کا ارادہ کیا ہے - ہفتہ وار کالی جمعرات کو شائع ہوا کرے گا - کاغذ نہایت اعلے درجے کا قیمتی ولایت سے منگوا کر لگایا جائے گا - اعجاز رقم - بہزاد رقم - یاقوت رقم خان - غرضکہ دنیا بھر کے رقم خدا کے جدا علے سے لکھوایا جائے گا - چھپائی ایسی ہوگی کہ اندھے پڑھیں گے - گونگے ہو جائینگے آنکھ والے دیکھیں گے - چودہ طبق زمین و آسمان کے کھل جائیں گے - وہ وہ نایاب مضامین اور کتب شایع ہونگے - جو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے - مثلاً دیو جزیرے کی تاریخ - قارون کا سفرنامہ تحت الثری - بعد غرق فرعون کی سیر دریا کتب سماوی - توریت - انجیل - زبور - قرآن تال مار - دساتیر - زند پاژند - وید کے مسودے - خاص الخاص دست قدرت کے لکھے ہوئے -

حکیم چون چون اور ٹیانگ جاپانی کا نیا فلسفہ - جناب بابو بھات بھوجن چٹر چٹرجی کی الٹی منطق - مسٹر النگ بال بالیا اپنی کا نیا ماقی نجوم - پروفیسر سکن ساکن واشرہ بتی کا مارا استیاہ - ڈاکٹر کھونس لمبقی کی آسمانی جیالوجی (علم طبقات الارض) لشپ انجو فلکی کی تازہ تحقیقات درباب نزد الوجی فرشتگان (علم حیوانات) حکیم براخفش کی بناتی فرنیالوجی (علم کاسہ سر) ڈاکٹر ٹرن ہیڈ کی انسانی بیطاری - پروفیسر مکالوبوز بجباری کی اکانمی - مسٹر ڈمب کا رسالہ اسپیچ سازی - پروفیسر ٹاپری ٹروہی امریکی کا علم قلب ماہیت وغیرہ وغیرہ - غرضکہ تمام وہ علوم و فنون جو آج تک کسی نے نہ کانون سے دیکھے نہ آنکھون سے سُنے سب کے سب شایع ہوا کرینگے -

اسکے ایک حصے مین اون شاعران غرا کا کلام رائج الوقت گلدستون سے انتخاب کرکے درج ہوگا جن کی تخئیل - فن دانی اور زبان دانی کا طبقہ شدت معلومات سے اندارے کنوئین کی طرح پھٹ گیا ہے - اور قواعد اور ضوابط - عروض وقافیہ - معانی وبیان وغیرہ مقررہ اوستادان سلف کی قید کی حاجت نہین رکھتی

با این ہمہ قیمت جو مول چیز ہے - اور جسکی فکر ہمکو اور خریداران دونون کو مقدم ہونی چاہیے - اوسکی نسبت ہم صلاے عام دیتے ہین کہ صرف ایک ہی کوڑی سالانہ محصول لی جائے گی اور اگر کوئی صاحب وہ بھی نہ ادا کرنا چاہیے تو تقاضا بھی نہ کیا جائیگا کیا وجہ کہ ہمکو خدا نے بہت دولت دی ہے اور ہم چاہتے ہین کہ کسی طرح اوسکو اپنے اوپر صرف نہ کرین - یہ قیمت صرف اس غرض سے رکھی گئی ہے کہ ظاہرداران کو خیرات نہ سمجھکر لینے مین کوئی جھجھک نہ ہو - کیونکہ جناب رسالون - گلدستون کے بعض ناظرین کے حرکات دیکھتے ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک مین بوجہ شدت دولت و ثروت - درستی اخلاق خوش معاملگی - قدردانی - اکثر ظاہری ٹیم ٹام والون سفید پوشون - ذی مقدرت پڑھے لکھون کو مال مردم خوری کے واسطے قبر والون کے ساتھ طرح طرح کی تدبیرین - چالاکیان اختیار کرنی پڑتی ہین - کوئی صاحب نامہ نگاری کے بہانے مفت پرچے منگاتے ہین - اور لکھنا ایک سطر بھی نہین آتا - کوئی صاحب ہمیشہ نمونے کے پرچے منگاکر بارہ مہینے ہوس پوری کرتے ہین - کوئی صاحب دوسرون سے درخواست اپنے نام سے لکھواتے اور پرچہ برابر باپ کے مال کی طرح ہضم کرتے جاتے -

اور بروقت تقاضا کا سا جواب دیتے مین کہ حضرت ہمارے ہاتھ کی تحریر نہ تھی۔ ایک صاحب پرچے ڈاک سے وصول کرتے مین مگر تقاضے کے خطوط اور کارڈ لیتے وقت اس دنیا ہی سے چل بستے مین مجبور ہو کر ڈاکیے کو کہہ دینا پڑتا ہے کہ مکتوب الیہ کا پتہ نہین۔ نہ معلوم مفقود ہوگیا۔ طاعون کھا گیا۔ بھیڑیا لے گیا۔ یا کسی جرم مین پھانسی پائی۔ کالے پانی بھیجے گئے۔ ایک صاحب لکھتے مین قیمت تو کیا گلے پانی وہ بیچے تار ہی ممکن نہین اوہر کئی برس سے بیری مرغیان کڑک مین۔ ایک انڈا نہین دیتین آمدنی کا دروازہ بند ہے۔ (شاید قیامت کو کھلے) دوسرے صاحب خود تو نہین مگر کسی دوسرے کی طرف سے جواب دیتے مین کہ خریدار کی نانی مر گئی ہین (تقاضا سنکر) اون کے غم مین پاگل ہو گئے ہین۔ گھربار دھن دولت چھوڑ کر نیپال یا وسط ہند کے جنگل۔ یا ہمالیہ پہاڑ پر ناراض ہو کر بھاگ گئے ہین۔ مگر آپ اطمینان رکھین روپیہ بھیج دیا جائے گا۔ یہ تو افراد کا حال ہے اب مجموعون کی سنیے۔ کہ چند اخوان الشیاطین جمع ہوئے۔ کمیٹی۔ انجمن۔ ریڈنگ روم۔ کمیٹی۔ کلب (کتا نہین جلسہ) قائم کیا۔ ممبرون کی مہر روپیہ آٹھ آنہ تین ٹکے دینے لگے سے بڑا منگوا لی۔ ایک آنے کی کاپی ایک پر جسبٹڑ بلیا کیا اور فرمایشین اخبارون کے پاس جانے لگین (یہ عارضہ ریاست دکن مین زیادہ ہے) کہ حضرت آپ بڑے علم دوست۔ زنادہ خلایق کے عاشق ہین یہ کلب نیا ہے۔ فائدہ عام کے واسطے مفت پرچہ دیجیے۔ (اپنے بال بچون کی خیرات) اور اگر قیمت ہی لیجیے تو رعایت کو فروشیے۔ اب سال سال گزرتے جاتے ہین قیمت اور رہ بدرعایتی کا نہین پتا نہین۔ اسے لیجیے ادہر تقاضا گیا۔ ادوہر کلب صاحب کتے کی موت مر گئے۔ بالکل ہی مر گئے۔ لاش جو تھی اوٹھا ہی لے گئے لومڑیون۔ گیدڑون۔ چرگدون نے کھا ہی ڈالی۔ جواب آتا ہے۔ مدت ہوئی۔ کلب فنا فی السقر ہوا۔ انجمن کے ارکین یہان کے باؤن تھے۔ ساری عمارت اررر اودھڑیم ہو گئی۔ اب نہ کوئی ممبر دنیا کے پردے پر باقی نہ سکرٹری نہ پریسیڈنٹ۔ روپیہ کون دے ہ کمپنی کا دیوالہ نکل گیا۔ انسالونٹ شد۔ بڑی بڑی سرکارون کا یہ حال کہ اخبار تو وصول فرمایا جاتا ہے اور قیمت کسی دفتر مین نہین لکھی ہوتی ہے۔ حتی الوسع تو تقاضے کا جواب دینا خلاف شان سمجھا جاتا ہے اور جو کوئی ایسا ہی نیک محضر صیغہ دار۔ کلرک ہوا تو اوس نے جواب دیدیا ہمارے ہان دفتر مین کوئی پرچہ آپ نام کا نہ کبھی آیا نہ حساب کتاب ہے۔ جل جلالہ و جل شانہ۔ سب حساب کتاب بقایا گاؤ خورد وگاؤ ر اقصاب برد۔

پس ہمارے پرچے کے باعث سے یہ سب وقتین رفع ہو جائین گی۔ نہ ہم کو تکلیف اوٹھانی ہوگی نہ اس گروہ کو۔ صرف نیکی کن و بدریا انداز پر عمل ہوگا۔ یا دمڑی کی ہانڈی گئی کتے کی ذات پہچانی کہکر درگزر کرین گے۔

خریدار بے علمی کی وجہ سے مضامین تو کیا خاک تہر سمجھین گے۔ مگر اتنا ضرور فائدہ ہوگا کہ پنساریون کے ہاتھ اچھے داموں بک جائین گے۔ ایسے پرچے کی خریداری بہرحال خالی از نفع نہین۔ دوڑو۔ لپکو۔ خریدارو چلو۔ ایسا موقع پھر نہ ملے گا۔

المشتہر
مالک رسالہ نیکی کن و بدریا انداز
از شہر خیرات نگر۔ مفلسی محلہ

دوسرے مین ملاقات

بیل۔ دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو بارنے مین جب ادھر گیا وہ اودھر سے نکل گیا

مُلّامستان کا حال

مُلّا صاحب تو بھاگ گئے۔ مگر شکر ہے کہ اپنی ساری جائداد چھوڑ گئے۔ خیر وہ بھی کچھ کم قیمتی نہین۔ سچ پوچھیے تو محمود کو سومنات اور نادر شاہ کو قتل دہلی مین اتنا نہ ملا ہوگا جتنا ان کا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

تورہ یعنے پارچہ متبرکہ مستعملہ ملا صاحب	آتشدان یعنے چوسنے کی نلی
یک من	دو عدد

بیرق یعنے علم یعنے جھنڈا کہنہ	جھوپڑی کہنہ
یک عدد	یک منزل

ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر۔ اگرچہ یہ مال حقیر سا معلوم ہوتا ہے مگر سمجھ لینا چاہیے اوس بلائے بے درمان کا تبرک ہے جنکے سرچہ پر اونکے اشارے سے اتنی بڑی

مناسب تدبیر

جب چل مچادی کہ نہرا دن کا وہ اشیا ہ ا
ہوگیا۔ اگرچہ اس مقدس متروکے کے مستحق
جانشین جنرل لوکہارٹ تھے مگر یہین وجہ کہ
ان کی خدمات نصرت و بسالت و شجاعت
کا صلہ بہت ہی بیش قیمت ہوگا۔ لہٰذا یہ
سب برٹش میوزیم مین رکہا جاے تو
مناسب ہو۔

منھ مین پانی بھر آتا ہے

ایک صاحب نیپال سے تازہ وارد
بیان کرتے ہین کہ وہان ایک گڑڑ کی مورت
ہے۔ جب اصلی گڑڑ سانپ پکڑے اودھر
گذرتا ہے تو اوس مورت کو پسینا آجاتا ہے
اوسے لوگ کپڑے سے پونچھ لیتے ہین جسکو
سانپ کاٹتا ہے اوس کو گھول کر پلاتے
ہین اچھا ہوجاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہین اوس
مورت کے پسینہ نہین۔ اس وجہ سے منہ
مین پانی بھر آتا ہے کہ وہ سانپ زندہ
گڑڑ کی طرح پکڑ نہین سکتی۔

چکایت چکایت

حکایت۔ ایک لایق بزرگوار اپنے ایک دوست
سے ملے۔ انہون نے پوچھا آج کل کیا
مشغلہ رہتا ہے۔ فرمانے لگے "آج کل تو
گلستان سعدی کی شرح لکھ رہا ہون" اور
سب مضامین تو بعنایت الٰہی حل ہوگئے
ہین۔ مگر جا بجا سرخی سے چکایت چکایت
لکھا ہوا ہے۔ یہ لفظ سمجھ مین نہین آتا۔
فرہنگ لغات بہت دیکھے مگر کہین پتا نہ چلا
دوست سمجھ گئے اور کہنے لگے "تو واقعی
آپ کی شرح قابل دید ہوگی"۔

اسی طرح حال مین ایک اشتہار
ضمیمہ اودھ اخبار مین شایع ہوا ہے۔
کوئی خاکسار غلام حیدر رنجیدہ داون خان مین
سکنڈ ماسٹر ہین۔ آپ نے دیوان حافظ کا
اردو ترجمہ نظم مین فرمایا ہے اور نام رکہا ہے
تحفہ دلکش۔ اگرچہ تحفہ کبھی دلکش سنا نہین
نغمہ یا صدا کے ساتھ اکثر آتا ہے۔ مگر کیا کیا
جاے۔ ہمارے دوست گنیشی لال نے ٹھمریان
غزلین۔ ہولیان۔ بسنت۔ ساون وغیرہ جمع
کرکے "نغمہ دلکش" مدت سے بنا ڈالا ہے
پھر اب بجز تحفے کے اور کون لفظ دنیا مین
دلکش رہا۔ اور اصل یہ ہے کہ شاعری کا جو
نمونہ اشتہار کی پیشانی پر پیش کیا گیا ہے
اوس کے دیکھتے یقین ہوتا ہے کہ ترجمہ ہے
دلکش ضرور۔

آپ فرماتے ہین:۔

" حضرت عشق نے کیا لوٹا ہے دل کو آکر
سنگ کیا خوب بٹھایا ہے یہان پاؤن جما کر
آن کی آن پھر اولٹ گیا تخت۔ کیسا
ہمکو تو لوٹا ہی تھا گئے آپ بھی خوب لٹا کر"

فتبارک اللہ احسن الخالقین! سبحان اللہ
کیا پاکیزہ مضمون۔ ماشاء اللہ کیا مصرعے
دست و گریبان۔ یہ حضرت عشق کی کارروائی
بیان کی ہے یا نادر شاہ کی دلی کی لوٹ۔
جسکو واپسی کے وقت آفریدیون نے
لوٹ لیا تھا۔

واقعی آپ نے حافظ کے مضامین
تصوف بڑی ہی خوبی سے اردو نظم مین ادا
فرمائے ہونگے۔ اور وہ بھی امسال گرمیون
مین۔ تب ہی تو ہر ہر لفظ مین تصوف کوٹ
کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور کلام مین یہ
گرماگرمی ہے۔ ہر ایک کو یہ نعمت کہان
نصیب۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خداے بخشندہ

سچ ہے دنیا اہل کمال سے خالی نہین ع
آپ کی اس تکلیف فرمائی سے صوفی جسقدر
لطف اٹھائینگے اوس کا اندازہ تو وہی
حضرات جانین۔ مگر اتنا تو ہم بھی کہتے ہین کہ
اس شاعری کے صدقے مین شعرا کو عروض
قافیہ کی قید سے ضرور نجات ملجائے گی۔

تالیفات جدید

خون جگر یا نیلوفر۔ یہ ایک نیا ناول ہے
جو انگلستان کے مشہور فسانہ نگار رینالڈز
کے ناول سے اخذ کرکے منشی افتخار علی صاحب
جگر نے اپنی زبان مین لکھا ہے۔ طرز بیان
مین سادگی اور انشا پردازی دونون
معمولی حد تک ہین۔ نہ ایسی سادگی کہ بازاری
ان پڑھ لوگون کی زبان معلوم ہو نہ ایسی
آورد کہ ہر بات مین تصنع پایا جاے۔ یہی وجہ
ہے کہ پڑھنے والے کے دل پر اس ناول کا
قوی اثر پڑتا ہے۔ قیمت ۵؍

ادیب۔ اردو مین رسالے بھی کثرت
سے نکلتے ہین۔ مگر اچھے بہت کم۔ حال
مین یہ رسالہ ہمارے مہربان جناب
سید نصیر حسین خان صاحب خیال۔
(رئیس پٹنہ) کی زیر نگرانی جاری ہوا ہے
کئی نمبر ہماری نظر سے بھی گذرے۔
اچھا ہے اور بہت اچھا ہے۔ اس مین
لکھنے والے سب لایق۔ تجربہ کار۔ شگفتہ
خیال۔ اور وسیع معلومات کے انشا پرداز
ہین۔ جو امتیاز رکھتے ہین کہ اخباری آرٹکل
اور رسالے کے مضمون مین کیا فرق ہونا
اور رسالون سے کون کام لینا چاہیے۔
اسکے تمام مضامین انگریزی معزز رسالون
کے مضامین سے اگر بڑھے نہین ہین تو
ٹکر کے ضرور ہین۔ خدا ترقی دے اور خریدارون
اور معاونون کو ہمت کہ پوری اور مستقل
قدردانی کرین۔

مضامین غیر

باقی رہا ہے کیا جو بلاؤن کا ڈر رہا
ہم تو مُردون کی جان کو پہلے ہی رو چکے

بہی واہ - امسال سورج گہن صاحب کیا واقع ہوئے کہ فی الحال دریں زمانہ بالفعل - آج کل - دُنیا جہان کے پنڈتون منجمون - جوتشیون - رمالون - یار لوگون کو قیاسات - قرینے لگانے - ملبند خیالیان دکھانے - تیرہ کہولنے - اشکال پیدا کرنے - حسابات جانچنے آگم بتانے - پیشینگوئیان کرنے - راز غیبی سُنانے - گپ شپ کرنے باتین بنانے - زمین و آسمان کے قلابے ملانے کا خوب ہی لٹکا - اچہا خاصہ موقع ہاتھ آگیا ہے - نتیجہ راست ہو یا دروغ جہوٹ ہو یا سچ - صحیح نکلے یا غلط - ہماری آپ کی بلا سے - اینجانب کو اپنے مطلب سے مطلب - ظاہر کر دیجیے - کہہ دیجیے - جتا دیجیے - غرض - اچہا تو سُنیے ابہی تہوڑے دن ہوئے ہندوستان کے بعض پنڈتوان لائق ہندسون نے کچہہ جوتشی حسابات لگا کر کمال صداقت - نہایت صحت کے ساتہہ یہ پیشینگوئی ظاہر فرمائی تہی کہ سنہ حال کی گذشتہ ۲۹ - سے ۳۱ - جنوری کے اندر کے درمیان کے وسط کے بیچون بیچ مین بیچارے ہندوستان فلاکت نشان مین ایک سخت زلزلہ خوفناک بہونچال - رونق - تا تو بہ نحوست افروز ہوگا - آپ جلیے - ایک تو زلزلے کی پیشینگوئی - دوسرے ہندوستان جیسے ضعیف الاعتقاد ملک مین - اسپر طرہ پنڈتون - جوتشیون کی زبان سے - یہ بہلا یہ بہی ممکن تہا کہ وہ صرف ایجادی جگہہ مین محدود - مقامی دائرے مین سکون قیام کر کے - ادہر ادہر - یہان وہان - اپنا نامی اثر موسومی تاثیر نہ دکہاتی - دلون مین زلزلے نہ پیدا کرتی - ہرگز نہین ہرگز نہین چشم زدن مین بی پیشینگوئی صاحبہ اس سمت سے اوس سمت - اس کنارے سے اوس کنارے تک اس طرح دوڑ گئین جیسے ایجنٹ تار - اور خاص خاص - چیدہ چیدہ معدودے چند لوگون کے سوا - عام دلون مین جنبش - تمام گہرون مین حرکت ہی تو ڈال دی - پہر کیا تہا - جدہر دیکہیے یہی جنجال جہان دیکہیے یہی بہونچال - جس طرف سُنیے یہی تہلکہ - جس جانب دیکہیے یہی زلزلہ چہوٹے بڑے - لڑکے بالے - عورت مرد - بوڑہے جوان - ہندو مسلمان - مومن منکر - میان بیوی - دوست آشنا - نوکر آقا امیر وغیرہ سب اسی وہم مین غلطان - اسی غم مین پیچان کہتے گہٹ کانٹے ... سوکہتے ... تاریخ موعود ۲۹ - جنوری دن سے آہی تو پہونچی - اب کیا پوچہنا - دل مین کپکپی - قلب مین تہرتہری - جگر ... ... ہل چل - کلیجے مین کہلبلی - جسم مین لرزہ - سارے بدن مین ... سکہہ کی نیند اُڑ چکو - خواب راحت نفرت ... گہر سے کوٹہری سے مفارقت - خیمون مین اقامت - ... بیقراری - رات دن اضطراری - ہر وقت اندیشہ - ہر آن احتمال اب آیا - اب آیا - صدقات - خیرات - عبادت تلاوت - لاحول استغفار کا طومار - پوجا پاٹ پرستش اشنان - توبہ ... کی ... درود تخشوت - عزا ... کرنے کی گفت شنید - قیامت ... ملنے ملانے کے وعدے وعید - دشمنون سے معذرت دوستون سے معافی - زندگی سے نا اُمیدی ہستی سے مایوسی - پہر طرفہ خلاف مسلم دیوانہ رامہوے بس ست - اوٹہنے بیٹہنے پہلو بدلنے - کروٹ لینے مین چارپائی مسہری کو ذرا جنبش ہوئی اور زلزلے خان صاحب

نازل۔ غڑاپ سے کود انگنائی مین داخل۔
خبردار ہوشیار۔ چل تو تبلال تو آئی بلا کو ٹال تو
سمری کے تصادم۔ کود پھاند کی ٹھوکر سے
پلنگڑی مین زندہ اہل چل ہوئی۔ اور اُوئی
اُوئی۔ مجھے بچائیو۔ ارے مُوا بھونچال آہی گیا
یا جاتا جان کی خیر۔ استغفراللہ۔ عیاذاً باللہ۔
نشتم پشتم۔ آج کل مین ۳۰-۳۱-کیا معنی
دوسری تیسری فروری بھی دھڑام سے آدھمکی
اور زلزلہ وزلزلہ خاک پتہ نہین۔ اور جو نہین
آئے بھی تو شاذ و نادر۔ اور درات۔ ہائے نام
غنیمت ملکہ باخبت الحرکات۔ تو پھر اب کیا ہو
لگین چہ میگوئیان۔ راستے زنیان ہونے۔
ارے مان بڑا تعجب ہے کہ یہان زلزلہ نہین
آیا۔ یہ بات بھی کیا ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ
پیشینگوئی ہی غلط تھی۔ لاحول ولا قوۃ ناحق
پریشان کیا۔ دوسرا۔ اجی حساب مین اتفاقاً
کہین غلطی یا چُوک ہی ہوگی۔ ورنہ بھلا ان جوتشیون
پنڈتون کی پیشینگوئیان کبھی غلط اور جھوٹی
ہوسکتی ہین۔ ہرگز نہین۔ بھیا عجب نہین
مہینے کے نام مین غلطی ہوگئی ہو۔ اور بجائے
فروری کے اتفاق سے جنوری کا نام تحریر
ہوگیا ہو۔ بس یاد رہے۔ ہماری رائے مین
تو اب ۳۰-۳۱-فروری سنہ حال کے
درمیان انتظار کرنا۔ احتمال رکھنا چاہیے
تیسرا۔ یا وحشت تیرا آسرا۔ بوکھل ہوئے
ہو۔ کچھ سنت کی بھی خبر ہے۔ فروری کے
دن کا مہینہ ہوتا ہے۔ ارے اس مین تو
۲۸ یا ۲۹ ہی تاریخین ہوتی ہین۔ پھر
۳۰-۳۱ کہان سے آئین گی جو چلے ہین آپ
انتظار کرنے۔ باتین بنانے۔ لاحول ولا۔
ہم سے سنو۔ غلطی ولطی خاک نہین۔ زلزلہ
آیا اور بلاشک آیا۔ مگر ذرا دھول گیا۔ ادہر
ادہر گوشے کنارے۔ و دست بر اشتے نکل
گیا۔ چوتھا۔ ہُش ہُش۔ کیا بکتی ہو گا۔ یہ سب لغو
تش و اہیات۔ مزخرفات۔ زلزلہ کیسا

یہ پیشینگوئی۔ افواہ ہی غلط۔ سراسر جھوٹ
اور اس پر بکواس کرنا عبث۔ الغیب
عند اللہ۔ ع
راز غیبی کس نے داند بجز پروردگار
پانچواں۔ لاریب لاکلام۔ مگر حضرت۔ زلزلہ
آیا اور بالضرور آیا۔ پوچھیے کیونکر۔ تو سنیے
ما بدولت کے نزدیک تو یار لوگون کی یہ
بے فائدہ گھبراہٹ۔ اور بے قاعدہ وحشت
نے جسم و جان مین کیا کم زلزلہ ڈالا تھا
جو بیٹھے بٹھائے۔ ناحق۔ بعزت خدا۔
بی زمین صاحبہ بھی بے ستونے چند۔ عام طور پر
متحرک ہوکر نشتر غمزے دکھاتین۔ بوکھلاہٹ
ثابت کرتین۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہین کہ
جیسا کہ احتمال تھا زلزلہ نہین آیا۔ وہ
جھک مارتے ہین۔ آیا۔ بالضرور آیا۔
ضرور آیا۔ ہر کہ شک آرد۔ پیشینگو گردد
اب سنیے۔ ادہر تو یہ نازک خیالیان
بلند پروازیان کیجا رہی تھین۔ دوسرے
ایک اور بی پیشینگوئی صاحبہ ناخواندہ
مہمان بنکر دفعتاً اس طرح آدھمکین جیسے
سورج گہن مین ایک پر ایک اسپشل
ٹرین۔ الٰہی توبہ۔ ؎
شب غم بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین مہمان کیسے کیسے
ارشاد ہوتا ہے کہ آئندہ موسم گرما مین
عورتون کے بہ نسبت مرد زیادہ تر بے موت
مرکر دنیا خالی۔ عدم گنج آباد کرین گے۔
اب کیا پوچھنا۔ سونے مین سہاگہ۔ کڑوا
کریلا نیم چڑھا۔ اضطرار کی حد نہ بیقراری
کی انتہا۔ آپ جانیے۔ کھلبلی کی کثرت
بیچینی کی شدت مین جو کچھ ہو جائے
حیرت نہین۔ جو کچھ کہا جائے درست
پس کیا عجب۔ اب کی سرما کے سرد ہونے
گرما کی آمد گرمی شروع ہونے پر مرد بیچارے
بیچہ مرنے۔ [illegible] ہلاک ہونے۔

بے موقع شہید ہونے۔ مرحوم بننے۔ بلاوقت
مرگ باش ہونے۔ بیکنٹھ مین جانے کے
خوف سے مردانگی۔ جوانمردی سے باز آکر
داڑھی مونچھین منڈا۔ زنانی چوڑیان۔
جامۂ نسائیت پہن۔ سرمہ مسّی لگا۔ ہر صفت
بن۔ کسی غیر کے ہمرے۔ اپنے ہی گھر مین
بیٹھ جائین۔ اور لگین دعا مانگنے کہ خدا
کرے سب سے پہلے بہت جلد مذکر سے
مونث۔ نر سے مادہ۔ مرد سے عورت ہوکر
عمر طبعی حاصل کرین۔ اور ادہر تین
خاتونان چار دیواری۔ کچھ تو ہوا بہار زمانے
کے اثر۔ اور کچھ اس پیشینگوئی کی تاثیر سے
متاثر ہوکر ولایت کی مصنوعی یا دیہی گھر
کی اوتری ہوئی داڑھیان مونچھین گوند
سے چپکا۔ ٹپی سے لگا۔ اٹھ کھڑی ہوئین
اور مردانہ وار۔ بے جھجک باہر کے کام
کاج کرنے لگین۔ واہ وا۔ پھر ہوگی تو مزے
کی بات۔ لیکن حضرت سچ پوچھیے تو سب لو
ان پیشینگوئیون کا خوف ہی فضول۔ زلزلون
بھونچالون کا ڈر ہی بیکار۔ کیا معنے کہ آئے
دن کے قحط۔ گرانی۔ افلاس کی شورش۔
نت نئے امراض۔ نئی نئی وباؤن کی یورش
نے یہان کسر ہی کیا چھوڑی ہے۔ جسے اب
میان زلزلے خان صاحب تشریف لاکر
پوری کرین گے۔ بس ایک ننھی منی سی جان
باقی رکھی ہے۔ جو ذرا سے قیامت کے
وعدے پر اٹا ٹا اٹکی ہوئی ہے۔ ورنہ
کچھ بھی نہین۔ کچھ بھی نہین۔ ؎
کبھی کی چل چکی آندھی کبھی کی گر چکی بجلی
دھرا ہے خاک اب صیاد میرے آشیانے مین

راقم
شوخ ظریف۔
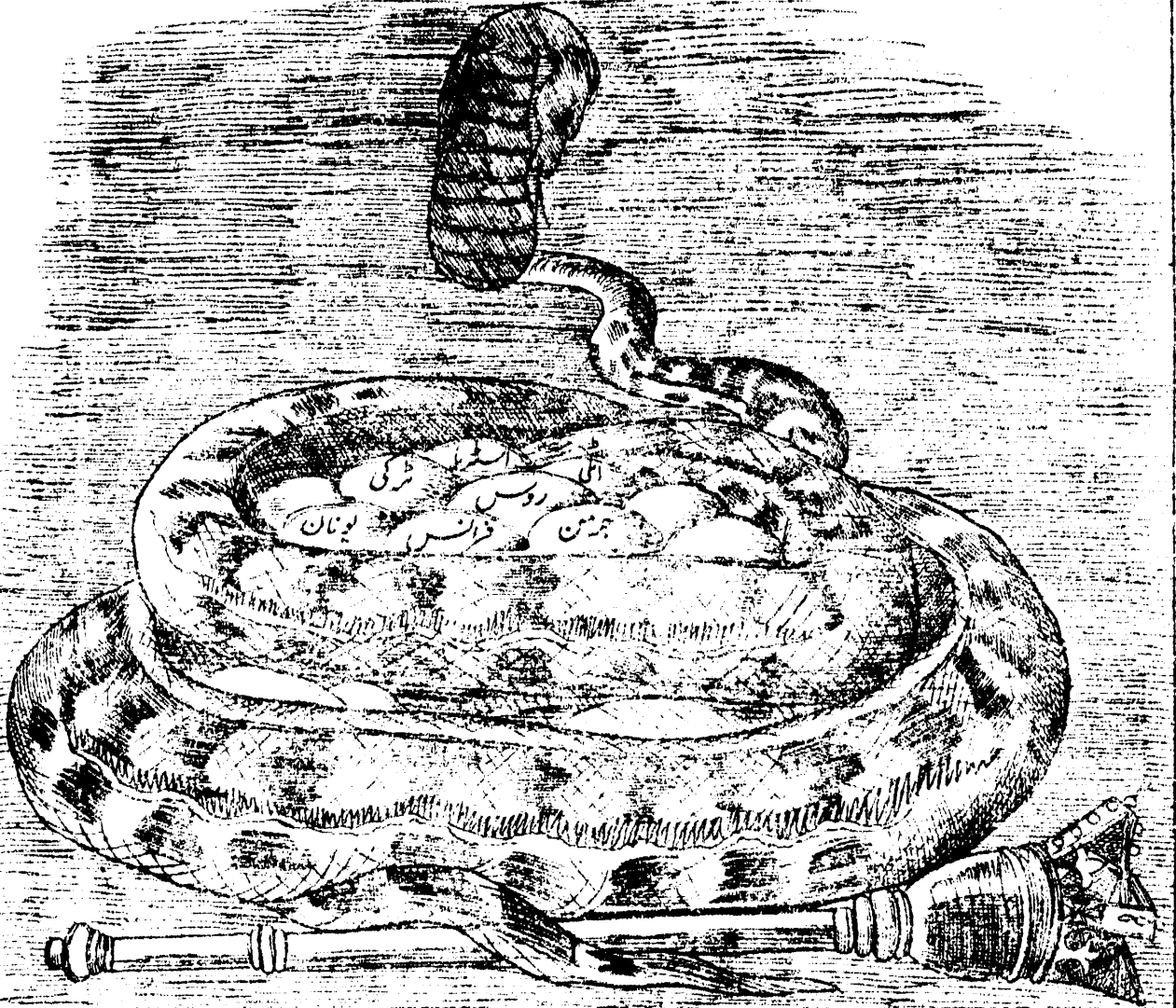
سلاطین یورپ کی حکمت عملیاں

شہزادہ وکٹر دلیپ سنگھ

(از منجو باشی)

شہزادہ موصوف المہاراجہ دلیپ سنگھ سابق والی پنجاب کے صاحبزادے ہیں آپ نے آج کل کرکٹ میں ساری دنیا میں ناموری حاصل کی ہے۔

جوہر تو مجھ میں تھے ملکوتی خصال کے ہندی بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی

اور ابھی تو نہ معلوم کتنی مرتبہ مٹی خراب ہوگی ہمیں صرف ۲۹ جنوری سے فرصت ملی ہے۔ ہولی کا موسم سر پر ہے۔ دیکھتے جائیے۔ جوتوں کے ہار میں کتنے جوانان چمن بن ٹھن اور پھبن کے ساتھ خاک ری کے ٹیکے لگائے ہوئے۔ کالے پیلے منہ بنا کر پھرتے ہیں یا نہیں کم سے کم دھولنڈی کے روز تو ہمارے ہندو بھائی اوس فلسفے کے معتقد ہو جانے کے سوگ میں گریبان چاک کہیں گے جو ایک مدت سے گدھے کے سینگوں کی نسبت نشر ہو رہا ہے۔

بعد ازان بڑے شوق سے ۱۳ نومبر ۱۹۰۹ء کا انتظار ہوگا۔ دیکھئیے ان الغرض

کس طرح ہوتی ہے۔ اگر مسٹر فلپ نے کہیں ہم لوگوں کی عقل کو ایک اور چکر دے دیا تو خاکسار ان ہند کی کیسا ملوا ہے۔ غالب کہتے ہیں

آمد بہار کی ہوئی بلبل ہو نغمہ سنج
اڑتی سی کچھ خبر ہے زبانی طیور کے

بہار کی آمد کے دریافت کے لیے مسٹر چیمبرلین نے اور بھی اختراع کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

کھاد پڑنے لگی چمن میں پھر
بلبلو موسم بہار آیا

مگر ان سے بڑھکر ہر ہند و (میرا مطلب ہے نئے فیشن کے ستعلیق لوگوں سے ہے) اندرت خود ایک نشان بہار ہے۔ جس وقت آپ کہیں دو چار لنگوروں کو ٹیسو کے رنگ سے اپنی تہذیب کا خون کرتے دیکھیں تو آمد بہار کو درجہ جنون پر پہونچا ہوا سمجھ لیجیے۔

۲۹ جنوری کو جو طوفان آیا اوسنے ہزاروں کو پریشان کر دیا۔ یہ تو دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کہ آپ کی رات کیسی کٹی۔ اس وقت اشارہ اوس رات کی طرف ہے جس کے خیر مقدم کے لیے ان ممالک کے بیدار مغز حماروں و ضیوں اور دیگران کے ہم مزاج خوش فکروں نے اپنے ہوش و حواس کو پھانسی دیدی تھی جو تماشہ اس بازاری گپ نے کر دکھایا وہ کبھی نہ بھولے گا۔ اکثر مقامات پر ریلوے اسٹیشن کے قریب بہت سے بھولے بھائیوں نے خیموں میں بسر کی۔

ہم تو اہل ہند کی اس سادگی پہ فدا ہیں کہ ٹکٹ کی طرح سچی جھوٹی کیسی ہی دستاویز پر چپکا دیجیے۔

ہمارے بہت سے کرمفرما ہندوؤں کے استحکام اعتقاد اور استواری ایمان

لوٹن کبوتر بنے جاتے ہیں۔ کیوں نہ ہو؟ چشم بد دور اگر ان لالہ لوگوں کی تصویریں پیش کی جائیں جو اس رات کو سڑکوں پر برساتی مینڈھکوں کی طرح پھیل گئے تھے تو

"ہر کہ شک آرد کافر گردد"

کی مہران کی پیشانی پر اوٹ لکیر کے فقیر ان کی چپت گاہ پر کندہ ملیں گی۔

واہ رے اہل ہند! اگر یار لوگوں کے چکمے اسی طرح چلتے رہے تو بوکھلاہٹ کے مارے آپ دست نہ بھول جاؤ تو ہمارا ذمہ

ایشیائی شاعری نے ایک زمانہ تک چاہ ذقن میں لٹکایا۔ کہیں حضرت میر نے تار گیسو میں باندھ کر ڈال دیا۔ کہیں تبسم حسن شور نے ہندی عقل کا کل حیث جلا ڈالا۔ ابھی کمر معشوق کے دریافت میں تمام جبر و مقابلہ صرف کیا ہی تھا کہ قد سرو کے ناپنے کو تھیوڈولائٹ لیکر دوڑے۔

تم ہی کو فخر حاصل ہے کہ سنسکرت کا کالا منہ کرکے جرمنی کو جلاوطن کر دیا ورنہ برسوں فرضی معشوق کے لیے رو دو کرنا لے اور ندیاں بہائیں حتی کہ قحط کے وقت تمہاری چشم گریان نے دیوالہ نکال دیا۔

ہر بات پر یقین لے آنا۔ رسوم بیہودہ کا پابند ہو جانا۔ تقلید بیجا اور تقلید بجا میں تمیز نہ کرنا ان سب باتوں نے ایسا چوپٹ کر ڈالا کہ ایک ذرا سی گپ کے اثر بد سے بچانے کے لیے حکام ضلع کو دست اندازی کرنا پڑی۔

"شرم چہ کتیست کہ پیش ہندیان آید"

بزدلے اہل ہند یہ کہکر اپنے کمزور ہاتھ پاؤں کو بنا کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا نے فلسفے میں جو کئی بانس اونچی ترقی کی تھی لہذا ہماری موجودہ کمزوری اوسی دماغی محنت کا نتیجہ ہے۔ خیر صاحب ہوگا۔ مگر یہ تو کہئے گا کہ اب تمیز کو کیا دیمک چاٹ گئی؟ جسم اور عقل دونوں

وہ کا خیر حاجت ہیچ استفسار ونیست
یہ سوچتے ہی بی صاحبہ نے قلم پکڑ کر اس مضمون کا خط لکھا۔

پیارے پیارے۔ اشتیاق ملاقات ہے۔ آج تھیٹر تو نہ جائیے گا۔ میرا جی چاہتا ہے میں اور آپ ساتھ جاوں۔ جواب جلد تحریر فرمائیے۔

ادھر تو ہمارے مہربان کے دل میں عشق کی ہانڈی کھدبد پک ہی رہی تھی خط آتے ہی۔

سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

مارے فرحت اور بوکھلاہٹ کے بیٹھے رہتے سے چوک میں جا پھاندنے لگے۔ خدا خدا کر کے شام ہوئی۔ اور آپ مع احباب کے تھیٹر جا دھمکے۔ اب انتظار کی ٹھہری بی صاحبہ اب آتی ہیں نہ کل۔ آپ بےچین کہ جلے پاؤں کی بلی کی طرح کبھی باہر جاتے ہیں کبھی اندر آتے ہیں۔ کبھی کرسی پر اور کوٹ بچھاتے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ بی گنٹی خانم بھی بج گئیں۔ تماشا بھی شروع ہو گیا۔ لیکن بی صاحبہ نہ آنا تھیں نہ آئیں۔

آپ جانیے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ یکسوئی خاطر اور بوکھلاہٹ نے زور کیا۔ اور بی صاحبہ نئے ٹھسن کی میم صاحبہ بنیں۔ سایہ۔ بوٹ۔ ہیٹ۔ عینک سے آراستہ سیکڑوں کی آرزوؤں۔ تمناؤں کا خون کرتی لاکھوں کے دلوں کو روندتی کچلتی کرشمہ غمزوں ہزاروں اداؤں کے ساتھ تھیٹر میں وارد ہو گئیں۔ یہ تو دیکھتے ہی باچھوں چرہی مینا ہو کے جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح منہ کھولے۔ دیدہ پھاڑے سکتے کے عالم میں رہ گئے۔ ادھر یاران رنگین باز نے نرالی وضع۔ انوکھی قطع دیکھ کر ٹلک مرغی غیفو۔ چھپا لچھ۔ بیرسٹرنی بجنی کی چھچھوری ہڈی۔ برف کی قلفی۔ اور نہ معلوم کیا کیا غرض یہ کہ سیکڑوں ہزاروں پھبتیاں بطور ہدیہ پیش کیں۔

دوسری طرف یاران قدیم کچھ تو معزز کچھ روسے خدو سے ایک دو مرتبہ کے واجد شاہد اور بہت سے صرف ظاہری حسن پر فریفتہ۔ قرض یا اللہ کی امید پر زندگی بسر کرنے والوں نے یہ جو رنگ دیکھا کہ بی صاحبہ رقیب کم بخت کے پہلو بہ پہلو بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہیں۔ تو بہت ہی بلبلائے مگر کر ہی کیا سکتے تھے۔ دل ہی دل میں رقیب روسیہ کو گالیاں دیتے خون دل پیا کیے بعض حضرات سے نہ صبر ہو سکا۔ صاحب سلامت۔ مزاج پرسی کر کے عینک دیکھنے کے بہانے سے تھوڑی بہت باتیں کر لیں مگر جناب کہیں اوس چاٹے پیاس بجھتی ہے کیا معلوم تھا کہ آج بی صاحبہ حسن کی دیوار کو پوڈر اسے توبہ پلاستر پھیر کر رقیب روسیہ کے ساتھ آئیں گی۔ ورنہ بھول کر تو تھیٹر میں قدم نہ رکھتے۔ اور یوں بات تو چھپی رہتی نہیں ہے خبر معلوم ہی ہو جاتی۔ یہ تو نہ ہوتا۔ سر پر کودولت تو نہ دلی جاتی۔ آنکھوں کے سامنے یہ ستم نہیں دیکھا جاتا۔

خیر صاحب لعنت بھیج ہم تو اس تماشے میں مصروف رہے اور وہاں تماشا ختم ہو گیا واللہ ہے دو روپیہ کی سوختی اب تک ہے اور سب سے زیادہ تو اس کا رنج ہے کہ ایک روپیہ قرض لیا تھا وہ کہاں سے ادا ہو گا۔

اب کیا ہے اودھ سرڈلیو گوئن کی بدولت روپیہ ہاتھ آئے گا۔ ادھر انگریزی پوشش ہی ناچ مجرے انگلش فیشن کے پھیر میں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ شاہ صاحب کی مرد محبت رجوع قلب کی یمن و برکت سے دن رات ہن برسا کرے گا۔ چین ہی چین ہے۔ میرے دونوں نیشے۔

راقم
قسم لو جو ہمنے لکھا ہو

عرضی شیطان

جناب عالی۔ رمضان شریف میں جناب لوی صاحب نے فدوی کو قید میں بھجوا دیا ہے چنانچہ آج بیسواں دن ہے کہ فدوی قید میں ہے اور طرح طرح کی تکلیف اوٹھا رہا ہے۔ فدوی کو حکم قید کا اپیل کرنا منظور ہے لیکن پیروی اپیل کی بدون اصالتاً حاضری کے ممکن نہیں ہے۔ لہذا امیدوار ہوں کہ رہائی فدوی کی واسطے ایک ہفتہ کے بہ ضمانت کافی فرمائی جاوے۔

شیطان

حکم

سائل رہا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن نیشنل کانگرس میں وہ اپنی آزادی کے لیے رزولیوشن پاس کرا سکتا ہے۔

مضامین غیر

عدیل کا ڈنر

تیغ قاتل نے کیا تن اک طرف سر اک طرف
ہے طپان دل اک طرف ہے روح مضطر اک طرف
دل مین ہے مدت سے اس معشوق یورپ زا کا شوق
کل جو فیشن مین ہیا جاتا تھا کافر اک طرف
جی مین آتا ہے کہ اوسکو اس طرح دیجئے ڈنر
جمع ہون اک دن کلب کے سامنے مہر اک طرف
کرکے چندہ پہلے معتدبہ فراہم ہو رقم
چٹھیان دعوت کی بانٹی جائین پہر اک طرف
اس تکلف سے لگائین روشنی کی بتیان
دیکھکر سب میہمان رہ جائین ششدر اک طرف
چار سو کینڈل مین ہو دیا سے برقی روشنی
اور ہر کمرے مین چہپہ فانوس و منتر اک طرف
ہال مین اک میز بیچھے سنگ مرمر کی عجیب
کرسیان چاندی کی اوسکے گرد ہون ہر اک طرف
اک قرینے سے گزک ہو سب پلیٹون مین چنی
سوڈے اور لمنیڈ کے گیلاس و کنٹر اک طرف
تازہ تر پہولون کے گلدستے بہی ہون کچہ خوشنما
باغبان لا لاکے رکہدین سب برابر اک طرف
پہلے جن احباب کی دعوت ہے وہ تشریف لائین
کرسیون پر بیٹہین سب اپنی جگہ پر اک طرف
اسٹیشن مین آنے کا اوسکے وقت ہو جائے قریب
شوق مین ہر اک نظر دوڑے برابر اک طرف
پہنچے ہو وہ نازنین عمدہ ڈنر کا اک گون
سر پہ کلغی خوشنما جوتے پہ پوڈر اک طرف
آکے بیٹھے جب وہ رشک لعبتان چین و ہند
اوسکے حسن و عشق پہ پہر دون مین لکچر اک طرف
سُنکے وہ خوش ہو تو مین سب اوسکی خوشنودی کا دو
بینڈ اک جانب بجے ناچے وہ دلبر اک طرف
رفعتہً گمہی ہوا وسکی سامنے سے یون نمود
ابر آ دیتا ہے جیسے آسمان پہ اک طرف
اک طرف ستہرے کا غل ہو اک طرف ولکم کا شور
ہر استقبال سب آئین سمٹ کر اک طرف
سکرا کر اس طرح گمہی سے نکلے وہ پری
ابر سے جیسے کبہی خورشید خاور اک طرف
ڈنر مین سب ساتہہ ہون اوسکے یہان تک ہم
اسکے ہمراہ یون رہین جیسے وہ آکر اک طرف
سے چاہو گر دم مین اب نیند آتی ہے عدیل
جاؤن مین خلوت مین اور جا ب سب ہر اک طرف

راقم - س - دکن

اُلو کی دُم فاختہ

ڈیئر پنچ - یہ مثل جس نے عنوان مضمون کی زینت دی ہے - تو لی آج اپنے سر پہ رکہی ہے
ایسی پہبتی ہوئی مثل ہے کہ جس کی شہرت کے
پر ہر سے ہندوستان کے بہت بڑے حصہ
مین اوڑتے نظر آتے ہین - بڑے بڑے
عقلا اس مثل کو ضرورت کے وقت استعمال
کیا کرتے ہین مگر کوئی ایسا ہی بے وقوف الو
کی دم فاختہ ہوگا جو اس چاشنی دار مثل سے
انکار کرتا ہوگا - جہان کسی کی بے وقوفی نظر
آئی بے تامل الو کی دم فاختہ بنا دیا - مگر کیا غضب
کی بات ہے کہ اصلی کیفیت سے اس مثل کی
کوئی بہی واقف نہین - شیخ سعدی نے ضرورۃً
ذکر کیا ہے مگر ؎

کس نیاید بزیر سایہ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

مذہب اور مگہہ کو کر چہوڑ دیا ہے کسی بلبل ہند
کنجشک ہند - اچہد ہند - زاغ ہند وغیرہ
وغیرہ سے بہی اسکی تصریح نہین سنی گئی پہر
معاملہ حل ہوتا تو کیونکر ہوتا - البتہ ہمارے
ایک دوست بڑے کالج کے طالب علم
نے اس الو کی دم فاختہ مثل کی ایسی شرح
ہم سے بیان کی ہے کہ جو یقیناً قابل
غور ہے -

اون کا بیان ہے کہ الو خواہ کچہ انا
کہو نسٹ اور جنا ورری ہو یا خشانٹ الو کا بیٹا

ہوا ایسا ہوشیار اور چالاک پرند ہے کہ اوسے
انو لمبا گویا

بے ... زندگی کا نو -

کا مصداق ہے - وہ اپنی تنہائی کے اونچے
مقاموں پر ... کہ ... ان
جیسے اشرف المخلوقات ... ہے -
وہ ہمیشہ اپنا بنگلا ایسی جگہ بناتا ہے جہانتا
پرندہ بھی پر نہین مار سکے - جہان

اگر خواہی سلامت برکنارست

کا پورا مصداق ہے - جہان اول درجہ کی
لطیف اور صاف ہوا اوس کے حصے مین
آتی ہے - گو وہ انسانی تہذیب سے بالکل
عاری ہے اور اسی سبب سے ہم اوس سے
اور وہ ہم سے بیزار ہے مگر اپنے عیش و عشرت
مین کسی طرح کوتاہی نہین کرتا - تمام رات
اپنے صاف ستھرے بنگلے مین اپنی لیڈی
کے گلے مین باہین ڈالے ہوئے انگریزی
ٹنگی گایا کرتا ہے جسکے ہر تال پر ہم لوگ بھی
دور سے بے ساختہ تالیان بجانے لگتے ہین
سچ پوچھیے تو یہی زندگی کا مزہ ہے - سارے
جسم نملط جوانی جاتے ہی اولٹے پاؤن
پھر آتی ہے -

غرضکہ لیڈی مذکورہ بھی ایسی وضعدار
اور عاشق مزاج ہین کہ اپنے شوہر کی دُم
سے دَم بھر جدا نہین ہوتین جن کو اس وقت
در انو کی دُم فاختہ " کہنے کی ضرورت ہوئی
ہے ورنہ در اصل نہ وہ فاختہ ہین اور نہ
فاختہ کی رشتہ دار - بیچاری فاختائین تو خود
اون کی محفل کے فراق مین حواس باختہ
ہین اور جب سے خلیل خان فاختہ اوڑا گئے
ہین تب سے بالکل ہی اون کے ہوش
اوڑ گئے ہین - اس بنا پر بودی النظر مین ایسے
رنگیلے جوان کو انو اور اوس کی لیڈی کو
انو کی دُم فاختہ کہنا گویا انصاف کا خون کرنا
ہے - مگر ہان جب نگر کی گہری تہا دمین نظر

ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خطاب
اون سے پورا اچسپان ہے - قاعدہ کی بات
ہے کہ ہر صاحب فن اپنے فن کو جب ... کی
محفل مین دکہا دکہا کر حسن و قبح سے آگاہ ہوتا
ہے تب صاحب کمال ہو جاتا ہے - اچھے
موتیون کی قدر بادشاہ یا جوہری کرتے ہین
گہر مین بیٹھکر کمال کی داد نہین مل سکتی جنگل
مین مور کا ناچ کون دیکھتا ہے - خاص کر
ایسی لیڈیون کو جو رنگ روپ اور نزاکت
وغیرہ مین بے مثل اور گانے مین صاحب کمال
ہون لازم ہے کہ میدان مین آئین اور اپنا
کمال شائقین کو دکھائین - نہ یہ کہ جنگل بیابان
مین اپنی ریاضت کو خاک مین ملائین -

مگر میرے نزدیک وہ بالکل بجھیٹا
ہین اور یہ سب اونکے فرلفیۃ اور دلدادہ
شوہر کا قصور ہے - وہ اپنے نزدیک اس دُم
کو سونے کی چڑیا سمجھتے ہین اور اوڑ جانے
کے خوف سے بنگلے مین چکین ڈالے ہوئے
دُم دبائے ہوئے بیٹھے رہتے ہین - یہ نہین
سمجھتے کہ جنکی سات سات دُمین ہین وہ بھی
اس قدر خوف نہین کرتے اور انسانی صحبت
مین سر میدان آ کر اپنا کمال دکہانا چاہتے
ہین - اگر مسٹر مذکور اور اون کی لیڈی کو
یقین نہ ہو تو اسی سال ایک نہین چھ سات
دُمون کا تماشا اونکو دکہا دیا جائے گا اور
ایسے مقام پر کہ جسکو فلک اول کہنا زیبا
ہے - جہان تمام دنیا کے کالے گورون
کی یکسان نظر جا سکتی ہے نہ یہ کہ کسی بنگلے
اور کوٹھی مین -

او سپر طرہ یہ کہ ساتون دُمین تال مین
برابر سُر مین برابر گائین بجائین برابر -
غرضکہ ہر چیز برابر - تو سہی کہ مسٹر مذکور اور
اون کی لیڈی وجد مین آ جائین اور اس
ناچ کو دیکھ کر لوگ دُم ہلا گین -

مگر مین افسوس کرتا ہون کہ عوام کو
اس ناچ سے کسی طرح دلچسپی نہین ہو سکتی اس
سبب سے کہ وہ منجمین کے قول کو گویا وحی ربانی
سمجھتے ہین - اون کو باور ہو گیا ہے کہ اگر دُمدار
ستارہ ایک بھی نکل آیا تو دنیا مین جہاڑو
پھر جائے گی - اور اب چھ چھ سات دُمین دکہائی
دین گی تو پھر اونکے حواس کہان - ناچ دیکھنا تو
دوسری چیز ہے - جہوٹے کی دُم مین نمدا
باندہنا بھی مشکل ہو جائے گا - نہین معلوم
کس بیابان مین سر پٹ بھاگتے چلے جاتے
ہونگے - وہ بیچارے کیا جانین کہ جس طرح
قاضی جی نے مفت کی شراب حلال کر لی ہے
اوسی طرح منجمین بھی مفت کا ناچ اپنے ہی واسطے
مخصوص کرنا چاہتے ہین - لیکن ہم ایسے
بے فکرون کا ان نقرون مین آ جانا بہت
دشوار ہے - یہان تو ٹہانے بیٹھے ہین کہ نجومون
کی دُم کے ساتھ ہی ساتھ رہین گے اور اس
انوکھے ناچ کو بے دیکھے نہ چھوڑین گے چاہے
کچھ ہی ہو جائے -

اور اگر ایک آدھی دُم ناچتی ہوئی زمین
تک پہونچی اور ہمارے ہتے لگ گئی تو بیشک
آسمان زمین کے قلابے ملا دین گے نہین
تو شب برات کی ہوائی کی طرح ہم بھی دُم پکڑے
ہوئے نکلتے چلے جائین گے -

راقم
انما المنجمون کذب - انٹیا پچ

اخوان الصفا

نمبر ۱

تمام دنیا مین یہ مسئلہ پورے طور پر
تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ملک و قوم کی ترقی اور
بہبود کے لیے مشاہیر زمانہ کی سوانح عمریون
تذکرون یا گرفیون سے زیادہ مفید اور موثر
کوئی چیز نہین ہو سکتی اسی بنا پر ملک کے ہمدردون
نے یہان تک ہمدردی دکہائی کہ ہندوستان

چین پر یورپین تہذیب کا حملہ

کے قابل لوگوں سے متعلق تذکرے لکھنے پر کمر باندھکر کھڑے ہی ہوگئے - ابتدا اگرچہ دقت سے ہوگئی ہے لیکن قومی سزاوار واقع علی گڑھ سے ایک معزز مہو ورنے اس مقصد کو گراندہ تکمیل تک اور پہونچا دیا ہے تا کہ وہ کامیاب ہون - لیکن ابھی تک ستے وہ صدون اور دو تین اشتہار دن کے باہر کی نظر سے اور کچھ نہین گذرا - دنیا کی کون سی بات ہے جو تجسے اور ہمارے ہم نفرقون سے چھپی رہتی ہے - شدہ شدہ اس بات کی بھنک ہمارے اور ہمارے احباب کے کان مین بھی پڑگئی - کل شام کو ہمارے دوست میان چند ا شکو ملکی و قومی معاملات مین دلچسپی تامہ ہے فرماتے تھے کہ " میان علی گڑھ کے فضا سے آسمانی مین اب بہت جلد قسم قسم کے طیور اپنے پرون کو پھیلا کے اور منقارون کو کھولے صفیرون سے دل خوش کرتے ہوئے نظر آئینگے

یہ دیکھیے اشتہار - مشتہر کا ارادہ ہے کہ ہر فن کے صاحب کمالون کی سوانح عمری ایک رسالہ کیا نہایت تدقیق اور تحقیق سے فائدہ عامہ کے لیے پبلک کے عقاب کی سی دوربین آنکھون کے سامنے پیش کرین - اس شاخ ہندوستان کا کونسا شہور اور معروف - شہار - غلزون ہے جو اپنے بلند نمو نسلے کو اپنے فنون کے تنکون سے نہ بنائے گا - اور پھر تھوڑی دیر بعد ؎

اپنی اپنی بولیان سب بولکر اڑجائینگے

کا مصداق نہ ہیگا "

ہمارے یاران طریقیت نے جب اس اشتہار کو بعد - وہی کی ولایتی عینک لگاکر ملاحظہ کیا بخدا قومی ہمدردی نے یکایک ہمارے سینہ مین اس قدر جوش کیا کہ ہمارا دم گھٹنے لگا - ضیق النفس کی سی حالت ہوگئی کسرنفسی ہمین مجبور کرتی ہے کہ ہم اون خیالات کو جو ہمارے معزز احباب ہماری نسبت رکھتے ہین اپنے منہ سے بیان نہ کرین لیکن ہماری صاف گوئی ہمین بار بار مجبور کے دیتی ہے کہ اپنی کسرنفسی کو اوسپر اور قومی ہمدردی پر نثار کردین کیونکہ اگر اپنے سلسلہ مضامین مین ہمنے صاف گوئی نہ اختیار کی تو نہ ہم اخوان الصفا کے معزز جلسہ مین شامل ہونے کے قابل ہوسکتے ہین اور نہ کوئی قومی مفاد حاصل ہوسکتا ہے - صاف صاف بات یہ ہے کہ ہم اپنے حلبۂ احباب مین " لال بجھکڑ " خیال کیے جاتے ہین - کونسا کام کون سی مہم اور کونسا مرحلہ ایسا ہے جس مین ہم سے راے نہ لی جاتی ہو اور اوس پر طرہ یہ کہ ہماری راے کو ہمیشہ سب کی رایون پر فوقیت دی جاتی ہے - ہمارے نسخ مین ہی ماشاءاللہ ہر فن کے کامل موجود مین دو سب گنون پورے انہین کون کہ سکتا ہے "کوئی اگر افیون اور چنڈو کے استعمال مین فرد ہے تو کوئی شراب نوشی

بخوری - بادہ نوشی مین ڈپلوما پائے ہوئے ہے - ایک اگر عیاشی مین ڈگری یافتہ ہے تو دوسرا چوری اور سرزوری مین فاضل متبحر - ایک طرف اگر ماہرین اپنے چراغ کمال سے دنیا کو روشن کیے ہوئے ہین تو دوسری طرف چورون کے ساتھی گرہ کٹے اپنی مشعل تیز سے ہر چہار طرف اپنی دل خوش کن روشنی دل دانا و چشم بینا کے سامنے پیش کرتے ہین - غرضکہ ؎

این خانہ تمام آفتاب است

ہمارا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ہم پبلک پر اس بات کو کامل طور پر ظاہر کردین کہ جب ہم ایسے معزز حلقہ مین سر بر آوردہ سمجھے جاتے ہین تو پبلک کی نگاہون مین کس قدر معتقد اور معتبر سمجھے جانے چاہئین - ہمارے احباب کا حسن ظن ہماری نسبت اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ وہ ہمین ایک جادو نگار شاعر اور ایک سحر نگار نثار بھی سمجھتے ہین - چنانچہ سب نے متفق اللفظ ہم سے یہ درخواست کی کہ ہم اپنی اور اپنے فخر ہندوستان احباب کی بیاگرفی ایک اپنے منقول پیرائے مین بیان کرین کہ چشم بصیرت کے لیے وہ ایک نصیحت کا مرقع ہون ہمارے احباب نے ہمین اس امر پر بھی مجبور کیا کہ ہم اس گلدستہ کو سب سے پہلے اپنی ہی لائف کے خوشنما پھولون سے مزین کرین - "الامر فوق الادب" احباب کے اصرار نے ہمین آخر مجبور کیا اور ہم آج یہ آٹو بیاگرفی نہایت عاجزی کے ساتھ پبلک مین پیش کرنے کی جرأت کرتے ہین - ممکن ہے کہ کہین کہین ہماری کسرنفسی یا خودبینی ہم پر غالب آجاے اس لیے کہ کیسی ہی صاف گوئی اور آزادی سے کام کیون نہ لیا جائے آٹو بیاگرفی کبھی ان دونون باتون سے بالکل خالی نہین ہوسکتی - ہمارے ناظرین بھی ہمین امید ہے کہ ہماری اس مجبوری کو ملاحظہ فرماکر اس معاملہ مین اگر کہین غلطی ہوگی معاف فرمائینگے -

کم بخت حافظہ پر اس قدر تھپڑ پڑگئے ہین کہ

ہمیں یہ بھی یاد نہیں پڑتا کہ ہماری پیدائش کیا ہے - ہمارے والد فدا او نہیں بہشت نصیب کرے کسی عیسوی سنہ کا نام لیا کرتے تھے تھا تو انھارہ سو ہی لیکن یہ یاد نہیں رہا کہ اٹھارہ سو کے بعد کائی اور دہائی عدد کیا تھے اتنا ضرور یاد ہے کہ جب ہماری عمر کوئی چار برس کی تھی ہمارے ابا اور اماں ہی کیا غضب بلکہ کل شہر والے جنگل جنگل مارے مارے پھرتے تھے - لٹیرون کے ڈر - رہزنون کے کھٹکے - قزاقون کے خوف سے سب کی جانین نکلی جاتی تھین - دیہات کے گوجر رانگھڑ شہر پر چڑھ چڑھ کر آتے تھے اور دکانون کی کڑیان تک لوٹ لے جاتے تھے - ہر روز نئی نئی خبرین سُنی جاتی تھین - کوئی کہتا تھا کہ میرٹھ کی فوج باغی ہو گئی - کوئی کہتا تھا کہ بنگال کی فوج نے آج اپنے انگریزی افسرون کا قتل عام کر دیا - ہندو سپاہیون کو اپنے دھرم سے بھرشٹ ہو جانے کی بیہودہ شکایت تھی تو مسلمانون کو اپنے ایمان خراب ہونے کی

سُنتے ہین کہ ہندوستان کی تاریخ مین بہت بڑا جانکاہ واقعہ گذرا ہے جس سے ہندوستانیون کی وفاداری اور حسن عقیدت پر جو وہ اپنی عادل برٹش گورنمنٹ کے ساتھ رکھتے تھے ایک بدنما دھبہ آ گیا اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ ہم آج ۲۴ فروری ۱۹۱۵ء کو دن کے ۲ بجکر ساڑھے ستائیس منٹ پر سال مہینون دنون - گھنٹون منٹون اور سکنڈون کی کتنی سیڑھیان طے کر چکے ہین - چار برس کی عمر سے قبل کی ہمین اور تو کوئی بات یاد نہین لیکن غور کرنے سے ایک دھندلا سا خیال دماغ مین آتا ہے کہ جب کبھی ہم ضد کیا کرتے تھے ہماری اماں جان ایک سیاہ سیاہ سی گولی ہمارے مُنہ مین ڈال دیتی تھین - اس گولی مین کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہمارا رونا دھونا چیخنا اور چلانا بالکل بند ہو جاتا تھا - طبیعت کو کمال فرحت اور لطف حاصل ہوتا تھا - آنکھون مین غنودگی سی چھا جاتی تھی - اگر کبھی وقت ٹل جاتا تو ہم جان جان کر روتے تھے تا کہ ہمین وہ مفرح دوا جلد مل جاے - بچپن کے حالات کچھ اس قدر دلچسپ ہوتے ہین کہ ہمارا دل انہین تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کو چاہتا ہے - لیکن اختصار کو ہم ہاتھ سے دینا نہین چاہتے اسیر تمنا کیے بغیر نہین رہ سکتے کہ جب کبھی بچپن کا زمانہ یاد آتا ہے کلیجہ پر سانپ سا لوٹ جاتا ہے - ع

اسیر حلقۂ عہد شباب کر کے مجھے
کہان گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے

ہاے وہ آنکھ مچولا کھیلنا - کھیلتے کھیلتے کسی کو نوچ لینا - کسی کے تھپڑ مار دینا - کسی کو گالی دینا اور ان گالیون پر ہمارے والدین کا خوش ہونا - اماں کا ابا - اور ابا کا اماں کو ہمارے مُنہ سے گالیان دلوانا - غرضکہ کیا کیا بیان کرین کلیجہ مُنہ کو آیا جاتا ہے -
محلہ کے جس قدر بدمعاش لڑکے تھے سب ہمارے دلی دوست تھے اور ہمین بغیر اونکے دیکھے چین نہ آتا تھا - اول اول ہمین محلہ کی مسجد مین پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا - ع

مبارکباد مرگ تو بر اوستاد

مُلاجی کی گُٹی ہوئی صاف کسیر وسی چکنی چپڑی صاف چاند کو دیکھ کر ہمارے ہاتھون مین کھجلی ہوتی تھی - لیکن ملاجی کی عصاے موسوی مین کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہماری شرارت کے سحر سامری کو دل مسوس مسوس کر رہ جانا پڑتا تھا - چند روز بعد ہم اسکول مین بٹھائے گئے - اسکول مین ہماری شرارت - شوخی اور عاشق مزاجی کا سکہ بیٹھ گیا - لڑکے تو لڑکے ہمارے اوستاد بھی ہم سے اس طرح کانپتے تھے جیسے کسی بیرحم قصاب سے ایک بھولی بھالی مسکین گاے - اسکول کے اور واقعات تو خیر لیکن ایک واقعہ خالی دلچسپی سے نہین - سبق یاد کرنا تو ہمین قسم تھا - ہمارے اوستاد بھی ہمین اس قدر بُری طرح سے مارتے تھے کہ ہمین اون سے دلی نفرت ہو گئی - ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم اسکول مین ذرا سویرے پہونچے کلاس مین کوئی لڑکا اوس وقت تک نہ آیا تھا - فوراً ایک شرارت سوجھی اور ہمنے راجبس کا چاقو لیکر ماسٹر صاحب کی کُرسی کی بید کو اس طرح کاٹ دیا کہ معلوم نہ ہو سکے - اسکول شروع ہوا اور ماسٹر صاحب نے کُرسی پر تشریف رکھی - تشریف شریف کا رکھنا تھا کہ نیچے سے بید نکل گیا اور ماسٹر صاحب کُرسی مین نیم دروں اور نیمے بروں معلق رہ گئے - بہتیرا چھپایا - لیکن آخرکار ہم پکڑے گئے - ہیڈ ماسٹر صاحب تک خبر پہونچی - لیکن ہم پہلے ہی سے رفوچکر ہو گئے تھے - دوسرے دن شام کو ہیڈ ماسٹر صاحب خراماں خراماں تشریف لے جا رہے تھے دوہی کی سی لمبی معمولی داڑھی ہیکارتے ہوئے چلے جا رہے تھے فوراً ایک شیر کی سی زقند مار کر ہمنے اونکے لمبے چوڑے

ایک آن ؟ بھائی اور ہمکو کم بخت پنسیں سکے یا تو اسی قسم کی تکالیف پہونچنے لگین جو ہم سے قبل تمام نیک اور خدا کے برگزیدہ حضرات کو روز ازل سے پہونچتی آئی ہین - جُرمانے تم پر ہوئے - قید کی سختیان ہم نے برداشت کین مختصر یہ کہ کیا کیا کہین کیا کیا مصیبتین اوٹھائین -

شب آفرگشتہ و افسانہ از افسانہ میخیزد

راقم

ندیم

خیال کرو!

اخبار جہان نما - یہ اخبار شہر امرتسر مہینہ مین دو بار شایع ہوتا ہے - اگر خواہش ہو تو منگوا کر دیکھو - قیمت صرف عام سے بہتر ہے -

خضاب بہار شباب

دُنیا کے تمام خضابون سے نرالا - بال سیاہ کرنے والا شرطیہ قیمت عہ/ اگر آپ کو کسی قسم کی دوائی کی ضرورت ہو تو پہلے میری لسٹ منگوا کر دیکھ لین - ہر قسم کی دوائی ارسال ہو گی -

المشتہر

نرایین سنگھ سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر

میکو رتھہ ٹباکو اینڈ سگارت کمپنی لمٹڈ دہلی

یہ کمپنی حسب نش ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۲ء جسٹرار قائم کی گئی ہے - دفتر کمپنی کا دہلی مین ہے - سرمایہ کمپنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے - پندرہ سو حصون مین منقسم ہے - قیمت فی حصہ سو روپیہ ہے - حصہ داران کو دس روپیہ فی حصہ ہمراہ درخواست بھیجنے ہونگے - پندرہ روپیہ فی حصہ منظوری درخواست پر ادا کرنے ہونگے باقی پچہتر روپیہ فی حصہ چند اقساط مین دینے ہونگے - جن کی طلبی کا نوٹس ہر حصہ دار کو چودہ روز پیشتر دیا جاوے گا - کمپنی تخمینہ کرتی ہے کہ اس کام سے حصہ داران کو تخمیناً استاہیس روپیہ فی صدی سالانہ منافع ہوگا اور جس تاریخ سے حصہ داران حصہ خرید فرماوینگے اوس تاریخ سے رقم داخل شدہ پر سود بحساب پانچ روپیہ فیصدی سالانہ کمپنی حصہ داران کو تاریخ اجراے کام تک دے گی - جو اول سال کے منافع مین سے منافع ہوگا اور بقیہ منافع حصہ داران کو حصہ رسدی تقسیم ہوگا جو صاحب بعد تیاری کارخانہ کے بشرط باقی رہنے حصون کے جو فروخت نہ ہو چکے ہون گے خرید فرماوینگے وہ اس سود پانچ روپیہ سالانہ فیصدی کے مستحق نہ ہونگے - حصہ داران کا روپیہ ہر طرح سے ایک روز بھی بیکار نہ رہنے کا - غرض یہ ہے عمدہ قسم کے سگارت جو صورت شکل ذایقہ مین مثل ولایتی کے ہونگے اس کارخانہ مین تیار ہونگے اور قیمت مین بمقابلہ ولایتی کے بہت ارزان فروخت ہونگے - اعلی درجہ کے سگارت بھی جیسے مصر کے سگارت مشہور ہین تیار ہونگے جہان تک تحقیق ہوا ہے ایسا کارخانہ ہندوستان مین اسوقت تک جاری نہین ہے جن صاحبان کو حصہ خرید فرمانے منظور ہون وہ مفصل پراسپکٹس و فارم درخواست لالہ جوہر مل سیٹھی دال منیجنگ ایجنٹ میکورتھہ ٹباکو اینڈ سگارت کمپنی لمٹڈ دہلی سے طلب فرماوین -

---

لیجیے!

بھارت جیون آفس کی ارزان اور خوبصورت چیزین البم - ورق اولٹتے ہی دُنیا کے دلچسپ شہرون کے مشہور مشہور مقامات کی سیر پیش نظر کہین عالی شان عمارتون اور چمن مین لہراتے ہوئے جہاڑون کی بہار کہین جنگلی پہولون سے ڈھکی ہوئی جہاڑیوان یا مختلف ولایتون کے دلچسپ گلستانون کی تختہ رنگا رنگ ملاحظہ فرمائیے - نمبر ا جس مین ۷۰ تصویرین مین قیمت معہ ڈاک محصول ۴ ا نمبر ۲ جس مین ۱۲۰ تصویرین ہین جلد سُنہلی قیمت معہ محصول ڈاک ۸ /

کمرون کی آرایش کے لیے اور بہی نہایت دلچسپ تصویرین جو تازی ولایت سے منگائی گئی ہین فی درجن ۲ روپیہ ۳ روپیہ ۴ روپیہ ۶ روپیہ دو روپیہ

گھڑیان - نہایت نفیس اور مضبوط ٹہیک وقت بتانے والی اور پہر بہی تعجب کہ بہت ارزان پکا وواچ قیمت عہ/ میلس پاک قیمت ہے ریس واچ قیمت عہ/ علاوہ اسکے ہمارے کارخانہ مین اور بہی بیش قیمت گہڑیان موجود ہین فرمایش آنے پر حال لکہا جاویگا

طلسم - یعنے تاش کے اندرجال کی کتاب ارے ابہی تاش تہا کہ جلادیا گیا تہا تا ؟ اور پہر خالی صندوق سے کہان سے آیا - اور لطف یہ کہ ایک ٹکڑا جو جلانے سے رہ گیا تہا وہ اس تاش مین نہین ہے اچہا دیکہیے مین اسے پورا کرتا ہون، یہ کہکر بازیگر نے معہ اوس ٹکڑے کے پہر صندوق مین رکہا اور کہولا تو پورا تاش تہا ٹکڑے کا نام و نشان ہی نہین ایسے ایسے تعجب انگیز ۲۰ میل اس کتاب مین ہین قیمت ۱۰ /

ڈراما - قصہ حقیقت راے بطور ڈراما کے مین کہیلنے لایق قیمت ۴ /

ادویہ جات - دانت کا منجن نہایت اکسیر قیمت معہ محصول ڈاک ۹ / کہجلی کی دوا تمام دادکی دوا ایک ہی روز مین فایدہ بخشے - قیمت ۸ / سب فرمایش حسب ذیل پتے پر آنی چاہیے -

منیجر بھارت جیون آفس بنارس سٹی

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے **المشتہر** - پروفیسر سنت سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار سنت سنگھ صاحب آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چین کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لہو کا بہنا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی نسخے نہین ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی اڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ [illegible] کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار سنت سنگھ صاحب [illegible] تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ [illegible] اثم ولد عمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ کو بلا آنکھون مین [illegible] نکلے ہوئے تھے اور پڑوال [illegible] تھے اسکی آنکھین بصحت سرخ اور دکھی ہوئی تھین - انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین تاگہ نہین ڈال سکتی تھی - اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے امراض کو سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر سنت سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک [illegible] کی آنکھون [illegible] [illegible] سے نظر قطعی بند ہوگئی تھی [illegible] اور وہ بالکل [illegible] ہوگیا [illegible] مرض [illegible] بندہ کو اسقدر ایسی خوشی ہے جسکا [illegible] نہین ہوسکتا لہذا آپکی اس نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص عام خلق خدا پر بہت احسان اور نیک کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بالکیہ جیات چشم سرمہ سے [illegible] استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دین - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض تھا جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر مہری صاحب بہادر اور کیلپ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھندلا کر طاقتی ہماری چشم مین ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین - دستخط سردار صالح محمد خان قندانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر نیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچ ہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی نقلی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور بنک الائنس بنک مین بابت ۱۹۱۵ء کو جمع کیا گیا

اخوان الصفا

نمبر ۱

مولانا گانیرو

اللہ اللہ یہ خدا کے اُس خاص اور برگزیدہ بندے کی بزم شہود مین آمد آمد کی دھوم دھام ہے کہ باد بہاری کے جھونکے بالکل ہی دل خوش کن انداز و ادا سے چل رہے ہین جس طرح کہ وہ معشوق پری چہرہ۔ زمین کمر جو اپنے داہنے پاؤن کے قدرتی لنگ کی وجہ سے اٹھلا اٹھلا کر خرام ناز کرتا۔ دل عشاق ستاتا شہنشاہ تیمور کی تیر تھا آتا آن بان سے قدم اوٹھاتا ہے۔ کالی کالی گھٹا مین فضا سے آسمانی کو کچھ اس کثرت اور ترتیب سے گھیر ہوئے ہین کہ معمولی آنکھین دیکھنا۔ اون دور بین روشن آنکھون کو بھی کچھ سوجھائی نہین دیتا جنکو نیچر نے اپنی غیر معمولی صنعت اور اعلے دستکاری سے خاص تاریکی مین دیکھنے کے لیے بنایا ہو۔ بوتلون اور کاگون کے تڑاق سے گونجنے کی آوازون نے اس قدر شور مچایا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی دینا کجا بادلون کی کڑک جو پوری مستعدی کے ساتھ اپنے فرض کو انجام دے رہی ہے ہم سے چھوٹے کان والون کو تو خیر اوس کا قلبِ بُرد بار مسکین حلیم اور فلسفیانہ مزاج کے جانور کو بھی نہین سنائی دیتی جو بسبب اپنے کانون کی لمبائی کے تمام جانورون مین فوقیت پانے کی وجہ سے درازگوش کے معزز اور مفتخر خطاب پانے کی عزت رکھتا ہے۔

افاہ! مولانا گلخیرو ہین! جب ہی موجودات عالم کی ادنے سے ادنے چیز نے آپ کے خیر مقدم مین اپنی بساط بھر سامان عیش و نشاط کی تیاری مین سرگرمی دکھائی ہے۔ اور تو اور مینڈکیون کو بھی اس قدر زکام ہوگیا ہے کہ اپنی چھینکون اور چیخ پکار تمام زمانے کو سر پر اوٹھا لیا ہے۔ مولانا کی قطع مبارک اور نرالی دھج دیکھنے کے قابل ہے۔ ہاتھ مین ایک سیاہ رنگ کی بوتل ہے جو کبھی کبھی مُنہ سے لگائی جاتی ہے۔ چہرہ مہرہ کا رنگ اگرچہ گندم گون ہے لیکن حسن پرستون اور عیش پرستون نے اوس پہ اپنا پاؤ ڈر نہین بلکہ اپنی قلعی اس قدر احتیاط کے ساتھ پھیر دی ہے کہ بلا مبالغہ قبر سے نکلے ہوئے اوس مُردے کی سی شکل ہوگئی ہے جس پہ نکیرین نے اپنے آتشین گرزون سے تشدد اور ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا ہو۔ کم بخت حجام نے بھی شاید آپ کی نیک نامی کی وجہ سے اپنے مذاق اور ہنر کے اعلے نمونہ دکھانے کے لیے آپ ہی کو تختۂ مشق بنانا چاہا ہے۔ وہ دیکھیے سر پہ اگر ایک طرف سے بال ندارد ہین تو چہرہ پہ دوسری طرف کی مونچھ اور داڑھی۔ پوشاک سے بین طور پر واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے مقدس خیالات مین کچھ اس طرح محو رہتے ہین کہ نہ آپ کو موسم کا اور نہ لیون کا خیال رہا نہ جھاڑ جھنکار کا کھٹکا۔ ان تمام باتون پر آپ کا کبھی سرپٹ بھاگنا کبھی دلکی چلنا اور کبھی ادھر ادھر دیکھ لینا اس بات کو صاف بتاتا ہے کہ آپ دنیا والون سے کس قدر متنفر ہین۔ آپ کی ہیئت کذائی کو بہ ہیئت مجموعی دیکھ کر دل مین فوراً یہ خیال آتا ہے کہ شاید آپ کلکتہ کے زولوجیکل گارڈن سے محافظین کی غفلت کی وجہ سے نکل بھاگے ہین۔ چونکہ آپ کی تعریف اعمال حسنہ اور سوانح عمری کو چھپانا ہمارے نزدیک ایک قومی گناہ ہے اس لیے ہم بھی جو کچھ آپ کے افادات سے معلوم ہوا ہے پبلک کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہین۔

مولانا گلخیرو کے والدین سے افسوس ہے کہ ہمین کبھی نیاز حاصل ہونے کا اتفاق نہین ہوا اس وجہ سے ہم اچھی طرح بیان نہین کرسکتے کہ وہ کس پایہ اور مرتبہ کے لوگ تھے۔ خود مولانا کے بیان سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اون کے والد ماجد ایک نہایت ہی شریف صورت اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ اون کی ہمیشہ یہ دلی تمنا رہتی تھی کہ دُنیا کے سب لوگ ملے جُلے رہین جنس ذکور اور جنس اُناث حالانکہ بالکل ایک دوسرے کے برعکس ہے اور اجتماع ضدین اگرچہ عقلی اور منطقی دلایل سے بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے لیکن انکی صلح کُن طبیعت ہمیشہ ان دونون جنسون کے افراد کے باہم ملا دینے کے درپے رہتی تھی۔ ستم رسیدہ لیکن وفادار عشاق اگر اپنے ظالم اور پُر جفا معشوقون سے ملنا چاہتے تھے وہ انہین حضرت کی بارگاہ عالی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ صلح کرا دینا۔ ملا دینا اور پتہ لگا دینا اون کے بائین ہاتھ کا کھیل تھا۔ اس پیشہ مین جو سراسر فائدہ عام سے مملو تھا اون کو اس قدر معقول نذرانے ملتے رہتے تھے کہ وہ شہر کے خوش گزران لوگون مین شمار کیے جاتے تھے۔ اپنی والدہ مکرمہ کی نسبت مولانا گلخیرو نہایت فخر کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ وہ ایک نہایت شاندار۔ خوش وضع۔ خوبصورت اور نیک چلن عورت تھین نوجوان لوگون سے اونہین ایک دلی لگاؤ اور قدرتی مناسبت تھی۔ جب کبھی کوئی نوجوان فرشتہ دیکھ پاتین وہ قدرت کی اس پاک صنعت کی اس قدر قدر کرتین کہ اپنی فطرتی فیاضی دلی کی وجہ سے تن من دھن غرض کہ ہر چیز سے بہ ہمہ وجوہ اوس کی خاطر کرتین۔ سیر و سیاحت کا اس قدر شوق تھا کہ شہر کے

مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

لگی تو یہ مالک ہر جگہ بہت واقفیت تامہ رکھنے سے
خدو وو ماش اس اپنے نوجوان جناب کے ہمراہ
اپنے مخدوم کے ہمراہ [illegible] ہندوستان کے
سب بڑے شہرون کی سیر کر آئی تھین - جس
زمانے مین کہ دہلی کی سڑکون پر جلسہ قیصری کے
عظیم الشان جھنڈے نصب کیے جانے کی تیاریان
ہو رہی تھین وہ اپنے نئے اور نوجوان دوستون
کی نگرانی کے ساتھ اس جلسہ مین شامل ہونے
دہلی کی طرف چلین (شاید خاص وسیلہ سے
[illegible] نے آپ اوس کو کیا تھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ناطرنیا و دانی [illegible]
[illegible] طرف [illegible]
[illegible]
[illegible] نہین پاتے - اس واقعہ سے
آپ [illegible] سے مولانا کے سن

پیدائش اور مقام ولادت کا اندازہ بخوبی
لگا سکتے ہین - مولانا کا زمانہ طفولیت اوسی
طرح پر گذرا جیسا سب کا گذرا تھا - لیکن اتنا
ہم ضرور کہہ سکتے ہین کہ مولانا نے بچپن ہی سے
علوم و فنون کے حاصل کرنے مین جان توڑ
کوشش فرمائی ہوگی اس لیے کہ اون کو ادب
کلام - معانی - منطق - فلسفہ - ہندسہ - ہیئت
طبیعات - تاریخ - جغرافیہ وغیرہ وغیرہ مین کامل
دستگاہ اور ید طولےٰ حاصل ہے - ہان
کم بختی اتنی ہے کہ اون کو نوشت و خواند
کی اتنی ہی مہارت ہے جتنی کہ اوس بچے
کو جو ابتدا ہی روز مکتب مین بٹھایا گیا ہو
[illegible] ظاہر ہے کہ وہ مولانا کے
کمالات علوم ظاہری و معنوی کا ایک حرف بھی
تحریر کر سکے - تاہم مولانا کا یہ ایک ادنے
کمال ہے کہ وہ نشہ مین - وسکی - برانڈی
انشا [illegible] جہانگیری رم [illegible]
بھی بڑھکر [illegible] اور دیسی شراب سے
کتنے ہی پیگ گلاس اور کپیان [illegible]
جائین اور چاہین نشہ مین کتنے ہی اور
اور بدمست ہو جائین لیکن اپنی زبان [illegible]
ترجمان سے ہمیشہ یہی فرماتے رہین گے
دیکھو مجھے بالکل نشہ نہین ہے خودداری
اور سلف ریسپکٹ کا مولانا کو اس قدر خیال
ہے کہ اگر کبھی مولانا کی شامت زدہ [illegible]
کو کوئی گردن زدنی مکھی اپنی نشست بنانے
کے فعل قبیح کی مرتکب ہو تو بلاتصنع وہ اپنی
ناک تبر سے اوڑا دینا کوئی بڑی بات نہین
سمجھتے - سخاوت و دریادلی اور فیاضی گویا کہ
مولانا کی گھٹی مین پڑی ہوئی ہے - ماشا اللہ
جب سے ہوش سنبھالا ہے اوس روپیہ اور
جائداد کو جو کبھی اون کے والدین مرحومین
(مان باپ دونون اس کا خیال رہے) نے
ہزارہا تدابیر کوششون اور مشقتون سے حاصل
کیا تھا مولانا نے اینٹ اور پتھر کی طرح سے

لٹانا شروع کر دیا -
تجارت کو ترقی دینا اونہون نے اپنا
فرض منصبی سمجھ رکھا ہے - یہی وجہ ہے کہ [illegible]
اینڈ کمپنی سے لیکر ادنےٰ شراب
بیچنے والے کی دوکانین اونپر ہمیشہ جاری
رہتی ہین - اوس وقت اون کا نشہ ہرن کی
طرح سے چوکڑیان بھرتا ہوا نظر آتا ہے اور
یہ بیچارے قدردانی تجارت کے خیال
مین اس قدر محو ہو جاتے ہین کہ کشان کشان ہی
عدالت دیوانی کے قیدیون کے زمرے
مین برضا و رغبت تشریف لے جا کر اوس
کلبۂ احزان کو برائے چندے اپنے قدوم
میمنت لزوم سے عشرتکدہ بنا دیتے ہین -
مولانا کو چونکہ ایسے مقامون مین متناقض
طبائع انسان کے مشاہدات کے بہت
طور پر موقع ملتے رہتے ہین اس لیئے جب
کبھی وہ ان مقامات کو چھوڑتے ہین تو
ایک حسرت و یاس کے ساتھ اون پر
الوداعی نظر ڈالے بغیر نہین رہ سکتے -
ہمین افسوس ہے کہ نصیب اعدا مولانا
کی صحت ایک عرصہ سے بہت خراب ہونے
لگی ہے - نیم حکیم تو یہ تجویز کرتے ہین کہ کثرت
استعمال شراب سے ان کا پھیپھڑا بالکل
خراب ہو گیا ہے لیکن (کان پکڑ کے کہتے
ہین) ہم نے بھی ہزارون حکیمون کی آنکھین
دیکھی ہین اور اون کے فیضان صحبت سے
ہمین بھی علم طب مین اس قدر مہارت
ہو گئی ہے کہ اب تک خدا کے فضل سے
کسی مریض کو جو ہمارے زیر علاج رہا ہو
صحت کی نوبت نہین آئی - ہماری تو یہی
رائے ہے کہ چونکہ مختلف علوم حاصل
کرنے مین مولانا نے محنت شاقہ کی ہے
اور چونکہ مشاہدات فطرت انسانی مین
آپ کے دماغ بلکہ کل اعضائے رئیسہ
پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے لہذا یہی تمام

باتین آپ کی تقریب صحت کی باعث ہوئین
ہماری یہ دلی دعا ہے کہ مولانا کی عمر شیطان
کی آنت کی طرح اس قدر طول طویل ہو جائے
کہ آخر کار قیامت کے پلڑے اوٹھانے
کی عزت اونھین کو حاصل ہو تاکہ دنیا کو
اونکے حالات و کمالات دیکھ کر ایک قسم
کی عبرت اور نصیحت ہو۔ ہ

افسانۂ یاران کہن خواندم و رفتم
دریا ببکہ نالی دگوہر افشاندم و رفتم

راقم
ندیم

نئی سالگرہ

سالگرہ کا رواج بھی دنیا مین اوسی قدر
قدامت رکھتا ہے جس قدر حضرت انسان کو
ہے۔ کوئی سلطنت ایسی نہین کہ جس مین
اس روز سعید کا اشتیاق نہ رہتا ہو۔ سلاطین کو
اس روز ویسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسی ولیعہد
ہونے کے روز حاصل ہوئی تھی۔ خصوصاً ہندوستانی
بادشاہون نے تو اس رسم کو اعلے درجہ کی رنگینی
عطا کر دی۔ یہ وہی روز ہے کہ اندرسبھا۔
بادن سبھا وغیرہ دنیا کے ناچ نمونون کا بازار
گرم ہو جاتا ہے۔ اونچی اونچی رنڈیون کے
مزاج آسمان پر تشریف لے جاتے ہین۔
ٹکا بیان ہی ہین سونگر گوڈر کا لعل معلوم ہوتی
ہین بھانڈون کے چہرے پر چکناہٹ آجاتی
ہے۔ تماشائی مذاق کی خبر سنتے ہی بیتاب
گھرون سے نکل پڑتے ہین۔ شہر مین ہاہو کری
مچ جاتی ہے جدہر دیکھیے عورتون کے غول
کے غول۔ نوجوانون کے غٹ کے غٹ۔ پریون
کے جھنڈ کے جھنڈ۔ چشم بد دور ایک تانتا
لگا ہوا ہے کہ عورتین ہی عورتین دکھائی
دیتی ہین۔ انسی برس کے رنڈیے سے لیکر
ذرا ذرا سے بچے تک موجود۔ کوئی روشنی
دیکھ رہا ہے۔ کوئی آرایش کی طرف نگران
ہے۔ کوئی اللہ کا بندہ سیدہا محفل رقص
کی طرف گٹ چلا جاتا ہے۔ غرضکہ سارے
شہر مین ایک گل کھلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔
وہ سالگرہ یہان کوسون دور رہتی ہے
جسے غنی نے یون کہا ہے۔ ہ

گشت چون رشتۂ عمرم کوتاہ
معنی سالگرہ فہمیدم

بامصائب سے پوپلا ہونے کے زمانہ مین
نظم کیا ہے۔ ہ

گو سہر دندان نہ پیری ریخت چون تسبیح تاک
عقدہا در رشتۂ عمرم شمار سال ماند

مگر ہمارے ظل اللہ شاہ دین پناہ رمضان
شریف کی سالگرہ خاصکر مٹیا برج مین کئی
برس سے انوکھی ہوا کرتی ہے۔ اور ہر چودھوین
رات کا چاند کھائی دیا کہ لاٹھیان او-
ڈنڈے سیدھے ہو گئے۔ چھریان تیز ہونے لگین
دوست دوست کی۔ باپ بیٹے کی۔ بٹیا باپ کی
تادیب پر تیار ہو گیا۔ جدہر دیکھیے ملک الموت
کا مرقع پیش نظر ہے۔ ماشاءاللہ۔ سالگرہ کیا
ہوتی ہے گویا اعلے حضرت صبینت لیئے تشریف
لاتے مین۔

یون تو پہلے ہی ایک دعوے نواب مرزا
کی جانب سے بنام اکرام حسین عرف مولانا
چھری مارنے کی علت مین دفتر اسکے سے
دائر ہو گیا تھا جو فی الحال (پوسٹ پون) التوا
کے عارضہ مین مبتلا ہو گیا ہے لیکن سچ
پوچھیے تو بسم اللہ مین غلطی ہو گئی تھی اور
سالگرہ مین جو چہل پہل ہونا چاہیے وہ
کچھ بھی نہ تھی۔

مگر شاباش ہے وہان کھیتی والے
میان خان زرگر کے فرزند ارجمند عفو کو
جس نے سالگرہ کی آبرو رکھ لی۔ بات کی
بات مین خلعت فاخرہ فتح و ظفر کا پہن لیا۔
وہ بن ٹھن کے تیار ہو گیا کہ ساری سالگرہ
کا جوبن اوسی پر نکھر آتا تھا۔ کیون نہ ہو اسی
کو سعادتمندی کہتے ہین کہ اپنے ماں باپ
دونون کی سالگرہ کا بار اپنے سر پر لے لیا
تھوڑے سے سلے ستارے کے لیے بیٹے
خان نے میان خان اور اون کی بی بی
جان کو وہ چاقو رسید کیے کہ باید و شاید۔
باباجان نے کبھی مچھر بھی نہ مارا تھا مگر اس
نوجوان نے وادمردانگی دیکر ماں باپ کی
آبرو رکھ لی۔ ۶

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

افسوس کہ اس نونہال کو میدان امتحان
مین پہلے ہی پہل آنے کا اتفاق ہوا تھا
ورنہ آپ دیکھتے کہ ماں باپ دونون کے
ناک کان کاٹ کر اونکے ہاتھ مین رکھ دیتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے ڈپٹی مجسٹریٹ
مولوی عبدالقادر خان بہادر بھی بڑے
صاحب کشف او-تجربہ کار ہین کہ فوراً اوس
سعادتمند کی زرگری سے آگاہ ہو گئے اور

رسید زر معہ شکریہ

اشکر گذاری تمام اون حضرات کے اسماۓ گرامی معہ تفصیل رقوم درج ذیل کیے جاتے ہین جنھون نے ازراہ عنایت و مہربانی اعانت کارخانہ فرمائی ہے۔ ترصد ہے اور حضرات بھی اس جانب توجہ فرمائین گے۔

جناب حکیم محمد شریف صاحب ــ سے/
جناب کنور بلبیر سنگھ صاحب بہادر ــ عہ
صاحب سکرٹری لیری کورنج ــ سے/ ۴/
عالیجناب راجہ محمد اعظم علی خان بہادر ــ عہ
سکرٹری برٹش ایسوسی ایشن مرادآباد ــ عہ
جناب ساود پرشاد صاحب ــ سے/
سکرٹری کالون لیبریری باردونکی ــ للعہ ۱۴/
جناب ٹھاکر نواب علی صاحب ــ عہ/
جناب محمد علی صاحب ــ عہ/
جناب مرزا فیض حسین بیگ صاحب ــ عما/
سیٹھ ہیرا سنگھ صاحب ــ عہ
بابو اسٹر ارام ریلوے ــ عہ
نظام کلب ــ للعہ ۱۳/
انجمن اترولہ ــ عہ
پنڈت پرمیشر ناتھ ــ سے/

توکل علیہ الرحمہ

ادلون اور ابر کی برکت سے ابھی تک سردی جمی ہوئی ہے۔

شہر کے ریلوے اسٹیشن واقع چار باغ مین معلوم ہوتا ہے چوری کا بازار انجن کے لوہار سے بھی زیادہ گرم ہے حالمین لدھیانہ سے پشمینہ ایک تاجر نے روانہ کیا اوسمین سے بہت کچھ نکل گیا۔ ایک جگہ مال شناختہ ہوا ملزمونکا مقدمہ سیٹی مجسٹریٹی مین دائر ہے۔ مرزا محمد محسن صاحب جنکو بجرم جعل دو سال قید کی سزا ہوئی تھی اور ضمانت پر رہا تھے یہ خبر سنکر کہ اپیل خارج ہو گیا فرار ہین۔

سیکور تھہ ٹاکو اینڈ سگارٹ کمپنی لمٹڈ دہلی

یہ کمپنی حسب منشا ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۸۲ء رجسٹر اور قائم کیگئی ہے۔ دفتر کمپنی کا دہلی مین ہے سرمایہ کمپنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے۔ پندرہ سو حصون مین منقسم ہے قیمت فی حصہ سو روپیہ ہے حصہ دارن کو دس روپیہ فی حصہ ہمراہ درخواست بھیجنے ہونگے پندرہ روپیہ فی حصہ منظوری درخواست پر ادا کرنے ہونگے باقی پچھتر روپیہ فی حصہ پنج اقساط مین دینے ہونگے جنکی طلبی کا نوٹس ہر حصہ وار کو چودہ روز پیشتر دیا جاویگا کمپنی تخمینہ کرتی ہے کہ اس کام سے حصہ داران کو تخمینا ستائیس روپیہ فیصدی سالانہ منافع ہوگا اور جس تاریخ سے حصہ داران حصہ خرید فرماوینگے اوسی تاریخ سے رقم داخل شدہ پر سود بحساب پانچ روپیہ فیصدی سالانہ کمپنی اجراے کام تک دیگی جو اول سال کے منافع مین سے منافع ہوگا اور بقیہ منافع حصہ داران کو حصہ رسدی تقسیم ہوگا۔ جو صاحب بعد تیاری کارخانہ کے اشتہار باقی رہجانے حصون کے جو فروخت نہ ہو چکے ہونگے خرید فرماوینگے وہ اس سود پانچ روپیہ سالانہ فیصدی کے مستحق نہ ہونگے حصہ داران کا روپیہ بلا منافع کے ایک روز بھی پڑا نرہیگا۔ اغراض کمپنی۔ عمدہ قسم کے سگارٹ جو صورت شکل ذائقہ مین مثل ولایتی کے ہونگے اس کارخانہ مین تیار ہونگے اور قیمت مین مقابلہ ولایتی کے بہت ارزان فروخت ہونگے۔ اعلےٰ درجہ کے سگارٹ بھی جیسے مصر کے سگارٹ مشہور ہین تیار ہونگے۔ جہانتک تحقیق ہوا ہے ایسا کارخانہ ہندوستان مین اسوقت تک جاری نہین ہے جن صاحبان کو حصہ خرید فرمانے منظور ہون وہ مفصل پروسپکٹس فارم درخواست لالہ جوہرمل سینی لال منیجنگ ایجنٹ سیکور تھہ ٹاکو اینڈ سگارٹ کمپنی لمٹڈ دہلی سے طلب فرما دین۔

لیجیے!

بھارت جیون آفس کی ارزان اور خوبصورت چیزین

البم۔ ورق اولٹتے ہی دنیا کے دلچسپ شہرون کے مشہور مقامات کی سیر پیش نظر ہے کہین عالیشان عمارتون اور سمندر مین لہراتے ہوئے جہازونکی بہار کہین جنگلی پھولون سے ڈھکی ہوئی جھاڑیان یا مختلف ولایتون کے دلچسپ گلستانون کی قطار منگائیے اور ملاحظہ فرمائیے۔ نمبر ا جسمین ۷۸ تصویرین ہین قیمت معہ ڈاک محصول ۴/ نمبر ۲ جسمین ۱۲۰ تصویرین ہین جلد سنہلی قیمت معہ محصولڈاک ۶/

کمرونکی آرائش کے لیے اور بھی نہایت دلچسپ تصویرین جو تازی ولایت سے منگائی گئی ہین فی درجن ۲ روپیہ ۳ روپیہ ۴ روپیہ ۶ روپیہ ۱۰ روپیہ

گھڑیان۔ نہایت نفیس اور مضبوط ٹھیک وقت بتانے والی اور اوسپر بھی طرہ یہ کہ بہت ارزان۔ پکاواچ قیمت سے/ سمپلکس واچ قیمت سے/ ٹیل واچ قیمت سے/ علاوہ اسکے ہمارے کارخانہ مین اور بھی بیش قیمت گھڑیان موجود ہین۔ فرمایش آنے پر حال لکھا جاسکتا ہے

طلسم یعنے تاش کے اندرجال کی کتاب۔ ارے! یہی تاش تھا کہ جلادیا گیا تھا نا؟ اور پھر خالی صندوق سے کہان سے آیا۔ اور لطف یہ کہ ایک ٹکڑا جو جلانے سے رہگیا تھا وہ اس تاش مین نہین ہے دراجہا دیکھیے مین اسے پورا کرتا ہون۔ یہ کہکر بازیگر نے سب تاش ٹکڑے کرکے پھر صندوق مین رکھا اور کھولا تو پورا تاش تھا ٹکڑے کا نام و نشان تک نہین ایسے ایسے تعجب انگیز ۲۵ کھیل اس کتاب مین ہین۔ قیمت ۱۰/

ڈراما قصہ حقیقت ہے بطور ڈراما ناٹک کھیلنے کے لائق ۴/

ادویہ جات دانت کا منجن نہایت اعلےٰ قیمت معہ محصولڈاک ۹/ رجلی کی دوا قیمت ۶/ درد کی دوا ایک ہی روز مین فائدہ بخشے قیمت ۸/ سب فرمایش حسب ذیل پتہ سے آنی چاہیے۔

منیجر بھارت جیون آفس بنارس سٹی

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سرزانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچپن سے لیکر بڑھاپے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہو کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہو بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلین کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لعدن پیدا کرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہو وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش ہونے کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۳۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون مین ضرور زخم ہوئے تھے اور گرد ان زخمون کے آنکھ کی آنکھین جسمے سرخ اور دکھی ہوئی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی نہین دیکھ سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے مرض کو بالکل صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک شخص کا نام ... کی آنکھون مین دوا ... پڑگیا تھا ... جسکی نظر قطعاً بند ہو گئی تھی لیکن فقط دس روز کے استعمال سے بدولت وہ پوشل ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہو گئی ہو ... مریض ... بھی بعد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص عام خلق خدا پر بہت احسان اور ... کام کیا ہے ... ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر ا ...جات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہٰذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دین -

راقم ڈاکٹر نراین سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض تھا جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و کیلپ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دین - دستخط سردار صالح محمد خان قندہاری شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کی ... بینک مین مارچ ۱۹۰۵ء کو جمع کیا گیا

ہولی

مولانا پنچ

مجھے سنبھا لنا میں گرا را را رہا ہوں - اماں تم کون ہو جو آج صبح صبح مرغ بے ہنگام کی طرح شور مچا رہے ہو - کیا آپ نے اب تک مجھکو نہیں پہچانا؟ جی نہیں! میں ہوں آپ کا نامہ نگار - اخاہ آپ ہیں - ادھر آئیے کرسی پر بیٹھیے - تو یار اب پلاؤ گے یا نہیں یا خالی خولی ٹال دو گے - اچھا ہم ابھی آپ کو چاہ پلواتے ہیں - اے حضرت چاہ تو ہم نہیں پیتے - تو کیا پیو گے - شیمپین زبر شراب آب و توف شراب - نعوذ باللہ منہا کیا آپ یہ بھی پیتے ہیں - میں اس کے پینے کا عادی تو نہیں ہوں مگر ہولی میں ضرور پیتا ہوں - تو کیا آج ہولی ہے؟ جی ہاں - تو یار اب کوئی مزیدار غزل سناؤ - اور یہاں سے دفان ہو کیونکہ مجکو شرابیوں سے دلی نفرت ہے -

آپ جانیے کہ اینجانب کے پاس مضامین کی کمی تو ہے نہیں جو سرٹپ کر رہ جائیں اور آپ کے حکم کی تعمیل نہ کریں - یہاں تو ہر وقت نئے نئے مضامین کی آمد رہتی جس وقت چاہے امتحان لے لیجیے - جو آپ ایک پھڑکتی ہوئی غزل سنانا چاہتے ہیں تو اب سن لیں اور بلا توقف اسکو شائع کردیں -

دھونڈا

یہی ہے اون سے مرا اب سوال ہولی میں
لگاؤ منہ پہ مرے تم گلال ہولی میں

چراغ تک نہیں باقی رہا جلانے کو
الٰہی ایسا پڑا اب کے کال ہولی میں

اوٹھا کے ہاتھ میں پھر ناچنے لگا فوراً
کسی کا آگیا جس دم خیال ہولی میں

جو سر سنڈ اسکے کروگے تم اپنا منہ کالا
تو خوب ہوگا میں ایجان نہال ہولی میں

ہنسی سے میں نے تمھیں آج منہ چڑھایا ہے
کرو نہ اسکا خدارا ملال ہولی میں

کفر کے دیتے ہیں مجھکو وہ گالیاں صدہا
جو اون سے کرتا ہوں ایدل سوال ہولی میں

لگائے دشمن بدبین کو خوب ہی ڈنڈے
کیا جو ہوسے کا اونسے سوال ہولی میں

اداؤ ناز سے رہ رہ کے ناچتے ہیں وہ
نشہ میں اونکا ہوا اب یہ حال ہولی میں

دعا یہیں دوں تجھے دل کھول کے میں اے ساقی
جو سیرا بھر دے تو جام سفال ہولی میں

عدو نے آج طمانچے لگائے کیا تم کو
تمہارا منہ ہے جو ایجان لال ہولی میں

گدھے پہ چڑھکے اگر ساتھ تم چلو ہمدم
تو ہووے یہ دل غمگین نہال ہولی میں

لگا کے خاک جو منہ پر چلے وہ ہنس ہنس
تو اور بڑھ گیا اونکا جمال ہولی میں

ذکوۃ حسن کی جو آج تم نہ دو گے
نہ ہوگا پھر کبھی تمکو زوال ہولی میں

میں کیا کہوں کہ تعجب ہوا نہیں کیا
لگا یا منہ پہ جو اون کے گلال ہولی میں

صد تو دیجیے اے پنچ ہمکو اب جب دی
سنائی ہے یہ غزل حسب حال ہولی میں

اوا سے دیتے ہیں اعجاز گالیاں وہ مجھے
میں اونسے کرتا ہوں جب عرض حال ہولی میں

راقم

سلطان ظریف اعجاز از جنگل پور

مبارکا باد

آئین - یہ کیا - مبارکباد - مبارک باشد مبارکا باشد تو سنا تھا - یہ مبارکا باد کیا معنی کیا یہ کسی ملک احاطے - صوبے - شہر کا نام ہے - یا کسی قصبے - موضع - گاؤن - قریے دیہات کا ہے - چہ خوش - چرا نباشد خوب سوجھی - بڑی دور کی کوڑی لائے - دنیا جہان کے کاوے - زمین و آسمان کے چکر لگا آئے

جرمنی - اب تو یار لوگ چین ہی مین دم لین گے

انگلینڈ - راستے مین کچھ سامان بھی تمھارے ؟

ندا انزاف چہرٹ - سب بیٹ - پاپٹ اڑانے - نت قبض - نت نفع کرنے - دکانین لینے - آمدنی حاصل کرنے - خوشیان منانے کا زمانہ آیا - دن عید - رات شب برات ہوئی - اسلیے ،،مبارکباد،،

دوسری خوشی

ناخوندہ مہمان - بلائے بے درمان - آفت آسمانی - قحط و گرانی کی مصیبت ناگہانی ادڑنچھو - فاقہ کشی - تشنہ لبی - مفلسی محتاجی غارتگری - ڈاکہ زنی - لوٹ کھسوٹ - بربادی - ویرانی - مرگ خام - موت بے ہنگام ہماری آپکی دعاے نیم شبی - ہر مجسٹی عملیا حضرت - ملکہ انگلستان - قیصرۂ ہندوستان مادر ہندیان کے مراحم خسروانہ مشفقات مربیانہ ہز آنر سر انٹنی میکڈانل صیا بہادر لفٹنٹ گورنر کے معاون حیات انتظامات - مشفقانہ تدابیر - مراعات فیاضی - دریادلی کے باعث فرو ہوگئی باران رحمت نازل ہوا - ملک سرسبز رہا یا پھول گئی - پیاسون کو پانی - بھوکون کو روٹیان ملین - نرخ غلہ ارزان ہوگیا - بدخواہان ہند کا تو ندمارے غم کے سوکھ کر چپاتی سا ہوگیا الغرض خواہ مخواہ کا پیٹ بہرا - شکم پاؤرو ٹی کا خمیر ہوگیا - گورنمنٹ سے غمخواران قحط رسیدون و ہمدردان گرانی زدون کی خدمات کی قدر افزائی ہوئی - صد ہا اعزازی اسناد - سرٹیفکیٹ - خطابات - پروانے عطا ہوئے - تعریفین ہوئین - سپاس شکریے دیے گئے - لہذا ،،مبارکباد،،

تیسری خوشی

آفتاب الدولہ کے کسوف - شرخ دیوتا کے گہن کے میلہ نہان - تقریب اشنان کے ہنگام - ہمارے احاطے - صوبے کے بلاد شہور - مرض ناگفتنی - وبائے طاعون کی مداخلت بیجا سے بافضال الہی بعنایت سرکار عالی - ایسے مفقود - محفوظ - صاف شفاف رہے - جیسے صاحب لوگون کے بنگلے - یا صابن سے دھلے ہوئے ہاتھ ورنہ آپ جانیے اوس وقت کیا کیا خطرے کیسے کیسے اندیشے تھے کہ کہین خدانخواستہ یہ کمبخت شعلہ خام - برق اندام وبا باوجود احتیاط کافی - حفاظت دانی کے بے ٹکٹ مسافر کیطرح - بمبے میل - پنجاب میل وغیرہ کے کسی کمرے مین دبک - کمپارٹمنٹ مین چھپ چھپا - زنانے بہر تی - کسی جگہہ وٹہرام سے آنہ کودے - اور اس گنگا جمنا کے اشنانی موقع پہ پانی مین آگ لگا کر اطمینان عامہ کو دریا برد - چین چان خلایق پر پانی نہ پھیر دے - لیکن شکر - شکر - ہزار شکر بلکہ بیشمار شکر کہ بخیر گزشت - ساری چہل پہل - ہنسی دلگی - امن و امان بدستور قائم رہی - اسلیے ،،مبارکباد،،

چوتھی خوشی

۲۹-۳۰-۳۱- جنوری ۸- ماگھ شدی کو دنیا خاتمے سے بچی - قیامت آنے سے رکی - زمین شق ہوئی نہ آسمان پھٹ پڑا - در و دیوار زمین دوز ہوئے نہ شجر و حجر خزانۂ قارون ہوئے - تمام تاریخین - کل ایام موعودہ اس طرح دم دبا کے زن سے اڑنچھو ہوگئے جیسے چوٹ کہائی ہوئی کتیا - اور باستثنا ے چند کہین زلزلہ دلزلہ کیسا - بندگھڑیون کے لنگر تک نہ ہلے - گہر بار در - دیوار - دکانات - مکانات - کوٹھی - بنگلے جھونپڑے - ٹیلے اغیرہ وغیرہ - جہان تھے وہین ریلوے سگنل - تار برقی ستون - دالان سائبان کے کھمبے کی طرح بدستور کھڑے کے کھڑے رہے اور بھونچال دونچال کیا معنی - مسہریون کی جہالر مین بھی جنبش نہ ہوئی - خلاصہ یہ کہ بعض پنڈتون کی پیشینگوئیان - بعض لوگون کی پیش بندیان یار لوگون کی افواہین - بے فکرون کی گپین بالکل باد ہوائی - سراسر افواہی ثابت ہوئین - اور بیچاری بڑھیا - دکھیا - غریب جلیبی دنیا قبل از وقت فنافی الزلزلہ - غریق بحر بھونچال ہونے - عدم آباد جانے سے بال بال بچ گئی - لہذا ،،مبارکباد،،

پانچوین خوشی

رت بدلی - پھاگن آیا - ہولی آئی - جوش خروش ہنسی دل لگی - چہیڑ چھاڑ - مضحکے مذاق کے ایام رنگ بھنگ - عبیر عبیر - گلال کبیر - ناچ مجرے جلسے تماشے - سیر سپاٹے کے زمانے - پوریون کچوریون - اچار ترکاریون - بڑے گلگلون - موہن بھوگ - سینوسون کے دن - بیخودی بیباکی مستی مے نوشی - میکشی بادہ پرستی کے دور آئے - بشر سے بیر بہوٹی - آدمی سے ٹیسو کے پھول ہوجانے - قلب ماہیت کرنے مسئلہ آواگون - عقدہ تناسخ کے حل ہونے کا وقت آیا - زلزلے کے وہم - بھونچال کے ڈر - طاعون کے خوف تو کیا - دنیا و مافیہا کے سارے غم الم - اذکار افکار - اک دم سے بو تلون کے کاگ کی طرح دن سے اڑنچھو ہوگئے - زندہ باشی

سکے لطف حیات سکے مزے آئے - لہذا چنانچہ - چونکہ - چرا کہ - اندرین خصوص مبارکباد مبارکباد - مبارکباد - لے حضرت اب رخصت بخیر شما بسلامت -

راقم

ظریف ہند

عرضی مزید شیطان

جناب عالی دام اقبالہ - فدوی کی گزشتہ عرضی مشعر عطائے مہلت ایک ہفتہ بہ ضمانت کافی برائے پیروی اپیل اصالتاً پر حضور عالی نے جو یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ سائل رہا نہین کیا جا سکتا لیکن نیشنل کانگریس مین وہ اپنی آزادی کے لیے رزولیوشن پاس کرا سکتا ہے - تو فدوی کو دریافت وتحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ کانگریس کا جلسہ ہر سال ماہ دسمبر کے آخر مین ہوا کرتا ہے جو فی الحال گزشتہ دسمبر مین منعقد ہو چکا - اور اس سال کے جلسے مین ابھی کئی مہینے یا کم از کم دس مہینے کا توقف ہے - جب تک فدوی کو علاوہ طرح طرح کی تکالیف اور صعوبات پہونچنے کے ملتجی اور میعاد اپیل بھی نہ باقی رہے گی - علاوہ برین بدون اصالتاً کوشش و پیروی کرنے یاروں سے مشورہ لینے کے رزولیوشن کی تیاری اور اوس کا پاس کرانا بھی ناممکن ہے - لہذا سائل مکرر مستدعی ہے کہ بہ ضمانت کافی حکم خلعی حضور سے عطا فرمایا جاوے - تاکہ سائل اپنی داد و فریاد کو پہونچے فقط زیادہ حد ادب - عرضی

فدوی شیطان محبوس

زندان معروفہ بہ ہیضان

آج یہ درخواست بعد دوپہر بہ زیر حضور مین پیش ہوئی چونکہ اب کی عذرات معقول ہین - لہذا -

حکم ہوا کہ

سائل آج شام سے رہا کیا جاوے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر سنہ حال کی کانگریس مین وہ اپنی آزادی کا رزولیوشن نہ پاس کرائیگا تو شروع سال یعنے آیندہ جنوری مین پھر قید کیا جاوے گا - اور اس صورت مین ضمانت کی کوئی ضرورت نہین - دستخط اطلاع یابی سائل - ذیل حکم ہذا ثبت کرا لیا جاوے - فقط -

حکم حضور سے مطلع ہوا اور کودتا پھاندتا نو دو گیارہ ہو گیا -

دستخط

شیطان بقلم خود

راقم

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

استفتا

کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کے ایک شخص رمضان کے پورے روزے رکھ شہ کے وقت بلا لحاظ غروب آفتاب ایک گرجہ آواز سنکر جسکو وہ پڑوس کی مسجد کے ملائی کی اذان سمجھتا رہا افطار کیا کیا - مگر عید اور اوس کے بعد کی تاریخون مین اوسپر ظاہر ہوا کہ وہ اذان نہ تھی بلکہ ایک دھوبی کا گدہا رینکا کرتا تھا - پس روزون کی قضا اوسپر واجب ہے یا نہین اسکے روزے اوسکے مقبول ہوئے یا نا -

جناب پنچ صاحب - منرجہ بالا استفتا آپکی خدمت مین بھیجا جاتا ہے از برائے خدا اسکو اور اسکے جواب کو ضرور درج اخبار فرمائیے اور اگر کوئی اور صاحب جواب ندین تو آپ ہی رقم فرمائین - مجکو اسکی اشد ضرورت ہے میرے روزے ابھی تک معلق پڑے ہوئے ہین مین نے کئی مولویون سے پوچھا مگر کسی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ اولٹے برہم ہوئے کہ نعوذ باللہ کیا گستاخی کرتا ہے -

راقم

بینوا و توجروا

پرائی بدشگونون اپنی ناک کٹانا

ہندو اسکول کے لڑکون نے منتی چرچری کرکے اپنے بزرگون سے لاٹ صاحب کے سامنے سوال دلوایا ہے کہ بجائے فارسی حرفون کے تمام دفترون مین دیوناگری جاری ہو - لاٹ صاحب نے سٹرپٹر جواب دیدیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے -

فارسی حروف مبتدا اسنے ہین مسلمانون سے اونکو تخصیص نہین ہے - ہندو بھی فارسی زبان پر ایسا ہی فخر کر سکتا ہے اور اوس سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے اور اوٹھاتا ہے جس طرح مسلمان - اوسکی سخت غلطی ہے کہ وہ اوسکو مٹانا چاہتا ہے - اوسی کی بدولت اوسکو

شائستگی آئی - اس ملک کی زبان اُردو ہے اور اوس مین عربی فارسی الفاظ اس کثرت سے داخل ہین کہ اگر اون کو خارج کردو تو اُردو زبان مین ہندو و مسلمان دونون اوسے مطلب سے عاجز ہوجاتے ہین - دستی عربی کے الفاظ بے پڑھے لکھے ہندؤون کی روزانہ زندگی کی زبان مین داخل ہین - ان الفاظ کا تلفظ صحیح فارسی حروف کے ذریعہ سے قائم ہے - اگر ناگری یا ہندی مین اُردو زبان لکھی جاسے تو صحت تلفظ جاتی رہے اور اوسکے ساتھ ہی اکثر معانی مین گنجایش اختلاف کی پیدا ہو - مطلب مین خلل پڑے - اور دغا و فریب کا دروازہ کھلے - ناگری حروف خالص ہندی اور بھاکھا کے لیے موضوع تھے - دنیا اب بہت ترقی کر گئی ہے - ہندؤون کے لیے بھی یہ امر ناممکن ہے کہ اپنی روزانہ زندگانی کی زبان کو بدل دین - یا تمام اہم مطالب کے ادا کرنے کے لیے صرف چند دیہاتی بل جتون کی زبان اختیار کرین -

تصویر شہنشاہ چین (از بنگوباشی)

سواے اوس ہندو کے جو انگلستان مین تعلیم اور وہ طرز معاشرت اختیار کرے - اور وہان کے علم مجلس سے آگاہ ہو اور ایسے ہندؤون اور مسلمانون کی تعداد نہایت کم ہوگی - اور کوئی ہندو اوجلی طرز معاشرت اور شائستہ طرز مجالست و مکالمت حاصل نہین کر سکتا جب تک کہ وہ فارسی زبان مین کسی حد تک نوشت و خواند نہ سیکھے - انگریزی اوسکو روٹی کمانا سکھا دیتی ہے اوس کی رسمی اور ملکی خصوصیات کو جن سے اوس کی روزانہ زندگی مرکب ہے انگریزی زبان کچھ نہین سنوار سکتی - وہ درحقیقت بالکل دھوتیا پرشاد ہوکر رہجائے گا اگر نہ اوسکو فارسی زبان و حروف نے سنوارا - انگلستان کی سوسائٹی نے مہذب بنایا - فارسی زبان مین لکھنا پڑھنا اوسکے اور مسلمانون کے درمیان مین مشترک ہے -

مسلمانون کا مذہب تو عربی سے خصوصیت رکھتا ہے - اونہون نے اسی طرز معاشرت کے اوجلے پن کے لیے اور دنیاوی روزافزون زینت کے لیے موزون ہونے کے لیے فارسی سیکھی اور برتی - فارسی کو مذہب سے مطلق خصوصیت نہین ہے پھر یہی دیکھنا ہے کہ ناگری کے اجرا سے قطع نظر دونو زبان کی خرابی کے جس مین ہندؤون کا بہت زیادہ حصہ ہے وقت اور کاغذ بھی زیادہ صرف ہوگا - فارسی حروف کی باہمی ترکیب بطور شارٹ ہینڈ یا شارٹ ہینڈ کے ہے - یہ بات اور کسی سلسلہ حروف کو حاصل نہین ہے - فارسی مین لکھی ہوئی عبارت ایک نظر مین پڑھ لی جاتی ہے یا اوسکا خلاصہ مطلب یا نوعیت کاغذ سمجھ مین آجاتی ہے - ناگری مین ہجے کرنی پڑتی ہے -

پس اجراے کار مین بلاشبہ بہت دقت ہوگی مزاولت و مشاقی سے کچھ کمی اس رکاوٹ مین ہوگی - تاہم روزمرہ کا تجربہ شاہد ہے کہ فارسی حروف بمقابلہ ہندی اور ناگری کے جلد لکھے اور پڑھے جاتے ہین -

یہ سچ ہے کہ بدخط اُردو کا جس کو غلطی سے بعض لوگ شکست خط کہتے ہین پڑھنا مشکل ہوتا ہے - لیکن بدخط ناگری کا حال اس سے بدتر ہے - خود سوال دینے والون کا امتحان لیا جاسے تو یہ بات کھل جاسے - لوگون نے درحقیقت اس عرضداشت کے پیش کرنے مین بڑی غلطی کی ہے ملکی زبان کو نقصان پہونچانا نہ چاہیے جو خود اونکی زبان ہے -

فارسی حروف نے مسلمان یا ہندو کو اس بات پر مجبور نہین کیا کہ خواہ مخواہ کسی خاص محاورہ یا اصطلاح کے پابند ہون - مثلاً درد پوچھنے کے وقت ہندو پابند نہین ہے کہ اُف اُف کہے بلکہ وہ بلاتکلف ارے دادا رے دادا کہہ سکتا ہے اور کہتا ہے -

یہ زمانہ ترقی کا ہے پس وہ کام کرنا چاہیے جس سے چیزون کی اصلاح اور درستی ہو - اُردو زبان کو ناگری یا دیگر مین لکھنا

زبان کو غارت کرتا ہے۔ فارسی حروف کو
سلطانی سلطنت کی نشانی سمجھنا اور اسکے
میٹ جانے سے خوش ہونا ایک کمزوری
اور نادانی کی بات ہے۔ مسلمان خود اپنی
سلطنت کی نشانی ہین۔ اور وہ کیونکر
میٹ سکتے ہین۔ بلا شبہہ یہ
نادانی کی بات ہوگی اگر ہندو گورنمنٹ سے
کہین کہ ہمارے یہان سے تو نے ستی کی
رسم کو موقوف کر دیا ہے تو مسلمانون سے
ختنہ کی رسم بھی موقوف کر دی جاوے۔
آخر مین مین یہ خیال ظاہر کرتا ہون
کہ اس موقع پر کوئی نئی روشنی والا نہ اوٹھہ
کھڑا ہو اور یہ کہے کہ بلا شبہہ یہ وقت ترقی
تہذیب کا ہے فارسی لفظون سے اگر نا گ
اوٹھ جائیے تو ہوتی کیون نہ بند ... ہپنے
پتلون کیون نہ پہنائیے۔ بلا سے معنی
غارت ہون۔ بھیانک صورت لفظون کی
نظر آئے صاحب لوگون کا لباس تو ہو جائے

راقم
ا۔ ح

اشتہار

مین ایک بیوہ عورت سے شادی
کرنا چاہتا ہون جسکی عمر کم از کم پچیس برس کی
ہو۔ مسلمان اور عالی خاندان ہو۔ حسن کی شرط
نہین صرف ذاتی یا موروثی جائداد کم از کم
اس قدر ہونا چاہیے جس کی آمدنی پچاس روپیہ
ماہوار ہو یا نقد پچاس ہزار روپیہ کسی بنک
مین یا کرنسی نوٹ ہون۔ دیگر مال و اسباب
خانہ داری و آرایش کافی اور ایک ذاتی
عمدہ مکان بلا شرکت غیرے ہونا چاہیے
اور میرے اوصاف یہی ہین کہ مین ایک
نوجوان تیس برس کی عمر کا ہون اور
اوسی قدر تنخواہ پاتا ہون جس مین صرف
اپنی بخوبی گزر کر سکتا ہون۔ دیگر امور بذریعہ
خط کتابت طے ہو سکتے ہین۔
جملہ خط کتابت دفتر اودھ پنچ لکھنو
سے ہونا چاہیے۔

لوکل

بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔
بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ
بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ آہ
بسم اللہ۔ واہ بسم اللہ۔ واللہ بسم اللہ
ثم باللہ بسم اللہ۔ ہائے بسم اللہ۔
وائے بسم اللہ۔ ارے بسم اللہ۔ او
بسم اللہ۔ اسے بسم اللہ۔ نی بسم اللہ۔ اجی
بسم اللہ۔ اخاہ بسم اللہ۔ اوہ بسم اللہ۔ القط بسم اللہ
فقط بسم اللہ۔

اشتہار (۱)

خفیفہ بحکم منصف صاحب بہادر اوناؤ
نمبر ۵۳
دولارے ولد شیشر پرشاد برہمن ساکن بدرقہ
ہرجنس پرگنہ ہڑہہ ضلع اوناؤ مدعی
بنام
ٹیکا ولد لبھاون نجار ساکن راول خورد پرگنہ
ہڑہہ مدعا علیہ
دعوی معہ ... رقعہ
بنام ٹیکا ولد لبھاون نجار ساکن راول
خورد پرگنہ ہڑہہ
مقدمہ مندرجہ عنوان باوجود اجرائے سمن
کے تم حاضری عدالت سے مفرور رہے لہذا بذریعہ
اشتہار ہذا تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتعین تاریخ ۳۰
مارچ ۱۸۹۸ء کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کرو بصورت
عدم حاضری تمہاری یکطرفہ ... کارروائی یکطرفہ
کیجائے گی۔ بتحریر تاریخ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء
دستخط انگریزی

بیکو تمباکو اینڈ سگارٹ کمپنی لمٹڈ دہلی

یہ کمپنی حسب منشار ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۸۲ء رجسٹر ہو کر
قائم کی گئی ہے۔ دفتر کمپنی کا دہلی مین ہے۔
سرمایہ کمپنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے۔ پندرہ سو
حصون مین منقسم ہے۔ قیمت فی حصہ سو روپیہ
ہے حصہ داران کو دس روپیہ فی حصہ ہمراہ
درخواست بھیجنے ہونگے۔ پندرہ روپیہ فی حصہ
منظوری درخواست پر ادا کرنے ہونگے۔ باقی
پچہتر روپیہ فی حصہ چند اقساط مین دینے ہونگے
جنکی طلبی کا نوٹس ہر حصہ دار کو چودہ روز پیشتر دیا جائیگا
کمپنی تخمینہ کرتی ہے کہ اس کام سے حصہ داران
کو تخمیناً ستائیس روپیہ فیصدی سالانہ منافع
ہوگا اور جس تاریخ سے حصہ داران حصہ خرید فرمائنگے
اوسی تاریخ سے رقم داخل شدہ پر سود بحساب
پانچ روپیہ فی صدی سالانہ کمپنی حصہ داران
کو تاریخ اجرائے کام تک دے گی۔ جو اول
سال کے منافع مین سے منافع ہوگا اور
بقیہ منافع حصہ داران کو حصہ رسدی
تقسیم ہوگا۔ جو صاحب بعد تیاری کارخانہ
کے بشرط باقی رہجانے حصون کے جو
فروخت نہ ہو چکے ہون گے خرید فرماوینگے
وہ اس سود پانچ روپیہ سالانہ فی صدی کے
مستحق نہ ہونگے۔ حصہ داران کا روپیہ بلا منافع
کے ایک روز بھی پڑا نہ رہے گا۔ اغراض کمپنی
عمدہ قسم کے سگارٹ جو صورت شکل ذائقہ مین
مثل ولایتی کے ہونگے اس کارخانہ مین تیار
ہونگے اور قیمت مین بمقابلہ ولایتی کے بہت
ارزان فروخت ہونگے۔ اعلی درجہ کے سگارٹ
بھی جیسے مصر کے سگارٹ مشہور ہین تیار ہونگے
جہانتک تحقیق ہوا ہے ایسا کارخانہ ہندوستان مین
اسوقت تک جاری نہین ہے جن صاحبانکو حصہ خریدنا منظور
ہون وہ مفصل پراسپکٹس و فارم درخواست لالہ
جوہری مل سینئی لال منیجنگ ایجنٹ بیکو تمباکو
اینڈ سگارٹ کمپنی لمٹڈ دہلی سے طلب فرماوین۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی نسبت تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سُبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سُرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معمولی سُرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہار دینے والون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر متاسنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو مسٹر امیتاسنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلین کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور دونون پپوٹون کا گرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - دستخط ڈاکٹر دمی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے ... کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار متاسنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیمار کے علاج مین کیا مریضہ مسماۃ اُتم دیوی عمر ۲۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ کو کی آنکھون مین خسرہ نکلنے کے بعد زخم ہو گئے ہوئے تھے اور پردہ پر سفیدی پڑ گئی تھی آنکھین سخت سُرخ اور دُکھی ہوئی تھین - انمین سے کثرت سے پانی نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگہ نہین پڑ سکتی تھی - اور وہ اون اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسنے مرض کو سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر متاسنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک عزیز کی آنکھون مین پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے نظر قطعی بند ہو گئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روشن ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہو گئی ہے اور مریض عالم کو ... بندہ بھی بصد شکر گزاری جوش ... سے ... ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام ... پر بہت احسان اور ... کیا ... بندہ ...

ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماوین - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری ضلع

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر ہیری صاحب بہادر و کیلپ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب مرض دھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین - دستخط سردار صالح محمد خان قندھاری شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات جنکی تعداد قریب بارہ ہزار کے ہے ایک کو بھی نقلی ثابت کر دے اسکو ... ۱۹۱۵ ...

خونین جگران کی داستان ہے
یا برگ حنا کا کچھ بیان ہے

حمد

سرنامۂ نامہ ہو ترا نام — آغاز کا ہو بخیر انجام
ہر ذات و صفات سے ہے باہر — ہر ذات و صفت تجھی پہ ہے ظاہر
نے ذات کی تیری ابتدا ہے — نے تیری صفت کی انتہا ہے
درماندہ کے درد کا ہے درمان — سبحان اللہ شکر و احسان
تو چاہے تو خاک کو کرے پاک — پہونچا دے زمین تا با افلاک
ذرے کو بنا دے شمس دوّار — قطرے کو کرے تو بحر ذخار
دریا کو خاک میں ملا دے — ہر ذرے کو خاک سے جلا دے
قطرے کو تو ہی گہر بنا دے — دانے کو تو ہی شجر بنا دے
مسلوب ہے ماجرائے رنگین — منہ کو ہے دعائے شیرین
کیا رنگ میں سنگ دیکھتے ہیں — کیا سنگ میں رنگ دیکھتے ہیں

پہلا رنگ

ہر شاخ قلم ہے جو ہر راز — ہر برگ شجر ہے دفتر راز
یون نقل ہے خامشی کی زبانی — سنیے بزبان بے زبانی
کتنی مہندی تھی اپنا یہ حال — ہون جور فلک سے یون میں پامال
معروض قضائے آسمان سے — بیداد ستم کی باغبان سے
سر ہاتھ قلم کیے گئے تھے — سب تیغ سے جدا کیے تھے
اس شکل سے کچھ بے سر و برگ — پیش نظر آگیا رخ مرگ
تب باندھ کے اور کچھ بنا تھا — پیوند زمین کا کیا تھا
پھر ڈالیوں پہ بھی خاک ڈالی — یون گاڑ کے آرزو نکالی

ایک حصہ با زمین کے باہر — آدھا گاڑا زمین کے اندر
پیوند یون نہیں کیا زمین کا — بیٹھنے سکا نہ مجھے کہین کا
پھر قاتل خود بنا مسیحا — پانی کا مار مار چھینٹا
تالی سے چمن کی دیکھو پانی — بخشی نئے سر سے زندگانی
یہ جبر پہ باغبان کا تھا قہر — جینے کے لیے کھلا دیا زہر
سرسبز تھا بخت خون دل تھا — اس رنگ سے جسم پا بگل تھا
یون ہو گئے اصل سے جو بیگانہ — وہ برگ جو شاخ سوکھ کے سب
خالی شاخیں بلند ہو کے — شاخیں نہیں ہاتھ آرزو کے
اوسکی رحمت کے منتظر تھے — گزری زحمت سے بیخبر تھے
برسات کی فصل پھر جب آئی — گھنگھور گھٹا فلک پہ چھائی
کی ابر کرم نے گوہر افشانی — سوکھے دہانوں نے پایا پانی
ہر سمت زمین پہ آب جاری — پانی کی عجب تھی آب کاری
پانی کی سطح نے ہر سمت — ہموار کیے بلند و پست
اس شکل سے پانی موج پر تھا — یا اپنا ستارہ اوج پر تھا
یون پتیاں نکلیں شاخ و ڈنڈن — جون وصل میں عاشقون کے ارمان
پائندگی کی ہوئی ضرورت — شاخیں نکلیں شجر کی صورت
تقدیر کا دیکھیے یہ لکھنا — حلہ جنت کا تن پہ پہنا
جو غنچہ جو تن کا سو کھا سو کہا — تھا ہر طوطی کا بنگلا تھا
سوکھی تھی لکڑی سی وہ ٹہنی — دولہن کی طرح ہری بھری تھی
کی آڑ یہ اونچے باغ کی بھی — گویا تھا ہمین بنا کے ٹٹی
تھے قرب میں ہم کنار سے گل کے — گو دور تھے ہم کنار گل سے
پر دور تھے قرب باغ سے کب — مطلب ہے تھا ہمکو اپنے مطلب
کیا آتش گل کو دیکھتے تھے — کچھ دور سے انکھین سینکتے تھے
ہم باغ کی دیکھتے تھے یون سیر — در جانب یار پشت با غیر
جب مخمل سبز کی سی ٹہنی — کانٹا بنکر نگہ میں کھٹکی

ہر پھر کے جو باغبان نے دیکھا — جیسا چاہا تراشا کاٹا
شاخون کو کتر کتر کے رکھ کے — موزون میں بنا دیں حکمتون سے
کاٹا چھانٹا بنائی گزری — طاؤس بنائے سرو قمری
ٹٹی پہ لہریا تراشی — مقراض سے کاٹی یا تراشی
کچھ نوچ کھسوٹ مالنوں نے — دامن کو بھرا تھا پتیوں سے
سر پہ رکھے چنگیری چلی پھر — پھر بیچتی تھیں گلی گلی پھر
دیکھا تو حسینوں نے لیا مول — کچھ گاتے تھے میں اور کچھ لیا تول
تھیں وہ نہیں جو بعض خوش سلیقہ — لانے کا یہ اونکے تھا طریقہ
آنچل میں دوپٹہ کے لیا باندھ — یا دامن میں قاق کے دیا باندھ
خوش خوش گھر مسکراتی آئیں — دامن میں چھپا بغل [illegible] مین
سل بٹے میں کوٹ کوٹ کچلا — گھس گھس کے کیا تھا سرمہ آسا
کتھا اور زعفران ملایا — جسکو جو رنگ جیسا بھایا
تلوؤں میں ہتھیلی میں لگا کے — بہنوں ناخن میں ست و پا کے
ہر رنگ میں بیٹھیں شادمان ہو — بیکار بنا کے دست و پا کو
جب کام سے رکے ہاتھ بیکار — رنگ مقصود ہو تب نمودار
جب یون ہو مطلب شوق میں رنگ — مطلب کا تب دکھائی دے رنگ
القصہ جسپی ہوئی وہ لیدی — جو چاہا تو نہیں پانو لگی تھی
دو پہر کے بعد سب چھوڑ کے — اور دیکھا اوپلی سی بنا کے
دیوار میں تھاپ کے لگائی — وہ رنگ دیا یہ داد پائی
رنگ آنے پہ ست جھوٹی تھیں — ہنس ہنس کے ہاتھ چومتی تھیں
محبوبانیے میں مہندی کی ہون — لیسے اپنے میں رنگ کی ہون
گر جاؤں تو آگ بھار ہوں میں — مر جاؤں تو لالہ زار ہوں میں
سر کاٹ لیں گلرخان خود بین — کرلیں سر دست ہاتھ رنگین

دوسرا ڈھنگ

خامے نے زبان پہ رکھ لیا قط — تا رشتہ سخن کا ہو نہ القط

بمبئی کی خبر

دُنیا مین چار پیسے سب سے سوا بھلے ہین
لاکھون سے ملتے دیکھا دنیا کو آزمایا
جب کُھل گئے ہین ایسے پھر اوسوقت سب کُھلے ہین
جو بل نہین ہین سکتے وہ مچتے جاگتے ہین
جا پہونچے وہ عدم تک جو گھٹنون چلے ہین
دُنیا مین آکے سب نے دبادبکے جان کھوئی
یا تھے فلک کے نیچے یا خاک کے تلے ہین
کیا طرز ہے بیان کا کیا فکر ہے ذوا تا
مضمون تری غزل کے سانچے مین سب ڈھلے ہین

راقم

زدوانا افتاد

بادہوائی کام

حال مین کپتان لارنس صاحب امرتسر مین غبارے پر اوڑے۔ اور خوب اوڑے۔ یعنے دو میل اونچے کڑی کمان کے تیر کی طرح زناٹے مین چلے ہی گئے اور پھر بخیر و عافیت تمام چھتری کے سہارے اوتر بھی آئے۔ خدا کی عنایت ہوا کی مہربانی سے۔

صحیح گئے سلامت آئے
جان بچی اور لاکھون پائے

مگر ایک آدھ انگریزی اخبار صاحب شاکی ہین کہ جمہور نے قدر دانی نہ کی۔ قدردانی کیا یعنے روپیہ پیسہ بہت سا نہ دیا۔ امرتسر مالدار شہر ہے۔ چہ خوش و خشک۔ اول تو یہ ہے اگر امرتسر یونہین بادہوائی کامون پر روپیہ بہایا کیا کرتا تو آج مالدار ہی کیون ہوتا دوسرے ان غبارے والون کو تو کبھی سیری ہی نہین ہوتی۔ ان کی طمع کا بلون قدردانی کی گیس سے بھر جاتے ہم نے تو سُنا نہین اکثر کہتے ہین۔ بہانہ ساز۔ حیلہ گر۔ بلون والے اوڑتے وقت یہی کہتے ہین کہ جیسی مالی امداد کی امید تھی ویسی نہین ہوئی۔ اسلیے ہمت پست ہوئی جاتی ہے۔ دل بیٹھ جاتا ہے۔ کیسہ بھرے تو دل بھی بھرے۔ خیر جتنا گڑ ڈالئے اوتنا میٹھا تماشا بھی دکھایا جائے گا یعنے تھوڑا سا اوڑ کر زندہ اوتر آئینگے اور بعضے جو ہوا کی موافقت یا گیس کے زور سے بے اختیار اوپر کو چلے ہی گئے اور نیچے بھی زندہ واپس آئے تو اس گھات مین ہوتے ہین کہ پہلے نہ سہی بعد ہی کچھ چندہ وندہ وصول کر لو۔ الغرض ان غبارے والون کا کیسہ بھی انکے بلون کے برابر ہی ہوتا ہے۔ پھر فرمایئے اتنے بڑے مثانہ دوزخ کے بھرنے کو ہندوستان مین کہان سے روپیہ آئے۔ پبلک تو پبلک ہے۔ آج کل خود شاہی خزانہ کنگال ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا بھی تو نہین بھر سکتی۔

اور یارو سب سے اہم وجہ تو یہ ہے کہ آخر کوئی کیون دے۔ ارے صاحب غبارے پر اوڑے کوئی صاحب۔ تو خود اوڑے خود ہی سوار ہوئے۔ خود ہی ہوا کھا آئے۔ خود ہی لطف اوٹھایا۔ خود ہی چو منزلے مکان کی چھت پر کود ے۔ یا دریا برد ہوئے۔ یا میدان مین تھرا کے گرے۔ آخر پبلک کے واسطے کیا آسمان کے تارے توڑ لائے۔ اور ملک کے واسطے کچھ کام بھی نکالین۔ معرکہ جنگ و جدل مین غنیم کی فوج کا حال اوس کے ذریعے سے دریافت کرین۔ اوپر سے "طیرًا ابابیل" کی طرح سنگباری کرین۔ یا قطب شمالی دریافت کرکے بھری راستے نکالین۔ یہان ہندوستانی اس غبارہ بازی سے کیا خاک تیر کا م نکالین اسی مارے وہ ریتے لیتے بھی دل ہی دل مین خفا ہین۔ بلکہ سچ پوچھیے تو انکی ہلکی پھلکی سادہ وضع کی غبارہ بازی اس خطرناک مشغلے سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ آٹھ آنے کا غبارہ لیا اور ہوا کے ڈاک خانے مین چار آنے کا ٹکٹ لگا کر بابے علوی کے نام پوسٹ کر دیا۔ نہ کسی کی جان کا خطرہ نہ واپسی پر نقصان کا اندیشہ۔ حدت کے بھبھکے یا کالے کوے کی طرح ہُش کرکے اُڑا دیا یا کاغذی سانڈ چرا کا دفضا مین چھوڑ دیا۔ جا اپنے چُگ لینا۔ اور جہان جی چاہے مسلم یا جل بھُنکر ڈھیر ہو رہنا۔ ہم نے چھوڑا۔ ہمارے خدا نے چھوڑا۔ اسکے صاحب چھٹی ہوئی۔ ہمارے نزدیک تو بادہوائی کام اسی سرسری کارروائی کے لائق ہے۔

ہان اگر کوئی غبارہ باز صاحب عقل سے ابر مردہ کی طرح زندہ بادلون کی تجارت اختیار کرین یعنے جہان ضرورت ہو وہان بادل لاکر برسا دیا کرین۔ یا جہان بادلون سے زراعت کو نقصان پہونچ رہا ہو وہان سے بھگا کر کسی دوسری طرف روانہ کر دیا کرین۔ تو ہم ذمہ کرتے ہین کہ مزارعین کے کھلیان مین لوہار۔ بڑھئی۔ نائی بھاٹ کی طرح انکا حق بھی مقرر کرادینگے۔ اللہ نے چاہا اتنا ملے گا کہ رالی براورس کے گودام مات ہو جائینگے۔

استحالہ

غرض مرض کے لیے ایسی کمپنی قائم کر دی ہے کہ عمر بہر یادگار رہے۔ عقلمند وہی ہے جو ایسا کام کر دکھائے کہ اوس کی حیات تک ساری دنیا اچھی طرح نہین تو بری طرح سہی یاد کرے اور جب مر جائے تو ہزارون دل خوشنود ہون اسی سبب سے ما بدولت نے ایک ایسا بڑا دوا خانہ تھوڑا ہی روپیہ صرف کر کے تیار کر لیا ہے کہ اب دنیا کے پردہ پر ایسا ہائی میڈیکل ہال تیار ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اگرچہ اینجانب کے باپ دادا نے کبھی یہ بھی نہین سنا تھا کہ

طبابت چہ کشتی ست کہ پیش مردان بباید

مگر صاحبزادے نام خدا سے ایسے قابل عالم فاضل حکیم ڈاکٹر اور بید پیدا ہو گئے کہ ساری دنیا کی ہمہ دانی کو خرید لیا۔ اور اگرچہ معمولی دواؤن کے بھی پہچاننے کا وقوف ندارد مگر چشم بد دور۔ آناً فاناً وہ دوائین تیار کر لین کہ باید و شاید یہ وہ دوائین ہین کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم مکھیان مار رہے ہین مگر ہماری دوائین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو رہی ہین۔ بقراط۔ سقراط۔ افلاطون۔ لقمان۔ وغیرہ نے کبھی ان دواؤن کا نام بھی سنا ہو تو ہم سے جرمانہ لیجیے۔ افسوس شیخ زندہ نہین ورنہ اس وقت ساری شیخی اونکی کرکری ہو جاتی — خیر۔ ۵

حریفان بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

رفتگان کا کیا ذکر ہے۔ اب جو لوگ زندہ ہین وہ ہماری قدر کو کیا کم ہین۔ بس کہان ہین وہ لوگ جو بد احتیاطی۔ بدکاری یا بدعنوانی سے دل دماغ۔ معدہ۔ رگ اور پٹھون وغیرہ کو بگاڑ چکے ہین۔ کہان ہین وہ غیرتمند جو غلط کاریون کے سبب سے اسوقت شرمندہ اور زہر کھانے پر تیار ہین۔ کہان ہین وہ سوختہ جان جنکو مادہ سوداوی نے جلا دیا ہے۔ کہان ہین وہ مرد میدان جنکو عارضون نے عورت بنا کر گھر مین بٹھا رکھا ہے۔

یہ تو امراض حقیقی تھے جن کے علاج کے لیے انسان دولتمند ہو یا غریب لامحالہ مجبور ہے۔ اب امراض مجازی کی طرف آئیے۔ کہان ہین وہ پوپلے جو از سر نو منہ مین دانت جمانے والا انجن ڈھونڈھ رہے ہین۔ کہان ہین وہ بوڑھے ہونس جن پر بوڑھپس کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ جنکو جوانی کے عود کرنے کی سخت آرزو ہے جن کو ایسے خضاب کی ضرورت ہے کہ جس داڑھی کا ایک ایک بال بلکہ بال کی کھال تک سیاہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔

آئیے آئیے۔ جلدی آئیے۔ اور لپکیے

ہونے آئیے۔ اور ہماری کمپنی کے اوصاف جمیلہ ملاحظہ فرمائیے۔ اور جس قسم کی دوا مطلوب اور مرغوب ہو بہت بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب کیجیے۔

ہماری کمپنی کے لیے اس سے ٹہکر اور کیا سند اور سرٹیفکیٹ ہونا چاہیے کہ مغرب سے شرق تک اور جنوب سے شمال تک اخبارون اور اشتہارون کے ذریعہ سے معروف و مشہور ہو رہی ہے۔

یہ بھی ہماری خوش نصیبی ہے اور ہماری کمپنی کے اوصاف حمیدہ مین سے ایک صفت ہے کہ ہمارا نام یا ہماری کمپنی کا اسم شریف اگر ہمارے شہر والون بلکہ اگر ہماری محلہ والون سے بھی پوچھیے تو کیا مجال کوئی واقف ہو اور وہان کے دیگر اضلاع مین اشتہاری چلتے پرزون سے جسکا دل چاہے دریافت کرے۔

بالفرض بہزار خرابی ہماری کمپنی کا ٹہکانا آپ کو معلوم بھی ہو جاے اور خدا نخواستہ آپ خود چلے آئین تو انشاءاللہ اشتہار اور ویلیو پے ایبل کے فارم کے سوا ادویات کے قسم مین سے اگر کوئی چیز دکھہ لیجیے تو جو چور کی سزا وہ ہماری۔

ہم سے جب دوا طلب کی جائے گی فی الفور بازار سے خرید کر بذریعہ ویلیو پے ایبل آپ کے پاس بھیجدی جائے گی اطمینان رہے۔

اشتہار مین ہم ایسے خوش آیند الفاظ سے دواؤن کی قیمتین لکھتے ہین کہ ساری دنیا کے دواخانون سے آپ کو ارزان معلوم ہون گی مگر ساتہ ہی ہم مجبور ہین کہ جو چیز بازار مین ایک آنہ کو ملے گی وہ ہم ایک روپیہ سے کم تو نہ دین گے۔

تب کی شرط کہ ہمارا پارسل کھولتے ہی اپنے منہ پر طمانچے مارئیے اور اپنا روپیہ ضایع ہو جانے کی وجہ سے پہر کسی کمپنی سے دوا منگانے کا نام بھی نہ لیجیے۔

جب ہماری دغابازی۔ عیاری مکاری نہین نہین توبہ۔ ایمانداری کا شہرہ کسی شہر مین پورا مشہور ہو جاتا ہے تو ہم اوس شہر مین اپنے نام کے اشتہار بھیجنا موقوف کر کے اپنے کسی عزیز یا ملازم کے نام سے بھیجنا شروع کر دیتے ہین کہ سلسلہ تجارت جاری رہے وغیرہ وغیرہ

لہذا جملہ مسلمانان و ہنود امیر و فقیر برنا و پیر شاہ و گدا۔ اعلے و ادنے۔ دانا و نادان فیاض اور کنجوس مطلع ہون۔ آگاہ ہون۔ خبردار ہون۔ ہوشیار ہون کہ ہم نے بہت بڑی ہمدردی اور جانفشانی سے اپنا وقت ضایع کر کے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا کہ ایسے اعلے درجہ کی دواؤن سے آگاہ کر دیا۔ آپ سب صاحب اس کمپنی کی ایمانداری کو غنیمت سمجھکر خواہ مخواہ اپنا روپیہ صرف کر کے ضرور ادویات مطلوبہ بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب فرمائیے بلکہ بے ضرورت بھی منگا کر اپنے شادان دل کو ناشاد کیجیے ورنہ آیندہ سوا کف افسوس ملنے کے اور کچھہ نہ ملے گا۔

ہمارے کم لکھے کو زیادہ سمجھکر ایک مرتبہ بھی آزما لیجیے اور اگر اب بھی نہ سمجھیے اور ناقدری کیجیے تو ہم سوا اس کے اور کیا کہہ سکتے ہین کہ ایسی عقل پر پتھر پڑین۔

راقم

محتاجی ما باعث آسایش ما شد
غارت بخورد ہر کہ نفہمید و نختہ باشد

(از میاں ج)

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمیان آگئین۔ نیا غلہ بھی بازار مین آچلا ہے۔

اگرچہ ہولی بہت پھیکی رہی۔ مگر ۱۲ مارچ ۹۸ء کو میونسپل انتخاب نے شہر مین اچھی خاصی چہل پہل پیدا کر دی تہی۔ خصوصاً وزیر گنج کے حلقے مین نواب غلام حسین خان صاحب اور بابو سالگرام صاحب بی۔ اے۔ بی ایل وکیل کا خوب مقابلہ ہوا۔ طرفین سے جی توڑ کر کوششین ہوئین۔ آخر نواب صاحب کے ووٹ ۳۴۲۔ اور بابو صاحب کے کلہم اجمعین ۹۴ آئے ہمارے ہمعصر ایڈوکیٹ کو یہ بات انوکھی معلوم ہوتی ہے کہ بابو صاحب کے طرفدارتین انگریزی بیرسٹر بھی آئے تھے۔ ہمارے نزدیک تو کوئی تعجب انگیز امر نہین۔ ارے یار کیمیکل افینٹی (اتصال کیمیاوی) سنا ہے کہ نہین۔ اوسی طرح یہ لیگل افینٹی (اتصال قانونی) ہوگا آگے اپنے مدعی مدعا علیہ۔ اپیلانٹ۔ رسپانڈنٹ جانین۔ اور اون کے وکیل بیرسٹر۔

چند روز ہوئے مولوی ندوۃ العلما کے ایک ڈیپوٹیشن صاحب تشریف لائے تہے۔ دار العلوم کے واسطے جگہہ تلاش کرنے۔ چنانچہ منشی احتشام علی صاحب خلف جناب مولوی محمد امتیاز علی خان صاحب مرحوم وزیر بھوپال نے مصداق الولد سر لابیہ کمال فیاضی سے بیرون

شہر بہت بڑا حصہ اراضی کا دینے کا وعدہ کیا ہے۔

فی الحال سیمن کی عجائب گاہ ولال باغ مین موم کی مجسم تصویرین اور دنیا کے مشہور حوادث کے نقشے دکہاتی ہے صناعان یورپ کی دستکاری دیکہہ کر عقل ہندوستان دنگ ہوتی ہے خصوصاً ایک دوشیزہ ماہ پارہ کا لباس عروس پہنے اپنے پالے ہوئے شیر کے کٹہرے مین رخصت کے واسطے جانا اور وہان اوس کے پنجے سے زخمی ہوکر ہلاک ہونا۔ شیر کا نادم ہوکر اوس کے عشق مین بعد چندروز کے جان دینا عجب درد انگیز سین ہے۔ اسی طرح شہنشاہ ولیم اول جرمنی کی تصویر دم نزع۔ اور شاہ فریڈرک ثالث جرمنی کے حلقوم پر بعارضہ خناق عمل جراحی ہونا۔ ایک انجیریا کے سپاہی کا گولی کے زخم سے جان توڑنا۔ انسان کے رگ پٹہون دل جگر شش امعا معدہ وغیرہ کی ہوبہو تصویر۔ کاسہ سر وغیرہ کی تشریح نہایت تعجب انگیز ہین۔

جو بیلی تھئیٹر صاحب اپنی سخت جانی سے باوجود خرابی سامان و شکایات انتظام ابتک زندہ ہین اوده اخبار مین شایع ہوا تہا الفریڈ کمپنی کے منیجر کا اوس جی مقرر ہوئے ہین اب سب خرابیان رفع ہون گی مگر وہ بہی نظر نہین آتے۔ سنا ہے معاملہ طے نہوا چلے گئے اور یہ تہیٹر صاحب معہ واجبی پردون اور مندرس لباسون کے ویسے کے ویسے ہی رہگئے۔

اطلاع ضروری

دفتر اوده پنچ اور مطبع شام اوده محلہ پل جانولال لکہنؤ سے منتقل ہوکر محلہ گولا گنج مین آگیا ہے جملہ خط کتابت و ترسیل منی آرڈر رجسٹری وغیرہ آیندہ محلہ گولا گنج شہر لکہنؤ کے نشان سے ہونی چاہیے

المشتہر

منیجر اوده پنچ لکہنؤ

رسید زرمعہ شکریہ

جی اتہرٹن کمپنی	للعہ
سرکار مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ	عسہ
جناب محمد ظہیر الدین صاحب	سے/
جناب رائے کشن کمار صاحب بہادر	سے/
جناب محمد شریف صاحب	سے/
صاحب پریس کمشنر ریاست نظام	عسہ ۱۳/
صاحب سپرنٹنڈنٹ اسٹیشنری گورنمنٹ	عسہ ۱۳/
جناب امیر علی صاحب	الوعیہ
کتب خانہ بنارس	سے ۱۳/
جناب خان بہادر حافظ عبدالکریم خان بہادر	عسہ ۱۳/

اشتہار (۴)

خفیفہ بحکم منصف صاحب بہادر راوناؤ

نمبر ۵۳

دولارے ولد شبیشر پرشاد برہمن ساکن بدرقہ ہرہبن پرگنہ ہڑہہ ضلع اوناؤ مدعی

بنام

ٹیکا ولد بساون نجار ساکن راول خورد پرگنہ ہڑہہ مدعاعلیہم

دعوے عہ برے رقعہ

بنام ٹیکا ولد بساون نجار ساکن راول خورد پرگنہ ہڑہہ

مقدمہ مندرجہ عنوان باوجود اجراے سمن کے تم حاضری عدالت سے معذور رہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتعین تاریخ ۳۰ مارچ ۱۸۹۵ء کو حاضر عدالت ہوکر پیروی مقدمہ کرو درصورت عدم حاضری تمہاری یا مختار مجاز کے کارروائی یکطرفہ کیجائیگی۔ تحریر تاریخ ۲۰۔ فروری ۱۸۹۵ء

دستخط انگریزی۔

میکور تہہ ٹباکو اینڈ سگارٹ کمپنی لمٹڈ دہلی

یہ کمپنی حسب منشا ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۸۲ء رجسٹر اور قائم کی گئی ہے۔ دفتر کمپنی کا دہلی مین ہے سرمایہ کمپنی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ ہے۔ پندرہ سو حصون مین منقسم ہے۔ قیمت فی حصہ سو روپیہ ہے۔ حصہ داران کو دس روپیہ فی حصہ ہمراہ درخواست بہیجنے ہونگے۔ پندرہ روپیہ فی حصہ منظوری درخواست پر ادا کرنے ہون گے باقی پچہتر روپیہ فی حصہ چند اقساط مین دینے ہونگے جنکی طلبی کا نوٹس ہر حصہ دار کو چودہ روز پیشتر دیا جاویگا کمپنی تخمینہ کرتی ہے کہ اس کام سے حصہ داران کو تخمیناً ستائیس روپیہ فی صدی سالانہ منافع ہوگا اور جس تاریخ سے حصہ داران حصہ خرید فرماوینگے اوسی تاریخ سے رقم داخل شدہ پر سود بحساب پانچ روپیہ فیصدی سالانہ کمپنی حصہ داران کو تاریخ اجراے کام تک دے گی۔ جو اول سال کے منافع مین سے منہا ہوگا اور بقیہ منافع حصہ داران کو حصہ رسدی تقسیم ہوگا جو صاحب بعد تیاری کارخانہ کے بشرط باقی رہجانے حصون کے جو فروخت نہ ہوچکے ہون گے خرید فرماوین گے وہ اس سود پانچ روپیہ سالانہ فی صدی کے مستحق نہ ہونگے حصہ داران کا روپیہ بلامنافع کے ایک روز بہی پڑا نہ رہے گا۔ اغراض کمپنی۔ عمدہ قسم کے سگارت جو صورت شکل ذائقہ مین مثل ولایتی کے ہون گے اس کارخانہ مین تیار ہونگے اور قیمت مین بمقابلہ ولایتی کے بہت ارزان فروخت ہونگے۔ اعلے درجہ کے سگارت بہی جیسے مصر کے سگارت مشہور ہین تیار ہونگے جہانتک تحقیق ہوا ہے ایسا کارخانہ ہندوستان مین اسوقت تک جاری نہین ہے جن صاحبونکو حصہ خرید فرمانے منظور ہون وہ فصل پراسپکٹس و فارم درخواست لالہ جوہر مل سینی لال منیجنگ ایجنٹ میکور تہہ ٹباکو اینڈ سگارت کمپنی لمٹڈ دہلی سے طلب فرماوین۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سوزانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خلقت اس سے فائدہ اٹھا سکے قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو مسٹر ایشیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لعاب سپید کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دواکو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر دلمی - ایم سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۲۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون مین خود خود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال اٹھے تھے اسکی آنکھین صبح سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھین - انمین سے کثرت سے پانی نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگہ نہین پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دو کا ندار مسمی دولا مل کی آنکھون مین ہولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہوگیا اور پتلی صاف وشفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی تہ دل سے شکر گزاری خوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو بعوض قلیل قیمت پر دیکر خاص عام خلق خدا پر بہت احسان اور سلوک کا دم کیا ہے لہذا نہایت ہر خاص و عام بلاتعدق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر مانند جیات چشم سُرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دین - راقم ڈاکٹر نرین سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و کیلی صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین - دستخط سردار صالح محمد خان ولد ثانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی نقلی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور بنک مین بابت ۱۹۰۵ء کو جمع ہے

اسلامی نوروز

پنچ - اہاہا ذرا آپ کو دیکھیے گا - کیا ہولی کے ... بنے چلے آتے ہین - اجی حضرت خیر باشد -

مین - آہاہ - آپ ہین پنچ علیہ الرحمہ - السلام علیکم

پنچ - آج تو آپ کا رنگ ہی نرالا ہے - کیا آپکے ہان دوبارہ ہولی تشریف لائی ہے ؟

مین - آئین - کیا آپ کو نہین معلوم - اجی حضرت آج نوروز ہے -

پنچ - ہان تو یہ کہیے - پہلی جنوری ہے -

مین - نہین جناب - آج وہ نوروز ہے جو ۲۰ - مارچ کو ہر سال ہوا کرتا ہے -

پنچ - لاحول ولا قوۃ - حضرت معاف کیجیے گا مجھے کچھ خیال بھی نہ تھا - مگر یہ تو بتلائیے کہ یہان ریش مبارک وعمامۂ شریف یہ کس نے آپ کی گت بنا ڈالی

مین - حضرت کچھ نہ پوچھیے بقول شخصے ؎

لگ گئی آنکھ آنکھ ہی تو ہے

خدا نہ کرے کہ حضرت انسان کا دل کسی پر آجائے یہ اونہین صاحبہ کا گل کھلایا ہوا ہے جنکے عشق مین برسون خاک چھاننا پڑی -

پنچ - ہان صاحب خوب یاد آیا - مین تو آپ بلوانے والا تھا - خیر ہوئی کہ آپ خود چلے آئے - میرے پاس ایک استفتا آیا ہوا ہے جسکو مین نے اپنے اخبار مطبوعہ ۱۰ - مارچ مین بھی درج کر دیا ہے

مجھکو اس قدر فرصت نہین کہ خانگی امور کو ترک کرکے جواب لکھون لہذا آپ کچھ جواب تحریر کر دیجیے کہ ہمارے مستفتی بیچارے کی نجات ہو جائے -

مین - کیا خوب - نہ ہمکو بازاری نخرون سے مہلت نہ آپ کو خانگی سے - ہر کس کو غرض ہے جو جواب لکھے - مگر خیر بتائیے تو سہی - شاید جواب یاد آجائے -

پنچ - وہ استفتا یہ ہے -

"کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین اس مسئلہ کے۔

ایک شخص رمضان کے پورے روزے شام کے وقت بلالحاظ غروب آفتاب ایک کریہہ آواز سنکر جسکو وہ پڑوس کی مسجد کے ملا کی اذان سمجھتا رہا افطار کیا کیا - مگر عید اور اوس کے بعد کی تاریخون مین اوسپر ظاہر ہوا کہ وہ اذان نہ تھی بلکہ ایک دہوبی کا گدہا جو مسجد آکر بولا کرتا تھا - پس روزون کی قضا اوسپر واجب ہے یا نہین - ایسے روزے اوسکے مقبول ہونگے یا فاسد"

مین - اے حضرت اس کا جواب تو بالکل صاف صاف ہے - کیا معنے کہ رمضان شریف ایسے متبرک مہینہ مین ہر روز مستفتی کو قابض اور مہیج دونون چیزون کا لطف حاصل ہوتا رہا جب مرغ سحری نے اذان دی قبض شروع ہو گیا حقہ پان وغیرہ موقوف - دن بھر یہی حال رہا

اب جو دہوبی کے گدہے کی آواز سنی سب دشوار ہوگیا - مشکل آسان ہوئی - ایک آواز تو قابض ٹھہری اور دوسری آواز مہیج - لہذا مستفتی کو آگاہ کر دیجیے کہ تیسون روزے قبول ہوئے قضا کی حاجت ندارد - البتہ آئندہ کے لیے احتیاطاً اوس دہوبی کی گوشمالی کر دی جائے کہ وہ مرغ بے ہنگام کی طرح خربے دم کو آواز دینے سے باز رکھے اور اگر دہوبی سے بس نہ چلے تو گدہے کے کان اینٹھ دین - واللہ اعلم بالصواب

پنچ - ماشاء اللہ کیا جواب ارشاد ہوا ہے کہ اس کا لطف مجھ سے کوئی پوچھے - مگر یہ تو بتلائیے کہ کوئی غزل بھی اس نوروز کے تلازمہ مین تصنیف ہوئی ہے یا نہین -

مین - آپ جانیے کہ طبیعت بندہ کی کس دن موزون نہین رہتی - مضمون کہین ڈھونڈھنے جانا نہین - رنگینی ایک لونڈی ہے کہ ہاتھ باندھے ہر وقت کھڑی ہے - پھر کیا تھا آناً فاناً ایک غزل کہہ ڈالی - اور اوسپر لطف یہ کہ مصرع آخرین سنہ ۱۳۱۵ھ بھی موجود -

پنچ - اے سبحان اللہ - مین ایسی غزل کا بہت مشتاق رہتا ہون -

مین - بسم اللہ سنیے ملکہ درج اخبار بھی کر دیجیے میری اجازت ہے -

زہے طالع کہ پھر نوروز آیا وقت ناز آیا
پر نیرا دو مبارک باد فضل بے نیاز آیا

نہ دم بھر سکے ہیے ہی تا مُنھ کے گھسنے سے باز آیا
وہ جب محفل مین آیا ساتھ اوسکے پروانہ آیا
مجھے مدت نہین نوروز کو بھی گھر کے کامون سے
مٹھائی کے عوض بازار مین لینے کو پیاز آیا
مین اوسکی بزم مین پہونچا تو گھبرا کر پکارا وہ
ہرا جھونکا ہرا اسکا رسیبہ اجعلسا آیا
جگا کر عاشقون کو وہ قریب صبح کہتے ہین
اوٹھو اے سونے والو اٹھیلو وقت نماز آیا
تری محفل مین لیٹے اور جھنگنے سیکڑون آئے
مگر مجھ سا ہی کوئی عاشق زلف دوانا آیا
بوقت بوسہ مین نے گال پہ کاٹا تو چلائے
خدا کی مار ہو تجھ پر شہاسے منہ مین پان آیا
وکیل اپنی جوتی غیر سے کہتا ہے محفل مین
تُنبیہ سے مرا یہ ان سے جو کوئی سرفراز آیا
رہا مصروف دن بھر کھیلنے مین رنگ کے وہ گل
ہمارا خون بہانے سے یہ باعث ہے کہ باز آیا
مجھے دیکھا جو آتے اپنی محفل مین تو یون بولے
یہ کون ایسے کا تیب میرے گھر مین بے نیاز آیا
الٰہی مفلسی مین میرے گھر نوروز آیا ہے
کہ امریکہ سے عربستان مین سنکھیو کا جہاز آیا
براے سال کلک صداقت شد رقم مصرع
اوچکنا چاندتا نوروز ہے بندہ نواز آیا

۵ ۱ ۳ ۱ ھ

راقم

اظرف الناس - از مٹیا برج -

پنچ - سبحان اللہ -

ناقص تعلیم کی مکمل رپورٹ

مسٹر اودھ پنچ - گڈ مارننگ - تعلیم کی رپورٹین پڑہتے پڑہتے تو آپ کا بھی دم ناک مین آگیا ہوگا لیکن اس پر کوئی رپورٹ آج تک مکمل نظر سے نہین گزری - مجھے یہ دعویٰ ہے کہ میری یہ رپورٹ انشا اللہ با این ہمہ اختصار مکمل ہوگی - تعلیم کا لفظ دو معنون پر بولا جاتا ہے

ایک وہ تعلیم ہے جو حسن خیر طاعون مین نشاط انگیز طریقے سے بعض خاص آلات موسیقی کے ساتھ کسی بلند مقام پڑہی جاتی ہے - اس کی رپورٹ اکثر صحبت عیش و نشاط مین "خدا سلامت رکھے" کے ساتھ شروع کی جاتی ہے اور کہروا کے دلولہ انگیز فقرات پہ تمام ہو جاتی ہے - اس تعلیم کو مین تو نہین مگر بعض کو تہذیب اخلاق کا دعویٰ ہے مخرب اخلاق بتاتے ہین - مختصر طور پر اس موقع اخرا تعلیم ماضی کی رپورٹ دو لفظون مین بند کی جاسکتی ہے "تخریب الاخلاق" اب دوسری تعلیم پر نظر فرمائیے - یہ وہ تعلیم ہے جو اصول قدیم یا جدید کے مطابق کچھ نو عمرون کو نہ بذریعہ آلات موسیقی بلکہ بذریعہ آلات آہنی و چوبی چھوٹے بڑے مختلف حیثیت کے مکانون مین ایک خاص طور پر گھیر گھار کر دی جاتی ہے - اس کی رپورٹین لیڈیز اور جنٹلمین یا حضرات و بزرگان قوم کے افتتاحی جملون کے ساتھ مختلف مجالس مین سنائی جاتی ہین - اور حسب مدارج نتائج مختلف * وزن کی شاباشین نقرئی یا طلائی حاصل کیجاتی ہین - ان تمام رپورٹون کا جو اس طرح سنائی جاتی ہین - خلاصہ اس تعلیم کے حامیون کے قول کے مطابق دو لفظون مین بند ہوتا ہے "تہذیب الاخلاق" پرانی تعلیم سے اس دو لفظی فقرۂ رپورٹ کو کس قدر تعلق ہے مین اسکا فیصلہ کرانا نہین چاہتا مگر نئی تعلیم کی نسبت یہ کہدینا ضروری سمجھتا ہون کہ ان دو لفظون مین سے ایک حرف بھی اُس کی نسبت صحیح نہین - اب اُس رپورٹ کو ملاحظہ فرمائیے جو میرے خیال مین ہے اور مین سمجھتا ہون کہ لفظاً لفظاً صحیح ہے - جدید تعلیم کی نسبت گو کثرت اشاعت پر کتنا ہی مسرت نما غل اور حوصلہ افزا شور کیون نہ مچایا جاتا ہو مگر یہ کوئی بھی نہین کہتا کہ وہ کامل ہے -

اس سال تو کانفرنس کو طاعون ہی مار گیا - البتہ سال گزشتہ ہوئی تھی - اوس مین بھی صدر انجمن نے اس نقص کا بڑے شدومد سے اقرار اور نہایت درجہ افسوس کا اظہار کیا تھا - حال مین علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مین ایک آرٹیکل تعلیم پر نظر سے گزرا اوس مین بھی اسی نقص کا دکھڑا رویا گیا ہے کوئی مسٹر کرون ہین وہ بھی یہی فرماتے ہین مسٹر سکورتھ بیگ بھی اپنی نوجوان تحقیق سے اسی کی تصدیق کرتے ہین - غرض نقص مین تو کلام نہین - مگر اس نقص کے مطالب یہ حضرات کچھ اور ہی بیان کرتے ہین اور میری سمجھ مین کچھ اور ہی آتے ہین - یہ حضرات نفس نقص سے اس قدر چکر مین آتے ہین کہ گو آسمان اور زمین ایک کر دیتے ہین مگر پھر بھی فصاحت کے پردے سے تحقیق کی پری جلوہ گر نہین ہوتی - کسی نے سچ کہا ہے - تنکے او جھل پہاڑ - جو یہ نہین سمجھے وہ میری سمجھ مین آسانی سے آگیا - یقین ہے اس حل عقدہ کا تمام قوم شکریہ ادا کرے گی - تعلیم ناقص ہے یہ معمّا ہے - حالت تعلیم یا مشکل ... کہتے ہین ... ہے مگر کسی کی سمجھ مین نہین آتا -

اب اس کا حل سنیے - تعلیم ناقص ہے یعنے جن اجزا سے اس کا کمال متعلق ہے وہ پوری طرح حاصل نہین - تعلیم مین پانچ حرف ہین - مگر نقص کی وجہ سے ایک حرف ساقط ہے - ہماری شامت اوس کو تا ہی تک لا کر روک دیتی ہے - یہ ... نہین دیتی کہ وہ میم تکمیل ہے - بصورت دیگر "تعلی" (باب تفعل) سے مشابہ ہے - پس خلاصہ یہ کہ نقص تعلیم کی وجہ سے ہماری تعلی کا مادہ روز بروز بڑہتا جاتا ہے - سید صاحب فرماتے ہین کہ ہم اپنے کالج کو آکسفورڈ اور کیمبرج کرکے رہین گے - آکسفورڈ اور کیمبرج تو جبھی ہو کہ قوم مین سلطنت ہو - دولت ہو - بے وقتی اور افلاس مین اُس رتبے کی یونیورسٹی ہمارے

چوٹی کی کارروائی

ہات تری دُم کترون

کیسے کیا قائم ہو سکتی ہے۔ پس یہ حوصلہ سوا سے تعلی کے کوئی اور معنی نہین رکہتا۔ رفارمران قوم مذہبی اصلاح کی طرف جھکتے ہین تو باتین ایسی لمبی چوڑی کرتے ہین جیسے جبرئیل ان کے پاس سے اڑکر ابہی عرش پہ چلنے گئے ہون۔ تیور وہ ہوتے ہین جیسے عنقریب یہ قوم مین دینی جوش اور دنیاوی خروش سے ایک ایسا مفید عمل تحرک پیدا کرین گے کہ پہر جہنڈا اصلاح کا یورپ مین اڑنے لگے گا مگر حقیقتہً وہ ادن کی صرف باتین ہوتی ہین۔ جو سوڈا واٹر کی طرح تقریری بوتل مین تہوڑی دیر تک جوش و خروش پیدا کرکے خود بخود دب جاتی ہین

پس یہ بھی تعلی کی ایک اعلے مثال ہے اوضاع مین بہی قوم کے ارا کین تعلیم یافتہ کے ایک خاص تعلی آگئی ہے۔ گو سب کی سرکشی ہر جگہ نہ ہو مگر بوٹ نے تعلی کی ایڑی ضرور بلند کی ہے۔ سیر کو نکلتے مین تو پنجون کے بل چلتے ہین۔ مقدور ہوا تو کبہی گہوڑون پر یہ تعلی بٹہاتی ہے۔ کبہی ٹیڈو پر کبہی بائسکل پر۔ مکان بنوائین گے تو زینہ بلند ضرور ہوگا۔ باتین کرین گے تو لب و لہجے مین ایک خاص قسم کی گونج اور گرج ضرور ہوگی۔

جن کی با این ہمہ نقص تکمیل ہو گئی ہے
وہ اپنی تعلی کے ساتھہ تعلیم کی دُم بہی رکہتے ہین

تعلیم کی دُم ہے میم مگر یاے معروف۔ یہ اپنے جہل مرکب کی وجہ سے یاے مجہول پسند کرتے ہین۔ دُم کو چاہیے کہ پیچہے رہے۔ مگر خوشنمائی دیکہیے کہ دم ہی آگے رہتی ہے اور یہ پیچہے پیچہے۔ تہذیب کے جنگل مین کبہی کبہی اس دُم کے ساتھہ رقص مستانہ بہی کرتے ہین مگر جنگل مین مور ناچا کس نے دیکہا۔ یہ اعلے درجے کی تعلی ہے اور دُم دار تعلی۔

تعلی بازون سے جن لوگون کی گہٹی ہوئی تعلیم ہے وہ تعلی تک تو نہین پہونچے سستی مخارج سے تالی ہی تک رہ گئے۔ اب سب باتون پر مقدم تالی ہے۔ تہیٹر مین اُنکو دیکہیے تو وہین تالی بجا رہے ہین۔ کلب یا سوسائٹی مین دیکہیے تو وہین تالی بجا رہے ہین۔ کانگریس مین بہی تالیان ہی پٹ رہی ہین۔ کانفرنس مین بہی تالیان ہی پٹ رہی ہین۔ غرض ناقص تعلیم یا تعلی ہے تا تالی دیکہیے ہم اب آپ تالی بجائیے اور مین رخصت

راقم
معلم شفیق۔

محتسب آتا ہے میخانے مین کیا رکہا ہے
رنگ نوروز ہے شیشون مین بہرا رکہا ہے

لیجیے صاحب میان نوروز بہی اپنا رنگ دکہانے آپہونچے۔ یہ تو وہ تہوار ہے کہ مکہیان اور چونٹیان تک خوشیان مناتی مٹہائیون پر خوب ہتہے صاف کرتی ہین حضرت نوروز کی تیاریان سب سے چوکہی ہوتی ہین دسترخوان کیا بچہتا ہے کہ گل لالہ کہل جاتا ہے۔ رنگ برنگی ستو مٹہائیان انواع اقسام کے کہانے مٹی کی تشتریان۔ اُن مین ہر رنگ کے نئی وضعون کے کاغذ کترے رکہے ہوئے ادن پر رنگے ہوئے انڈے الگ اپنی بہار دکہا رہے ہین۔ اگر زرد کا تخم ہے تو اودہ پیر سفید ستو اور اگر گلابی ہے تو اودہ پیر زرد ہے اسی طرح ہر ایک کے جوڑ کا توڑ لگا ہے ایک پیالے مین شہاب بہی رکہا ہے۔ دسترخوان کے بیچون بیچ ایک کانسہ مین شربت جس مین زعفران اور کیوڑہ ملا ہوا اوس مین گلاب کا پہول اس طرح تیر رہا ہے جس طرح تالاب مین کوکا بیلی۔ پیالے کے چوگرد ستو اور مٹہائی کی تشتریان اوس کے بعد ہر قسم کے مزیدار کہانے اور پکوان۔ دسترخوان کے چارون طرف کنارے کنارے میوے اور ترکاریان

ایک پُر تکلف نکہا۔ قرینے سے اگر دان بہی رکہا ہوا۔ چراغی کے پیسے روپئے اپنی حیثیت کے موافق وہ بہی دسترخوان کے کونے کے نیچے دبے ہوئے۔ چلمچی آفتابہ بہی ایک کونے مین براج رہا ہے۔ ایک رومال مین تہوڑے سے روپئے بہی بندہے رکہے ہین۔ نوروز مین جو رنگ نکلا ہے اوسی رنگ کے نئے کپڑے بہی رنگے ہوئے قریب رکہے ہین عورتین جب دسترخوان کے کام سے چہوٹین تو کمرے کے دروازہ بند کرکے باہر نکل آئین۔ اب رنگ کی تیاریان ہونے لگین۔ کوئی ہار سنگار کی ڈنڈیان کوئی پتنگ۔ کوئی تن جوش کرتا ہے کوئی انگریزی رنگ گہول رہا ہے مٹکے گہڑے۔ پتیلے۔ پتیلیان۔ جن مین دیکہو رنگ ہی رنگ ہے۔ لوگون نے جو ہولی کہی ہے بہت خوب کہی ہے۔

ہولی کہیلین پنجہ کف گیر
پتیلا بہی کہیلے پتیلی بہی کہیلے
کہکہی اوڑہ اسے عبیر

چولہا۔ باورچی خانہ۔ زمین۔ دیوارین۔ انگنائی کمرہ۔ دالان۔ تخت۔ پلنگ۔ فرش فروش جہان۔ دیکہو وہان رنگ ہی رنگ ہے لڑکیان الگ ہرن کی چوکڑیان بہرتی ہین۔ جو جامے سے باہر اونہین چہا خاصہ دیوانہ پن ہو آ

سو جاتا ہے۔ دو دو بڈہا دیکھتی ہین نہ جوان۔ لی پچکاری رنگ بہرا اور آنکھہ بند کرکے مارنا شروع کیا۔ موکہ کے ہاتھہ کان بوڑھا بچے نہ جوان ہر طرف سے پچ اور پچ کی آوازین آ رہی ہین کسی کی پیٹھہ کسی کے پیٹ۔ کسی کے سینہ پر بیگم کی پچکاری ماری جس پر ٹھنڈا ٹھنڈا رنگ پڑا وہ اوہی کرکے اور اپنا جوتا چھوڑکے بھاگی کسی نے دوپٹہ پھینکدیا۔ کوئی اپنی کرتی نچوڑنے لگی۔ کوئی پائجامے کے پائنچے کہرسنتی اوٹھی اور کہنے لگین وہ اچھے گہر بیانہ دیا ہے۔ تم تم بچ کے کہان جاتی ہو دیکھو تو ہم ہی کیسا رنگ مین نہلاتے ہین" دوسری نے اونگلی چمکا کہا" اسے اوہی ڈ۔ اتی کیسے ہو" تیسری بولین "یہ گیدڑ بھبکیان کسی اور کو دو۔ ذرا آ کے تو دیکھو۔ بہلا تم مجھے کیا دباتی ہو" چوتھی نے کہا تو کہو بہلو گ تو یہر سے بہاگ جائین گے مگر تم رنگ کے بوجہ سے دب کے رہجاوگی"

اتنے مین پیچھے لٹیا بہر کے کسی نے رنگ ڈالا۔ جو چکنی چپڑی باتین بنا رہی تہین وہ سسکیان بہرنے لگین پیچھے دیکھہ کر کہنے لگین "واہ تم کو خوب موقع ملا" بہر آو تو جاو کہان۔ رنگ کا مینہ برسنے لگا۔ عورتین بہروپیہ کی طرح رنگ بدلنے لگین۔ کسی کا ایک گال سبز اور ایک اودا ہے اور ماتہا سفید۔ کسی کے سبز ہاتھہ ہین اور اودا منہ۔ کسی کے ماتھے پر جو پچکاری پڑی ہے تو مانگ لال ہوگئی ہے کسی کے منہ پر سفیدی۔ کسی کی چھتیان پڑی ہین کسی کا دھانی منہ سرخ ہو رہا ہے۔ کسی کے ہاتھہ نیلے اور اودا منہ دیکھہ کے ایک بولی "آے لوگو یہ کالا ماتہا اور نیلے ہاتھہ پاؤن کیون ہورہے ہین" وہ بولین "ذرا اپنی مانگ تو دیکھو خون کیون نکل رہا ہے" تیسری چہکارین "اور اون کا کیا کہنا ہے سرخ منہ کا ہیکو ہے سنہال باف کا ٹکڑا اسندھا ہے۔ خیر بڑی تو بڑی چھوٹی سبحان اللہ" پہر جنکے منہ پر چھتیان پڑی تہین اون کی طرف اشارہ کرکے "ا خاہ منہ پر بانہنو آج خوب باندھا گیا ہے۔ بیوی اگر یہ صورت سسرال والے دیکھین تو غضب ہو جاے ساس نگوڑی تو اوسی وقت لیٹ جائیگی اور سسرا تو بالکل ہی دیوانہ ہوجائیگا"۔

اب باہر سے نواب آفتاب الدولہ رنگ مین ڈوبے۔ ایک لمبی پچکاری رنگ بہری ہاتھہ مین لیے چلے آتے ہین۔ عورتین ادہر ادہر بہاگنے لگین۔

بیگم- ہین ہین تم بغلین کیون جہانکنے لگین۔

عورتین- یہ آپ نے خوب کہا۔ اس وقت تو گویا ہم لوگ ننگے کہڑے ہین۔ رنگ مین شرابور ہو رہے ہین۔ اور کپڑے ہیں کے بدن سے چمٹ گئے ہین۔ آپس کی اور بات تہی۔

نواب دندناتے ہوئے پہونچے اور آتے کے ساتھہ ہی انہون نے پچکا۔ یدن کی بوچہار کردی ایک جہلا کے بولی۔ "آپ مجھ سے کیا دل لگی کرتے ہین ہان بیگم پر ڈالیے تو آپ کو بری فرماسلے۔"

نواب تھے ہین ہین۔ گاؤدی کچہ جوب بن ٹہیرا۔ اپنی خالی پچکاری چہوڑ سے پیٹھہ پہیر سے باہر چلتے ہوئے۔ یہان پہر عورتون مین تانا ہوا کرنے لگی۔ نوروزی بیگم ایک ادہیڑ سن عورت تہین۔ مگر بڑھاپے مین قدم رکھہ چکی تہین کہنے لگین۔ "اے لوگو سب تو معلوم ہوا مگر یہ نہین معلوم ہوا کہ اب کی سواری کا ہیکی ہے"

بیگم- کیا آپ نے نہین سنا۔ اب کے سوار ہاتہی کی ہے۔ **نوروزی بیگم**- توبہ کیجئے اور سوکہی ہی کوئی سواری ہے۔ **بیگم**- آپ کیون توبہ تلا کرتی ہین کیا آپ کے لیے تھوڑی ہے۔ **نوروزی بیگم** آ

اوہی میرے دشمن۔ میرے مدعی سوار ہون۔

بیگم نے جو دیکھا کہ یہ کچھ خفیلا سی

مین تو اونہون نے عورتون پر کڑکے خوب ہی

بڑہانا شروع کیا۔

بیگم۔ آپ نے سنا۔ اب کے مجھے ہول ہے

کہ کتے کی سواری ہے۔ دیکھیے اس کا انجام

کیا ہوتا ہے۔ کون کون عورتین کتے پر سوار

ہوتی ہین۔ مگر یہ ہوتا تو رفیق جانور ہے جس سے

محبت کرتا ہے پہر اوس کا ساتھ نہین چھوڑتا

اور اوس کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ دُم ہلاتا

پیار کی نظرون سے دیکھتا ہے۔ نوروزی بیگم

جل کے۔ اوہی وہ نگوڑا کسی پر عاشق ہے

کیا جو پیاری نظرون سے دیکھتا ہے۔ اوس کی

آنکھین مین تلوؤن سے ملون۔ بیگم۔ مین

آپ سے مذاق نہین کرتی ہون۔ سچ ہے۔

اب کے نوروز مین یہی نکلا ہے کہ جو عورتین

کتے کے نام سے چڑہین گی اون کو وہ اپنی

پیٹھ پر بٹھا کر لے بھاگے گا۔ اور سگون مین

شمار ہوگا۔

(بیگم کے منہ سے یہ نکلنا کہ معلوم ہوا اُن

کے سر پر کسی نے نمک چھڑکا۔)

نوروزی بیگم۔ (تیوریان چڑھا کر) تم لڑکیان

ملا کر مجھے بناتی ہو۔ سچ لوگون نے مثل کہی ہے

جہان جوڑون کا ٹھٹھا وہان باجے مردنگ

جہان بڑہیون کا ٹھٹھا وہان خرچے کا ونڈ۔

مجھے ایسا خیلا بُوا ہیلا سمجھا ہے کہ ٹھٹھون مین

اُڑا رہی ہو۔ وہی کہاوت ہے۔ مان چھوڑ سوئی

سے وہتہال۔ بیگم۔ مین تمہین نہین کہتی ہون

ان لڑکیون کو کہتی ہون۔ بیگم۔ مین نے کچھ

آپ کو کہا ہے جو آپ مجھے کہیے گا۔

(باقی آئندہ)

راقم

ع۔ س۔ عظیم آبادی

مرثیہ قوم

(از ابو الفخر محمد عبد الحی عفی عنہ متخلص بہ "اعجاز")

آبرو تک نہین باقی رہی عزت کیسی
اپنے افعال کے ہاتھون یہ ہوئی گت کیسی

ہے برے کام سے اب قوم کو رغبت کیسی
اچھی باتون سے اسے اور ہے نفرت کیسی

اوڑ گئی ہائے زمانے سے شرافت کیسی
ہوگئی اور ترقی پہ رذالت کیسی

جس کو دیکھو وہ برائی پہ کمربستہ ہے
شر پہ آمادہ ہے لوگون کی طبیعت کیسی

نہ تو پہلی سی ہے ہمت نہ وہ غیرت باقی
ہائے دو دن مین ہوئی قوم کی حالت کیسی

کوئی افیون پہ عاشق ہے کوئی چانڈو پہ
ایک سے ایک کی بڑھکے ہے یہ حالت کیسی

علم کے نام سے واقف ہی نہین اب کوئی
ہائے پھیلی ہے زمانے مین جہالت کیسی

خویش و احباب زمانے مین بجز مطلب کے
جانتے ہی نہین ہوتی ہے محبت کیسی

نہ وہ پہلے سی ہے دولت نہ وہ پہلا سا عروج
ہائے اسلام پہ چھائی ہے یہ نکبت کیسی

ایسا ادبار نے گھیرا ہے ہمین اب آکر
جس طرف جاؤ نظر آتی ہے ظلمت کیسی

آپ ہی گرتے ہین ہم چاہِ ضلالت مین خود
اور تقدیر کی کرتے ہین شکایت کیسی

اب تو سوکھی بھی میسر نہین ہوتی روٹی
ہوگئی گردش گردون سے یہ حالت کیسی

غیر قومون کی ترقی جو نظر آتی ہے
ہوتی ہے پھر دل مغموم کو حسرت کیسی

اب خدا کے لیے تائب ہو برے کامون سے
دیکھ کرتا ہون تری قوم مین منت کیسی

پاس اپنون کا ذرا اب ہے نہ بیگانون کا
تجھ سے کافور ہوئی قوم یہ غیرت کیسی

ناصحا نہ کوئی تقریر اگر کرتا ہے
تیری غصہ سے بدل جاتی ہے صورت کیسی

عیب جوئی کے سوا اور تجھے کام نہین
تو نے اے قوم یہ اب سیکھی ہے عادت کیسی

کیون رہِ راست کو کرتی نہین تبلا تو قبول
اور بے فائدہ کرتی ہے یہ حجت کیسی

علم اور فضل کی کرتی ہے برائی جو تو
تجھ کو بے موقع یہ سوجھی ہے شرارت کیسی

قوم کی جب کوئی کرتا ہے برائی اعجاز
ہوتی ہے پھر مجھے اوسوقت ندامت کیسی

علاج زلزلہ

سلامتی سے زلزلے صاحب بھی پر سال سے نہایت مہربان ہین۔ خصوصاً بعض مقامات پر تو گمان ہوتا ہے چھاؤنی ہی چھائی ہے۔ چنانچہ شیلانگ مین ۲۷۔ جنوری سے لیکر ۱۵۔ فروری ۱۸۹۸ء تک ۲۱ دن مین دو سو اکیاسی (۲۸۱) زلزلے آئے۔ جن کا اوسط ۱۳ ۲/۸ یومیہ پڑا یعنے فی گھنٹہ دو مرتبہ سے بھی زیادہ۔ ہمارے نزدیک یہ زلزلہ نہین زمین کو تپ لرزہ کا عارضہ ہوگیا ہے۔ اس کا سہل علاج یہ ہے۔ زمین مین ایک بڑا حوض کھود کر منغز فلوس اور پانی بھر دیا جائے بعد چالیس دن کے کافی مقدار کونین کی دفن کر دی جائے۔ مسہل ہی ہو جائیگا

اور لرزہ بھی دفع ہو جاوے گا۔

چٹکلے

کلکتہ مین ہیرالال کہ ایک کلرک کو اس جُرم مین چھ مہینے کی قید ہوئی تہی کہ قحط کا پیہ کہا گیا تہا۔ ہائیکورٹ نے بری کر دیا۔ اول تو خیرات مین خیانت کی گنجائش نہین ہوتی وہ روپیہ تو مفت خدا تقسیم ہونے کے واسطے تہا ہی۔ دوسرے کہانے والے مرجاتے تھے بہرحال مرتے ضرور۔

چین مین نیچے سے اوپر کو ترقی صعود کر چلی۔ یعنے عورات نے پاؤن چھوٹے بنانے کے عوض بڑھانے کی سرکہپی شروع کی ہے۔ ایک زنانہ مدرسہ قائم ہوگا۔ اس سرے سے اوس سرے تک کہ دربان تک عورتین ہونگی۔ سو ست تو چھوٹے بڑے پاؤن والیان داخل ہوسکین گی۔ مگر آگے چل کر بڑے ہی پاؤن والیان اندر قدم رکھ سکین گی۔

خیر صاحب۔ تجویز تو معقول ہے مگر نہین معلوم پاؤن کی کوئی حد بھی مقرر ہوگی یا پاؤن صاحب شتر بے مہار مطلق العنان ہاتھون لمبی ہی بڑہتے چلے جائین گے۔

اور کچھ نہین اس کا خوف البتہ ہے کہ کہین اس کے بعد پاؤن ہلکے اور بہاری ہونے کی نسبت کچھ تخفیف نہ ہونے لگے۔ اور چینی عورتین پاؤن بہاری ہونے کے خلاف نہ جہک پڑین۔ پہر آبادی کی ساری کثرت چلتی پہرتی نظر آئے۔

معترضون۔ لفظی نزاع کے شائقون نے اس دفعہ ملکہ معظمہ کی اسپیچ افتتاح پارلیمنٹ مین قواعد زبان کی غلطیان نکالین معلوم ہوتا ہے کوئین کی انگلش کی وقعت انہون نے نہین سُنی۔ اجی ایسے اعتراضات کے پہلے اپنی زبان کی طرف نحو مین ترمیم فرمائیے بس جو زبان بادشاہ۔ شہنشاہ کی ہے وہی صحیح ہے۔ ہمارے ہان تو ایک شاعر نے کنون باشندہ کا حکم لگا دیا تہا۔ یہ تو ملکہ معظمہ ہین۔

افسون

اُردو مین ناولون کی وہ کثرت ہوگئی ہے کہ لوگون نے ریویو کہنا کم کر دیا ہے۔ اور حق بجانب بہی ہے۔ جب تک کوئی ایسا ہی قابل مذکور ناول نہ شایع ہو اوس وقت تک اب توجہ نہ چاہیے۔ ناول مندرجہ عنوان ایک معمولی ناول نہین ایک اعلے درجے کا قصہ ہے۔ یہ ابتدا مین فرنچ مین تہا۔ پہر خوبیون کی وجہ سے انگریزی مین آیا۔ اب مولوی سخاوت حسین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر اسکول بلندشہر نے اس کو اُردو مین ترجمہ کیا۔ اس مین ایام غدر کے حالات ایک دلچسپ اور تعجب انگیز پیرائے مین اس طرح لکہے گئے ہین کہ جب تک کتاب ختم نہ ہولے ہاتہ سے رکہنے کو جی نہین چاہتا۔ ہم مترجم صاحب کو مبارکباد دیتے ہین کہ ترجمہ مین پوری کامیابی حاصل کی اور جو شان ترجمہ ہے وہ بدرجہ اولے بلکہ اوس سے بہی زیادہ قائم رکہی ہے۔ مترجم صاحب غالباً ہندی مین بہی اچہی دستگاہ رکہتے ہین۔ اسی وجہ سے سنیری کی زبان پڑہے لکہون کی ہندی معلوم ہوتی ہے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمی اور سردی مین سمجھوتہ ہوگیا کہ دن کو گرمی رات کو سردی نصف اللیل و نصف الملک نہ اقوام جاہلون۔

سیمین کی عجائب گاہ جہان موتی تصویرین دکہائی جاتی تہین رخصت ہوگئی۔ تہیٹر البتہ حالت نزع یا نزاع مین ہے۔ اس کے مالک سابق تو کسی طرف بے سُری آواز کی طرح نکل گئے۔ بہار جے باقی ہین وہی کچھ رانڈ کا چرخہ چلائے جاتے ہین۔

قابل خرید رؤسا و امرا ملک

اطلاع ضروری

دفتر اودہ پنچ اور مطبع شاہ اودہ محلہ پل جہاؤلال لکہنؤ سے منتقل ہو کر محلہ گولاگنج لین آگیا ہے۔ جملہ خط کتابت و ترسیل منی آرڈر و رجسٹری وغیرہ آئندہ سے محلہ گولاگنج شہر لکہنؤ کے نشان سے ہونی چاہیے۔ ۶۱

المشتہر

منیجر اودہ پنچ لکہنؤ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سینیٹری کمشنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سینکڑوں انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست امراء ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ مشہور ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ عہ/ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خاص میرے فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر** پروفیسر ستیا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو مسٹر ستیا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں چین کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور دلعات پپوٹے کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار ستیا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں میں غدہ غدود دانے نکلے ہوئے تھے اور درد اٹھتے تھے اسکی آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے ہوا نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پڑ سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے مرض کو سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر ستیا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر کھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے نظر قطعی بند ہو گئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا رو بصحت ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہو گئی ہے اور مریض مذکور کو ہی بندہ بھی بقصد شکر گذاری خوش نسبت کی [illegible] رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو بقدر قلیل قیمت پہ لگا کر عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر البصر حیات چشم (سرمہ میرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نراین سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و کیلب صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب مرض دھندلا و کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان عفا اللہ شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچسو روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دیگا اسکو [illegible] پانچسو روپیہ انعام دیا جاویگا [illegible] مارچ [illegible]

محتسب آتا ہے میخانہ مین کیا رکھا ہے
رنگ نوروز ہے شیشون مین بھرا رکھا ہے

تمہ ۲۴ - مارچ ۱۸۹۹ء

بیگم - نوروزی بیگم صاحب ماشاء اللہ نوروز کا
رنگ تو آپ ہی پر اوترا ہے - ابابا - دوپٹہ ہے
[illegible] ایک ہاتھ [illegible] مسواک
اور یان دیکھو تم سب اب کے سنبل کے جلنا
[illegible] بیگم - [illegible] کوئی [illegible]
اپنے [illegible] مین -

[illegible]

نوروزی بیگم - [illegible] تمسخر کہا کیے کہتی
[illegible] یہ ہاتھین [illegible] اب مجھے [illegible]
[illegible] تو آپ خوب جنبان لینے
لگین - واہ کیا بات ہے - مین بولتی نہین ہون
اس لیے آپ اور بڑہی جاتی ہین - اب مین بہی
[illegible] بڑہاپے کا خیال نہ کرون گی - ایک
سرے سے سب کو سنانا شروع کرون گی -
بیگم - اسے اسی کا لہو ہو جو غصہ [illegible] جانے رہو
عورتین - اچھی کہی - خطا کرین بیوی اور
مار کہائین کمار - کہین وہ اور سنین سب کے
سب - جس کو آپ کہین گی وہ آپ کو چھوڑ دیگا
آپ تو اکیلی ہین - ادہر دس ہین - اگر ایک
گھیسے گا تو دس گھسیے گا - نوروزی بیگم - اس
وقت کا آنا تو جی کا جنجال ہو گیا - نوج مین
اس وقت یہان آئی تہی - یہ لوگ تو میرے
گلے کا ہار ہو گئے - لو مین چلی جاتی ہون -
یہ لوگ اپنی جوانی پر مغرور ہین - بڑہیون کو
گنتی ہی مین نہین لاتین - گر وانتی ہی
نہین - ہمیشہ جوان رہین گی - کبھی بڑہیا
نہ ہون گی - نہ بال پکینگے نہ دانت ٹوٹین گے
نہ جہریان پڑین گی - نہ گلون مین گڑہے
پڑین گے - ہمیشہ ایسی ہی کسی کسائی اور
بندہی بندہائی رہین گی - دیکھنا ہی تو ہے
ایک دن کے سو سانٹہ دن - کبھی تو خدا
میری بھی سن لیگا - عورتین - اگر ہم
بڑہیا بہی ہون گے تو آپ تو دیکھنے نہ آئینگی
خدا جانے آپ کہان ہون گی -
نوروزی بیگم - (منہ سرخ کر کے) واہ تم
مجھے در پردہ کوستی ہو - آج کے روز لوگ
تعویذ لکھوا کے پہنتے ہین کہ سال بہر اصل خیر
سے کٹے اور یہ کہڑی کوس رہی ہین - اب
یہان کہڑا ہی ہونا نہ چاہیے - یہ لوگ بھڑکا
چھتا ہین - ذرا سی بات مین سب کے سب
چمٹ جاتے ہین - (یہ کہہ کے چلین)
لڑکیان پیچھے پیچھے کہتی چلین نانی جان
کہان جاتی ہو - اب نذر کا وقت آگیا ہے -
مٹھائی کہا لو تو جانا - ہا مفت مین بھیگین اور
اتنی باتین بہی سنین اور منہ بہی میٹھا نہ ہوا "
نوروزی بیگم - ہٹو لڑکیو - کیا تم نے دہی نہایا ہے
کالا مرغا چوٹنی اور سفید مرغا ہمرپ - تیری مٹھائی
کی ایسی تیسی - تیری مٹھائی کہائین تیرے ہوتے
سوتے - دیکھو - مین کہتی ہون - یہ جس جس کی
پلیان ہین وہ ان کو منع کرے نہین تو قلمبند
گالیان دون گی - اس مین کوئی برا مانے یا
بہلا - ارے تیرے نالا کے منہ مین موتین سکتے
تیری نانی کون ہے ؟
لڑکیان ایک شوخ اور دریدہ دہن تہین
جب وہ مارنے کو ہاتھ اوٹہاتی ہین تو یہ ہٹ جاتی
مین مگر شرارت سے باز نہین آتین -
لڑکیان - ہان گئے پر جو سوا مین تو اسی سے کہتے
کی ہی یاد ہے -
اسپر بڑہیا اور بہکاری اور ہاتھ پہیلا
پہیلا کے کہنے لگی ہزار سے جینے تجکو جنا ہے وہ
کتیا ہو گی - پہر لڑکیان - نہین نہین - خفا
نہ ہوجیے - ذرا ہٹ جائیے - مولوی صاحب
نذر دینے کو آرہے ہین - اب نہ گھبرائیے جلد
ہوئی جاتی ہے - مٹھائی کہا لیجیے گا تو جائیے گا
عورتین - اسی کا تو انہین غصہ ہے کہ مٹھائی
نہین کہانے مین آئی - نوروزی بیگم - ارے
جیسی آپ ترسی بہکی ہین ویسا سب کو جانتی
ہین - یہان خدا کے فضل سے دنیا کی نعمتون سے
پیٹ ناکون ناک بہرا ہے - لڑکیان - اچھا

نہین ایک ہی ٹولی کہا لیجیے گا -

مغلانی نے جب دیکہا لڑکیان پیچہے ہی پڑگئین تو گہبرا کر اور نوروزی بیگم کا ہاتہ پکڑکے کہنے لگین این ایسی ہنسی کی بات مین ناراض ہوگئین - چلیے چلیے - اب جانے دیجیے - آج خوشی کا دن ہے [illegible] نہ کرنا چاہیے - نوروزی بیگم - (ہاتہ جہٹک کر) یہ آگ تمہاری ہی لگائی ہے - ہنسی کرتے ہین اپنے ہمسنون اور جوانون سے یا مجہ ایسی بڑہیا سے - بیگم - خدا نہ کرے ابہی تو آپ ایسی بڈہی بہی نہین - یہی پانچ چار برس آپ مجہ سے بڑی ہون گی نوروزی بیگم چلو جاؤ - یہ بہلاوے کسی اور کو دو - مین ان باتون مین نہین آنے کی -

بیگم لاکہہ مناتی رہین مگر وہ اپنے گہر چلی گئین - بیگم اوہر سے پلٹین - بیبیان کمرون مین چہپ گئین - مولوی صاحب نے آکر نذر دی - اور چاندی لیکر ٹہنڈے ٹہنڈے رخصت ہوئے - یہ سب ہنسی خوشی دسترخوان پاس گئین - بیگم نے رنگ مین سے ذرہ ذرہ سب ہر چیز کا اور روپیے جو روال مین تہے [illegible] اوچالے - پہر سب نے بلکہ لیکر چلا - اب مٹہائیان تقسیم ہونے لگین مغلانی - بیگم - جو بیچاری اتنی باتین سن گئی ہین ان کو تو حصہ بہیجیے - بیگم - اے ہان خوب یاد آیا - یہ کہہ کے حصہ لگانے لگین - دوسری ان کو دوہرا حصہ بہیجیے گا - وہ انڈے کی زردی بہت چاؤ سے کہاتی ہین ایک چار پانچ رکہہ دیجیے گا - بیگم - (ہنس کے) مجہکو کیا مین تمہین لوگون کے جہگڑے کے انڈے بہیجون گی آخر تم لوگون نے بہی تو ان کو کچہ کہا ہے - تم بہی تو ان کا [illegible] ہے - ایک عورت واہ اچہی کہی کسیرا اور چنہ [illegible] یقین ہے - ایک انڈے ہی پر ہے [illegible] تو انڈا نہین ملنے کی -

اسپر نوروزی [illegible] ہنسی [illegible] گئین او [illegible] ان کی [illegible] کہ نہین لین گے تو تمہارا ہی لین گے -

بیگم - اچہا تو دے کیون نہین دیتین اس مین رنج ہی کیا ہے -

جب یہ کہسیانی ہوئین تو کہنے لگین کیا آپ لوگون نے مجہے ہی نوروزی مقرر کیا ہے مین نے تو ایک بات کہی تہی آپ لوگون نے اوس کی پکڑ لی - بیگم - (مسکرا کر) کیون مجہ سے ہی اوڑنے لگین - یہ تمہین کو خوب آتی ہے -

اتنے مین ماما نے کہا - لائیے دیکہیے کہان کا حصہ دیتی ہین - بیگم - نوروزی بیگم کے یہان جا کر دے آ اور کہنا کہ آپ کو اسی وقت بلایا ہے اگر نہ آئیے گا تو بہت رنج ہوگا -

دو قدم پر گہر تہا - ماما گئی اور حصہ دینے لگی نوروزی بیگم - کیا ہے کیا لائی ہو - ماما - یہی نوروز کی مٹہائی ہے - نوروزی بیگم - جا کے کہنا کہ مٹہائی گہر والون کو بانٹ دین اون کا حصہ کم ہوجائے گا - ماما - جی نہین - اونہون نے بہت طرح سے کہا ہے کہ حصہ لے لین اور اسی وقت بلایا بہی ہے - نوروزی - کہان کا حصہ اور کیا لیجا - مین نہین لون گی - بہلا میرا منہ ان چیزون کے کہانے کے قابل ہے مین تو [illegible] کے لائق ہون - جو اون کے یہان کی خاک جہاڑنے والیان ہین انہین کو اچہی طرح بہرین مجہے بہی کیا لالچی - دانہ زدہ - یا دسترخوان کی بلی مقرر کیا ہے - جا اوٹہا لیجا - مین ایسا حصہ نہین لیتی -

جب حصہ پہر آیا تو بیگم نے مغلانی سے کہا کہ تم خود ماما کے ساتہ جاؤ اور کہہ سن کے اون نہین لے آؤ - مغلانی - آپ کو عادت ہے پہلے بات سمجہتی نہین بول اوٹہتی ہین اور پہر بیگرے آؤ - لے آؤ - نہین آتی ہین نہین سہی - اگر وہ ایک مرتبہ انکار کرتی ہین تو آپ سو مرتبہ کہیے -

[illegible] تہی با [illegible] کی [illegible] بیگم اس ظرافت کی تہہ کو نہ پہونچ سکین اور حصہ اٹہانے مین کچہ خیال نہ کیا -

بیگم - اسے نہین بے فائدہ رنجیدہ ہوگئی ہین دل مین برا مانین گی اور [illegible] دونون کی ملاقات مین فرق آئے گا -

غرض ماما کے ساتہ مغلانی بہی گئین اور خوشامد درآمد کرکے اپنے ساتہ لے آئین -

بیگم - این - آپ ہی بچون کا مزاج رکہتی ہین - ہنسی کی بات مین خفا ہوگئین - آج عید کا دن ہے - چاہیے ہنسنا بولنا یا کہ رنج کرنا - اچہی عید نہین -

نوروزی بیگم - مین ایسون سے نہین ملتی -

بیگم - خوب کہی - مین تو بے ملے نہ ہون گی - یہ کہہ کے ہاتہ پکڑ کے زبردستی گلے سے لگا لیا - نوروزی بی اس ادا پہ بے ساختہ ہنس پڑین -

راقم

ع س - علیم آبادی -

"دلگداز نسیم سحر اور صلاح"

شور واعظ کہ نہین ہوتا ہے تو لنکارا دے
اک فسانہ ہے تعقل [illegible] دے

مولانا [illegible] سارا [illegible] اور [illegible] ہر نہین تو سارا ہندوستان ضرور اعتراف کرے گا کہ آپ کو یوم جلوس سے [illegible] ہمیشہ علمی جہگڑون - شاعرانہ مناظرون - زبان اور زباندانی کی بحثون مین ایک لائق اور منصف جج کی حیثیت حاصل رہتی ہے اور اردو [illegible] صفحات ہمیشہ تنازعات لفظی اور مباحث علمی کے [illegible] عمدہ [illegible] رہے گئے ہین - گو اب بہی آپ اسی منصب پر ہین اور انشاءاللہ ہمیشہ رہین گے - مگر اب تہوڑے عرصہ سے آپ اور آپکا اڈیٹری گورنمنٹ کے قانونی مشیرون نے اپنے فرائض کی طرف سے کچہ بے توجہی سی اختیار کرلی ہے - اور خدا جانے کیون؟

خرس روس - آؤ تمہین ناچ دکھائین -

جاپان - بچون کو دکھا اپنے یہان ضرورت نہین -

ابھی دو ہی برس ہوئے ہین کہ علی صاحب
کا مقدمہ اور دیوان شایع ہونے پر میدان سخن
مین اون کی وحشیانہ بگربگر کو علمی دنیا کے اس
عام مین خلل انداز پاکر آپ اور آپ کے بار کے
لائق ہمبرزن نے اون کے ایسے فرشتے لیے اور
نقد دو اصلاح کے مضبوط رستون سے انکو
ایسا مکبر بند کیا کہ آجتک وہ اور اون کے
پیچھے تالی بجانے والے ٹس سے مس نہ کر سکے
کیا اون کے بعد آپ کو کسی اور گمنوا۔
دہ تپہ نہین لگا جس کا باغ فصد کھو شنہ
اور جس کی زبان کموچ نکالنے کے قابل ہو؟
اجی حضرت اس وقت بھی ایسے کئی ایک
موجود ہین۔

خیر آپ جب
عمر بھر طبح و غیبے اور چشم پوشی زیست کا عہد
کر چکے ہون مگر ہم طرح دینے والے اسامی نہین
ہین۔ قابل اصلاح نیچامون کی فہرست مرتب
ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب آپ کو اپنے بھولے
ہوئے فرائض بڑی مستعدی سے ادا کرنے پڑینگے
اس وقت ہم کو جو کچھ لکھنا ہے وہ "دلگداز" اور
("نسیم سحر" اور "اصلاح" کے ایک خاص مضمون
کی بابت۔

"دلگداز" اور "اصلاح" دونون کے اوراق
کو ہم ورق گل سے زیادہ اپنے چشم و دل کی لذت
اور شگفتگی کا ذریعہ سمجھتے ہین۔ بالفعل دکن سے
باد سموم کا ایک جھونکا۔

برعکس نہند نام زنگی کا فور

کا مصداق "نسیم سحر" کے نام سے گلبن اصلاح
تک پہونچا ہے اور اوس کے سمی اثر نے اصلاح
کی تازگی کو نقصان پہونچا کر بیچ اور روکن کے
طاعون کی طرح دلگداز تک متعدی ہونے کی
جرأت کی ہے اس لیے ہمارا فرض ہے کہ او
زہریلے اثر کو ان دونون رسالون سے دور
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہمچو گل آتش افسردہ ما شعلہ نداد
تا نجنباند صبا گوشۂ دامانے را

اصلاح نمبر ۳ مطبوعہ یکم شوال مین ایک مراسلہ
قاضی محمد اسحق صاحب باروی کا چھپا ہے جسمین
اونہون نے نسیم سحر نمبر ۴ جلد اول مطبوعہ ۱۸
بہمن ۱۳۱۲ فصلی کا ایک مضمون نقل کر دیا ہے
ہمکو اس سے بحث نہین کہ قاضی صاحب نے
باوصف قرب جوہو نسیم سحر کی پھیلائی ہوئی بو
کے جانچنے مین اپنے قوی الحس شامہ سے
عمدہ کام کیون نہین لیا اور (اگر وہ دلگداز بھی
برابر دیکھتے رہتے ہین تو) نسیم سحر کی شکایتون
کا موازنہ کیون نہ کیا۔ ہم یہ دکھانا چاہتے ہین
کہ نسیم سحر نے نازک دماغ ناظرین کے دل و
دماغ پر کیسا اثر ڈالا ہے۔ یہ روزانہ پرچہ ماہ
بہمن ۱۳۱۲ سے نکلنا شروع ہوا ہے اور
کہان سے؟ حیدر آباد سے۔ ایک تو بہمن خزان
کا مہینہ۔ اور اوس پر طرہ دکن کی عاریا البتہ زینت
کرادہ اکریلا نیم چڑھا۔ گو سحر کا وقت ہوا کی موسمی و
مقامی کیفیت کو کسی قدر مٹا کے اوس کو
برائے نام خوشگوار بنا بھی دے۔ تاہم
باد جنوبی۔ اور وہ بھی موسم خزان کی کسی طرح
فرحت زا نہین ہو سکتی خصوصاً وہ نسیم جیسے ایک
نوزائیدہ پرچہ کے اوراق اپنے دامن سے جنبش
دے رہے ہون۔ جس نے آنکھہ کھول کر موسم
بہار کی خیالی شکل بھی کبھی نہین دیکھی۔ خیر یہی
غنیمت ہے۔ کہ پژمردہ دلون کو نسیم سحر کے نام
فریب آمیز تسلی دینے کی کوشش کی گئی ہے

کجا نسیم و صبا در خزان و سے یک چند
بنام باد سحر مے توان فریفت مرا

خیر آگے چلیے۔ دیکھیے یہ نسیم کیسے کیسے گل کھلاتی
ہے۔

عنوان پر "عبرت نامہ" لکھا ہے۔ اور اوسکے
نیچے بائیس شعر کی ایک مثنوی ہے۔ وزن
ملاحظہ ہو۔

" ارے قوم اسلام غیرت کی جا ہے
سنا آجکل تو نے کیا ہو رہا ہے
نیا قوم نے یہ نکالا ہے رنگ
مسلمان جسے دیکھہ ہوتے ہین دنگ
سناتا ہون مین اک نیا ماجرا
قلم جسکے لکھنے سے ہے کانپتا
سنین غیر قوم اوسکو گر سر دھنین
مسلمان وہے اسپہ اُف نکرین "

پہلا شعر بحر متقارب سالم کا ہے۔ باقی اشعار محذوف
یا مقصور ہوگئے۔ آین یہ کیا؟ ایک ہی شعر کے بعد
دُم بریدہ شد۔ اجی بحر سالم مین ابتدا کی تھی تو آخر
تک اوسی کو نباہتے۔ یا طول پسند نہ تھا تو سر
سے مقصور ہی لیتے۔ ۱۔ ۲۔ ۴۔ ان اشعار کے
مضمون مین صریح تعضاد تناقض تخالف ہے۔
قوم اسلام ہی پکاری جاتی ہے۔ اوسی کو عبرت
دلائی جاتی ہے۔ اوسی نے نیا رنگ نکالا ہے
مسلمان ہی اوس رنگ کو دیکھہ کر دنگ ہوتے
ہین۔ پھر بھی مسلمان اُف بھی نہین کرتے
اور غیر قومین سر دھنتی ہین۔ ہائین یا وحشت!
حافظہ نبات۔ یہ شعر ہین یا پاگل کی بڑ۔ مجذوب
کی بڑ۔ ۴۔ شعر کا مصرع ثانی در صنعت قطع الذنب
ہے سمجھے! ارمان دُم بریدہ۔ ناموزون۔ خدا جانے

کاتب کی کا ... قطعی و ...
یا خود تماشائی ... باقی ... مریا ...
قاضی صاحب یا کاپی نویس اصلاح کا سہو ...
تو تتمہ تصحیح اور ... اصلاح کو مشہور میرے
کا شعر ... استعمال کرنا چاہیے۔ اس کوتاہ بینی پر اصلاح
کا دعوی زیب نہیں دیتا۔

(۵) " سنو مومنو ہے یہ وہ ماجرا
شرر نے سکینہ کا ناول لکھا "

بالکل غلط۔ جھوٹ۔ تہمت۔ افترا۔ بہتان شرر
نے کوئی ناول جناب سکینہ کا اب تک نہیں
لکھا۔ دلگداز نمبر ۵ میں جو مضمون ہے وہ محض
ترجمہ تذکرہ یا تاریخ طبری کی حیثیت رکھتا ہے
پھر سے آگے چلکر آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ
" نہیں کی شرر نے ہے لالف لکھی "
کیا ناول اور لالف ایک چیز ہیں ... آپ
جاہلوں کو دہوکا دینے کے لیے ناول کا لفظ
تحقیر آ لائے ہیں۔

" سکینہ ہیں وہ کون بنت حسین
نبی و علی کی جو ہیں نور عین
فضائل ہیں جنکے نہایت حساب
لکھی حامی دین نے صدہا کتاب
فضیلت بیان اونکی ہیسے ہو کیا

لکھا جبکہ قرآن مین ہو جا بجا
... بہت ہی فضل ہے
" لکھی حامی دین نے صدہا کتاب "

سبحان اللہ۔ حامیان دین نے صدہا کتب مین
فضائل اہل بیت مین بے شک لکھی ہین۔
کسی ایک حامی دین نے صدہا کتاب خدا جانے
کس بحث مین لکھی ہے۔ المعنی فی بطن المعنطر
قرآن مین جا بجا فضیلت جناب سکینہ کہان
لکھا ہے۔ منشی قدرت اللہ صاحب کو یاد نہین
کیونکہ قرآن بچپن مین پڑھا تھا بھول گئے
مگر نہین اگلے شعر مین کچھ صراحت فرماتے
ہین۔ سنیے۔

ہے قرآن سے یہ صاف ظاہر عیان
نبی زادی ہین مادر مومنان

استغفر اللہ - قرآن فہمی قدرت اللہ علوم
شد۔ یہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم و ازواجه امهاتهم کا ترجمہ ہے کس
قدر خرافت اور جہالت ہے - خدا نے
ازواج مطہرات جناب پیغمبر اسلام علیہ السلام
کو یہ شرف عطا کیا ہے۔ کہ مسلمانون کی مائین
ٹھہرین۔ اون سے نکاح ممنوع ہوا۔ منشی
قدرت اللہ صاحب نبی زادیون کو مادر
مومنان بنائے دیتے ہین۔ کیون صاحب
نبی زادیان اگر مادر مومنان ہوتین تو جناب
ذی النورین اور جناب اسد اللہ الغالب
کے ساتھ نبی زادیون کا نکاح کیونکر ہوتا۔
شرر تو خیر بشر ہین۔ کلام خدا کو بھی آپنے
تہمت سے محفوظ نہین رکھا۔ اس کے
علاوہ یہ فرمایئے کہ جناب سکینہ اور تمام ائمہ
کی اولاد نبی زادی ہین یا امام زادی ؟ اور
امام زادیان بھی مادر مومنان ہین یا نہین؟
آپ نے مان۔ بیٹی۔ پوتی۔ نواسی سب کو
ایک کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

گر تو قران مین نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی

راقم - بیخود -

سے بہاسنتہ کی ترتیب

زمانہ ماضی

جواب استفتا

مولانا تخ - بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و
برکاتہ ملتمس خدمت والابرکت ہون کہ درین
زمان الحادنشان۔ وساوس شیطان قلوب انسان
مین کچھ اس طریقہ وطرز سے جانشین ہو رہے ہین
کہ معاذ اللہ۔

پس ضرور ہوا کہ آپ کے جیسے منبع المحاسن
والالقاب۔ مجمع آ۔ اسے اولی الالباب۔ حاوی
مسائل دین۔ و جامع فتاوے شرع متین سے
اوس مین رجوع کیجاوے۔

بنا علیہ حضرت " بینوا توجروا " نے
اپنے سانحہ عظیم و واقعہ جسیم کو بصورت استفتا
برائے جواب باصواب پیش کیا ہے۔ چونکہ اوس
مسئلہ کا جواب ارقام کرنا ضروری تھا لہذا سطور
مندرجہ مین تحریر کرتا ہون۔ فالسموا ...

وہو ہذا

... مین ... مضطر ...
... غیر ...

اگرچہ وہ پیر نابالغ ہی یا پاگل کیون ...
خاصیا ... جو شخص کہ بے عقل ... غیر
مکلف ہے اور فرق مین صوت انکار و اذان
مین نہ کرنے والا حمار ہے اور حمار ہی غیر مکلف ہے

لے بھاگنے کی ترکیب

زمانۂ حال

اور غیر فرقہ و تعدات جاہل پر روزہ فرض نہیں اپس ساحل کا روزہ رکھنا عبث اور افطار و صیام یکسان- واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب-

راقم

بگھو- الہ آبادی

" یادگار غالب "

مولانا حالی کے دیوان کی جو کچھ گت بنی

رد کافی تھی کہ پھر اس رنگین مین کچھ نہ گنگنایا جائے مگر مولانا کی بے چین طبیعت مین پھر باسی کڑھی کا سا ابال آیا- اور یادگار غالب لکھ ماری کیسی لکھی اور کیونکر لکھی پھر دیکھا جائے گا بالفعل تو عام طرز تحریر پر ریمارک کیا جاتا ہے-

مولانا نے باوجودیکہ خود انگریزی سے بے بہرہ محض ہین پھر جو علمی کتاب لکھی یعنے زبردستی انگریزی جا بیجا شامل کر دی- پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہین کہ یہ کتاب پوربیون کے لیے لکھی گئی ہے یا کالے منہ کے نیٹو کے لیے- ہم خود ہی جواب دیتے ہین کہ لکھنے والا میٹوا رٹ ہے نہ الامیٹو جس کی لائف لکھی گئی ہے وہ نیٹو- ان کی مادری زبان اردو بالیں ہمہ ... انگریزی کے الفاظ جن سے ان حضرات کو جو انگریزی نہین جانتے یک غلطیان ہوتا ہے- ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے زربفت کی قبا مین کمل کا پیوند- اور طرفہ یہ کہ زبان اردو کا دائرہ ایسا تنگ نہین کہ کوئی لفظ ہم معنی نہ مل سکتا ہو جا بجا امیجنیشن اور نیکیٹ رلیمیس اور یجنلٹی اور سیویلن لفظ انگریزی کے بے فرورت لائے گئے ہین اگر اس سے یہ مقصد ہے کہ مصنف کی لیاقت انگریزی معلوم ہو تو یہ مدعا کسی طرح حاصل نہین ہوتا کیونکہ اس قسم کی انگریزی مدراس کے قلیہ خوب بولتے ہین یاد ہو کا نذار- مثلاً "خوشی ٹیک خوشی نات ٹیک"، اگر انگریزی کی علمیت تبلانی ہے تو پھر مولوی چراغ علی مرحوم کی طرح کوئی کتاب لکھیے جو یورپ ہی آپ کا لوہا مانین- اور اگر ہم نیم وحشیون کو سمجھانا ہے تو ہمارے واسطے سیدھی سادی اردو ہی بس ہے- چونکہ مصنف صاحب ریفارمر اور ایشیائی لٹریچر مین تازہ روح پھونکنے والے ہین اور لوگ آپ کی تقلید کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کا یہ نمونہ اردو کو صفحہ ہستی سے معدوم کر دے اور بجائے اسکے کہ آٹے مین نمک ہو آٹا غائب اور نمک رہ جائے-

آپ نے خود اور آپ لوگون کے پیر و مرشد حضرت سر سید مرحوم نے کسی تحریر مین انگریزی اوقاف اختیار نہین کیے- مگر آپ نے نئی ایجاد کی لی- (واضح ہو کہ لفظ ایجاد آپ کو زیادہ مرغوب ہے) کہ کاما سیمی کولن اور فلسٹاپ بھی جاری کر دیا- ؎

جوتی مین ہے لگائی کرن آفتاب کی
جو بات قسم خدا لاجواب کی

فلک چہ نقش مصیبت کشید واویلا
ز چشم اہل زمین خون چکید واویلا

ہندوستان سے بہت بڑا شخص اوٹھ گیا- یعنی سر سید احمد خان بہادر بالقابہ نے ۸۱ سال کی عمر مین وفات پائی- جمعہ کو علیل ہوئے- کسی قدر خون آیا- اتوار دس بجے شب کو روح نے کالبد خاکی خالی کیا- ہندوستانیون خصوص مسلمانون مین تو شاید اب دوسرا حشر تک ایسا کوئی نہ ہو- ؏-

خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین

دنیا دار مسلمانو تمہاری سوشیل اور پولیٹکل حالت کے لحاظ سے یہ سانحہ تمہارے واسطے وہ مصیبت عظیم ہے جو آج تک تم پر نہ پڑی تھی- جس قدر غم کرو کم ہے-

سے بھاگنے کی ترکیب
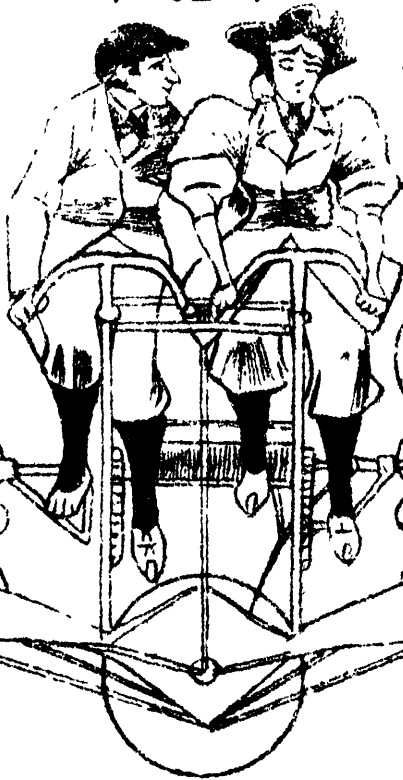
زمانہ مستقبل

جناب والا یہ بات کسی کے دماغ مین نہ ہوگی۔ زبان انگریزی افسوس ہے کہ جس سے آپ محض نابلد ہین اوس کے حروف تہجی الفاظ مین ہی مرکب نہین ہوتے اس سبب سے پنکچوایشن ضرور ہے برخلاف اسکے اردو۔ اس مین زیادہ سے زیادہ ڈیش۔ خط فاصل اور پیراگراف کے کسی پنکچوایشن کی ضرورت نہین۔ یہ ناحق کی وخ آپ نے اردو کے پیچھے کیون لگائی کہین ایسا نہو۔ کسی : کی لائف لکھتے وقت آپ یہ ناپاک طرز تحریر اردو جو سیدھی طرف سے شروع ہوکر بائین پر ختم ہوتا ہے ترک فرما کر بسم اللہ ہی اولٹی طرف سے شروع کرین اور بجاے اردو کے رومن مین تحریر فرمائین کیونکہ اس عمر مین یہ امید کہ آپ انگریزی تحریر عبور حاصل کرین ناممکن ہے اس واسطے رومن کا آسان نسخہ ہے۔ دیکھنے والے یہ سمجھینگے کہ کتاب انگریزی مین لکھی گئی اور پڑھنے والے انسکا فائدہ حاصل کرینگے۔ والسلام

راقم
ایک کنسرویٹو

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمی خوب پڑنے لگی۔ تپ ونزلہ کی شکایت ہے۔

پراونشل کونسل کی ممبری مین پاورسرام صاحب ایم۔ اے وکیل بمقابلہ پنڈت اتبن زائن کامیاب ہوئے۔

تحط کمیشن کے اجلاس چھتر منزل مین ۱۲ سے ہوتے ہین۔

قابل خریدروساوامراءملک

ایک طلائی گھڑی اعلے درجے کی نفیس۔ مکیب کے کارخانے کی بنی ہوئی جو آج کل کمیاب ہے موجود ہے۔ وقت خرید سے استعمال نہین ہوئی۔ بالکل نئی۔ کسی قسم کا کوئی نقص نہین۔ نہ استعمال سے خرابی ہوئی نہ کسی گھڑی ساز نے ہاتھ لگایا۔ قیمت معہ زنجیر طلائی دو ہزار پانسو روپیہ۔

ایک گاڑی سیال فٹن ساختہ کاریگران کلکتہ نہایت خوب صورت فیشن ایبل بالکل نئی معہ کل سامان کمپلیٹ قیمت چار سو روپیہ۔

جن صاحب کو خریداری منظور ہو دفتر اخبار ہذا سے خط کتابت فرمائین۔ اگر کسی صاحب کو معائنہ منظور ہو تو وہ بھی ہو سکتا ہے۔

المشتہر
منیجر اخبار اودھ پنچ

اطلاع ضروری

دفتر اودھ پنچ اور مطبع شام اودھ محلہ پل جھاؤلال لکھنؤ سے منتقل ہوکر محلہ گولا گنج مین آگیا ہے جملہ خط کتابت وترسیل منی آرڈر ورجسٹری وغیرہ آئندہ سے محلہ گولا گنج شہر لکھنؤ کے نشان سے ہونی چاہیے۔

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پردال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور دیسی انگریز آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ [illegible] روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر شیر سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار شیر سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہوا ہے بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور بالوں سے پپکا گرنا چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلاشک و شبہہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈبلیو۔ ایم۔ سی سنگھ صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ۔ امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار شیر سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک مریضہ پر مسماۃ اتم دیوی عمر ۵۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ کو رکی آنکھوں میں خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پردال بھی تھے اسکی آنکھیں صبح سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں۔ انمیں سے کثرت سے پانی نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے شفا پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب پروفیسر شیر سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک نوکر کا ندار سمی ... لال کی آنکھوں میں پھولا پڑگیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض عاجز کو بندہ بھی بصد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت شریف عرض عامہ بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر آبہ حیات خاصیت سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر ہیری صاحب بہادر و کیلیب صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں جو قریب بانسو کے ہیں ایک کو بھی نقلی ثابت کر دیگا اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور الائنس بنک میں ۵ مارچ ۱۸۹۶ء سے جمع کیا گیا

سر سید کا پہلا خط

ملک عدم سے

گورستان علیگڈھ ۲۹- مارچ روز دوشنبہ

ڈیئر طرار -

ہر چند کہ آپ میرے ادنی دوستون مین ہرگز نہین مین جنکو میرے تمام خیالات سے عمر بھر اتفاق رہا ہو۔ لیکن مین یہ خوب جانتا ہون کہ آپ میرے دشمن بھی نہین ہین۔ آپ ملک کے مختلف سربرآوردہ اخبارون مین ہمیشہ میری بعض قومی کارروائیون سے ہمدردی فرماتے رہے اور گو اختلاف اور تردید ہی کا پہلو کیون نہ اختیار کیا ہو لیکن روح و جسم۔ حیات و ممات ثواب و عقاب حشر و نشر کے مسائل مین میرے اکثر خیالات کو توجہ سے دیکھتے ہے۔ اور چونکہ فی الحال مجکو آپ کے بعض خیالات کے جانچنے کا خاص موقع ملا ہے۔ اور بالفعل مین ایک خاص مشن بلکہ ایک تحقیقاتی مہم پر اعلی امور کے حل عقد کے لیے اس عدم آباد مین وارد ہوا ہون اسوجہ سے پہلا خط جو مین نے اپنے منزل پر پہونچنے کے بعد تحریر کیا آپ کے نام روانہ کرتا ہون -

میری راے اس بارہ مین صحیح نہ تھی کہ زندگی اور موت کا مسئلہ صرف دنیا ہی مین منفصل ہوجاتا ہے اور روح کے جسم سے جدا ہوجانے کے بعد عناصر اپنے اپنے مادون مل جاتے ہین اور خاص خاص افراد انسان کی شخصیت ہمیشہ کے لیے معدوم و مفقود ہوجاتی ہے۔ دم نکلتے وقت میری امیدون کے خلاف عجب عجب حوادث پیش آئے۔ مین سمجھتا تھا کہ سانس یکبارگی بند ہوجائے گی۔ وہ جوہر لطیف بخاری جسکو آپ لوگ - روح کہا کرتے تھے (اور اب مین بھی وہی کہنے کو مجبور ہوگیا ہون) معمولی سانسون کی گرم ہوا کی طرح منہ اور ناک کے راستہ سے نکل جائیگا اور گوشت و پوست اور ہڈیان جو جسم انسانی ہین مٹی ہوکر دب جائین گی اور بعد اس کے کچھ نہ رہ جائے گا۔ لیکن مین کیا کہون کہ روح کے جسم مین سے نکلنے کے وقت کیا کیفیت گزری پہلے پیرون کی انگلیون کے سرے سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی شے جو بجلی سے ہزار ہا درجہ زیادہ گرم اور تیز اور ایذا دہ ہے اوپر کی طرف اس طرح سے چڑھ رہی ہے کہ ہر ہر ریشہ گوشت کو مہین تیر کے پیرون سے بھی زیادہ باریک پیس پیس کر اور یہ کہنا چاہیے کہ ہر ہر ریزہ کو زہر مین بجھائی ہوئی بجلی کی بھاری ہتوڑیون سے جن کی ایک ایک ضرب کا صدمہ بڑے بڑے پہاڑون کے آسمان سے زمین پر پھٹ پڑنے سے کم نہ ہوگا کوٹ کوٹ کر اور جیسے قرع انبیق مین کسی شئے کا عرق کھینچا جاتا ہو اس طرح سے قوت حیات کو نچوڑ نچوڑ کر میرا دم نکالتی ہوئی چلی آتی ہے اس کے پہلے ہی فشار مین مجھکو چھٹی کا دودھ یاد آگیا- ابتدائی سر انگشتان پا کے پوست گوشت سے نجات کر کے جس وقت پورون کی ہڈیون سے اوس نے گزرنا چاہا شروع کیا تو مین ابلا۔ تڑپا لیکن نہ اتنی قوت کہ ترپا کر سکون اور نہ اتنی مہلت کہ حرکت ناپوچی کر سکون۔ وہ رہ کر خیال آتا تھا کہ کس کو مدد کے لیے پکارون اور کوئی ایسی قوت مافوق البشر پیدا ہوجاے جو مجھکو اس اذیت سے نجات دے- لیکن مایوسی کے سوا کسی کی شکل دکھائی نہ دیتی تھی - ڈاکٹرون نے تو پہلے ہی جواب دیدیا تھا وہ اس خاص دکھ کو ہلکا نہ کر سکتے میرے دل مین کئی مرتبہ خیال آیا کہ گو محل اعتقاد نہ تھا لیکن عمر بھر تو یہ نہ کرتا اپنے کانشنس کے خلاف ہی عمل کرکے کسی سے کہون کہ کوئی شخص ایک سورہ قرآن مجید کا اس وقت پڑھ دے۔ شاید کچھ تسکین ہوجاے۔ لیکن مجھمین اشارہ کرنے کی بھی قوت نہ تھی- اور میرے رفیقون اور عزیزون نے محض میرے فلسفیانہ خیالات کے اثر سے اس جانب مطلق توجہ کی

دو بار بار میری نبض دیکھتے اور اس امر کے دریافت کرنے مین مشغول تھے کہ اگر دم نکل گیا ہو تو لاش پر چادر ڈال دین۔ اور دفن و کفن کی تیاریان کرین۔ اب وہ دم نکالنے والی قوت اپنا کام کر رہی ہے۔ اور ایک پورے دوسرے پورا پنجے سے ایڑی تک پہنچی ساق پا کی جانب بڑہتی چلی آتی ہے۔ ابھی تک آنکھون سے کچھ دکھائی دیتا تھا۔ لیکن اب انہون نے بھی جواب دیدیا۔ اور میری نگاہون مین دنیا سیاہ معلوم ہونے لگی۔ جس وقت میری ٹانگون کی ہڈیون کا دم نکلنے لگا تو اوس کی تکلیف اور ایذا نے میرے دل پر اثر کر دیا کہ سختی موت سے بڑھکر کوئی اذیت نہ ہوگی۔ اور عذابات جہنم جن کا قرآن مجید مین بیان ہوا ہے وہ بھی اس سے زیادہ نہون گے۔ مین اس کرب کے عالم مین بار بار آنکھین پھاڑ پھاڑ نگاہ کرنیکی کوشش کرتا تھا کہ آیا کوئی شخص اس حالت مین بھی میری مدد کر سکتا ہے۔ اور میری فریاد سُن سکتا ہے۔ اور اب میرے دلکو تسکین ہوگئی کہ بیشک ایک ایسے واجب الوجود کا ہونا لازم ہے جو اس مادہ سے خارج ہو جس پر اس طرح کی بے چینی اور صعوبت گذر رہی ہے اور کوئی حاکم مطلق ایسا فرد ہے جس کا حکم و فرمان اپنی صولت و جبروت کو اس طریقہ سے دکھا رہا ہے کہ بجز میرے اور اوس کے کسی کو اس کی خبر نہین ہے اور کوئی شخص مدد اور دستگیری نہین کر سکتا اس عالم مین مجکو ایک مخلوق ایسا نظر پڑا جس کی مہیب شکل اور ڈراونی صورت کو دیکھکر مین اپنی اوس تکلیف اور بے چینی کو بھی بھول گیا اور اوس نے ایک عجیب قسم کی قوت تکلم سے جس نے مجھہ مین بھی اسی عجیب و غریب ہیئت کی زبان مین گفتگو کرنیکا ملکہ پیدا کر دیا۔ مجھہ سے خطاب کیا کہ آیا تونے پہچانا کہ مین کون شخص ہون۔ مین نے بید کی طرح سے لرزلرز کر یہ جواب دینے کی کوشش کی کہ حضور نہین۔ لیکن عجب نہین جو خدا آپ ہی ہون۔ میری زبان تو اتنا خاص قوت کلام کے پیدا ہونے پر بھی مارے خوف کے اوسے مطلب سے قاصر رہی لیکن کسی قدر یہ مطلب بعض اشارات سے ظاہر ہوگیا۔ اوس شخص نے اس زور سے ایک استغفر اللہ کا نعرہ بلند کیا کہ مین سمجھا آسمان زمین پر گر پڑا۔ اور قیامت آگئی۔ اس کے بعد اوس نے مجھہ سے مخاطب ہو کر بیان کیا کہ اے شخص خدا کے لاکھون کروڑ فرشتون مین جنکو تو زندگی مین چیلین قرار دیتا رہا۔ صرف ایک چیل کی چونچ اور پنجون نے تجکو ایسا مغلوب اور خوف زدہ کر دیا کہ تو اوسکو اپنا خدا سمجھنے لگا۔ و سبحان ربی الاعلے و بحمدہ۔ اے شخص مین وہ چیل ہون جس کا نام ملک الموت ہے۔ مین نے بکمال منت و الحاح عرض کرنا شروع کیا کہ مجھہ بیکاہ سے یہ سختیون کے پہاڑ اور اذیتون کی بجلیان کیونکر برداشت ہوسکینگی اوس نے جواب دیکر کہ جو کچہ ہو یہ چاشنی ضرور چکھنا پڑے گی۔ پھر اوس نے چھری سے میری گردن حیات کو ریتنا شروع کر دیا۔ اسکے بعد سینہ سے ہونٹ تک جس طرح میرا دم نکلا اور میری روح جس طریقہ سے قبض کی گئی اوس کا فیبان کرکے وہی عالم میرے اوپر طاری ہوجاتا ہے۔ اور مجھہ مین اوسکے بیان کرنے کی مجال و قدرت نہین ہے۔ میری لاش گورستان مین رکھی ہوئی ہے اور دفن کرنے کی تیاریان ہو رہی ہین۔ اور کچہ لکھنے کا موقع نہین ہے۔ اس خط کے ذریعے سے مین آپ کو اطلاع اور گواہی دیتا ہون کہ موت حق ہے اور اوسکی صعوبتین جیسی کتابون مین بیان ہوئی ہین بہت سچ ہین اور مرنے کے وقت کلام الٰہی کی تلاوت بے شک ان سختیون کو ایک بہت بڑے درجے تک کم کر دیتی ہوگی۔

دستخط

الجواب

حضرت تمنا۔

سرفراز نامہ ورود فرما کر باعث ممتازی ہوا۔ مین کیا۔ اور میرے خیالات کیا۔ لیکن آپ کے حسن ظن اور عنایتون کا شکرگذار ہون خدا عالم و دانا ہے کہ آپ کی ناگہانی وفات کا حال سنکر مجھکو کس درجہ رنج و قلق ہوا۔ اور مین کیا چیز ہون۔ تمام ہندوستان کو آپ کے واقعہ جانکاہ کا افسوس ہوگا۔ حالت نزع کی جو کیفیتین آپ نے تحریر فرمائی ہین اون سے ہر مسلمان کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور اس سخت مہم کے جھیلنے کے لیے پیشتر سے تیار ہو رہنا چاہیئے۔ مجکو امید ہے کہ مسلمانون کے فوائد کو آپ وہان بھی فوت نہ ہونے دین گے اور آپ کے مفید لکچرون کا یہ سلسلہ گو تحریر ہی کے ذریعے سے کیون نہ ہو جبتک ممکن ہو جاری رہے گا۔ عدم آباد کیسا ملک ہے؟ وہان کی جغرافیائی حالت۔ آب و ہوا۔ حالات۔ پیداوار۔ اجناس۔ آبادی۔ طرز معاشرت۔ اور دوسرے ضروری حالات علی الخصوص آپ کی خیر و عافیت دریافت کرنے کا تمام ہندوستان بلکہ کل جہان شائق ہے اور اُمید ہے کہ آپ ان آرزومندون کو محروم نکرین دیکھیے علیگڈہ کالج کے بارہ مین آپ کے وصایا اور ہدایات پر کہان تک عمل ہوتا ہے۔ لیکن مین یہان کے جھگڑون کو لکھکر آپ کے خیالات زیادہ پریشان نہین کرنا چاہتا۔

خاکسار طرار

یکم اپریل ۱۹۰۹ء

پولیٹکل بجو یا روس

ملازمت کا دروازہ بالکل مسدود کردیا - دنیا بھی اس املان کی تشہیر کردی - مانا کہ بہ نسبت بزرگی کے نکلی زیادہ تر ملامت کے مستحق ہین - مگر کیا مولوی صاحب کو معلوم نہین ہے کہ خداوند عالم بلا تفریق مذہب ہر شخص کا رزق رسان ہے آخر وہ ایسا ہے کہ ایک دن مین تمام دنیا نیست و نابود ہو جاے -

چونکہ آپ ایک عالم باعمل ہن [illegible] آپکو یہ الٹکس [illegible] شایع [illegible] تھا ٹھیر گیا - شایع ہو گیا [illegible]

[illegible]

کیونکہ التماس کے [illegible] سے

سمجھا نہ تھا مجھے سرکار

اب ہان : ہان تو ہے [illegible]

راقم

اعجاز رقم

دو پڑوسیون مین مراسلت

خط نمبر ۱

خانصاحب تسلیم فی الحال آپ کی طرف سے ہمارے گھر مین اینٹین - ڈھیلے آیا کرتے ہین کیا بات ہے

جواب

مخدوم بندہ - بعد اظہار مراسم اتحاد و تجدید الفت وداد واضح ہو کہ اس نیازمند کو بھی خبر پہونچی ہے - آپکو ان کلوخ اندازون سے سخت اذیت پہونچتی ہے - مگر حاشا و کلا میرے فرشتے آگاہ نہین اور نہ میرے چینگی پوٹے ان اشرار مین شامل مین - یہ سچ ہے کہ چند خلق ازلی شریر اینٹین ڈھیلے پھینکتے ہین مگر وہ ہمیشہ پھینکتے رہے ہین بلکہ کئی دفعہ اس نیازمند کے ساتھ بھی ایسے حرکات گزرے ہین آپ ایسے لوگون کو بے تکلف سزاے معقول دین - یہ ارادت مند خوش اوس کا خدا خوش -

خط نمبر ۲

مہربان من تسلیم نمیقہ مسرت نمط پہونچا - آئینہ خاطر سے کسی قدر گرد شکایت رفع ہوئی آپ اسسے خفا فرماتے ہین مگر یہ سمجھہ مین نہین آتا کہ پھر کیون مشہور ہے کہ آپ کے دربان سے اون لوگون سے سازش ہے اور وہ ڈھیلے [illegible] انھین آپ کے ہان کی اون اذان کے پاس [illegible] جو وہ استعمال کرتے رہے [illegible] یہان پھیلائی گئی ہین -

جواب

مکرم و معظم من - تسلیم - آن حضرت نے جو نسیم لطف [illegible] سماحت سے دیکھا اور [illegible] ظاہر بہ کی شہادت ہے اور بلا شبہ کچھ صحیح ہے مگر چشم بصیرت اور گوش حقیقت آشنا سے جب مخصوص فرمائیگا تو مثل الشمس نصف النہار ظاہر ہو جائیگا سہو [illegible] ظاہر ہو جاے گا کہ کوئی وجہ اس [illegible] سے شکایت کی نہین - کیونکہ فی الحقیقت کوئی مددیا وعدہ نہین ہے بلکہ نیازمند نے صرف اسلامی اخلاق دعوت شیرازہ صلاح سمرقندی وقف کرکے انکو ٹکا سا توڑکر جواب دیدیا - اور نسبت ڈھیلون کے یہ ہے کہ نیازمند نے جو کتل نکلوا کر پھکوا دیئے تھے وہ یہ لوگ اوٹھا لیگئے ہونگے - مگر سُنا گیا ہے وہ دو قسم اول نمبر کی لکھوری اینٹین آپ کی طرف پھینکتے ہین بدلا [illegible] پکی ہوئی ہین پہلے انکی تو تحقیق کیجیے پھر شکایت فرمائیے گا - اور میرے نزدیک آپکے پاس تو سب نمبرے گمے ہین آپکے مقابلے مین اُنکی لکھوری کیا حقیقت رکھتی ہے - اور میرا دربان ہرگز شرکت نہین رکھتا -

خط نمبر ۴

خانصاحب تسلیم آپکا خط پہونچا - بہت سی باتون کا اطمینان ہوا - آب سے شکایت نہین ہی - آپ پاؤن پھیلا سو رہیے مگر اتنے ہوشیار رہیے کہ آپکے لواحق نہ شریک اشرار ہون اور نہ یہ اشرار آپ کے گھر مین پناہ گزین ہون -

جواب

مکرم بندہ - تسلیم آپ اس طرف سے بیفکر ہین کچھ بھی نہ ہونے پائیگا بشرطیکہ آپ ہر طرح کی مدد انکو نہ دیے جائینگے - شیر ادہر آئے گا تو کلے چیر ڈالون گا مگر وہی آپ کی مدد سے -

قابل خرید روسا و امراء ملک

ایک طلائی گھڑی اعلے درجے کی نفیس - کیپ کے کارخانے کی بنی ہوئی جو آج کل کمیاب ہے موجود ہے - وقت خرید سے استعمال نہین ہوئی - بالکل نئی - کسی قسم کا کوئی نقص نہین - نہ استعمال سے خراب ہوئی نہ کسی گھڑی ساز نے ہاتھ لگایا - قیمت مع زنجیر طلائی کے دو ہزار پانسو روپیہ -

ایک گاڑی سیل فٹن ساختہ کاریگران کلکتہ نہایت خوب صورت فیشن ایبل بالکل نئی مع کل سامان کمپلیٹ قیمت چار سو روپیہ

جن صاحب کو خریداری منظور ہو دفتر اخبار ہذا سے خط کتابت فرمائین - اگر کسی صاحب کو معائنہ منظور ہو تو وہ بھی ہو سکتا ہے -

المشتہر

مینیجر اخبار اودھ پنچ

اطلاع ضروری

دفتر اودھ پنچ اور مطبع ثمر اودھ محلہ پل ہماؤلال سے منتقل ہو کر محلہ گولا گنج مین آگیا ہے جملہ خط کتابت و ترسیل منی آرڈر و رجسٹری وغیرہ آیندہ سے محلہ گولا گنج شہر لکھنو کے نشان سے ہونی چاہیئے -

المشتہر

مینیجر اودھ پنچ لکھنو

لوکل سلف گورنمنٹ کی نئی چمکتی ہوئی ڈکشنری

لفظ

الکشن زادہ۔ (لبعض)

معنی۔

ووٹ سے اُمید اساس کشتی کے بے اصول مستول پر اپنی خود غرضی کی لمبی اور خوشنما دُم کو لٹکا کر بیٹھنے والا طائر۔ جہلا اور حمقا کو باغ سبز دکھا کر اور بے شمار اور بیکار ایسے وعدے کر کے کہ جنکو ایفائے مدت ہوئی طلاق دیدی تھی۔ اپنے دام فریب مین لانے مین ماہر۔ کمشنر بننے کے زرین خیال سے ہمیشہ مسترت کے ساتھ فرزندا رہی سے ہمکنار۔ حلالخوروں اور غریب اور سیروان پر خواہ مخواہ حکومت کرنے کے نشہ مین سیہ مستانہ سرشار۔ الکشن کے دو مہینے قبل ہی سے اخلاق اور انکسار مجسم۔ ہر ادنے ووٹر کی مصنوعی تعظیم کے خیال سے کمر ہر دم خم۔ الکشن کے طوفان وحشت نشان کے اوٹھتے ہی باد مخالف کی طرح ہر ادنے اعلے کے گھرون مین در آنا۔ مان نہ مان مین تیرا مہمان کے اصول پر ہر دوست و دشمن کے مکانون مین بے تکلف آنا جانا۔ خودستائی کا ڈنکا بے تحاشا ہر موقع بے موقع بجائے اپنی تعریف کے گیت ہر مجلس و محفل مین نہایت بے سُری دُھن مین بے حیائی سے گائے۔ میونسپل رولر بنکر حکام عالی مقام کی کوٹھیون کے احاطون مین ایک خود غرضانہ پولیٹیکل لوٹ پوٹ کرکے اپنے حصول مطلب مین سرگرمی سے کوشان ہر اکھاڑے پر مٹنے اور دوکان مین سنگ فرشانہ استقلال سے گھنٹون بیٹھکر اپنے اظہار حکام رسی اور رعیت پروری مین ہمیشہ دُر افشان۔ وہ لالچی اور بھوکا بلا جس کا مُنہ کسبیون کے دروازے کی طرح کسب منفعت کے خیال سے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ وہ روسیٔن تن آدمی جو اپنے حصول مدعا کی ضرورت سے سیکڑون قسم کی تکلیف۔ ہزارون طرح کی مصیبت اور لاکھون قسم کی ذلت۔ روزانہ ایک فرز آنہ اوٹھاتے سہتا ہے۔ ایک منافقت اور بیجا تعلی کی ناخوشگوار ادا سے اپنے کو تمام شہر کی صفائی کا ضامن بنانے والا۔ سفہا اور حمقا کی جماعت مین اپنے رسوخ اور رسائی کے بڑھانے کے خیال سے اپنے کو حلال خورون کے عہدون کی اُمیدوارون کا ملجا و ماوا جتانے والا۔ الیکٹ ہونے کے بعد ہی اپنے ہر طرح اور ہر درجہ کے خالقانِ مجازی کے سلام لینے سے بیزار۔ بلکہ ہر طرح کی اذیت رسانی اور نقصان کرنے پر شدت سے اصرار۔ ہر کہ و مہ کے قدم پر ایک بازیگرانہ چالاکی سے ٹوپی گرا دینے مین مشتاق۔ ابلہ فریبی اور احمق نوازی کے فنون مین طاق۔ کسبیون تک سے اپنی رفع ضرورت کے وقت بہت کچھ کا بنیو دلانے۔ عوام الناس پر رعب افشانی کی غرض سے اپنے خیالی ہربون اور ملاقاتیون مین بہت سے زندہ اور مردہ حکام عالی مقام کا بے تکان نام لینے والا۔ کمشنر بننے کے بعد پھر تین برس تک دور ہی سے اپنے محسنون کو سلام۔ معافی ٹکس پر ہر گلی ہر کوچے اور ہر ترہے پر زور و شور سے ہر ادنے اور ہر اعلے ٹکس پیر (ٹکس دینے والے) سے کلام۔ وہ انسان جسکو خود غرضانہ شوق حکومت الیکشن کے تین مہینے قبل سے سگ دیوانہ بناکر شہر مین پھراتا ہے۔ وہ احمق جو بازار انتخاب کمشنران مین بازاری لوگون مین اپنی گانٹھہ کا بہت کچھ کھو کھا کر نہایت تلخ مگر مفید تجربون سے اپنے دماغ کو بھراتا ہے۔ چہرۂ خودنمائی کا بدنما خال لوکل سلف گورنمنٹ کی عنایت انگیز بھٹی کا پُرانا کلال۔ ایسے اذیت رسان اور عافیت سوز حشرات الارض جنکی

کثرت الیکشن کے موسم مین دکھی جاتی ہے
وہ سم آلود ہوا جو رشک- حسد- کینہ اور
بغض کی دوزخ سے نکلکر دنیا مین آتی ہے
بعضون کی دعا کی مشہور چاندماری- امرا
کے سزاے اعمال کے لیے ایک نئے قسم
کی مہلک اور مہیب تپ باری- وہ سپاہی
جو سنگ لڑنے سے معذور ہے- وہ مرغ
جو ہمت اور مردانگی کی پالی سے اپنی پرخم
اور نوچی ہوئی دُم کو دبا کر ایک بزدلانہ
اضطراب کی ادا سے بھاگنے مین مشہور
ہے- قومی نفاق اور خاندانی عداوت
کی ایسی بے کل کل جو چوبیس گھنٹے یا تحت
چلا کرتی ہے- وہ بے سبب مشتعل اور
آتشکدہ در آستین آتش جس سے اخلاقی
انبساط اور تمدنی ترقی کی ہڈی اکثر جلا کرتی
ہے- نامی اور خر دماغ متوکلہ عورتون کے
گھرون مین چور دروازے سے
گربہ منشانہ مداخلت بیجا کر کے داخل ہونے
کا شرافت اساس پاس- قومی غیرت
عمدہ خیالات شرافت- مذہبی حمیت
مفید تمدنی قوت اور لوکل سلف گورنمنٹ
کی دلربا- زاہد فریب- کینہ افروز- اور
بصیرت دوز ناٹث سوآئل
کے مدفون کرنے کا پرانا بدبو اور دبا ور
آغوش سنڈاس- وہ مہلک طاعون
خود غرضی اور غمانہ جنگی جس کی بہت بڑی
علامت ہے- شہر کی صفائی اور صحت کا
وہ منتخب محافظ جس کا صلہ حسن خدمت
عوام کی دشنام فضیحت اور ملامت ہے
وہ مہتر اور دور اندیش مرغا جو اکثر اپنی
کاوش اور کوشش سے خس و خاشاک
کے ڈھیرون پر سے بکمال چستی و چالاکی دفتر
خطابات غیر مناسب کے جواہر
ریزے بے تکلف چن لیتا ہے- وہ
فطرت آشنا ملاح جو اپنی ڈونگی کی

ڈونگی کو ساحل پبلکیشن کی طرف مخالفون
کی ظاہری اور اندرونی مخالفت کی باد مخالف
سے ہمیشہ ایک ہوشمندانہ طور سے بچا کر
کھیتا ہے-
وہ الیکشن زادہ جو موسم پبلکیشن
مین ہر سوار اور پیادہ کا خود غرض اور خوشامدی
بنا دیتا ہے- وہ قانونی کاریگر جس کی خود غرضانہ
اور ستم انگیز کارروائیون کی اکثر
کی زبان پر آج سارے ہندوستان مین
فریاد ہے- وہ فردوس بے ہنگام جو نشہ
کمظرفی مین ؛ قف خودستائی- جہلا و
حمقا کے پھسلانے بہلانے اور دام فریب
مین لانے کے لیے ایک خاص قسم کی
قوت کہربائی- وہ صاف باطن جو اکثر
میلے اور بدبو دہریون کے صاف کرنے
کے بہانے سے اپنے اکثر پیچیدہ اور
ناپاک عشقیہ معاملات کی صفائی کیا کرتا
ہے- وہ شہرت پسند اور انگشت نما
غیر تمند حاکم جو ہر تین برس پر عوام الناس
کی پرخلش اور پرشورش انگشت نمائی
کے مزیدار نشانہ بننے کی مسرت افزا
امید پر جیتا ہے- میونسپل آئین کو بیلی
معاملات مین آئین محبت سے تطابق
دیکر ایک خوشنما ادا سے برت کر دکھا نیوالا
اکثر اپنی رعیت نوازانہ شب گردیون مین
محض اداے فرض منصبی کے خیال سے
ممنوع السیر مقامات مین عالم سرخوشی
دماغ مین بیباکانہ جانے آنے والا-
کسی رحمدل کی غلط پالیسی اور
ناتجربہ کاری کی بدیہی سرکاری دلیل
ہر طرح کی کاوشون- ہر قسم کی عداوتون
اور تمام دنیا کی شکایتون کے محفوظ طور
پر جمع رکھنے کے لیے عمرو عیار کی زنبیل
وہ کجکول گدائی جو تمدنی بھیک لینے کی
غرض سے ہر تیسرے برس گردش ایام

کی طرح گھر گھر اور در در ایک سیارہ دسیر عزت
سے پھرتا ہے- وہ شہاب ثاقب جو ایک
ناگہانی بلاے آسمانی کی طرح اکثر غربا کے ستانے
اور جلانے کے لیے اون کے گھرون پر خانہ
ویرانی کی نیت سے گرتا ہے- کونسل قانونی
کا پہلا امید خیز زینہ- مجسم نفاق- ہمہ تن پولیس
زمانہ سازاور پرکینہ-

راقم
تمدنی سویپر

قطعہ تاریخ

(در تعزیت وفات حسرت آیات آنریبل ڈاکٹر
سر سید احمد خان بہادر کے- سی- ایس- آئی-
ایل- ایل- ڈی- مرحوم و مغفور مصنفہ جناب
سید محمد مرتضے صاحب بیان وزیرانی رئیس میرٹھ)

قہر ہے سر سید احمد خان بہادر کی وفات
وہ زمین کا فخر جو ر آسمان سے اوٹھ گیا
ہے اندھیرا چار سو یارب یہ کیا اندھیر ہے
آج نجم الہند کیا ہندوستان سے اوٹھ گیا
راج تیرا لٹ گیا اے قوم ای حرمان نصیب
تیرے سر کا تاج تخت عز و شان سے اوٹھ گیا
بیکسی چھائی ہوئی ہے کیا در و دیوار پر
مہر سامان علوم آج اس مکان سے اوٹھ گیا
اوسکی تھین حکمت یونان مین صلاحین سدا
پیر افلاطون حم ہفت آسمان سے اوٹھ گیا
پھر چراغ قوم کے انوار دھندلانے لگے
ماہتاب علم آفاق زمان سے اوٹھ گیا
اب بہارستان فطرت مین کہان وہ چہچہے
مرغ زیرک خانہ آشیان سے اوٹھ گیا
کون سمجھائے گا سلطان کو رعیت کی زبان
ترجمان قوم تخت حکمران سے اوٹھ گیا
وہ عماد ملک سلطان وہ ستون سلطنت
ہائے قیصر قیصر ہندوستان سے اٹھ گیا
اوس کے پروانے تڑپ کر رہگئے زوال پر

پروفیسر پنچ -- سردست یہہ کام دیا جاتا ہے -

شبچراغ عقل بزم کن فکان سے اُٹھہ گیا
اے اجل دار فنا سے اوسکی سند کیا بڑھی
صبر کا بستر دل فریاد خوان سے اوٹھہ گیا
دل بہارا کر دیا اے صبح پیری تونے شام
ہر انو منزل کون و مکان سے اوٹھہ گیا
نسخہ بنتے علم کا تپلا وہ معور اٹھ گیا
چاند بڑہتا تہا کہ وہ سورج یہان سے اوٹھہ گیا
قوم کے مرنے مین جسنے ڈالدی تھی جان نو
وہ مسیحا دست مرگ ناگہان سے اوٹھہ گیا
اے دل نالان جرس بن آ جرس فریاد کر
کاروان سالار ملت کاروان سے اوٹھہ گیا
اے علیگڑھ تیرے ایوانون کو اب دیکہیگا کون
خانہ آرائے ترقی خان ومان سے اوٹھہ گیا
کیون نہ کالج مین اوڑے خاک تاریخ کی ہوا
باغبان علم صحن بوستان سے اوٹھہ گیا
سوز غم سے کیون نہ ہون پوشتی کے نہال
سایۂ ابر بہاری گلستان سے اوٹھہ گیا
کہل گیا اس سن مین انجام کسوف آفتاب
وہ ستارۂ آف انڈیا ہندوستان سے اوٹھہ گیا
ہے تلاطم مین تن اسلام کشتی کی طرح
ناخدا اس ناؤ کا بحر جہان سے اُٹھہ گیا
صدر دیوان شرف سے وہ اٹھا الیوم کیا
کون دولت تیرے سنگ آستان سے اُٹھہ گیا
اب کریگا کون روشن ملت احمد کا نام
وہ مسیحی احمد مرسل جہان سے اُٹھہ گیا
لوٹتا ہے خاک پر تن ملک بے سر ہو گیا
تاج عزت تارک آخر زمان سے اُٹھہ گیا
جب دیا کاندھا جنازے کو ہوئی بیتاب قوم
دھڑ تڑپتا رہگیا اور سر یہان سے اُٹھہ گیا
شعر کیسے نظم کس کی نالہ کیا فریاد کون
شعلۂ آتش دل گرم بیان سے اُٹھہ گیا

راقم
کلیم

قطعہ تاریخ

وفات حسرت آیات آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر کے- سی- ایس- آئی- ایل- ایل- ڈی- مرحوم و مغفور مصنفہ جناب سید محمد مرتضے صاحب بیان و یزدانی رئیس میرٹھہ-

سید احمد خان گردون منزلت
زین جہان سست منزل در گذشت
زو سہ مولود و چہار ارکان نظیر
شد ز ہشت و نہ نژاد چار و ہشت
نام او در شرق و غرب و تحت و فوق
صیت او در ہند و سند و روم رشت
اندرین عالم ز دانش روستاب
چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت
یوسف اقبال زیر چہ فتاد
حیف کان یعقوب ماگم شد بدشت
بہر سود قوم چون سوداگران
بحر شور بہ اعظم در نوشت
جان نثار قوم گرد و در غمش
وقت ہر جا سر بدست و تیغ و طشت
چون دو ئی رفت از میان شد سال او
سید احمد خان فنا فی القوم گشت
۱۸۱ ۶ ۹۸

"دلگداز" نسیم سحر- اور اصلاح

نمبر ۲

شور واعظ کم نہین ہوتا ہے تو للکار سے
اک ذرا اسے قلقل مینا بلند آواز سے

(تتمہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۳- مارچ ۹۸ء)
فضائل کے اس احمقانہ بیان کے بعد مصطفر صاحب فرماتے ہین :-

۱۰۔ " اونہین کی شر نے ہی لایعنی لکھی
حماقت سے برپا قیامت ہی کی
۱۱- لکھے ایسے الفاظ ہین بے ادب
- کہا خیال دل مین حسب و نسب "

خیر صاحب- شر نے تو قیامت برپا کی ہے- مگر آپ کو یہ کیسی وحشت ہے- کیسے الفاظ بے ادب لکھے ہین- اس کا پتہ نہین چلتا خیال کی سیتے کہان ہے- حسب بسکون ثانی اسی وزن کے لیے اہل لغت نے جائز کر دیا تھا کہ بعد سقوط یا سے خیال منشی قدر کا مصرع موزون ہو جائے- خیر- اب فرمایئے معنی اور ترکیب کیا ہوئی- " دل مین حسب و نسب کا خیال نہ رکھا " یہ مطلب اس مصرع سے کیونکر اور کس طرف سے نکلا بے ادبی کا ثبوت جو آپ نے دیا ہے اوس کی قلعی آگے کہلتی ہے- گہبرایئے نہین-

۱۲- " صد افسوس ہے اُنکے حالات پر
کرین حملے جو صاف سادات پر "

حالات پر صد افسوس ہے- کچھہ نہین- یون فرمایئے " حالات پر صدہا افسوسات ہین " صاف کا لفظ ہے تو برائے بیت مگر مطلب کو گندہ کر رہا ہے- کیون صاحب- جو چھپے ہوئے در پردہ حملے کرے اوس کے حالات پر تو افسوس نہ کیجیے گا؟ ہے نہ یہی مطلب صاف کا؟

۱۳- " مسلمان اونہین مین سمجھتا نہین

کہ جس دل مین اونکی محبت نہین ،،

مطلب خبط۔ ضمیرین منتشر۔ شتر گربہ۔ قافیہ
تنگ بلکہ غائب۔ غرضکہ ہر طرح الفاظ۔ لفظی
جس کے دل مین سادات کی محبت نہ ہو
اوس کو آپ مسلمان نہین سمجھتے۔ پھر یہ اونہین
اور ،، جس دل ،، کے کیا معنے۔ سمجھتا نہین
محبت نہین۔ واہ کیا شعر گوئی ہے۔ اجی
مصرع اول آپ کی پکی بولی مین یون فصیح
اور صحیح ہو جائے گا کہ ع

،، ہم اون کا مسلمان سمجھت نہین ،،

دیکھیے آپ کا شعر کیسا مقفے ہو گیا۔ کیون
نہ کہیے گا!۔

۱۴ ،، خدا کا ہو قہر اونپہ آفت پڑے
نبی زادیون پہ جو تہمت کرے ،،

اس ،، اونپہ ،، کو ،، اوسپہ ،، بناکر مصرع
اول کو ثانی اور ثانی کو اول کر دیجیے۔ ورنہ
،، آفت پڑے ،، کا اتصال ،، نبی زادیون
پہ ،، سے آپ کے سر پر آفت تازہ نازل کریگا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۱۵ ،، مسلمانو تم اتنا سُن لو ذرا
نہین اور کچھہ اس سوا مدعا
۱۶ جمع ہو کے یکجا مسلمان چند
شہر کو کرین ملکے سب وعظ و پند
۱۷ ندامت سے شرمندہ اونکو کرین
کہ وہ خیال ایسا نہ دل مین رکھین ،،

کیا صاف اور بامعنے اشعار ہین۔ مسلمانون
کو خطاب کر کے کوئی مدعا ظاہر ہی نہین کیا گیا
کہ یہ کرو۔ وہ کرو۔ جمع بفتح ثانی بضرورت وزن
شعر۔ خیال کی ی بھی ضرورت پر محذوف
یکجا ملکے۔ سب برائے بیت۔ حشو۔ لغو
،، ندامت سے شرمندہ کرین ،، شب لیلۃ القدر
کی رات۔ شعر کیسا خیال دل مین نہ رکھین
اس کا پتہ نہین چلتا۔

غرضکہ اس بائیس ۲۲ شعر کی مثنوی کی
رکاکت لفظی و معنوی کہان تک دکھائی
جائے۔ واہ منشی قدرت اللہ صاحب آپ
تو مولوی حالی صاحب سے بڑھکر شاعر
ملک مانے نکلے۔ خدا کی قدرت ہے کہ سر زمین
دکن ایسے ایسے قادر الکلامون کو اپنے
دامن قدرت سے لپٹائے ہوئے ہے۔
ابھی تو خزان کی سموم نے دل مین گدگدی
پیدا کر کے میان مضطر کو پہلے پہل شاعر
بنایا ہے۔ فصل گل مین جبکہ شاعرون
کے مادہ وحشت و سودا کو غلیان اور
ہیجان ہوتا ہے۔ آپ دیکھیے گا کہ میان
مضطر صاحب کیسے سڈول اور مخترد
شاعر بنکر نکلتے ہین۔ ع

خزان مین زور وحشت کا اگر کم ہے تو کیا پروا
بہار آئے تو مجنون کو بھگا دینگے بیابان سے

ان اشعار گہربار کے بعد منشی قدرت اللہ
صاحب دلگداز نمبر ۶ و ۷ سے اون لفظون
کی فہرست دیتے ہین جو جناب سکینہ
کی نسبت شرر نے لکھے ہین۔ چنانچہ نمبر ۷
مین سے اونہون نے۔

،، بذلہ سنج۔ صاحب مذاق لطیفہ گو
فیشن کی موجد۔ فیشن کی لیڈر۔ نسبی فخر کا ناز
خودداری کا جمال۔ ہر دل عزیز بننے کی خواہش ،،

یہ الفاظ شرر کی بے ادبی کے ثبوت مین
منتخب کر کے اپنی نگاہ انتخاب کی کوتاہی اور
ذہن کی کندی کا اچھا ثبوت دیا ہے۔ ناظرین
انصاف کرین کہ کونسا لفظ ایسا ہے جو بے ادبی
کا شائبہ بھی رکھتا ہو۔ بذلہ سنجی۔ لطیفہ گوئی۔
صاحب مذاق ہونا۔ قابل قدر اوصاف ہین
جن کا وجود شریف مستورات مین عمدہ تعلیم
اور مہذب سوسائٹی پر موقوف ہے۔ اور تعلیم
و تہذیب ظاہر ہے کہ اس مقدس خاندان کی
کنیزین ہین۔

منشی جی جانتے ہین کہ عرب خصوصاً
اس مقدس خاندان کی شریف بیبیان (معاذ اللہ)
زنان ہند کی طرح جاہل۔ بے ادب۔ اور
کثیف الطبع تہین۔ ،، فیشن ،، اور ،، لیڈر ،،
ان دو انگریزی لفظون نے شاید منشی جی کو
اور چڑھا دیا۔ سچ ہے الناس اعداء لما جہلوا
اجی حضرت۔ فیشن کے معنے ہین وضع قطع
تراش خراش۔ اور لیڈر کہتے ہین رہنما۔ پیشوا
قائد کو۔ اب سمجھے؟ فرمائیے کونسا لفظ ہے
جو بے ادبی کی حد تک پہونچتا ہو۔ وہ طاہر اور
مقدس خاندان جس کی ممبر جناب سکینہ
تہین ہر حیثیت سے پیشوائی اور رہنمائی کا منصب
رکھتا ہے۔ جناب سکینہ نے اگر لطافت مزاج
سے لباس و وضع مین کچھہ ایجادین کین تو
اون کی تقلید بہی قابل تحسین ہوگی۔ اور
سب سے بڑا فائدہ یہ کہ مستورات امت کی
زیب و زینت بناؤ سنگار کا دائرہ اہل فقہ
کی دارو گیر سے تنگ نہ ہونے پائے گا۔ نسبی
فخر کا ناز۔ اور خودداری کا خیال۔ کب قابل
اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہان وہی اعتراض
کرے گا جس کے نسب مین کچھہ فیہ اور نقص
مین ابتذال ہو۔ عرب کی شرافت نسبی عموماً
اور اس خاندان کی خصوصاً تمام دنیا مانے
ہوئے ہے۔ اور افتخار بالنسب سے اہل عرب
کے رجز اور خطب بھرے پڑے ہین۔

ہندوستان کے ایسے تیر سے پچکلیان۔ عرب کے لیسی فخر اور شائستہ نہ خودداری کو کیا جانین۔ سعدی

اے مگس عرصۂ شہباز نہ جولانگہ تست
عرض خود میبری و زحمت ما میداری

نہ ہر دل عزیزبننے کی خواہش سے کہ جو معنے آپ نے سمجھے ہین مراد فرمائیے۔ تو ہر خاندان اقران و امثال مین ہر ایک سنجیدہ شخص کو ہر دل عزیز بننے کی خواہش ہوتی ہے اور یہ خواہش محمود ہے۔ آپ جس پہلو سے مذموم سمجھتے ہون وہ پیش نہ کیجیے۔

علے ہذا ولگداز نمبر ۲ سے جو الفاظ چنے گئے ہین ایک منصف نکتہ شناس کی نظر مین حد ادب سے ذرا بھی متجاوز نہین۔ ہان تعصب اور جہل نے جن مسلمانون کو یہ سکھا دیا ہے کہ خاندان نبوت کا ہر ایک ممبر معصوم یا انسانی خواہشون اور قوتون سے محروم تھا۔ اور اون کی تمام باتین مافوق فطرت انسانی تھین۔ یا جنھون نے نادانی سے ترک دنیا کو دینداری۔ بدخشک کو شرع کی پابندی رہبانیت کو معرفت الٰہی قرار دے لیا ہے وہ البتہ انسان کی معمولی خواہشون اور صفتون کو اپنے من مانے مفہوم کی طرف کھینچ لے جائینگے۔ چنانچہ اس بحث پر خود شرر اسی مضمون مین فلسفیانہ ریمارکس کر چکے ہین جو منشی قدرت اللہ صاحب کی چھوٹی سی سمجھ مین نہ آئے ہون گے۔ قد کفو وا بحالم یحیطوا بعلمہ۔ جناب سکینہ زندہ دل۔ خوب صورت۔ وضعدار۔ بامذاق آداب صحبت سے واقف اور اپنے شوہر کی نازآفرین۔ جہل ہین اور دہوم دھام والی بی بی تھین۔ ان اوصاف پر ایک عبوس۔ بدوضع۔ جبہ۔ نامودب اور جاہل کے سوا کون اعتراض کر سکتا ہے۔ اور معاذ اللہ۔ ان باتون سے بے ادبی اور اسارت کا کونسا پہلو نکلتا ہے۔ تاریخی واقعات اور سچی باتون سے بجا ہے اسکے کہ ملاحظہ فطرت انسانی کا سبق لیا جاسکے کیا کسی مورخ اور ناقل کو مغرب دین۔ اور دشمن اسلام کہا جا سکتا ہے۔ الا و الہ۔ کیا اسلام نے مرد و عورت دونون کو جائز لذات اور جائز آرائشون سے محروم کر دیا ہے؟ کیا خاندان رسالت کی تمام مقدس بیبیان ہندوستان کے عامیانہ خیالات کے مطابق ہر وقت کفنی پہنے۔ برقع اوڑھے۔ پوست خرما کی جانماز پر خاک پاک کی تسبیحین لیے ہوئے بیٹھی اللہ اللہ کیا کرتی تھین؟ کیا اونھون نے نفاست مزاج۔ زیبائش وضع۔ آرائش تن۔ صفائے مذاق۔ اور تفریح طبع کے سامان مہیا کرنے کی قسم کہائی تھی؟ منشی قدرت اللہ صاحب کے سوا کون مسلمان ہے جو اسلام کی شاہزادیون خوزادیون کے حالات زندگی پڑھکر اپنے ناپاک خیال کو بازاری حسن فروشون کی طرف مائل کرنے کی جرأت کر سکتا ہو۔

"دبنات الشعب" "وجہہ سکینہ"

ان مشہور اصطلاحون کو میان مضطر صاحب آج بارہ سو برس بعد مٹا نہین سکتے تاریخی واقعات کو غلط بتا نہین سکتے۔ مگر اعتراض کی جو بچ سے ادب شناسی کا انڈا کھٹکنے کو تیار رہین۔ پوچھیے آپ کیا اور آپ کی ادب شناسی کیا۔ اس مقام پر قدیم مشہور اور نامور مورخین عرب جو یہ حالات لکھ گئے ہین اونکو تو حضرت۔ جناب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیچارے شرر نے اردو مین وہی حالات نقل کر دیے تو اون پر لعن وطعن دار و گیر۔ ہاے واویلا کا شور مچایا جاتا ہے سچ ہے۔ المعاصرۃ اصل المنافرۃ۔ سعدی

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

مولانا پنج۔ یہان تک تو ہم منشی قدرت اللہ مضطر کے اشعار اور ایڈیٹوریل نوٹ کی بہ تیمہ بحال کر چکے۔ اور ثابت کر دیا کہ منشی جیو کے اعتراض۔ جہل بسیط۔ تعصب کٹھ ملاپن۔ اور معاصرانہ حسد سے بھرے ہوئے ہین۔ شرر نے نہ جناب سکینہ کا کوئی ناول لکھا۔ نہ معاذ اللہ اون کے دامن طہارت پر کوئی دھبا لگایا۔ نہ کچھ بے ادبی کی۔ نہ کوئی بات اپنے دل سے اختراع کر کے لکھی۔ نہ اس مضمون کو ریاست اسلامی کی نمک حرامی سے کوئی علاقہ۔ منشی جیو صاحب جس پاداش کا ذکر کرتے ہین کہ مدکچہ تو مل چکی اور بہت کچھ ملے گی یہ معلوم نہین اوس کی اصلیت کیا ہے۔ حیدر آبادی طوفان تخفیف مین پھنسکر اگر شرر معطل بھی ہو گئے ہون تو اون کی علیحدگی کو اس فرضی بے ادبی کی جزاے معجل سمجھنا ہندوستان کے ڈھل مل یقین جولاہون کے سوا اور کسی کا عقیدہ نہین ہوسکتا۔

الا انہم ہم السفہاء - (باقی آئندہ)

راقم

تجو

بقلم حضرت مصلح المصلحین

مغفرت کا رزولیوشن

راست دروغ برگردن رپورٹر و برگردن مہتم ریڈر۔

لاہور میں ایک گروہ نے رزولیوشن پاس کیا ہے جس میں سید صاحب کی مغفرت کا ہی ذکر ہے۔

نکتہ چین پوچھتا ہے کہ کیون حضرت دعاے مغفرت تو سنی تھی - یہ رزولیوشن مغفرت کیسا؟

ایک مہذب ظریف جواب دیتا ہے کہ دعا میں اللہ میاں کو گنجائش ہوتی تھی چاہیں مانیں چاہیں نہ مانیں چاہیں فیصلہ حشر پر اوٹھا رکھیں - دعا میں امپروومنٹ کر کے رزولیوشن پاس کیا گیا۔

جب قوم پر پابندی ضروری ہے تو اللہ میاں کیا خدانخواستہ کچھ قوم سے الگ ہیں۔

راقم

الف

بغاوت شکم

حضرات آپ نے ۱۸۵۷ء میں فوج کی بغاوت حال میں ہندی سوڈانی کی بغاوت جنگ کی روس میں سروویہ - بلغاریہ وغیرہ کی بغاوت ابھی کل کی بات ہے سرحد پر آفریدیوں کی بغاوت - اور قوادہ گھروالی کی بغاوت دیکھی سنی ہوگی - مگر فی الحال بندے کے ہان ایک نئے قسم کی بغاوت ہوتی ہے یعنی شکم صاحب بگڑ کھڑے ہوئے ہیں - اور وہ وہ نقصانات پیدا کر رہے ہیں کہ زندگی محال ہوگئی ہے۔

بات یہ ہوئی کہ ادھر آپ جانیے گرانی اور قحط میں عجب سے اس ظالم - نون و فوج کی خبر گیری کم ہو سکی - بلکہ بعض بعض اوقات بدرجہ مجبوری فاقہ کی نوبت آئی۔

بس اتنی سی بات پر یہ بے مروت سفاک بگڑ کھڑا ہوا - پہلے تو اس نے پیٹ کے نقارے بجائے اور جسم بھر میں ڈھنڈورا پیٹ دیا کہ میدان میں اب کچھ نہیں ڈھول سے اندر خول ہے - میں نے اگرچہ پانی کے سیت چھینٹے دیے مگر اس کی آنکھ میں نہ نیل نہ آئی - بلکہ زمانہ نے کہا اس پانی تین تین تیرہ والی مثل یاد دلائی۔

ایک بعد کیلوس کیموس بنانا چھوڑ دیا - رطوبات کے کارخانے میں خاک اوڑنے لگی اب اخلاط غیر معتدل کس واسطے دروازہ کھلا کیا جسکو دیکھو منہ اوٹھائے اندر میں چلا جاتا ہے تولید خون بند ہوگئی - دل صاحب ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہیں - ہے کون جسکا تصفیہ کریں جگر کی طحال سب نے کام میں سستی شروع کی اب دماغ سے کہتا ہوں دیکھتا تو یہ کیا معاملہ ہے تو وہ بھی پہرا پہرا معلوم ہوتا ہے - شاکی ہو کر حواس خمسہ نے بھی جب یہ دیکھا انتظام ڈھیلا ہی تو اونہوں نے حس مشترک کی خدمت میں رپورٹ گزرانی موقوف کر دی ہے - میں بغیر انکے کچھ نہیں کر سکتا - اعضا جوارح ہاتھ پاوں نے جواب دیا کہ ہم تابعداری نہیں کرتے - خوردہ برد وہ مفت کا درد گروہ۔

قصہ مختصر تمام انتظام جسم درہم برہم ہو رہا ہے اور صرف اس ایک پیٹ کی شرارت سے - لاکھ لاکھ سمجھاتا ہوں ارے عمر بھر تجھکو کیسے کیسے کھانے کھلائے - تیری خاطر سے سب پاپڑ بیلے کیا سوا اگر تہیدستی میں چند نے تیری مدارات کم کی - پھر دیکھا جائے گا - مگر وہ نہیں مانتے - خدارا کوئی پالیسی بتائیے۔

راقم

مایہ عیش آدمی شکم است

اطلاع ضروری

دفتر اودھ پنچ اور مطبع شام اودھ [illegible] لکھنؤ سے منتقل ہو کر محلہ گولا گنج میں [illegible] آئندہ سے محلہ گولا گنج شہر لکھنؤ کے نشان سے ہونی چاہیے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھندھ - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سُبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لینے کافی ہے مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خاص میرے فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ دینا - نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر** پروفیسر سیاسنگہ والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو پروفیسر سیاسنگہ صاحب بٹالہ والے نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھندھ - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لوون سے چپکا کرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر شخص کے لیے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر افضل دلہی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سُرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سرد ارسیاسنگہ صاحب بٹالہ والے نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیمار علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں مین خسرہ خروج نکلنے سے ہوئے تھے اور پڑوال اسکے تھے جسکی آنکھیں صبح سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں انمین سے کثرت سے پانی نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی نہین دیکھ سکتی تھی اور دو اونچے شیشہ کو بمشکل تین گز کے فاصلہ پر بھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے مرض سے کوسی کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر سیاسنگہ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک لڑکا اندر سمی دولال کی آنکھوں پر پھولا پڑگیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہو گئی ہے اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بمقصد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہین رہسکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت حرف ملتمس عام بلاتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر مائیہ حیات چشم دسرمہ میرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ میرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماوین -

راقم ڈاکٹر نرائن سنگہ صاحب اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج بہار اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر اور کیلی صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھندلا اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے - اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین - دستخط سردار صالح محمد خان قندھاری شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے متحدہ اخبار مارچ ۱۸۹۵ء کو چھپ گیا ہے

عشق خانہ خراب

مرحبا وہ بھی کیا زمانہ تھا
جب مین رنج و غم سے تھا آزاد
میری بے فکریون کے جلسون سے
شاد ہوتے تھے مجھے سرو و شمشاد
فیشن مغربی کا تھا شیدا
نئی تہذیب کا تھا استاد
کوٹ و پتلون - جاکٹ و پاکٹ
ٹائی کالر مرے تھے خانہ زاد
صاف داڑھی اور اوس پر لمبی مونچھ
آدمی تھا کہ راجہ شیو پرشاد
ترکی ٹوپی اور اوس کی لمبی دُم
ٹیڑھا ہوا ڈنڈا تھا خنجر فولاد
ساتھ رہتا تھا کتا اپنا اک
تھا سگی یا کہ وہ مرا ہمزاد
وہ گھڑی نہ کھینچ سکی تصویر
تھک گئے مجھ سے مانی و بہزاد
سر مین ایسی سمائی آزادی
کہ ہر اک عضو ہو گیا آزاد
ہندی و فارسی کو بھول گیا
ڈیم فول اسٹوپڈ تھے از بر یاد
اک بت سیمتن پہ دل آیا
عیش و عشرت کو کر دیا برباد
جان شیرین کو اپنی کھو بیٹھا
بن گیا اپنے وقت کا فرہاد
اوس کی الفت نے چھاؤنی چھائی
دل کیا اوس کے عشق نے برباد
ہائے اوس بت کی نیلی آنکھون نے
میرے سر پہ یہ ڈال دی افتاد
گورے گالون نے سیاہ بالون نے
مجھ سے خوش باش کو کیا ناشاد
اس محبت مین پھٹ گیا پتلون
خاک سر پر زبان پہ فریاد
میری گردن کو طوق الفت نے
ٹائی کالر سے کر دیا آزاد
اوس پری رو کے عشق نے مارا
دے فلک مرگ ناگہان کی داد
یہ دعا ہے مری کہ اے تقدیر
اوس کے پاپا کا مین ہون داماد
نہین سنتا وہ آہ و زاری کو
سخت پتھر ہے یا کہ وہ فولاد
اب تو حالت بدل گئی میری
کب تلک مین سہون جفا بیداد
ہے محبت کا بس یہی انجام
دل سے کہتا ہون "خانمان برباد"
ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

راقم - فنانی العشق -

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لے اپنی
تجھے اٹھکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

جناب اودھ پنچ صاحب - آپ کے معزز نامہ نگار حضرت طرار کے خندہ بے محل نے نہ صرف مجھے نہین بلکہ کل قوم کو جو اس وقت سر سید مرحوم کی ناگہان موت پر سوگوار اور غمزدہ ہے سخت صدمہ دیا - مجھے سخت حیرت ہے کہ آپ کے نامہ نگار صاحب نے کہان سے ایسا پتھر کا دل پایا ہے جو اس قیامت خیز سانحہ پر اس جگر خراش طریقہ سے بذلہ سنج ہوئے مرنے کے بعد دشمن بھی مردہ سے بے ادبی نہین کرتا - معلوم نہین آپ کے نامہ نگار صاحب نے اس مین کیا لطف خیال کیا - جو سر سید مرحوم کی طرف سے ایسا توہین آمیز خط شایع کیا - کیا ہماری قوم اس درجہ احسان فراموش ہے کہ جیتے جی گالیان دیتے جی نہین بھرا بعد مرنے کے بھی خدا سے قوم کی روح سے بے ادبی کا ارادہ ہے - سید بیچارہ تو زندگی مین بھی گالیان سنکر ہنس دیتا تھا - اور بقول شاعر ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

اب بھی اپنی قوم کے ہاتھون برا بھلا سنکر وہ

سوا دعا کے خیر کے اور کچھ نہ کرے گا ۔ غنیمت ہے۔
ادب قومی - اور لحاظ بھی کوئی چیز ہے - کیا یہ
موقع ہے کہ ایک طرف تو کل قوم ماتم سید
اور واسطے سید پیلاتی ہو - قوم کی بیکسی اور
لاوارثی پہ نوحہ زن ہو اور دوسری طرف پیارے
سید کی موت بازیچہ اطفال بنائی جائے - حضرت
طراز معلوم نہیں کہ وہ ہین یا مسلمان یقین
فرمائیں کہ انسانی بھلائی سے زیادہ دنیا مین
کوئی سچی عبادت نہین - بندگان خدا کی فائدہ
رسانی سے زیادہ کوئی چیز نہین -

از ہزاران کعبہ یک دل بہتر ست
دل بدست آور کہ حج اکبر ست

اگر یہ سچ ہے تو سر سید مرحوم کی روح پر کوئی ایسی
برکت نہین ہے جو خدا ے عز و جل کی سرکار
کی نازل نہ ہوئی ہو -

نعوذ باللہ سر سید کی شان مین یہ فقرہ
کہ "مرتے وقت وہ ملک الموت کو خدا سمجھے"
کس قدر شرمناک اور خلاف ادب ہے
شان اسلام تو یہ ہے کہ کسی کلمہ گو کو بدی کے
ساتھ یاد نہین کرنا چاہیے اور نہ کہ ایسے
بزرگ قوم کو جس نے ہندوستانی مسلمانون
کے قالب بیجان مین جان ڈال دی اور
جس نے اپنی تمام زندگی امت محمدیہ کی ترقی
اور بہبودی کے لیے وقف کر دی ہو -

مجھے سخت تعجب ہے کہ جناب طراز کو
سید مرحوم کی قدر جب اون کے مرنے کے
بعد بھی ہوئی کیا وہ کوئی سید سا دوسرا
کل ملک مین بتلا سکتے ہین - کیا سید مرحوم
کی وفات سے جو صدمہ قوم کو پہونچا ہے اوسکو
ہنسی کھیل سمجھتے ہین -

مجھے اس وقت نہ اتنی طاقت ہے
اور نہ موقع کہ اس حادثہ جانکاہ کے متعلق
زیادہ لکھہ سکون - صرف یہ چند سطرین اس
غرض سے اولٹی سیدھی لکھدی ہین کہ آئندہ
کے لیے اہانت آمیز مضامین سے سر سید
مرحوم کی روح مضطر نہ کی جائے - اور مصیبت زدگان
ملک کے زخم جگر پر بلا وجہ نمک نہ چھڑکا جائے
ہر شخص کی عاقبت کا حال خدا کے سوا دوسرا
جاننے والا نہین - خدا جانے خدا کس بات
سے خوش ہوتا ہے اور کس خدمت کے صلہ
مین کیا انعام دیتا ہے - بقول شاعر -

معلوم نشد کہ یار مصروف کیست
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد
تا کسے اندوگین

عزیز الدین احمد از بارہ بنکی

اودھ پنچ - واقعی رونے کے آگے ہنسنا اور بھی
رلاتا ہے - مگر طراز کے مضمون مین کسی پر مضحکہ
نہ تھا اور ہم اوسکو ہرگز درج صحیفہ نہ کرتے اگر
اپنی راے مین اوس کا ماحصل یہ نہ سمجھتے کہ
انسان دنیا مین کیسا ہی کیون نہ ہو اوسکے
عقائد - خیالات - افعال - حرکات کیسے ہی
حکیمانہ کیون نہ ہون مگر اوسکو اور عام انسانون
کی طرح موت کی تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے -
ہم نے کوئی فقرہ اوس مضمون مین ایسا
نہین پایا جسکے الفاظ یا جس کا منشا یہ ہو کہ
معاذ اللہ سر سید ملک الموت کو خدا سمجھے -
یہ کہنا کہ مہیب شکل کو دیکھہ کر اپنی تکلیف بھول
گئے - اور جب شکل مذکور نے پوچھا پہچانا
کہ مین کون ہون تو جواب دیا گیا کہ "نہین لیکن
عجب نہین کہ خدا آپ ہی ہون" - ثابت نہین
کرتا کہ ملک الموت کو خدا سمجھے بلکہ پہلے انکار
مطلق اور "عجب نہین" سے ظاہر ہے کہ صرف
شبہہ خدا کا ہوا - اور ایسی مصیبت کے وقت
جبکہ خدا ہی یاد آ رہا ہو اور ان کی روح کا
ایسا دھوکا کھانا نیچرل ہے - متحیر ہو کر حضرت ابراہیم
چاند اور سورج اور ستارون کو پہلے پہل
خدا سمجھنے لگے تھے - خیر یہ تو ہماری راے
مضمون کی نسبت تھی - لیکن اگر حقیقت مین
اس بزرگ قوم کو برا بھلا کہنے کی نیت سے وہ
مضمون طراز صاحب نے لکھا تو بڑے افسوس
کی بات تھی - ہم کو یقین ہے کہ طراز صاحب اگر
ضرورت دیکھین گے - انشاء اللہ آپ ظاہر کرینگے
اور ہم شایع کر دین گے -

اخوان الصفا

نمبر ۳

بی خوب کلان

یہ اوس زمانہ نازو ادا بشرم و حیا
عفت و عصمت - فرحت و عشرت - جوش و خروش
خرد و ہوش کی آمد آمد کی دھوم ہے - جس کا
ثانی تختہ دنیا پر شاید ہے اوس وقت تک
پیدا ہو جبکہ کانا دجال نہایت شان و شوکت
نہایت آن بان کے ساتھہ اپنی کانی آنکھہ پر کہا
ہو لانا نی خر پر سوار ہو کر اپنے مریدان
خدا شناس کے ساتھہ دنیا کی سیر کو جہان
جہان نکلے گا - ان بی صاحبہ کی عزت و ناموری
تو کون ایسا شخص ہے کہ جانتا نہ ہو - دور کیون
جائیے یہی دیکھیے کہ ہم نے اپنے سلسلہ
بیاگزینر کے واسطے انہین معشوقہ کا نام نامی
چھانٹا ہے کیونکہ جب ہم تصور کی موٹی سی چتر کی
ایک خوشنما عینک لگا کر دیکھتے ہین تو سواے
بی صاحبہ کے ہماری نظر کسی خاص شخص
پر نہین پڑتی - اور کیون نہ ہو کونسا ایسا عیش پسند
عیاش مزاج شخص دنیا کے پردے پر ہے کہ
بی خوب کلان صاحبہ کے نام نامی سے ناواقف
ہو - ہم امید کرتے ہین کہ آپ لوگ بھی ہمارے
اس بے نظیر انتخاب کو فوراً بالفور پسند
فرما کر زور اس شعر کو پڑھین گے -

چہ شاد و دل کہ جس کی ازل مین وہ تھی
پسلی پھڑک اوٹھی نظر انتخاب کی

خدا سلامت رکھے بی صاحبہ اس قدر فیاض
طبع واقع ہوئی ہین کہ ہزارون شخصون کو اونہون
نے اپنا درم ناخریدہ غلام بنا کر اپنے احسانی

تاجر۔ خیر این ہم غنیمت است۔

ہمدردی اون کے مزاج مین اس قدر سمائی ہوئی ہے کہ ہندوستان کی اوس پرانی بدنما گندی اور قابل ملامت رسم کو بالکل ناپسند کرلی ہی جس کو پردے کے منحوس لقب سے ملقب کرتے ہین کیونکہ اوس مین ہر عورت ایک مدت سے علحدہ رہتے ہین اور اس طرح انسانی ہمدردی کا خیال دلون سے کم ہوتا ہے مثل دیگر ہمدردان [illegible] کے بی صاحبہ بھی اس سفر [illegible] کی [illegible] مین [illegible] بلکہ جہان تک اون [illegible] کے خیال [illegible] مین لانے کی غرض سے اپنے اس خیال [illegible] کو عمل مین لاکر دکھلا دیتی ہین۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ جب تک امیر لوگ کسی بات کو اختیار نہین کرتے عام لوگ کسی طرح اپنے نہین کرتے اور وہ چیز عموماً رواج نہین پاتی اسی خیال کو مدنظر رکہکر بی صاحبہ نے بڑے گہرانون سے ہی لگا رگانا شروع کیا ہے یعنے یہ کہ وہ اپنے اس نیا فدانہ اور ہمدردانہ کام کو عمل مین لاکر دکھانے کی غرض سے چہپے چوری بھی کوئی کام کرنے سے دریغ نہین کرتین۔ بلکہ مردون کی نظر بچاکر شریفون کی بہو بیٹیون کو جہان تک اون سے ہوسکتا ہے اور جہان تک اون کی رسائی ہوسکتی ہے سمجہا بجہا کر راہ راست پر لے آتی ہین اور بڑے بڑے نوجوان عیش پسند رئیسون سے ملنے جلنے کی ترغیب دیتی ہین تاکہ آپس کے میل جول اور اتحاد سے وہ بات پیدا ہوجاے جسکو ہندوستان قوم یاد کر کے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین۔ اس ہمت مردانہ کو دیکھیے کہ بی صاحبہ موصوف الصدر اس کام کے انجام دینے مین اپنی عزت و آبرو کا بہی خیال نہین رکہتین۔ خدا کے فضل سے اونکی فصاحت بلاغت بہری تقریر ایسی موثر اور دلچسپ معلوم ہوتی ہے کہ سخت سے سخت دل والے بہی اون کی سکار انہ مگر ہمدردانہ داؤن گہات مین آہی جاتے ہین خصوصاً شریفون کی بہولی بہولی ننہے ننہے دل والیان بہو بیٹیان جنہون نے سوا اپنے گہر کے اور کچہ نہین دیکہا ہے۔ اور جو بچپن سے گہر کی چار دیواری مین مقید رہی ہین فوراً سے پہلے اون کے قبضے مین آجاتی ہین۔ اور اون پر بی صاحب کا افسون نہایت سرعت کے ساتہہ کارگر ہوجاتا ہے۔

اس وقت بی صاحبہ کی عمر چالیس سال سے زیادہ کی ہے۔ لیکن حسن و جمال وضع قطع مین آج کل کی سٹرلنگ عورتون سے نہایت شاندار معلوم ہوتی ہین۔ ماشا اللہ جس وقت شباب کے دن ہون گے تو خدا جانے کیا کیا قیامت برپا کرتی ہونگی بی صاحبہ اپنے مان باپ کی اکلوتی بیٹی نہین تہین لیکن بزرگی کا شرف بی خوب کلان کو ہی ملا تہا۔ ان کی چہوٹی بہن نے جوکہ نہایت حسین اور خوش وضع تہی وہ معزز پیشہ اختیار کیا تہا جس کی عزت ہر کہ و مہ امیر و فقیر کی نگاہ مین قابل وقعت ہے۔ اونہون نے چوک مین ایک عالی شان کمرہ لے رکہا تہا اور اپنے زمانے مین شہر بہر کی ناک تصور کی جاتی تہین۔ عالم شباب مین اونہون نے وہ ناموری اور شہرت حاصل کی تہی کہ دور دور سے لوگ اون کے جمال جہان آرا کی زیارت مقدس کرتے اور صرف ایک نگاہ دیکہنے کو اپنا صرف کثیر کرکے آتے تھے۔ لیکن اللہ اللہ اون کے وہ دماغ تہے کہ کسی سے مخاطب ہوکر بات تک نہ کرتی تہین۔ اتنی تہوڑی سی عمر مین اونہون نے اس قدر دولت حاصل کی تہی کہ اگر ڈپٹی کلکٹر یا جج بہی کوئی ہوتا اور تنخواہ کے علاوہ رشوت لیکر بہی خوب ہاتہہ گرم کرے مگر اون کی ہوا کو بہی نہ پہونچ سکے گا۔ اونہون نے ثابت کر دکہایا تہا کہ ہندوستان مین عورتین بہی اگر چاہین مثل دیگر اقالیم کے روپیہ پیدا کرسکتی ہین۔ مگر افسوس ہندوستان نے اون کی قدر نہ کی۔ جس طرح اور دیگر ریفارمر کو برا کہتے چلے آئے ہین بعض لوگ اونکے مخالف بہی تہے۔ اگر کچہ دنون اور زندہ رہتین تو بی صاحبہ صاف اور نمایان طور پر ثابت کر دکہاتین کہ انگلستان مین یہ ہی جہم لیڈیان کوکماتی ہی ہین مگر ہندوستان مین بہی اب حور وش لیڈیان اون کی تقلید کرکے کچہ پیدا کرسکتی ہین۔ لیکن افسوس اون کی عمر نے وفا نہ کی اور اونہون نے عین شباب مین اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف ہندوستان کی حالت پر بڑی حسرت و یاس کے ساتہہ نگاہ ڈالکر کوچ کیا۔

اون کا قول تہا کہ اگر ہندوستانی لیڈیان مغربی تعلیم حاصل کرکے اور پردہ کی مضرت رسان رسم سے الگ ہوکر اپنے کو دنیا کے اسٹیج پر نمودار کرنا چاہین تو بہت کچہ قوم ترقی کرسکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ

اون کی بڑی بہن اون کے رہبے سہے خیالات کی پیروی کر رہی ہین بلکہ مرتے وقت اونہون نے اپنی ہمشیرہ عزیزہ کو یہ نصیحت بھی کی تھی کہ "جہان تک ہو سکے اس رسم کو اوٹھا کر آزادی پھیلانا - تاکہ میری روح کو تازگی اور تشفی ہو" اسی خیال سے اون کی بڑی بہن نے جن کا نام نامی ہمارے مضمون کا ہیڈ لنگ ہے) بذات خود اپنی قوم اور ملک کو جہان تک اون سے ہو سکا خوب فائدہ پہونچایا جو کوئی اون کے پاس التجا لیکر جاتا وہ وسکو کسی طرح مایوس نہین ہونے دیتی تھین لیکن تاکجا جس وقت عالم شباب ڈھل چکا اور ضعیفی ظاہر ہونے لگی تو اون کو نہایت تشویش ہوئی بہت سے غور و فکر کے بعد انہون نے یہ راے قائم کی کہ مرد عورتونکو آپس مین ملا جلا کر اتحاد قائم کرنا چاہیے - تاکہ قوم مین آزادی پھیلے اور اس طرح ترقی بھی ہو - یہی خیال تھا جس کی وجہ سے (یعنے خاص قومی ہمدردی کے خیال سے) اونہون نے یہ نامور معزز پیشہ اختیار کیا بلکہ اس پیشہ مین اونہون نے بڑا نام پیدا کر لیا ہے شہر کے تو کیا بلکہ دور دور کے لوگ اون کے متبرک نام سے واقف ہین اور جب اونکو اپنے دنیوی کاروبار سے فرصت ہوتی ہے یا کسی ہمدرد قوم اور آزاد خیال شخص کو یہ خواہش ہوتی ہے کہ فلان معزز خاندان کی لیڈی سے ملاقات کرین وہ وہ اونہین کی درگاہ کی جانب رجوع کرتے ہین اور اپنے مقصد کو بخوبی تمام حاصل کرتے ہین اس پیشہ کے اختیار کرنے سے کوئی خوب کلان صاحبہ کو ذاتی نفع کی چندان پروا نہین ہے لیکن ملکی اور قومی جوش اون کو اس امر کے کرنے پر مجبور کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کمر ہمت باندھکر قومی خدمت کو آمادہ ہو گئی ہین لیکن پھر بھی بعض نوجوان منچلے اون کی خدمت کی اس قدر قدر کرتے تھے کہ جب وہ اپنے اہم مقصد کو حاصل کر لیتے تو اون کو مالا مال کر دیتے تھے خواہ کیسا ہی خوفناک مقام ہو مگر شرط یہ ہے کہ آپ اون کی خدمات کی قدر کرین تو وہ بلا تکلف پہونچ جاتی تھین اور اعلے سے اعلے خاندان مین جہان آپ کا خیال ہو کہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ اپنا رنگ جما لیتی تھین - خدا جانے اون کا افسون کیا تھا کہ ذرا سی دیر مین اچھے اچھے شخصون کو رام کر لیتی تھین - اور ہر ایک کو جس کو آپ چاہین راہ راست پر لگا لاتی تھین - اگر بالفرض کوئی لیڈی بھی اون کو اس خیال کی ملے کہ جس منحوس خیال نے ہماری ترقی کو روک رکھا ہے تو وہ اون کو ایسی پیچ در پیچ راہون پر لگاتین اور ایسے ایسے سبز باغ دکھاتی ہین کہ خواہ نخواہ اون کو اپنے مطلب کی طرف رجوع کر ہی لیتی ہین -

ان قابل قدر خدمات کے صلہ مین گورنمنٹ نے بی صاحبہ موصوفہ کو کے - سی - ایس آئی ایلا بلا خدا جانے کیا کیا معزز خطابات سے معزز بنانا چاہا مگر اونہون نے ایک کو بھی منظور نہ کیا کیونکہ اون کو تو قومی خدمات ادا کرنے مین نہ کہ ظاہر ناموری اور یہ اون کی انکساری اور عجز ہی کی بدولت ہے - تمام شہر کیا بلکہ تمام ہندوستان مین اون کا نام نامی شیطان کی طرح سے مشہور ہو رہا ہے -

ہماری تو یہی خواہش ہے کہ خدا وہ دن دکھائے کہ مثل بی خوب کلان صاحبہ کے ہمارے ملک کی دیگر لیڈیان بھی ترقی کرین اور مثل ان کے مختلف معزز فرقون کو ترقی دین تاکہ ہمارے دلکو اپنی حالت دیکھکر کچھ تو تسکین ہو وے -

راقم
کلیم

نئی وحشت

چہ خوش گفتہ است شیخ سعدی ورز لیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

ڈیر پنچ - سچ کہیے - کیا موزون شعر بتیا ہون - میرے شعر کے دونون مصرعون کو جب دل چاہے لکھ کر ڈورے سے ناپ لیجیے کیا مجال جو کوئی مصرع چھوٹا بڑا ہو سکے - مین ایک مدت سے تلاش تھا کہ دونون مصرعے کیونکر برابر تصنیف کیے جاتے ہین - مگر بفضل خدا اب اپنی مراد کو پہونچ گیا - گھر بیٹھے استاد جی کے درشن ہو گئے - جوئیندہ یابندہ -

فی الحال مطبع غوثیہ کلکتہ مین ایک تازہ دیوان مطبوع ہوا جس کا نام بذل الثنا معروف بہ دیوان مرشدی ہے - اس کے مصنف کا نام ٹیٹل پیج مین باین الفاظ مرقوم ہے -

"از تصانیف جناب نواب احمد حسن خان صاحب بہادر عباسی والقادری رئیس سنوالی"

(ضلع بنارس) ۔ دیوان کیمیسے اتھ آیا گویا دولت لازوال مل گئی ہاہون کیسے کرشاعری کی تکمیل ہاتھ آگئی اس دیوان کے مصنف صاحب نے آخر دیوان مین ان الفاظ اعلان کر دیا ہے کہ جو کوئی صاحب یا دیگر چھاپنے یا چھپوانے کا قصد کرین بلا تامل چھپوائین ۔ چونکہ آپ کو اکثر ایسے نگینے کلام کی تلاش رہا کرتی ہے اور سر دست پورا دیوان چھپوانے مین وقت ہے ۔ لہذا التماس ہے کہ کم سے کم تھوڑے ہی تھوڑے اشعار اپنے اخبارون مین شایع فرما دیجیے کہ اور بھی شعراے نامی مستفید ہون اور مصنف صاحب کا بھی حوصلہ بڑھے ۔

دیوان نمبر ا

صفحہ ۴ ۔ سطر ۴ و ۵

واہ کیا ذات ختم المرسلین ہے
خاتم کا دست حق کے وہ نگین ہے
نعت اور ثنا سب بیان سے باہر
انسان ہو بھلا کب اوس سے باہر

سچ کہیے گا کیا دونون شعر موزون ۔ بلکہ موزون کے باپ ناموزون خان ہین یہ اشعار اوسی بحر مین ہین جس سے دنیا

کے شعرا عاجز ہو گئے ہین جسکو عربی زبان مین رزالہ یا لجبر کہتے ہین ۔ مصنف صاحب نے اس بحر مین اور بھی خامہ فرسائی کی ہے ۔ ملاحظہ فرمایئے ۔

کیا صفت آل اور اصحاب ہو
کیا ہے قدرت جو مع احباب ہو
گر چہ اس اک زبان کی ہووے ہزار
ہوئین سب ثنا خوان ہزار ہزار
حمد کا اوس کے کب شمار ہو سکے
ایک صفت بھی ہزار کر نہ سکے

صنایع بدایع ان اشعار کے جہان تک میرے فہم ناقص مین آئے ہین ملاحظہ ہون ۔ پہلا شعر آدھا تیتر آدھا بٹیر ۔ دوسرے شعر مین تین تین "ہزار" موجود جن مین سے ایک نہ ایک بلبل کے معنون مین ضرور مستعمل ہوا ہے ۔ تیسرا شعر بہ نسبت شعر اول و دوم کے زیادہ تر موزون جسکو فی الحال سرو موزون کہدینا زیبا ہے ۔ لیجیے صفت مین چمن بھی تیار ہو گیا اور جب نور بھی چہچہانے لگے ۔ ایسے ہی اشعار کے صلہ مین اکثر سلاطین "بلبل ہند" کا خطاب عطا کیا کرتے ہین ۔

یہ تو اردو شعر تھے اب عربی آمیز اشعار ملاحظہ ہون ۔ صفحہ ، سطر ا

نحمد اللہ خالق الاشیار
نشکر اللہ رازق الاحیار

"نشکر" نے اس شعر مین وہ لطف دیا ہے اور وہ معنی پیدا کیے ہین کہ چلتے و چلے ۔ چشم بد دور ایسے ہی مضامین سے تو بے چین ہو کر دیباچہ مین خود مصنف صاحب نے اس عبارت سے اپنی داد دی ہے ۔

"اگرچہ یہ شاہد نظم پیرایہ نزاکت شاعرانہ و کلام حلیہ صنعت فاضلانہ سے عریان نہین ہے الا لصنایع فصاحت زیور خوبی و لباس تازگی کے باہر بھی نہین ہے"

مصنف صاحب کی قابلیت اسی شعر سے ٹپک رہی ہے کہ جس شخص کا فی الواقع یہ شعر نظم کیا ہوا ہے اوس نے "نشکر" تصنیف کیا تھا جو مصنف دیوان بذل الثناء کے نزدیک محض ناموزون اور بے معنی تھا ۔ اب البتہ شعر کی بھی زینت ہو گئی اور معنی بھی درست ہو گئے ۔ مگر مین افسوس کرتا ہون کہ مجھکو کسی طرح "نشکر" سے دلچسپی نہین ہو سکتی خواہ مصنف صاحب کو اچھا معلوم ہو یا برا ۔

دوسرا شعر

حمد اوس کا شمار سے باہر
شکر اوس کا حساب سے باہر

کم بخت حساب ایسی ہی چیز ہے کہ اس قسم کے شعر کہنے مین اچھے اچھون کا قافیہ تنگ ہو جاتا ہے اس مین حق بجانب مصنف صاحب ہے ۔

تیسرا شعر

ذات پاک اوسکی واحد ہے و احد
صفت ہے لم یلد و لم یولد

ذرا مہربانی فرما کے اس شعر مین "واحد" سے "ہے" کو جلد اٹھا کے پڑھیے گا ورنہ بیچارے شعر کی ہڈیان پسلیان ٹوٹ جائینگی اور کہین صفت کی "ف" کو مفتوح نہ پڑھ دیجیے گا کہ سارا جوبن شعر کا اڑنچھو ہو جائے یہان "صفت" بسکون فا دینر کے مقابلہ مین مطلوب ہے ۔

خالق الارض والسموات ہے
عالم الغیب والحقیقات ہے
انما ربنا ہو اللہ ہو
الذی لا الہ الا ہو

افسوس ہے کہ کلکتہ مین ایسے ایسے پاکیزہ اشعار اور کلام شیرین موجود ہوتے بھی لنگڑے آم ڈھونڈھے جاتے ہین جو فی الواقع ان اشعار کے مقابلے مین لنگڑے ہین ۔ اگرچہ یہان بھی مصنف صاحب کو پہلے شعر مین دو جگہ "اینڈا" دکے اصلاح دینا پڑی مگر

دوسرا شعر جو خود مصنف صاحب کا نظر کیا ہوا ہے وہ کسی طرح پہلے شعر سے کم نہین ہے اور بڑا لطف یہ ہے کہ اللہ کی ہاے ہوز وقف مین داخل ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ کا مال تو سب بندون کے لیے وقف ہوتا ہے علاوہ بران ہاے ہوز مؤنث ہے اور اکثر عورتون کے حمل ساقط ہو جایا کرتے ہین پس ہاے ہوز کا ساقط ہونا بعید از عقل نہین ہے۔

معطی و منعم ہے وہ رب قدیر
اسم ہر خالق و صغیر و کبیر

داد رسے در ہے" اور واہ رے مصرع ثانی کس کس بات کی تعریف کی جائے کس کس لفظ کی داد دی جائے۔ فقرہ "ہر خالق" نے اور اوس کے ساتھ واو عطف نے تو وہ لطف دکہایا ہے کہ باید شاید۔ اسی سبب سے مجبور ہو کر مصرع ثانی کے معنی فی بطن الشاعر بلکہ ضد و وقف المصنف بند کر دیے گئے ہین۔ کہ کوئی شاعر چرا نہ نہ لے جائے۔ اور کیون نہ ہو کہ مصنف صاحب کو "ہر" کا لفظ ضلع بنارس سے "خالق" کی رعایت کے لیے اپنے ہاتھ لانا پڑا ہے۔ ہان البتہ مقطع کا شعر مل سکتا ہے اوس سے جس طرح دل چاہے استفادہ حاصل کیجیے۔ وہ یہ ہے۔

فرشتہ ہی یاد رکہ تو نام خدا
ہونہ پہر اوس سے تو کدہی گمراہ

اس شعر مین بہی بڑی بڑی صنعتین ہین۔ پہلی صنعت یہ کہ ہاے ہوز کے حذف کی نظیر ہاتھ آگئی۔ دوسرے یہ کہ "کدہی" نے تجنیس خطی کی آبرو رکہ لی۔ تیسرے یہ کہ بیچارے جامی کی روح خوش کر دی کہ ان کے شعر کے سبب سے وہ بیچارے بہی یاد آگئے۔ یہ وہی جامی ہین جن کو عجم سے ہندوستان مین آکر دو ہی چار برس مین زبان اردو شعر کہنے کا شوق چرایا تہا۔ چنانچہ یہ رباعی اون کی یادگار سے ہے۔

گاہ نہ گفتی کہ جب آئی تو بیٹھ
ہم کیا کرے اپنا کرم ہتی ہے
حیف ہمہ آرزو سے قلب من
گتیہ شد و پیش درت نتی ہے

باقی آیندہ

الراقم
خبط الحواس
(از مٹیابرج)

ناوک عشق

یہ ایک اوریجنل ناول سید عاشق حسین صاحب نے حال مین لکہا ہے۔ تاریخی بنانے کی غرض سے واقعات اوس زمانے مین جاکر ڈالے گئے ہین جب نادر نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے۔ اپنے ڈہنگ کے طرز بیان کو اچہی طرح قائم رکہا ہے۔ جو لوگ اونکے ناولون کو نظر شوق سے دیکہنے کے علاوہ ہین غالباً اون کو مایوسی نہ ہو بلکہ کیا عجب کسی قدر زیادہ ہی لطف ملے۔ لکہائی اور چہپائی کا اہتمام بہی اچہا کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ مقرر ہے جن کو خریداری منظور ہو بہوپ نراین صاحب تاجر کتب امین آباد لکہنؤ سے طلب فرمائین۔

توکل علیہ الرحمۃ

گرمی دن دونی رات چوگنی ہے۔ شب جمعہ کو آندہی تو نہین آندہی کا دیا؟ ضرور تہا۔ جو لوگ عرصے سے تپ مین مبتلا تہے آ؟ مرتے جاتے ہین خصوصاً بچے۔ شہر مین جدید آبادی کا سامان نظر آتا ہے۔ کلکتے سے فوجی کنٹرولر جنرل اور اجیٹن جنرل کے دفتر آنیوالے ہین۔ غالباً اون کے ملازمون کے واسطے چہاؤنی کی طرف جدید مکانات بنین۔

رسید زرمعہ شکریہ

عالیجناب سید محمد مہدی صاحب عرف اچہے صاحب — [illegible]
کشمیری ٹریڈنگ کمپنی — [illegible]
پروفیسر میا سنگہ صاحب — [illegible]
منشی گوبند پرشاد صاحب — [illegible]
عالیجناب نواب میر اصغر حسین صاحب — [illegible]
جناب احمد علی خانصاحب — [illegible]
جناب چودہری محمد حسین صاحب — [illegible]
جناب حکیم غلام نبی صاحب — [illegible]
جناب مولوی محمد بخش صاحب — [illegible]

قابل خرید روسا و امراء ملک

ایک طلائی گہڑی اعلے درجے کی نفیس۔ کمپ کے کارخانے کی بنی ہوئی۔ جو آج کل کمیاب ہے موجود ہے۔ وقت خرید سے استعمال نہین ہوئی۔ بالکل نئی۔ کسی قسم کا کوئی نقص نہین۔ نہ استعمال سے خراب ہوئی نہ کسی گہڑی ساز نے ہاتھ لگایا۔ قیمت معہ زنجیر طلائی دو ہزار پانسو روپیہ۔

ایک گاڑی بیل فٹن ساختہ کاریگران کلکتہ نہایت خوبصورت فیشن ایبل بالکل نئی معہ کل سامان کمپلیٹ قیمت چار سو روپیہ۔

جن صاحب کو خریداری منظور ہو دفتر اخبار ہذا سے خط کتابت فرمائین۔ اگر کسی صاحب کو معائنہ منظور ہو تو وہ بہی ہو سکتا ہے۔

المشتہر
منیجر اخبار اودھ پنچ

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تعریف فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خاص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر متیا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو مسٹر متیا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی عنصر کیمیاوی تیز نہیں ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ فی الحقیقت مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار متیا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خود رو دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال [illegible] تھے اسکی آنکھیں صدمے سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے پانی نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ نہیں پڑ سکتی تھی - اور دو ادنیٰ اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر متیا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے [illegible] کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک [illegible] کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی نہایت مشکور ہے [illegible] جوش طبیعت کے ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر دیکر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور بڑا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر فن مولا [illegible] تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم یعنی سرمہ میرہ سے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں -

راقم ڈاکٹر نراین سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری نکہت میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و کیلیپ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان فدائی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچ ہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا

رباعی

بات سید کی کچھ ایسی تھی کہ جسنے اوسکو
کاٹنا چاہا زمانے مین وہ پیس آپ گیا
کہتے پھرتے ہین یہ اب کانگریسی سب سو
مرگیا کون کا بوڑھا یہ چلو پاپ گیا

راقم
اے ح

مایوسانِ اولاد کو مژدہ

مشتہر ایک جیتا جاگتا۔ کھیلتا کودتا کماتا پیتا۔ اوٹھتا بیٹھتا۔ سوتا جاگتا۔ اکیس سالہ نوجوان آدمی ہے جو خدا کے فضل سے دنیا کے ہر فن و کمال مین طاق ہونے کی وجہ سے اپنے معاصرین مین بہمہ وجوہ ممتاز ہے۔ مشتہر ایک نہایت ہی شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کا سلسلۂ نسب مشتہر کے جوڑ توڑ اور قوت تخیلہ و ایجاد سے سلطان محمود غزنوی کے چچا کے سالے سے ملتا ہے۔ اس کے ثبوت مین مشتہر کے پاس ایک ایسا شجرۂ نسب موجود ہے جو اُس نے نہایت غور و خوض۔ و فکر و تحقیق کے بعد تیار کیا ہے۔ اپنے کمالات و فنون کے متعلق بھی مشتہر کو چند الفاظ کہدینے ضروری ہین۔ مشتہر کو علاوہ فن تماشبینی تیر انداز کی قمار بازی وغیرہ وغیرہ مین ید طولے حاصل ہونے کے کبوتر بازی۔ پتنگ بازی۔ ستار بازی۔ غرضکہ ہر بازی مین کمال حاصل ہے ان کی نسبت مشتہر اتنا عرض کرنے کی جرات کرتا ہے کہ مشتہر نے اپنی دریا دلی اور منصلہ بالا اعلے فنون کی تکمیل مین اپنے اُس کثیر التعداد روپیہ اور جائداد کو جو اوسکو ورثہ پدری مین ملا تھا بالکل برباد کر دیا ہے۔ اور اوس کے پاس اب اس قدر سرمایہ بھی موجود نہین کہ وہ اپنے دوزخ شکم کو بہرے پہلے کسی طرح سے بھر سکے۔ نظر برین توجیہ مشتہر کو ایک ایسے ذی مقدور شخص کی ضرورت ہے جو اوسکو نہایت خوشی کے ساتھ متبنے بنا سکے۔ اور جس مین صفات ذیل و شرائط ذیل ہون۔

متبنے بنانے والے کے لیے یہ لازمی ہے کہ علاوہ بیس پچیس لاکھ روپیہ نقد ہونے کے اوس کے پاس پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ کی جائداد موجود ہو۔ اس کے ساتھ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ اس تمام جائداد و روپیہ پر بلا تصرف غیرے دخیل ہو۔ اور اوس کا کوئی وارث ایسا موجود نہ ہو جو اوس کے بعد نسخہ رسبت مقدمہ بازی شروع کردے کیونکہ مشتہر باوجود تمام بازیون کے پسند کرنے سے اس خاص بازی سے سخت متنفر ہے۔ اگر احیاناً ایسا وارث موجود ہے تو متبنے بنانیوالے کا یہ فرض ہوگا کہ وہ تمام جائداد مشتہر کے نام اپنے حین حیات بہ ثبات عقل و ہوش ہبہ کردے۔ اس بات کی بالکل ضرورت نہین کہ متبنے کرنے والا کسی شریف خاندان سے ہو۔ اس لیے کہ مشتہر کی شرافت خاندانی اس قدر وسیع اور زیادہ از ضرورت ہے کہ وہ اپنی روشنی اور پرتو متبنے بنانے والے پر ڈالکر اوسکو نہایت آسانی سے نجیب الطرفین بنا سکتا ہے۔ مشتہر کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے متبنے بنانے والے کے تمام روپیہ اور جائداد کو جس طریقہ سے چاہے خرچ کرے۔ اور اس امر مین کوئی شخص اوسکو منع کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

ان تمام شرائط کے ساتھ مشتہر اپنا طرز روش اور سلوک اس قدر سعادتمندانہ رکھیگا کہ وہ اپنے متبنے بنانے والے کی وجہ سے اپنے موجودہ مکان کو بالکل چھوڑ کے اون کے مکان پر آرہے گا۔ اور اونکی تمام جائداد اور روپیہ اور مکان کو خاص اپنی

ملکیت تصور کرے گا۔ مشتہر اپنے متبنے بنانے والے کو اپنی سعادتمندی کی وجہ سے اس امر کی بھی تکلیف نہ دے گا کہ وہ اوسکی شادی کرنے کی جھیپکیون مین پڑین۔ اس لیے کہ اون اغراض کو پورا کرنے کے لیے جو شادی سے متصور ہین مشتہر کے پاس ایک درجن سے زیادہ ہی زیادہ دل خوش کن اسباب وقت موجود رہتے ہین۔

مشتہر کو امید ہے کہ ان تمام آسانیون اور سہولتون کو ملاحظہ فرما کر اکثر وہ حضرات جو اولاد پیدا ہونے سے بالکل مایوس ہوگئے ہین۔ نہایت شوق کے ساتھہ اُفتان وخیزان مشتہر کو متبنے بنانے کے لیے دوڑین گے۔ جس کے لیے تمام درخواستین توسط اڈیٹر اودھ پنچ مشتہر کے پاس بہت جلد پہونچ جانی چاہیئین۔

المشتہر

ہمدرد مایوسان اولاد

بقلم ندیم

اخوان الصفا

نمبر ۴

نواب سنہ ۹۲ء

آج جن صاحب کا ذکر خیر ہمارے اوس اشہب قلم پر جس نے عنوان بالا کے تنگ میدان ہی مین اپنی خوش فعلیون اور چہل کود سے زمانہ بھر کو چراغ پا کر رکھا ہے تازیانہ کا کام کر رہا ہے۔ ایک ایسے ہمہ صفت موصوف بزرگ ہین کہ اون کے احباب بلکہ یون کہیے کہ اون کے حوارین اون کو اوسی عزت اور تقدس کی نظر سے دیکھتے ہین جس سے کسی برگزیدہ پیر کے مرید جو ہر وقت ہر لحظہ ہر گھڑی ع

پیران نمے پرند مریدان مے پرانند

کے مصداق بننے کے لیے تیار رہتے ہین اپنے بزرگ پیر کو دیکھتے ہین۔

غالباً ہمارے ناظرین اوس سرخی کو جو ہمارے بلبل مضمون کی نزاسہ استان ہنقار بنا ہوا ہے۔ ہمارے ہیرو کا اسم گرامی تصور فرمائین۔ لیکن اون کا یہ خیال اوسی قدر غلطی پر مبنی ہے جس قدر کہ کسی جانباز اور وفا کیش عاشق کا باوجود ہر گھڑی جور وستم سہنے کے اپنے پر جفا معشوق کو باوفا تصور کرنا۔

ہمین افسوس ہے کہ نواب صاحب کے اصلی نام نامی سے ہمین بھی واقفیت نہین لیکن اتنا ضرور کہہ سکتے ہین کہ نواب سنہ ۹۲ء ایک معزز لقب ہے۔ جو قدردان پبلک نے ایک ایسی خاص اور عزت افزا وجہ سے عطا فرمایا ہے جس کا تذکرہ ہم آئندہ نواب صاحب کی سوانح عمری مین کرنے والے ہین۔

جیٹھہ سُدی اشٹمی سوموار کے روز بارہ بجکر تین منٹ ساڑھے پانچ سکنڈ گزرے تھے اور گرمی کی حرارت اور شدت اپنا دور دورہ کسی ایسے سردمہر معشوق کی گرمی حسن کی جھلک دکھا رہی تھی۔ جس کے مزاج اور طبیعت کو مقیاس الحرارت کا پارہ مشرقی ومغربی۔ غرضکہ ہر قوم کے افراد کے ساتھہ اوس پر لذت اور خوشگوار صحبت۔ ملاقات اور میل ملاپ سے اپنے انتہائی درجے پر پہونچ گیا ہے۔ جس نے اوس معشوق کے دست سیمین کی حفاظت مین۔ ع

برگ سبز ست تحفۂ درویش

پر عمل کر کے ایک سبز شاخ نیم کو نہایت ادب کے ساتھہ دیدیا ہو اور اوسکے ساتھہ ہی سدا سہاگن اور ہمیشہ ہری بھری رہنے کی دعائے خیر سے یاد کیا ہو۔

آفتاب کی سخت تپش اور چلچلاتی ہوئی دھوپ مین فضاے آسمانی مین چکر لگانے والی اور دنیا میں بلیشن اور صفائی مین ایک اعلے اور قابل قدر مدد دینے والے مادہ جانور نے بقول ہمارے دقیانوسی بزرگون کے ع

شاید کہ ہمین بیضہ برار د پر و بال

پر عمل کر کے اوپر ہی اوپر آسمانی لوگون کی طرح اپنے سفید اور خوشنما بیضون کی بھرمار کرنی شروع کر دی تھی اور اپنی چیخون سے زمانہ سر پر اوٹھا لیا تھا۔ موسم کی یہ حالت تھی کہ اس ساعت سعید مین ہمارے نواب صاحب نے مارے گرمی کے حجرۂ عدم سے دریچۂ وجود مین مُنہ نکالا۔ والدین بیچارے نہایت عسرت کے ساتھہ بسر کرتے تھے۔ اپنے اس کلیجہ کے ٹکڑے کی آمد آمد سے اس قدر خوش ہوئے کہ اُنہون نے اپنے رہنے کا عالیشان جھونپڑا بھی اپنے مہربان لالہ ٹنکا دہشاک ساہوکار کے حوالہ کر دیا۔ جو اون کے محلہ مین پڑوسیے کے معزز پیشہ کو اس قدر اعلے درجے کی ایمانداری اور راستبازی سے انجام مین لاتے ہین کہ ۸ روپیہ کی چیز کے دو روپیہ لے لینا اون کے بائین ہاتھہ کا کھیل تھا اگرچہ والدین کی حالت ناگفتہ بہ تھی لیکن بچپن ہی سے نواب صاحب کی بے شکن اور تنگ جبین مبارک پر امارت اور ہونہاری کے آثار نمایان رہتے تھے۔ ع

بالاے سرش زہوشمندی

میتافت ستارۂ بلندی

تھوڑے ہی عرصہ مین اونہون نے مکتب کے میانجی کو اپنے دنگہ فساد دھینگا مشتی اور زد وکوب سے اس قدر خوش کیا کہ میانجی نے بھی اپنے سعادتمند شاگرد کو اس قدر محنت کے ساتھہ تعلیم دی۔ اور

ملے رہو تو یہ چاٹین ہین

نواب صاحب کو اس قدر تکمیل تعلیم کے بعد مکتب چھوڑنا پڑا کہ وہ اپنا نام نامی معہ چند شکستہ الفاظ کے نہایت غور و تدقیق کے ساتھ اپنے دست مبارک سے تحریر فرما لیا کرتے تھے۔ اس قابلیت پر بھی افسوس نواب صاحب کو عرصہ تک حالت غربت مین بسر کرنا پڑا۔ لیکن چند روز بعد ہی اون کو ایک نہایت ہی قریب رشتہ دار یعنے پھوپھی کے مرحوم خاوند مغفور داماد کے برادر بھتیجے کے بھائی کے انتقال کا صدمہ اوٹھانا پڑا۔ مرحوم ایک معقول جائداد کے مالک تھے اور سوائے نواب صاحب کے اون کے اور کوئی وارث بھی نہ تھا۔ اتنے پر بھی اکثر حضرات نے اون کی حق تلفی کرنا چاہی۔ اور نواب صاحب کو چند روز تک مقدمہ بازی کے ناگوار اور روح فرسا مشقت شاقہ اوٹھانی پڑی جس مین اکثر موقعون پر اون کو اپنی زبان صدق التیام سے کذب و دروغگوئی کے علاوہ چند تیار نے کاغذات کی دقیانوسی ہیئت کذائی کو ایک نئے پیرایہ مین لانا پڑا۔ ناظرین تصور فرما سکتے ہین کہ ان تمام کارروائیون مین نواب صاحب کو کس قدر دقتین اوٹھانا پڑی ہون گی۔ لیکن

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

انجام کار ہمارے نواب صاحب کو فتح کامل حاصل ہوئی۔ سنہ ۹۲ء کے غالباً یہ ابتدائی مہینے تھے۔ کہ یکایک نواب صاحب کی رنگت اون چھوٹے اور خوشنما جانور کی سی ہوگئی جو اپنے خوب صورت مختلف رنگ بدلنے کی وجہ سے خاص و عام چھوٹے بڑے سب مین مشہور ہے۔ آناً فاناً مین پرانی جوتی۔ پھٹی ٹوپی۔ اور میلے کچیلے کپڑے۔ نئی ٹاٹ بانی جوتی نیس اور ٹوپی اور زرین کپڑون مین تبدیل ہوگئی۔ جھونپڑا عالی شان محل اور پا پیادگی کا تام جھام رگمینٹ اور جوڑی مین مسئلہ تناسخ کی رو سے آواگون ہوگیا۔ تنہائی کے بجائے مصاحبین کے ایک عظیم الشان لشکر نے اپنا دل خوش کن شنہ دکھلایا۔ جن کی ایک نہایت ہوشیار اور پر مغز ٹکڑی نے ہمارے نواب صاحب کے ایسے طائر دل کو جو عزلت نشینی اور سنجیدگی مین دنیا کے تمام جانورون سے بڑھا ہوا تھا۔ ایک ایسے طرحدار معشوق کے دام کاکل مین پھنسا دیا۔ جس کی ترچھی نظرون۔ گول مول جسم اور سیاہ و شوخ رنگت نے ہمارے بھولے نواب صاحب پر اپنا فوری برقی او مقناطیسی اثر پورے طور پر پہونچا دیا۔ ڈورے ڈالنے اور محبت کے پتنگ بڑھانے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور ایک روز آخرکار نواب صاحب کی معشوقۂ پری تمثال پہلوے حور مین لنگور کی طرح نواب صاحب کے آغوش مین جو آغوش لحد سے کم نہ تھی آ براجین۔ یہ تمام واقعات یکے بعد دیگرے سنہ ۹۲ء مین وقوع مین آئے۔ اور اسی وجہ سے قدردان پبلک نے ہمارے نواب صاحب کو نواب سنہ ۹۲ء کا سفرز خطاب عطا فرمانے کی جرات کی۔

اس مین کوئی شک نہین کہ نواب صاحب کی معشوقہ کے شتر غمزون۔ گینڈے کی بھبکیون الھڑ پنے کی حرکتون اور اعلیٰ حسن و جمال نے نواب صاحب کے دل پر یہان تک اثر کیا تھا کہ اون کی فطرتی فیاضی نے اپنے قدم اب اور بھی ہر طرف بڑھانے شروع کیے اور ایک ماہ کے اندر ہی اندر وہ عظیم الشان جائداد جس کی قیمت لوگون نے اپنی راے مین زیادہ سے زیادہ پونے دو ہزار ایکسو دو روپیہ چار آنہ تین پائی تبائی تھی اس طرح سے پھونکر ہوائی جیسے ع

گر بارہی برد عزیز ست

کے سرت سینگ۔ اس کے علاوہ قرض کا ایک بڑا بھاری بوجھ نواب صاحب کے دوش مبارک پر بلا گناہ کی طرح سوار ہوگیا۔ ایسی حالت مین نواب صاحب کی معشوقہ نے اپنے شمع سوز حسن کی لو اور شوقین حضرات کے تاریک کلبۂ احزان کو منور کرنا شروع کیا۔ جس کی روشنی نے ہمارے نواب صاحب کی گریہ نما آنکھون مین اس قدر خیرگی پیدا کر دی کہ اونھون نے نہایت شجاعت و جرات سے اپنی معشوقہ پری تمثال کی ننھی منھی مبارک پرائی طرح بے خوفی کے ساتھ دست دراز کیا جیسے کوئی سپاہی اپنے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر تلوار آبدار سے لیمون پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔ افسوس اس بہادری کے بعد ہمارے نواب صاحب کو بادل ناخواستہ اپنا وطن مالوفہ چھوڑنا پڑا۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نواب صاحب کی کجکلاہی۔ خودداری۔ سیر چشمی اور

CHAMBERLAINS
COUCH REMEDY

چیمبرلینس کف رمیڈی
(چیمبرلین صاحب کی کھانسی کی دوائی)
(امریکہ مین بنائی ہوئی)

ہر قسم کی کھانسی زکام۔ نزلہ بچون کی کھانسی کالی کھانسی سل۔ گلے کی کھرکھراہٹ۔ اور ہر وقت کی تھوڑی تھوڑی کھانسی کو بالکل دفع کر دیتی ہے۔ امریکا مین تمام ڈاکٹر اسکا استعمال کراتے ہین۔ ایک مرتبہ اسکو آزمایئے اور صحت پایئے۔

قیمت چھوٹی بوتل ۔۔۔۔۔۔ ایک روپیہ
بڑی بوتل ۔۔۔۔۔۔ دو روپے

تمام انگریزی دوائی فروش فروخت کرتے ہین

FORSALEBYW.C KIDD

خاندانی امارت و ریاست نے اون کا اب بھی پیچھا نہ چھوڑا - اور اس قدر مجبور کیا کہ باوجود تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لینے کے اونھین سکنڈ کلاس مین سفر بصورت سقری تکالیف اوٹھانی پڑی - جس کی وجہ سے افسوس کہ مشکلین اسٹیشن پر اون کو بہ حسب ملازمان ریلوے کی سخت و سست سننے کے علاوہ ظالم پولیس کے زبردست پنجۂ موت سے ہزارہا قسم کی مصیبتین اوٹھانی پڑین - جو ایک شکاری کتے کی طرح اون کے پیچھے پیچھے تھی اور جس سے جناب نواب صاحب کو باوجود ہر فن مین طاق ہونے کے خفت اور کفش کاری کے صدمے اوٹھانا پڑے -

شاید عام حضرات کی معمولی عزت کے لیے یہ تمام باتین ہتک کا باعث ہون لیکن خدا کے فضل و کرم سے ہمارے نواب صاحب کی عزت کا زینہ اس قدر بلند اور بارفعت ہے کہ اس قسم کی خفیف اور چھوٹی چھوٹی باتون سے اون کی اعلےٰ خودداری اور عزت کے صاف و شفاف آئینے مین بال پڑنا تو درکنار کسی قسم کا غبار بھی نہین آیا -

اور اب ہمارے نواب صاحب نہایت عزت و حشمت کے ساتھ نجوزاری عالیشان مکان مین اپنے اکثر مصاحبون کے ساتھ بے غل و غش زندگی گذار رہے ہین - ع

پورے ہین وہی لوگ جو ہر حال مین خوش ہین

راقم

ندیم

"دلگداز - نسیم سحر - اور اصلاح"

نمبر ۳

شور واعظ کم نہین ہوتا ہے تو للکار دے

اک ذرا اے قلقل مینا بلند آواز سے

تتمہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اب ہم ایڈیٹر اصلاح کے نوٹ پر نظر ڈالتے ہین جو اونھون نے باروی قاضی صاحب کے مراسلہ پر دیا ہے - وہ لکھتے ہین :—

" آپ کی پُر تاثیر تحریر نے میرے دل پر وہ اثر کیا کہ اگر مخموری کی عادت نہ ہوتی تو میری ضرور وہ حالت ہوتی جس کے بعد پاگل خانہ کی ہوا کھانی پڑتی "

اجی جناب نہ کوئی بات نہ کچھ اصل نہ بنیاد - آپ کو اس قدر بدحواسی کیون ہے شرر نے اتفاق اور بلند نامی اسلام کے خلاف اب تک کچھ نہین لکھا - وہ ہمیشہ سے اسلام کے محب - دین کے خیر خواہ - قومی تعصب اور تفریق کے شائق اور قوم کے مردہ قالب مین قومیت کی نئی روح پھونکنے والے ہین - ایڈیٹر نسیم سحر کے سے چند ہوا پرستون کی باد ہوائی باتون مین آکر آپ شرر سے بدگمان ہوتا اور " ان بعض الظن اثم " کو یاد رکھین -

تاریخی صحیح واقعات کو بعنوان ناول لکھنے کے موجد شرر نہین ہین بڑے بڑے حکما و عقلا نے اصلاح قوم - تہذیب اخلاق اور تاثیر مواعظ کی غرض سے یہ طریقہ جائز رکھا اور اختیار کیا ہے - شرر نے اسلام کی بیخ کنی اور خاندان نبوت کی توہین کب اور کہان کی - ذرا وہی ایک شائین تش کیجیے - " خاندان نبوت " کے عنوان سے جس مضمون کو آپ لکھتے ہین کہ فلان مولوی صاحب نے اوس کی تردید کی اور علما نے فتواے فسق دیا - اوس کی غلط فہمی کا پردہ اون کے دوسرے مضمون نے اچھی طرح کھول دیا تھا - آپ اوس قصہ پارینہ کو یاد کر کے اصلاح اور اوس کے بھولے بسرے ناظرین کے لیے بلی شادی اور بیجا نہین - شرر کے حسن نیت - جوش مذہبی اور حمیت اسلامی کا اندازہ کرنے کے لیے دلگداز کی کسی گذشتہ جلد مین وہ مضمون بغور و انصاف پڑھ لیجیے جو اسلام اور تفسیر پر اونھون نے لکھا تھا - اور انصاف کیجیے کہ ایسا نیت اور خیال کا آدمی توہین دین کب روا رکھ سکتا ہے افسوس ہے کہ ایڈیٹر نسیم سحر کی طرح آپ بھی ناول اور لایف کا فرق نہین جانتے - اور یا این ہمہ جہل بسیط در فن تاریخ و علم الانساب ہم پہ طعنے دے وارند چنانچہ آپ فرماتے ہین :—

" مگر حضرت رباب والدہ سکینہ کا ناول اوسی آب و تاب سے نکل رہا ہے جس پر شاید کسی مسلمان نے بھی تک توجہ نہین کی - اور شاید ہمارے لایق ایڈیٹر منشی قدرت احمد صاحب نے بھی خیال نہین کیا " ع

گریہ شاشید و گفت باران است

ایک مشکوک اجتہادانہ تھا مگر زمانہ کی ترقی نے اوس باران کو طوفان بنا دیا - جس مین ایڈیٹر

اصلاح اپنے ساتھ ایڈیٹر سیم محرکو بہی لیے ڈوبتے ہین۔ اپ نے اوس عورت کو والدہ جناب سکینہ سمجھ لیا ہے جس کا ذکر ناول کے صفحہ ۱۱۱ مین ہے۔ اجی مولینا۔ جس رباب کا ذکر ناول مین ہے وہ سردار قبیلہ بنی تمیم قیس بن عاصم کی بیٹی تہی جو والی ارض حیرہ کے سامنے بندیون مین لائی گئی تہی۔ اور جو رباب جناب سکینہ کی والدہ ماجدہ تہین وہ امراء القیس بن عدی کلبی کی صاحبزادی تہین۔

ناول مین ہجرت نبوی سے تخمیناً چالیس برس پیشتر کے واقعات ہین اور جناب رباب کا عقد حضرت خلیفہ ثانی رض کے عہد عدالت مہد مین جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوا تہا۔ نام کے اتحاد سے آپ نے زمانہ۔ خاندان قبیلہ سب کو ایک کردیا۔ اگر یہ محض سہو نظر ہے تو خیر آئندہ را احتیاط۔

شرر کے مضمون پر مسلمانان حیدرآباد کا متفقہ جوش۔ تیسری تحریر کا روک دیا جانا۔ اسی تحریک کی بدولت شرر کا معزول ہونا۔ یہ خبرین اب تک ہم نے کسی اخبار مین نہین دیکھین۔ اور سچ ہونے پر بہی ان باتون کو جاہلانہ شور و شغب اور شعر فہمی عالم بالا سے زیادہ نہین سمجھ سکتے

آپ نے جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک ارشاد مشارق الانوار سے نقل کیا ہے۔ مگر کیونکہ سیاق و سباق غائب مورد اور محل کا پتہ نہین۔ بالکل لا تقربوا الصلوۃ۔ مضمون ارشاد یہ ہے :—

"کہ سکینہ معرفت الٰہی مین ایسی مستغرق ہے کہ قابلیت تزویج نہین رکہتی"

تاریخ دانی۔ حدیث خوانی۔ اور ادارت اصلاح کے منصب سے آپ کا فرض یہ تہا کہ پورا ارشاد نقل کرتے اور کتب سیر سے یہ ثابت کر دکہاتے کہ جناب سکینہ اس ارشاد کے موافق ہمیشہ ناکتخدا رہین۔ خود جناب امام حسین علیہ السلام نے اون کا عقد اپنے بہتیجے عبد اللہ بن حسن سے نہین کیا۔ اور عبد اللہ بن حسن کے بعد مصعب بن زبیر۔ عبد اللہ بن عثمان خرامی۔ زید بن عمرو بن عثمان عفان کو اون کی زوجیت کا شرف حاصل نہین ہوا۔ اور جن مورخین نے یہ حالات بیان کیے ہین وہ سب کے سب غیر موثوق اور غیر معتبر ہین۔ اب بہی اپنا فرض ادا کرنا ہے تو صحیح صحیح واقعات زندگی لکھ ڈالیے۔ اور ولگداز کے ساتھ مشہور تواریخ پر خط نسخ کہنیچ دیجیے۔ ورنہ خیر ہم اپنی کریم النفسی سے اس پر عمل کرین گے۔ ؎

ترا بہ سادہ دلی ہاے تو توان بخشید
کہ جرم کردی و امید آفرین داری

آخر مین ہم ایڈیٹر اصلاح سے صرف یہ کہنا چاہتے ہین کہ اس نادان اور معصوم بچی (اصلاح) کو جو ابہی آپ کے آغوش تربیت مین پل رہی ہے تلقات اور تعصب کے گرم و سرد سے محفوظ رکہنا آپ کا پہلا فرض ہے۔ اگر میان قدرت اللہ صاحب مضطر کے سے چند نادان دوستون کی گرمجوشی اور آپ کی معصومانہ سادہ دلی سے خدانخواستہ زمانہ کی ناموافق ہوا لگ گئی تو اس کا پہولنا پہلنا سخت دشوار ہوجائے گا۔ اور آپ اپنی عزیز زندگی یون کا ثمرہ پانے کے بجاے تصنیفی دُنیا مین بیہودہ اور غفلت شعار مشہور ہونگے۔ عرب اور عجم کے مورخون کی سڑی گلی ہڈیان کہودنے اور اون کی غلطیان نکالنے سے زیادہ اچہا اور مفید مشغلہ مذہبی۔ تاریخی اور اخلاقی اصلاح کا یہ ہوگا کہ شعرا سے ہند اور شعرا کی ہزلیات۔ غلط بیانیات اور افترا پردازیان قوم کو دکہائی جائین جن مین نہ تاریخ کی اصلیت ہے نہ حدیث کی صحت۔ بلکہ محض شاعری۔ قصہ خوانی اور افسانہ گوئی کے رنگ مین صدہا غلط واقعات اور بے اصل اقوال خاندان عصمت و طہارت کی طرف منسوب کیے جاتے ہین۔ مثلاً یہی جناب سکینہ ہین جن کے حالات زندگی شرر نے قدیم تاریخون سے دلچسپ اور مستند الفاظ مین لکہ کر اون کی اعلےٰ قابلیت اور عمدہ مذاق سے پبلک کو آگاہ کیا۔ اور میان مضطر صاحب کی تقلید مین آپ نے شرر کو بے ادبی اور غلط بیانی کا الزام دیکر عوام کو شرر سے بدگمان اور خواص کو اپنے آپ سے متنفر کرکے اصلاح کی جان پر ظلم روا رکہا۔ اس فضول بکواس اور نکتہ چینی کے عوض اگر آپ صرف اوس مشہور غلط فہمی کی اصلاح کرتے جو مرثیہ گویون اور نوحہ خوانون نے

جناب سکینہ رضہ کے کربلا مین صغیر السن ہونے اور قید خانہ مین وفات پانے کے متعلق پھیلا رکھی ہے۔ تو تاریخ اور حدیث پر کتنا بڑا احسان اور تصحیح تاریخ کا فرض کس خوبی سے ادا ہوتا۔ ایسے اہم اور ضروری شغلہ اصلاح کو (جس مین نہ فقط نیک نامی دُنیا بلکہ اجر آخرت بھی متیقن الحصول ہے) ترک کرکے دلگداز اور مرقع عالم وغیرہ رسالون اور ناولون کے مضامین پر شرارت آمیز حملے کرنا خلاف شان اور بے سُود ہی نہین بلکہ اصلاح کے نام سے افساد کا ثبوت دینا ہے۔ ہماری یہ صلاح اگر مفید ہو تو لیجیے ورنہ آپ جانیے۔ ؎

عرق نشستہ زنیدم رُخ نکوے ترا
زمن مرنج کہ مے خواہم آبروے ترا

راقم
بے خود
بقلم حضرت مصلح المصلحین

سرکوبی ملا شکم

۱۴ - اپریل حال کو آپ کے پرچے مین ایک صاحب فرماتے ہین کہ آپ شکم بغاوت شکم (معدہ یا پیٹ) سے پریشان خاطر اور ناخوش ہوکر مناسب پالیسی ریاست فرماتے ہین۔ لہذا بندہ درگاہ ایک نسخہ خوان نعمت شاہنشاہی سے نکالکر شایع کرتے ہین۔ اگر حسب ہدایت یہ ہانڈی دمادم طیار ہوگئی تو وہ دم کی گولیون سے زیادہ بکار آمد ثابت ہوگی معلوم ہوتا ہے ہمارے حضرت کا شکم صرف شکم نہین رہا ہے بلکہ ملا شکم ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فصل مین یون بغاوت پر کمربستہ ہوگیا ہے اور اپنے قرب و جوار مین مادہ بغاوت مثل اخلاط اربعہ پھیلا رہا ہے۔ پس بجز اسنے دقیانوسی خیال کی پالیسی جو

"در مایۂ عیش آدمی شکم ست"

کے اصول پر مبنی ہے یک قلم ترک کرنا چاہیے۔ اور کسی قسم کے گڑگڑانے (بالکسر یا بالفتح) پر کان نہ دہرنا چاہیے بلکہ جدید فارورڈ پالیسی ع

شکم بند دست است و زنجیر پاے

کے مطابق اختیار کرنی چاہیے۔ اگر یہ انتظام پہلے سے ملحوظ رکھا ہوتا تو ہرگز یہ نوبت نہ آتی۔ بیجا نوازشون سے طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلا کے۔ اوس کی بے تمیزیون پر خاک ڈال کے پیٹ کو سر چڑھایا۔ اوس کے دماغ مین ہوا بھری۔ پھولے نہ سمایا۔ پھر اب اگر ایک آدھ فاقے پر وہ بگڑ کھڑا ہوا اور نمک کم ہونے پر ترش رو ہے تو کیا بیجا ہے۔ اب اس شورہ پشتی کی سزا سے تلخ نصیحت کرنی چاہیے تاکہ آیندہ کے واسطے دانت کھٹے ہوجائین۔ یعنے حب السلاطین یعنے بندوق کی گولیون اور توپ کے گولون کا مسہل دے دیا جاے۔ سارا مادہ فاسد ایک دم سے دُم کے راستے خارج ہوجاے گا۔ اگرچہ اس کے ساتھ کچھ مادہ صالح بھی نکلے گا۔ طاقت اصلی (خزانہ) کم ہوگی اور ضعف پیدا ہوجاے گا۔ مگر فوراً طاقت عود کر آئیگی اور سارا انتظام جسمانی ٹھیک ہوجاے گا۔

راقم

اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب
شبے ز معدہ سنگی شبے ز دل تنگی

اطلاع بخدمت نامہ نگاران

بیڈ سب - عالمانہ اور محققانہ بحث مدلل چاہیے جو کچھ بیخود نے لکھا ہے اوسکی تردید تاریخی واقعات اور مستند جوابون سے فرمائیے پنچ بکمال مسرت شایع کریگا آپکے اس مضمون مین بجز اظہار مخالفت کوئی دلیل نہین

فدوی غوث سید - سر سید مرحوم نے بعنایت الٰہی اچھی عمر پائی۔ انکے مخالفونکو اونکے خیالات سے مخالفت کی کافی مہلت ملی۔ اب اونکے انتقال کے بعد انکے خیالات کی تردید فضول مشت بعد جنگ - اور خلاف شجاعت ہے۔ بہتر ہے منتظمان کالج کو صلاح نیک سے مدد دیجیے

رسید زر معہ شکریہ

جناب احمد بشیر حسین صاحب	عہ
شیخ عنایت اسد صاحب	۱۴؍
جناب سیٹھ رگھبر دیال صاحب	۵؍ عہ

قابل خرید رؤسا و امراء ملک

ایک طلائی گھڑی اعلے درجے کی نفیس۔ کمپنی کے کارخانے کی بنی ہوئی جو آج کل کمیاب ہے موجود ہے۔ وقت خرید سے استعمال نہین ہوئی۔ بالکل نئی۔ کسی قسم کا کوئی نقص نہین۔ نہ استعمال سے خراب ہوئی نہ کسی گھڑی ساز نے ہاتھ لگایا۔ قیمت معہ زنجیر طلائی دو ہزار پانسو روپیہ

ایک گاڑی سیل فٹن ساختہ کاریگران کلکتہ نہایت خوبصورت فیشن ایبل بالکل نئی معہ کل سامان کمپلیٹ قیمت چارسو روپیہ۔

جن صاحب کو خریداری منظور ہو دفتر اخبار ہذا سے کتابت فرمائین۔ اگر کسی صاحب کو معائنہ منظور ہو تو وہ بھی ہوسکتا ہے

المشتہر
منیجر اخبار اودھ پنچ

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سوزانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ناموز ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پڑوال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سُرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ مشہور ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے صرف دو روپیہ ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ صرف تین روپیہ ۔ خاص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ **المشتہر** پروفیسر شیاسنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو مسٹر شیاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے ۔ آنکھون سے بہت پانی کا جانا ۔ دھند ۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ۔ ناخونہ ۔ باہر او راندر کی جھلی کا زخم از لعاب سپید پیدا کرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ سنگھ صاحب بہادر ایم ۔ بی ۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ ۔ امرتسر ۔

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار شیاسنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے ۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں مین خود فرود نے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال اُلٹے تھے اُسکی آنکھین جسمے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھین ۔ انمین سے کثرت سے پانی نکلتا تھا ۔ اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگہ بھی نہین پڑسکتی تھی ۔ اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی ۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے مرض کو رسی کلی سے نجات پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

(۳) جناب پروفیسر شیاسنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی نور لال کی آنکھوں مین جالا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہوگیا بعد پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض عاکو بہی بتبعہ بھی بقصد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہین رہسکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو سستی قیمت پر بنا کر خاص عام مخلوق خدا پر مبہت احسان اور … آپ کو مہربانی … لہذا … ۔

ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو ۔ ب اکسیر ملکہ حیات چشم د سرمہ میرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دین ۔ راقم ڈاکٹر نراین سنگھ اسسٹنٹ اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب بہادر و کیلیٹ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھندلا و کمی طاقت ہماری چشم مین ہے ۔ ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین ۔ دستخط سردار صالح محمد خان قندہاری شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام ۔ اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سند مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک بھی نقلی ثابت کردے اسکو … پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور الائنس بینک مین تاریخ … ۱۸۹۵ء کو جمع کیا …

سر سید

بہار آئی ہے غم کی یاد دہ خون جگر لانا
گیا سید کے دم کے ساتھ دور زندہ بگانی آ
رئیس کول ہوئے دیکھ کر سید کی میت کو
یہ لیڈر مر گیا بس ہو چکا یارون کا اترانا

ہماری باتین ہی باتین ہین سید کام کرتا تھا
نہ بھولو فرق جو ہے کہنے والے کرنے والے مین
کھے جو چاہے کوئی مین تو یہ کہتا ہون اے اکبر
خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

مزیدار گلچپ

نمبر ۱

(خواب و خیال)

پدر بزرگوار پرانے ایشیائی - میان صاحبزادے - نئے مہذب

(پدر بزرگوار) صاحبزادے - ذرا ادہر تو آنا -

(صاحبزادے) حاضر -

پ - تم جانتے ہو کہ اب تمہاری کیا عمر ہے

ص - ہان - یہی کوئی دس بارہ برس کی -

پ - نہین - کل ہمارے دوست پنڈت جوتشی پرشاد تمہارا زائچہ دیکھ کر کہتے تھے کہ اب میان صاحبزادے کی عمر اٹھارہ برس کی ہے -

ص - بالکل غلط - سراسر لغو - ناممکن - محال کیونکہ ابھی تو مین محض امرد - نابالغ - چہرے پر کچھ بھی سبزہ آغاز نہ ہوا نہ مونچھون کا ایک بال نمودار - اور یہ امر فعال طبیعی - نشو و نما سے انسانی اور نیچر کے بالکل خلاف ہے - کہ اٹھارہ سال تک مونچھون کے بال نمودار نہ ہون - جن کی مجھے بے انتہا خواہش ہے -

پ - لیکن پنڈتون کی باتین کبھی غلط نہین ہوتی ہین -

ص - یہ آپ کا محض واہمہ ہے - الدواہم خلاق مسلم -

پ - خیر اسے جانے دو - تم نے تو بہتیری کتابین پڑہی ہون گی اور معلوم نہین کیا کیا الم غلم یاس بین کیا ہوگا - یہ بتاؤ کہ خواب کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے -

ص - مین نے اس مسئلے پر بارہا غور کیا ہے مین ڈاکٹری اقوال سے کامل اتفاق کرتا ہون کہ خواب یا بہ لفظ دیگر نیند طبع حیوانی کا ایک فعل ہے جو دن بھر کی ریاضت - محنت - تھکاوٹ - اور ماندگی کے دور کرنے - اور تمام مجہول و پژمردہ اعضاے باطنی اور ظاہری مین (بشرطیکہ اعتدال سے کام لیا جائے) نئے سرے ایک تازگی بخش روح پھونکنے " در چست و چالاک بنانے مین فطرتاً کبھی قاصر نہین رہتا -

پ - مین نے تم سے خواب کے معنی اور مفاد نہین پوچھے - میری غرض اوس خواب سے ہے جو انسان کو نیند کی حالت مین دکھائی دیتے ہین -

ص - ہان - اب مین سمجھا - آپ کا مطلب اوس خواب سے ہے جس کی تاریکی مین ہمارا ضعیف الاعتقاد ملک گھرا ہوا ہے اور جس کی تعبیر بتانے کی بدولت بہتون کی دوکانیں چلا کرتی ہین - اچھا تو سنیے - خواب بہ معنی خیال عجیب و غریب دنیوی واقعات اور مشاہدات ماضیہ - اور حیرت انگیز تخیلات و توہمات گزشتہ اور اون کے شاخ در شاخ تعلقات اور گوناگون توسطات کا ایسا ایک مرقع ہوا کرتا ہے جو صدائے بازگشت یا عکس بالمقابل کی طرح حالت سکون اور آرام مین شیشہ اور آئینۂ دل پر مدرک و محسوس ہو کر اپنی نوعیت کے ساتھ کبھی تو نہایت دلچسپ اور دلآویز نظر آتا ہے اور کبھی غایت درجہ مہیب - بھیانک - اور خطرناک - سوا اس کے خواب کی اصلیت اور واقعیت پر وثوق و تیقن لانا - یا اوسی سے آئندہ امور کے نیک و بد - سعد و نحس - ہونے کا تفاول

و تعبیر نکالنا۔ یا واقعات آئندہ مین اوس کے مطابق نتیجے کے ظہور او وقوع پذیر ہونیکا متوقع او متوہم رہنا۔ سراسر نادانی بےعقلی۔ حماقت اور جہالت ہے۔

پ۔ کیا تمہین رات کے وقت کوئی خواب نہین نظر آتا ہے۔

ص۔ رات دن پر کیا موقوف ہے۔ جب سوتا ہون تو بلا شک مجھے بھی ایک دو نہین بلکہ صدہا خواب دکھائی دیتے مین۔ مگر جب بیدار ہوتا ہون تو کسی ایک کا بھی وجود نہین پاتا۔ اور اس لیے مین کہتا ہون جیسا کہ مین نے ابھی کہا کہ خواب محض ایک لغو مہمل۔ فضول۔ بیکار۔ عبث۔ ساقط الوثوق اور ناقابل اعتبار چیز ہے۔

پ۔ کیا تم نے کبھی کوئی ایسا خواب دیکھا ہے جو بعد کو مسلم الوجود اور صحیح الوقوع ثابت ہوا ہو۔

ص۔ صرف کل ہی رات۔ جبکہ مین اپنے ایک کرم فرما دوست کے ہمراہ کچھ دیر تک کوٹن پر ہوا خوری کے بعد گہر مین واپس آکر اتفاقاً قبل از وقت سو گیا تھا۔ اول اول مجھے ایک ایسا خواب دکھائی دیا جسے صحیح کہنے مین تو مجھے کچھ تامل ہے۔ مگر آج صبح اوس کا سخت ناگوار اور غیر ضروری اثر ضرور پایا گیا جس سے مین نے سمجھا کہ یہ اوسی خواب کا نتیجہ ہے۔ جو گزشتہ شب مین نے دیکھا تھا۔ اور جس نے مجھے مغالطے مین ڈالا۔

پ۔ مین اوس خواب کے سننے کا بدل مشتاق ہون۔ کیا تم کو اوس کے ظاہر کرنے مین کچھ تامل ہے۔

ص۔ ہرگز نہین۔ تامل کیسا مین خود خواہشمند ہون کہ اوس کی پورے طور پر تصدیق و توثیق ہو جاے۔ اور اوس کی راستی کی بابت میرے دل مین جو کچھ شک و شبہہ پیدا ہو رہا ہے وہ دور ہو جاے۔ خواب یہ ہے کہ کل شام ہوا خوری کے بعد جب مین واپس آیا تو قبل اس کے کہ شب خوابی کے کپڑے پہنون اور حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرون۔ غلبہ نوم سے بستر پر جا لیٹا۔ اور کوٹ پتلون کے شکنجے مین بدستور کھنچا ہوا سو گیا۔ کچھ دیر بعد مجہپر خواب کیحالت طاری ہوئی۔ مین نے دیکھا کہ غالباً آدھی رات آئی ہوگی کہ مجھے طبعی طور پر شدت کا پیشاب محسوس ہوا۔ مین اوٹھا اور سیدھا بیت الخلا گیا۔ اور حسب اقتضا سے حالت تسکین بخش توقف تک کھڑے کھڑے دہار لگائی۔ ابھی مین پتلون کے بٹن ہی لگا رہا تھا کہ دفعتاً میرے کانون مین کچھ کھانسنے اور کھنکھارنے کی مبہم آواز آئی۔ غور کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ یہ ناگوار اور بےموقع آواز آپ کی تھی۔ جہان رفع ضرورت کی غرض سے خلاف وقت آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مین نے غلبہ نیند سے آپ کو خاک کا تودہ۔ یا راکہ کا ڈھیر سمجھکر حسب عادت اوس پر بے تکلف دہار لگائی جو آپ کے منہ پر پڑی۔ لیکن مجھے افسوس ہوا کہ آپ نے بجز معمولی بےپروائی کے ساتھ کھانسنے کھکھارنے کے حسب رواج اور دفور شرم سے وہان اپنی نا وقت موجودگی کی مجھے کوئی باضابطہ اطلاع نہین دی۔ ورنہ ممکن تھا کہ ایسی غلط فہمی وقوع مین آتی۔ گو غلبہ نیند مین اس کا نباہ بہت دشوار بلکہ محال تھا۔ باوجود ایسی مجبورانہ یا صریح غلطی کے مین ذرا بھی گھبرایا نہین بلکہ ثابت قدم رہا اور پھر بکمال استقلال باقاعدہ طور پر واپس آکر بدستور بچھونے پر سو رہا۔ اور صبح کو جب مین اوٹھا تو آپ کا منہ تو نہین۔ لیکن اپنے بستر کا ایک طول طویل حصہ پیشاب سے تر بتر پایا اب فرمائیے۔ کہ یہ کوئی خوابی واقعہ تھا یا زمانہ شیر خوارگی کی عادت کا اثر۔ اگر خوابی واقعہ تھا۔ تو کہان تک سچ ہے اور آپ کے خیال کے موافق اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے۔

پ۔ چپ مردود۔ نامعقول۔ نابکار۔ ناخلف۔ بدکار۔ بدکردار۔ دور ہو یہان سے۔ نکل میرے گھر سے۔ معاذاللہ۔ استغفراللہ لاحول ولا۔ بےحیا۔ بےغیرت۔ بےشرم

ص۔ بس خاموش۔ خبردار۔ زبان سنبھالے ہوش مین آئیے۔ آپ کو میری نسبت ایسے ناملائم الفاظ کے استعمال کا کوئی حق حاصل نہین ہے۔

یہ سنکر گو بڈھا نے خرانٹ۔ ضبط کیا۔ لیکن کے مٹیو ادبا۔ چار دن شانے چت۔ دس پانچ جانٹے۔ سید۔ تمام جنٹلمینیت چمپت ساری فلسفیت رفو چکر۔ ممکن تھا کہ اس موقع پر بھی استقلال سے کام لیا جاتا یا اور جواب ترکی بترکی جرأت کی جاتی۔ مگر بدقسمتی سے تپائی مین میانی تو ہوتی نہین۔ بس میان صاحبزادے جو پشت بزمین رسید ہوئے تو آج اوٹھ سکتے ہین نہ کل۔ ساری سٹی پٹی بھول گئے۔

راقم
ایک بیمار مغز۔ ظریف ہند

قطعہ تاریخ سرسید مرحوم

سرسید مرحوم کی ایک تاریخ درج ذیل ہے۔ اپنے بیش بہا پرچے مین درج فرماکر شکرگزاری کا موقع دیجیے۔

اہل دنیا مین آج سب گہایل
حادثہ ایسا کیا ہوا قاتل
سپہر نیر کی ہو گئی رحلت
جسپہ حکام تک تھے شیفتہ دل
گو کہ تھا رکن سلطنت لیکن

بھیگی بلی
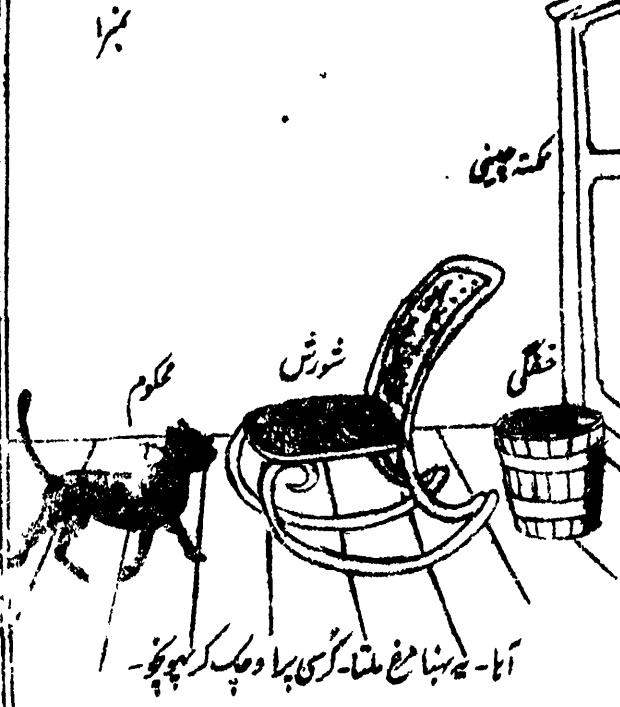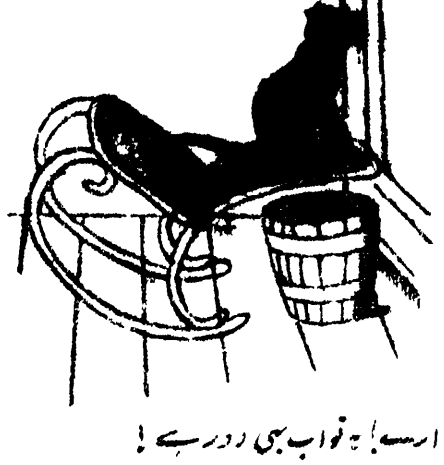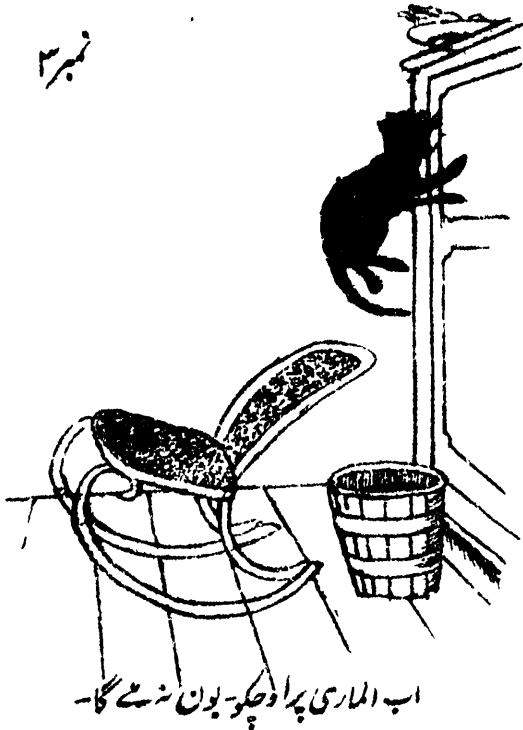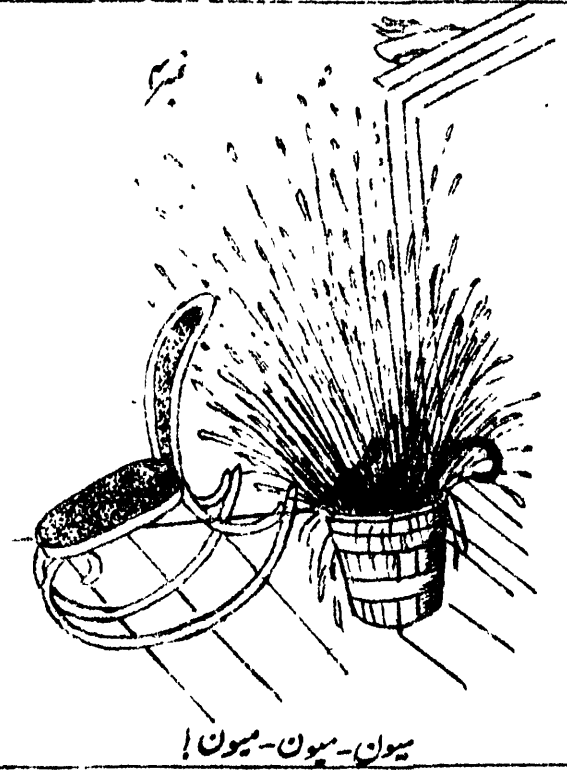
بے اعتدالیون سے سبک سب مین ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہوگئے اوتنے ہی کم ہوئے

مدرسے کے لیے بنا سایل
مدرسہ کیمبرج کا ثانی
ساشتے جس کے آکسفورڈ خجل
کیا تیار - وہ مشقت سے
دل بینند وہ جس پہ ہو مائل
کے سی ایس آئی اور ایل ایل ڈی کا
اور بھی مرتبے کیے حاصل
تھی غرض اس تمام کوشش سے
کہ طلال و طیب جاہلین ہوں
قوم سے لے کے چندہ بسیار
بنک بنگال مین کیا داخل
غبن اوس مین سے ایک لاکھ ہوا
صدقی اللہ عنہ ہین قائل
طالبان کمال دنیا کا
ہاے افسوس دل ہوا گھایل
یہ سراے فنا ہے سرتاسر

+ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات کے جانب اشارہ ہے - مورخ عفا عنہ
(ترجمہ) برباد کرتا ہے اللہ پاک سود کو - اور ترقی دیتا ہے صدقوں کو -

نہ بیاڑہ اور نہ یان رہے گا تیل
قبر مین جاکے یہ ہوا معلوم
کوشش عمر سب تھی لاحاصل
حاضرین جنازہ روتے تھے
بحر حیرت مین غرق تھا عاقل
کسی ہاتف نے عیسوی تاریخ
عبرت ناظرین ہے - اے دل
۱۸۹۸ء

راقم
عاقل

نہ دے اطلاع حسن و عشق کی قصہ کو اے بلبل
پڑی ہے تجھکو اپنے گل کی مجھکو ایک گلشن کی

کیا مہذب اہل قلم اور قدردانان سخن کا یہی دستور ہے کہ جو لوگ ملک کی انشا پردازی کو ترقی دینا اور قوم مین اعلے درجہ کے پولٹیکل خیالات اوبھارنا چاہین - وہ ناملائم الفاظ سے یاد کیے جائین - اور کیا اسلام کا شیوہ یہی ہے کہ جو لوگ علاء دین احمد کو دنیا سے زیادہ عزیز رکھنا چاہین وہ سنگدل اور نامسلم بنائے جائین - لیکن مین تو - اگر ایسا حادثہ کسی پر گزر جاے - تو اسکو یہی صلاح دون کہ دم نہ مارے - ایسے امتحانی موقعون پر اپنے اصولون کو ہاتھ سے دینا اور فیلنگ کو نہ روکنا قومی ہمدردی سے بعید ہے -

صبر کی شرط ہے اے نشتر غم کی خلش
لب پہ اُف آئے نہ اک بار دل کی تپک

مسٹر اودھ پنچ - معاف فرمائیے گا کہ مجھکو نظم کے بدلے نثر مین اپنے اشعار لکھنا پڑے کیونکہ آپ کے بعض ناظرین اودھ پنچ کی زبان کو سمجھ نہین سکتے اور اس امر سے واقف نہین کہ پنچ اخبارون کی تحریرات کے طریقے کیا ہین یا تجاہل فرماتے ہین علاوہ بریں تعجب یہ حالت ہے

تو قدردانی کی امید کس سے کیجائے - ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

مجھکو افسوس ہے کہ ۱۳ اپریل کا پرچہ اور آپ کے معزز نامہ نگار جناب عزیز الدین صاحب کا مراسلہ کسی قدر دیر کے بعد مین دیکھ سکا - نہین - آپ کے انصافانہ نوٹ کے بعد تو مجھکو اس باب مین استفسار طلب امور کے سوا اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی جن لوگون کی نگاہون سے جدید لٹریچر کے نمونے گزر چکے ہین انپر ۱۳ - اپریل والی تحریر کا منشا و انشا مخفی نہین رہ سکتا - اور وہ تو خاتمہ پر لکھے ہوئے الفاظ مین ظاہر کر دیا گیا ہے کہ

در مین آپ کو اطلاع اور گواہی دیتا ہون کہ موت حق ہے اور اسکی صعوبتین مذہبی کتابون مین بیان ہوئی ہین بہت سچ ہین اور مرنے کے وقت کلام الہی کی تلاوت بے شک ان مصیبتون کو ایک بہت بڑے درجہ تک کم کر دیتی ہوگی "

اور تو مین کا تو بس نام نہ لیجیے - آہ سر سید مرحوم کے گھر کے کچھ چیتھڑے اخبارون مین چھپ گئے اور کسی کے کان پر جون نہ رینگی سر سید کی وفات کا سا واقعہ جانگزا گزر گیا اور کسی کو اسکی طرف توجہ نہ ہوئی کہ اس کے تفصیلی حالات مسلمانون کے قلم سے مرتب ہو کر اور تحریرون کے پیشتر شائع کر دیے جائین - تاکہ لوگون کو اہانت آمیز حاشیہ بندی کے موقعے نہ ملین - (قوم کو تو اس بات کی امید تھی کہ سر سید کے خالص رفقا اون کے لوائف جاری کرین گے یا آخر ہی مین بعض ناگفتہ بہ واقعات کی تردید کر دی جا سکے - لیکن نہین - اس کا بھی کسی کو خیال نہین ہوا - یہ قصہ بھی معلوم نہین کیونکر اور کس طرح اخبارون تک پہونچ گیا کہ سر سید کی لاش کس قدر صرف مین دفن

ہوئی اور دوسرا یہ کہان سے آیا قیس علی ہذا لوگ ہزار ہا روپیہ خدا کی راہ مین صرف کر دالتے ہین۔ غریب لڑکیون کی شادیان کر دیتے ہین۔ اپنے اعزا و اقارب کی دستگیری کرتے ہین۔ اور کسیکو کانون کان خبر نہین ہوتی لیکن سر سید مرحوم کے سے مربی قوم کی تجہیز و تکفین کے مصارف کی تعداد اور اوس کے جہ سالی کے واقعات معلوم نہین کیونکر خود بخود مشہور ہو گئے اور اس سے بہی سر سید کی توہین نہ ہوئی (اور بے شک نہین ہوگی بلکہ اصل مین ان کے خاص رشیدون اور سچے خواہون کی ہوئی) اور نہ کسی کو ان کی محبت اور قومی شان و عزت کا جوش آیا۔ توہین ہوئی تو کاہے سے ہوئی اور جوش آیا تو کاہے پر آیا۔ ایک شاعرانہ مضمون سے اور ایک لاشے امر سے۔ اور اسکی تعریض سے سر سید کی ہمدردی کی خانہ بگڑی ہوگی یہ بہی وہی یونیورسٹی فنڈ کی سی تجویزات کا نقشہ ہے کہ تحریکین۔ تائیدین۔ کمیٹیان کارروائیان سب بڑہ بڑہ کے کر رہے ہین لیکن قلم چہوٹکر جیب تک کسی کا ہاتہہ نہین

GHAMBERLAIN SPAIN BALM.

چیمبرلینس پین بام
(چیمبرلینس صاحب کی دوائی۔ دافع درد)
(امریکہ مین بنائی ہوئی)

تمام دنیا مین ہر قسم کی درد کے فوراً دفع کر دینے کے لیے مشہور ہے خصوصاً ہر قسم کے گہٹیا گٹہراپن۔ موچ لنگڑاپن اور ورم کے لیے مفید ہے۔ زخم۔ چوٹین۔ جلے ہوئے مقاما بہی اچہے ہو جاتے ہین۔ درد سر۔ درد دندان اور درد گوش کے لیے بہی نافع ہے۔ درد پہلو اور درد پشت کا بہی بہت اچہا علاج ہے۔ غرض نہایت عجیب دافع درد دوائی ہے۔
قیمت چہوٹی بوتل ...... ایکروپیہ۔ بڑی بوتل .. دو روپے

FORSALE BY W. G. KIDD

جاتا۔ آج تک یاد دلانے پر بہی کسی کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ سر سید کے نام پر کچہہ خیرات کی جائے۔ یا اون کو کچہہ ثواب روحانی پہونچانے کی کوشش کی جائے جس سے بڑھکر اب کسی بات مین سر سید کی ہمدردی اور محبت متصور نہین۔

آپ اور آپ کے کثیر ناظرین اخبار واقف ہون گے کہ کس ضروری امر کی طرف توجہ دلانے کے لیے انشا پرداز ان حال کیسی کیسی نئی ترکیبون سے کام لیا کرتے ہین۔ مہذب سلطنتون کے تجار اپنے تجارتی اشتہارون کے عنوان پر اپنے زندہ شاہنشاہون اور فرمانرواؤن اور چہیتے اکابر قوم کا نام درج کرکے لکہدیتے ہین کہ اس کا انتقال ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر اور امراے ملک کی نسبت عجب عجب کلمات اور بیانات شایع کر دیتے ہین۔ ہندوستان کے مختلف انگلش اخبارون مین نامی مشاہیر ہند کے نام کی فرضی چٹہیان ہمیشہ چہپا کرتی ہین۔ ایڈوکیٹ کا مراسلہ ابہی ویسراے ہند اور اوس کے جواب مین لارڈ ایلگن کا مراسلہ آگرہ جو دو من ویسراے الی ایڈوکیٹ" کے عنوان سے چہپا تہا اور جس مین دنیا بہر کی اشتعال انگیز پولٹیکل باتین ہمارے موجودہ ویسراے لارڈ ایلگن کے طرف سے بیان کی گئی تہین۔ ابہی کل کی بات ہے اور لارڈ موصوف اور اون کے سکرٹریون اور لوکل حکام نے سانس بہی نہین لی کہ کیا ہوا۔ اصل امر یہ ہے کہ وہ اپنی تہذیب مین کامل اور اپنے اصولون کے عامل ہین اور ایسی باتون مین وہ اپنی توہین نہین بلکہ عزت سمجہتے ہین۔ کہ اون کے نامون کی ملک مین ایسی قدر ہے اور اون کے واقعات سننے لوگون کو اس درجہ

دلدادگی پائی جاتی ہے۔ ہم نے بہی اپنی قوم کے ایک بزرگ کو اس اعلے پایہ کا شخص سمجہکر اور اوس کے خاص رفیقون اور ہوا خواہون کو تعلیم یافتہ مہذب۔ آزاد منش اور قدردان سخن سمجہکر یہ عبارت کی تہی اور آپ اور آپ کے ناظرین انصاف فرمائین کہ اگر ملحاظ اس شہرت و عزت کے جو سر سید کو قوم مین حاصل تہی اگر بعض دینی مسائل لوگون کو توجہ دلانے کی غرض سے سر سید کی طرف منسوب کرکے بیان کیے (جن سے اون مرحوم حضرت کو ایک خاص تعلق تہا) تو کیا کفر ہو گیا۔

بہر حال مین آپ کے معزز نامہ نگار صاحب کا شکر گزار ہون کہ اونہون نے "ہر شخص کی عاقبت کا حال خدا کے سوا دوسرا جاننے والا نہین" یہ فقرہ لکہہ کر میرے کام کو بہت ہی مختصر بلکہ ختم کر دیا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ عاقبت بہی کوئی شے ہے اور اس کے امور ایسے ہین جنکو خدا کے سوا کوئی دوسرا جان نہین سکتا۔ اور مین نے بہی اسی متن کی کچہہ شرح کی تہی۔

سر سید کے قیامت خیز سانحہ پر وہ قلم بذلہ سنجی نہین کر سکتا جو مین وقت اور خاص موقع پر جب اور صورتین کسی طرف دکہائی نہ دیتی تہین اشکباری کر چکا ہو۔ بذلہ سنجی اون پر کی گئی ہے جن کے دل موت کی سختیون کو بہی یاد کرکے کسی طرح نہین پسیجتے بلکہ اگر کسی عنوان سے مسلمانون کو امور عاقبت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اون کو ناگوار گزرتا ہے۔ ہاے دنیا اور وا اے دنیا۔

"سر سید بیچارہ زندگی مین بہی گالیان سنکر ہنس دیتا تہا" (اور

سمجھنے والوں نے سمجھا تھا کہ وہ گالیاں سید کے مقاصد کی ترقی میں امداد کا کام دیتی ہیں لیکن اب معلوم ہوا کہ وہ زمانہ لد گیا سر سید کے قائم مقام اور معتقد اب اون گالیوں کو برداشت کرینگے اور نہ ایسا کہاد کے حاصل کرنے کی کوشش کرینگے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ بے کہاد کے پیدا وار کیونکر ہوگی - اور ان سادہ الفاظ کا مطلب سمجھنے کے لیے بھی مفسر درکار ہے

سر سید کی موت کو کوئی بازیچۂ اطفال کیا بنا سکتا ہے - وہ ایک قیامت خیز واقعہ ہے جس کا اپنے محل پر بیان کیا گیا اور کیا جائے گا لیکن سختی مرگ سوال نکیرین ثواب وعقاب وحشر ونشر کے مسائل بھی کوئی گمرندہ نہیں ہے - جسکو بنایا اور بگاڑ ڈالا - فرشتگان مقرب الٰہی کو چیل کوا بنانا اور نفوس وارواح قدسیہ کی مخصوص ہستی پر توہین کرنا - اور انبیا اور اولیاء اللہ کی اون بزرگیوں اور خارق عادات کمالات اور اوصاف کو جنکو کل فقہا وعلمائے اسلام آج تک سینہ بسینہ یاد رکھتے آئے اور اپنے قائم مقاموں کو نسلاً بعد نسل ایک اصول دقاعدہ مقررہ کے موافق جسپر ہزار ہا تابعین عمد سے کر دی جائیں ان روایتوں کی نقل کا اختیار دینے آنکے مٹا دینا اور ان کی جانب سے مسلمانوں کے دل یکقلم پھیر دینا اور اون کا دل دکھانا بھی شیوہ اسلام سے بعید ہے -

قطع نظر اس سے کہ مسلم ہو یا مسلم - لیکن اوسکا یہ عقیدہ ظاہر ہے کہ جو شخص اوسکو عاقبت کو غنیمت سمجھے اور جمہور فقہا و علمائے اسلام نے دین کو جس حیثیت سے جانا اور مانا ہے اوس کی توہین کرکے کل راسخ الاعتقاد مسلمانوں کے دل دکھائے اور اون کی توہین کرے وہ اس بات کا استحقاق کسی طرح نہیں رکھتا کہ اوس کی ان باتوں کی بھی اسی زمرہ میں تعریف کی جائے -

خدا سر سید کی مغفرت کرے - آمین ثم آمین - لیکن اگر مغفرت کوئی شے ہے تو سر سید کی بہتری ہمدردی اور اس قول کا عملی تقاضا یہی ہے کہ ان کو کچھ ثواب روحانی بھی پہونچانے کی کوشش کی جائے -

سر سید کے ملک الموت کو خدا کہنے کا معاملہ آپ نے بالکل دو ٹوک کر دیا ہے - بڑے بڑوں کو بھی اوس وقت میں "خدا ہی خدا" یاد آتا ہے - اور سر سید جب ملک الموت ہی کو کوئی شے نہ سمجھتے تھے تو اوس کو اون کے خدا خواہ غیر خدا سمجھنے نہ سمجھنے کا کیا ذکر - لیکن آپ کے مضمون نامہ نگار صاحب کی تحقیق میں بھی اگر ملائک عناصر وجمادات کے سوا ایک خاص قسم کی مخلوقات روحانی مکلف باوامر ونواہی پائے جاتے ہیں تو (اون قیامت کے بھی قائل ہیں جس کا ذکر پہلے آچکا) وہ ایمان بالغیب کے متعلق دیگر ضروریات دین کی بھی جمہور اہل اسلام کی طرح قائل ہوں گے اور اگر پھر منکشف ہو گیا کہ سر سید کے اور ہم خیال حضرات کا عقیدہ اس بارہ میں جمہور اہل اسلام کے خلاف نہیں ہے تو اس سے بڑھکر قوم کی اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے - کیونکہ جس طبقہ اہل اسلام کی جانب سے انکے جوش وغصہ کو کم کرنے کے لیے کبھی کبھی ہم اس طرح کی کوئی تحریر لکھی ہے - ان کے اور سر سید مرحوم کے ہم خیال حضرات کا یہ باہمی اختلاف اسلام کے حق میں بہت مضر ہے

اپنی بابت ہم یہیں سنے تو شاید اس مضمون میں یہ کہیں نہیں بیان کیا ہے کہ سر سید کا ثانی ملک میں کوئی دوسرا موجود ہے یا نہیں - لیکن اس مسئلہ کے اس وقت سامنے آجانے پر [illegible] کر دینا قومی حمایت کے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ میرے زعم [illegible] میں سر سید مرحوم کی قومی عزت اور شہرت کی شان اس خیال سے کہیں زیادہ رفیع ہے - اور جہاں تک میں سمجھا ہوں سر سید کی روح کو اس سے کچھ خوشی نہ ہوگی اور قوم کی یہ کوئی ہمدردی نہیں ہے کہ مسلمان ایک اہتمام کے ساتھ ہر پبلک موقع پر بیان کریں کہ سر سید کی جگہ لینے والا قوم بھر میں کوئی نہیں ہے - اور قوم اونکا قائم مقام پیدا نہیں کر سکتی -

اس قسم کے فقرات اون ملکوں کے مشاہیر کی نسبت لکھے جاتے ہیں جہاں ایک ایک بزرگ قوم کی جگہ ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت کہیں زیادہ تعداد کے لوگ انہیں کے مثل موجود ہوں - سر سید کا سا دوسرا شخص اگر ملک میں نہ بھی پایا جاتا ہو تو بھی ہمدردی کی شان یہی ہے کہ کسی ایک شخص کی طرف اونگلی اوٹھا کا اشارہ

کر دیا جاسے کہ وہ سید احمد خان ثانی موجود ہے۔ اور قوم کیا اس سر سید بنا سکتی ہے۔ میرے اعتقاد مین سر سید معاذ اللہ کوئی رسول اللہ یا خلیفہ رسول نہ تھے اور جب ایسے حضرات کے بعد اسی قوم مین ایسے ایسے بزرگ پیدا ہوتے آئے جن کی ذات سے اسلام کی ترقی ہوئی اور خود سر سید کا ظہور ہوا تو ہمکو سوچ سمجھ کر اس خیال کا ہم آہنگ ہونا چاہیے کہ سر سید کے مرنے سے اسلام کی پولیٹیکل قوت بھی مر گئی۔

کوئی کرتاہ اندیشی مسلمانون کے حق مین اس سے زیادہ ضرر رسان نہین ہو سکتی۔ اور سر سید کی ناموری اور شہرت ایسی نہین ہے جو اس خیال پر عمل نہ کرنے سے ناقص رہ جاسے رہ ہر شخص کی عاقبت کا حال خدا کے سوا دوسرا جاننے والا نہین،، اس فقرہ کے ہم بالتخصیص معترف ہین اور اس سے زیادہ اس کی تعریف کیا کرین کہ جس شخص کا اس پر عمل نہ ہو اوس کو ہم مسلمان نہین سمجھتے۔ ہمارے تمہیدی اشعار مین گرہ کا یہی مصرعہ تھا اور الحمد للہ کہ آپ کے معزز نامہ نگار صاحب اس امر کے مقر ہین کہ امور عاقبت مین قیاس اور اوہام اور توہمات اور وسوسات کو دخل نہین ہے اور جن لوگون نے اپنے مظنات کو اس مین دخل دیا اونہون نے خطا کی اور مسلمانون کو گمراہ کرنا چاہا۔

اگر جناب مولانا عزیز الدین احمد صاحب دین احمدی کی شان کو سر سید احمد مرحوم کے نام سے زیادہ عزیز رکھتے اور اسلام کو وہی دین سمجھتے ہین جو جمہور امت اور ائمہ و فقہا و علماے اسلام عہد رسالت سے آج تک سمجھتے آئے تو شاید ہم سے زیادہ ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہ پائین گے۔ اور یون تو غصہ کرنے اور ٹیڑھی سیدھی باتین سنانے کا اون کو اختیار اور اودھ پنچ کے صفحات حاضر ہین جو غالباً ان کو بہر جانب چھاپ دے۔ اور ہم اپنا فخر سمجھ کر اسکو لینگے کیونکہ وہ بھی ہوا خواہ قوم ہین اور اونکا عتاب و خطاب ہمارے سر آنکھون پر ہی حسکر جب سر سید سے بزرگ قوم کی ہمدردی کا پہلو لیے ہے۔

غالباً آپ کے معزز نامہ نگار کو جیسا کہ اونہون نے خود بیان فرمایا ہے بعض اشغال خواہ تعلقات علی الخصوص سر سید مرحوم کے حزن و ملال کی وجہ سے کامل اطمینان کا موقع نہ مل سکا اور اس وجہ سے موصوف الیہ نے ہمارے حقیر مضمون کی غایت اصلی پر لحاظ نہین فرمایا۔ اس اثنا مین مزید اطمینان سے اس کو ملاحظہ فرمایا ہوگا اس کے بعد ۱۲۔ اپریل کا پرچہ نظر سے گزرا ہوگا۔ تو اون کا غصہ بہت کچھ کم ہو گیا ہوگا۔ اور اب اس تحریر سے یقین ہے کہ پورا اطمینان ہو جاسے۔ معزز سر سید کے حق مین کوئی کلمہ توہین کا استعمال کرنا قومی نمک حرامی ہے لیکن اپنا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قیامت حشر نشر۔ صراط و میزان۔ ملک و حور و غلمان و معجزات باہرہ۔ انبیا و اولیا کی تضحیک اور توہین کر کے مسلمانون کا دل دکھانا اور آجکل کی جہالت اور بے علمی کے زمانہ مین عوام الناس کے عقائد کو خاص اون امور کی جانب سے جنکی پیروی مین اسلام کا وجود محسوس ہو سکتا ہے فاسد کرنا بھی اصل مقصود اسلام و ایمان کے خلاف ہے اور اس کا جو اثر عام مسلمانون پر پڑا ہوا اس کے مٹانے کا یہی وقت ہے کیونکہ ایسا نہ کیا گیا تو سر سید کی قومی شہرت و ناموری اور اس وقت کی یہ ساری ہمدردی آئندہ نسلون کے لیے اس بات کی حجت ہو جائیگی کہ جس طرح وہ موجودہ نسل کے ملکی پیشوا مانے گئے اسی طرح آئندہ نسلون کے مذہبی پیشوا بھی مان لیے جائین۔ یہ وہ بات ہے جسکو مسلمان مشکل سے قبول کر سکتے ہین اور تمام راسخ الاعتقاد مسلمانون کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنے دین کو اس ضرر عظیم سے محفوظ رکھین۔ سر سید نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا لیکن اونکے حکیمانہ خیالات کا تقاضا اور مصلحتین اور تھین جنپر بہت کچھ لحاظ کیا گیا اور اب اہل دین کو دین کی مصلحتون پر بھی نظر کرنا چاہیے۔

مجھکو افسوس ہے کہ قلم برداشتہ لکھنے مین یہ مضمون اپنی حد سے تجاوز کر گیا۔ لیکن تمام وہ باتین جو اس وقت قوم کے روبرو پیش کرنے کے قابل تھا اسی مین آگئین اور مجھکو امید ہے کہ آپ اور آپکے ناظرین معاف اور انصاف بھی فرمائینگے۔

راقم

خاکسار اضحوکۂ روزگار ظرار

درکار ہین!

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معمولی سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - المشتہر - پروفیسر میتا سنگھ آہلو والیہ - تمام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو مسٹر میتا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں چلن کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اوس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ فی الحقیقت مفید ہے - راقم ڈاکٹر دلیپ - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میتا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ ابھی ایک پیر علاج مریضہ مسماۃ اُتم دیوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں میں خود خود زخم نکلے ہوئے تھے اور پڑوال بھی تھے اسکی آنکھوں سے سخت اور دکھی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں سقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ نہیں ڈال سکتی تھی اور وہ اون اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر میتا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دو دن کا ندر مسمی دولا مل کی آنکھوں میں جو لا پڑ گیا تھا اور بسبب تنگی پپوٹے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہو گئی ہے اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری خوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو سقدر قلیل قیمت پر دیکر خلق عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ خدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر ملکہ حیات جسیم سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نراین سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکیمان اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و کرنیل صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان قندہاری شہزادہ کابل خلف الرشید جناب میر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی [illegible] جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی جعلی ثابت کر دیگا اسکو [illegible] یہ انعام دیا جاویگا جو لاہور لائسنس ٹکیس میں تاریخ ۱۹۰۵ء کو جمع کرایا گیا

پیر نیچر کی نیچری تاریخ

سٹر اودھ پنچ۔ گڈ مارننگ۔ اور اگر شاید غم کی رعایت ہو تو گڈ ایوننگ سید احمد خان اپنی موت سے مرے۔ شعرا حساب ابجد کرتے کرتے مرے جاتے ہین جس روز سے یہ سجادہ نشین خانقاہ نیچر مرا ہے خدا جھوٹ نہ بلوائے سیکڑون ہی تو لوگون نے تاریخین لکھی ہون گی۔ مگر فطرت کی رعایت ایک مین بھی نہین۔

کوئی کہتا ہے غروب کوکب ہند کوکب ہند زحل ہے۔ اور [illegible] نحوست [illegible] غروب ہوا اچھا ہوا۔ یہ ستارہ [illegible] کے غروب ہونے سے [illegible] ہوتا ہے لوگ ہشاش بشاش اپنے [illegible] کامون پر اوٹھتے ہین۔ اور ہر شخص اپنے کام سے لگتا ہے۔ کوئی تجارت مین مصروف ہوتا ہے کوئی [illegible] کی طرف توجہ کرتا ہے۔ چڑیون مین بھی ایک خاص زمزمہ سنجی پیدا ہوتی ہے۔ چرند بھی اپنے اپنے گوشون سے نکل کھڑے ہوتے ہین۔ غرض ایک خاص طرح کی زندگی اور زندہ دلی پھیل جاتی ہے۔ سید کے مرنے سے ان باتون مین سے کوئی بات بھی نہین ہوئی۔

اگر ہوئی تو تاریخ گو اوس کو تسلیم نہین کرتے ایک صاحب نے بڑھ کے لات ماری۔ سید صاحب کو فلک چارم پر بٹھا دیا۔ اور اوس آیت سے تاریخ نکال دی جو حضرت عیسےٰ کی شان مین ہے

انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک

بھلا کوئی یہ تو بتائے کہ حضرت عیسیٰ سے اور ان سے کیا نسبت۔ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے خلاف فطرت اور یہ باپ سے بالکل موافق فطرت۔ جس طرح حضرت عیسیٰ کی پیدائش خلاف فطرت تھی اوسی طرح اون کا دنیا سے اوٹھنا بھی سید صاحب کی روح ایسی تاریخون سے کب خوش ہو سکتی ہے جن مین اس قدر خلاف فطرت [illegible] بھرے ہوئے ہون مین نے اون کی خاص [illegible] کا اندازہ کر کے ایک نہایت سلیس اور آسان تاریخ نکال دی ہے جو بالکل موافق فطرت ہے اور یقین ہے کہ روح سید اگر شعاع مہر بنکر آفتاب پر جا پہونچی ہے تو آفتاب مین۔ اور اگر بجلی کی لہر بنکر زمین مین سما گئی ہے تو زمین مین غرض اعلےٰ علیین مین ہو جاہے سجین مین۔ دونو جگہہ پھڑک ہی تو اوٹھے گی۔

مین چاہتا تو اس تاریخ کو نظم ہی کر دیتا مگر وزن کی کش مکش بالکل خلاف فطرت ہے۔ لہذا نثر ہی مین بیان کیے دیتا ہون جب سید صاحب مرے تو پہلا سوال کیا گیا کہ وہ کیون مرے؟ جواب اوس کا اس اسی اکیاسی برس تک بار زندگی اوٹھانے پھرنے والے کالبد خاکی کی زبان حال سے صرف ایک لفظ مین ملا۔ مگر وہ لفظ نہایت مناسب مقام تھا یعنے نیچر۔ دوسری دفعہ پوچھا۔ پھر یہی جواب ملا۔ تیسری دفعہ پوچھا پھر یہی جواب ملا۔

غرض پانچ دفعہ پوچھا اور پانچون دفعہ یہی جواب ملا۔ سوال کا پیرایہ بدل بدل کر اگر قیامت تک بھی پوچھا جاتا تو یہی جواب ملتا نیچری شخص کی زبان حال سے یہ لفظ ایک دم سے پانچ بار سنکر شاعر کی فطرت خود بخود اوس طرف جھکی کہ کہیے تو ایسا تو نہین کہ اسی لفظ سے تاریخ نکلتی ہو حساب کیا تو اعداد پورے [illegible] تھے۔

بس اسے تاریخ [illegible] سمجھیے

اب خلاف فطرت مادہ [illegible]

اور اس نیچری مادہ [illegible] کو تلملا

کے انڈے سینے [illegible] پانچ [illegible]

تاریخ کے بچے [illegible] بہتر ہوگا

اسی مادہ [illegible] تاریخ غزا [illegible] سید پیدا [illegible]

کرا دیا جب [illegible] تاریخ پر کہہ چکا دونا گو سوچ [illegible]

چھا نیچر اور پانچوان پنچ ہین -
اگر یہ ترکیب پسند نہ ہو تو مین
موزون کرنے کو بھی حاضر ہون : ——

حبیب دہر سے سرسید احمد نیچری
گئے تو سکلا اون کے نیچر پانچ با
روح ہڑبڑا ہی کے پنجرہ سے اوڑ ہی
کردیا نیچر نے پیچھے سے تنکا
پنجہ نیچر مین ہے تاریخ موت
تیرہ سو پندرہ ہین بس آنکا

راقم
نظرۃ المورخین

زیر اودھ پنچ - کل نیچری شیخ
کی تیرہ ہی تاریخ بھیجی گئی ہے - ایک برجستہ
قطعہ جو اوس مضمون مین بھی شامل ہے
لیکن مین نے اوسی کو اب فارسی مین بھی
موزون کردیا ہے - اور قافیون کے تکلف
نے ردیف کی بے تکلفی سے مل کر ایک مرکب القوی
شان نظرت و صناعت پیدا کردی ہے -
یقین ہے آپ خوش ہون گے اور اوسی
مضمون کے ذیل مین اسکو بھی مشتہر
فرمائین گے -

قطعہ

زبون کرد جور غم و رنج عالم
چہ داند نہ جور غم و رنج نیچر
اگر نہ مید گشتہ پنجہ یا دہر سے
کہ سند از کسند تا بہ آرنج نیچر
گشت یہ بہ عمر غازیانہ
اگر افسرنج باشد و گر رنج نیچر
من المصر الی روضۃ الشد فطرت
من النیل الی ساحل التفنج نیچر
نگیرد کسے حرف گراز رہ غم
نوازد اگر عود دگر صنج نیچر
ز دنیا بدر رفت سر سید احمد
[illegible] بنج نیچر

ز علم و ہنر بود او گنج حکمت
نہ بیر زمین کرد این گنج نیچر
زبان در دہان است ولیکن سخن نے
سخن در ربود از سخن سنج نیچر
نیاید دگر ہوش اندر سر او
خوراغیب اور اغیب پنج نیچر
اگر دیششش پنج تاریخ ہستی
بگو پنج نیچر بگو پنج نیچر

راقم
نظرۃ المورخین

سنہ ۱۸۹۸ء کی بھگدر

جیتے رہئے مرزا طاعون بیگ کی
جن کی بدولت پھر بہار دیکھ لی - سارے
ہندوستان مین ہل چل نظر آتی ہے -
اس مین شک نہین کہ مرزا صاحب
کی آمد باد بہاری سے کم نہین مگر مزاج
مین وہ تلون ہے کہ خدا کی پناہ -
منزل مقصود پر پہنچتے ہی بادہ سموم سے ان
ٹوپی بدل لیتے ہین - بیچارے ہیفیہ خان
منہ تکتے رہ جاتے ہین کہ یہ کون شخص
ہے جس نے میری پھرتی کو بھی خاک مین
ملا دیا - آناً فاناً سارا زہر اوگل دیا - دم
کے دم مین نیم چڑھا کریلا ہو گیا
شان ورود آن جناب سنیے کہ جب
سے بمبئی مین تشریف لائے ہین گلی گلی
کوچہ بکوچہ نئے گل کھلائے ہین - ادھر
پاؤن رکھا کہ گھر کا گھر بلکہ محلہ کا محلہ صاف
گویا سانپ سونگھ گیا - ہوش اوڑ گئے ہوش
نفرو ہو گئے - روح چنبت ہو گئی - مگر
آنجناب کسی طرح تشریف نہین لیجاتے -
اس پر پلیتھہ افسر صاحب کا خیر مقدم
اور بھی پر لطف ہو گیا - آتے ہی ذات
شریف کو طلب فرمایا اور سار جنٹ
حکم دیا کہ اثاث البیت داخل انجن شود -
اور گھر کو چارون طرف سے بند کرکے خوب
دہوان کردہ باشند - اور اوس کے بعد
چونا (فنل) ایک قسم کا پوڈر پاشیدہ
دہو چکر شوند - اب جو سو مین دس بیس آدمی
رہ گئے تو اون کو بھاگنے کی سوجھی - مگر
بھاگین تو کہان - جہان جاتے ہین وہان
ایسا ہی ذات شریف کا خوف جلوہ نما
تھا - اس کے ماسوا جابجا قرنطینہ - آخرکار
کسیانے ہوکر جہان کھڑے تھے وہین ٹھٹھر کر
رہ گئے اور سر بہ تسلیم خم کر دیا - خدا جانے کہ
مرزا صاحب کچھ سمجھے اور شرمائے مگر مین
پڑ گئے ذات شریف - انھون نے دیکھا
کہ ہندوستان کی ناک بمبئی اور جان کلکتہ
ہے - ناک تو تھوڑی سی اوڑ گئی - اب ذرا
جان کی بھی خبر لینا چاہیے - لیکن آئین تو
کیونکر - چارون طرف تو پہرے والے اور
قرنطینے ہین - پلیتھہ افسر اور پولس والے
جابجا تلاشی لے رہے ہین - مگر بابا سے
بے دربان کو کون روک سکتا ہے - جھٹ
پٹ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو پہرے
گھوڑے کی کچھ نہ پوچھیے کہتے ہوئے تشریف
فرما ہوئے - خود تو احاطۂ کلکتہ کے باہر
ٹھہرے - مگر اپنی لاڈلی بیٹی بی شہرت کو
شہر مین بھیجدیا - یہ بھی ایک ہی چیلا وہ
آفت کا پرکالہ تھین - کہ چھکے چھکے ہندوستان
کی جان کا پتہ پوچھتی ہوئی آگے بڑھین -
بنگالی بیچارے اردو صاف سمجھتے نہین
وہ سمجھے کہ جان بازار کو پوچھتی ہین - بتلادیا
کہ ناک کی سیدھ پر چلی جاؤ - آپ جانیے
کہ بُری بات تو بہت کم چھپتی ہے - دفعتہً
بی شہرت کی خبر اوڑ گئی - سارے شہر مین
کوڑی پھر گئی - اور ایک ہی روز مین
تلاطم نظر آگیا اور کیونکر نہ ہوتا کہ ایک تو
بنگالی بیچارے خود ہی بدلا اور ہوتے ہین

سرحدی محافظ اور اوس کے خفیہ دشمن

وہ سب بمبئی کی ساری سرگزشت افسانون
سے سن چکے تھے۔ بس پھر کیا تھا۔ ہلہ
رسے اور سید و ے۔ جسکو دیکھیے دہوتی
سنبھالتا ننگ دم بھاگا چلا جاتا ہے۔
تھوڑی ہی دیر مین ہوڑہ اور سیالدہ
اسٹیشن پر میلہ لگ گیا۔ غرضکہ ریلوے
کا بازار گرم ہوگیا۔ ایک ایک گھنٹہ مین دو دو
گاڑیان چھوٹنا شروع ہوگئین مشکل
تو یہ تھی کہ کرایہ کی گاڑیان کرنے والیان
ہوگئین۔ ٹکا ہیون نے روپیہ کی جگہ تین
روپیہ لینا شروع کر دیے ورنہ آپ دیکھتے
کہ کیسا ہجوم ہوتا۔ قفل اس قدر فروخت
ہوگئے کہ دہن معشوق کی تشبیہ کے لیے
بھی کلکتہ ایسے شہر مین ڈھونڈھے نہین بازارون
مین خاک اڑنے لگی۔ بل شہرت کی ذات
خدا کی کرامات کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ ولایتی
جاتے ہین جہان ہزارون گاڑیان بالمرہ ہوتی تھین
قسم کھانے کو بھی گاڑی ندارد۔ مگر کیا کہتے
ہمارے تازہ لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال کا
جنہون نے ۲۹- اپریل کو ایک ایڈرس
قبول کرتے وقت بہت کچھ تشفی آمیز تقریر
بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "میرے عہد
گورنمنٹ مین کبھی کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ کسیکو کوئی
ملازم سرکار بلا سبب تکلیف نہ پہونچائیگا
اسکا مین ذمہ دار ہون۔ اس وقت کلکتہ
کی حالت ہیلتھ افسرون کی رپورٹون سے
مین نے ملاحظہ کی ہے مین کہہ سکتا ہون
کہ گزشتہ سات سال مین ہفتہ وار
پانچ سو موتین ہر قسم کی بیماری سے تھین
مگر اس طرف اوسط موتین ہر قسم کی تین سو
سے زیادہ نہین ہین۔ جب یہ حالت
ہے تو مین کیا ہر صاحب فہم سمجھ سکتا ہے
کہ جیسی اچھی صحت کلکتہ کی ہے اور کسی ضلع
مین نہ ہوگی۔ بیماری ہنوز کلکتہ مین نہین
آئی ہے محض اندیشہ موہوم پر لوگون مین
تشویش پھیلی ہے"

اس کے ساتھ ہی لوکل گورنمنٹ کی
جانب سے جابجا نوٹس بھی شایع کر دیے
گئے کہ رد طاعون کلکتہ مین نہین ہے۔
اگر آیا بھی چلا جائیگا تو مریض کی مرضی پر موقوف
ہے جس سے چاہے علاج کرائے گورنمنٹ
کی جانب سے کوئی ظلم و تعدی نہ ہوگی۔
مگر کون کس کی سنتا ہے۔ نقارخانہ
مین طوطی کی آواز کی کیا حقیقت ہے۔
بھگوڑے بھاگتے ہی چلے جاتے ہین
اور طرہ یہ کہ عوام الناس سے کسی نے
کہدیا کہ زبردستی ٹیکے دیے جاتے ہین
جس سے اچھے خاصے آدمی مرجاتے ہین
بس پھر کیا تھا۔ ہر شخص گھر سے بیتاب
نکل پڑا۔ دم بھر مین مرگ انبوہ جشنے دارد کا
فوٹو نظر آگیا۔ بھاگنے والون کے
اور بھی رہے سہے ہوش تشریف لے گئے
تماشہ تو جب ہوتا کہ مردم شماری کے
حیلے سے بھگوڑے مجتمع کیے جاتے اور
دس پانچ روز کے لیے سرحد پر بھیجدیے
جاتے تب آپ دیکھتے کہ ہیلتھ افسر کون
کو تعفن سے کیونکر صاف رکھنے کی
کوشش کرتے۔

راقم
مسٹر فرار
(از مٹیابرج)

نظم در شکایت دوست بیوفا

ستم شعار جفا کیش بانیِ بیداد
خدا ہی دے گا تجھے تیرے جور و ظلم کی داد
ملائی خاک مین تونے سب آرزو میری
خدا کرے نہ بر آئے تیرے بھی دل کی مراد
ستائے خوب تو جی بھر کے مجھکو او ظالم
یقین ہے تو بھی قیامت تلک رہے ناشاد
دیا ہے بیٹھے بٹھائے وہ تونے غم مجھکو
کہ جس کے صدمے سے کرتا ہون رات دن فریاد
تری جفاؤن کا کس سے بیان کرون او بت
خدا ہی سے ہے بس اب تیرے ظلم کی فریاد
وہی ہے دیکھنے والا تری جفاؤن کا
وہی سزا دیگا ظالم تو اپنے ظلم کی داد
بتا سہی کہ تجھے کیا ملا [illegible]
نہ پھر ستا سکے تو اس طرح جو ہوا دل شاد
نہ چین پائیگا دونون جہان مین ہرگز
کرے جو کوئی کسی بیقصور پر بیداد
بھلا زمانہ مین ٹھنڈا رہیگا وہ کیونکر
جلائیگا جو کسی کا کوئی دل ناشاد
دیا ہے تونے جو یہ رنج اور غم مجھکو
جزا ملے گی بہت جلد اے ستم ایجاد
مکان مین چین سے رہتا تھا رات دن اپنے
ہنسی خوشی سے محبون کے ساتھ بادل شاد
نہ فکر تھی کوئی دل کو نہ کچھ تھا رنج و ملال
بلا کے اپنے یہان تونے کیون کیا برباد
بنین گے کام اسی طرح عمر بھر تجھ سے
تو دل مین اپنے اصالت کو تو ذرا کر یاد
خطا شریف سے ہوگی نہ نسل بد سے وفا
نہ کار نیک کرے گا جو ہوئیگا بدزاد

یہ دیکھنے کو تری شکل بھولی بھولی ہے
ہزار رنگ کا دل میں بھرا شر ہے فساد
کوئی کہے کہ تو نادان ہے ارے توبہ
خدا بچائے ترے مکر و فن سے او جلاد
پڑے جو سابقہ ابلیس کو کبھی تجھ سے
سلام جھک کے کرے اور کہے تجھے استاد
تو ہی ہے موجد عیاری و دغا بازی
تجھی سے مکر زمانہ میں سب ہوئے ایجاد
کبھی پڑا جو کوئی دام مکر میں تیرے
تو عمر بھر نہ ہوا قید غم سے وہ آزاد
اگر تو چاہے تو اپنے فریب و حیلہ سے
بنائے قمری کو اک دم میں دشمن شمشاد
غرض کہ چھلنے میں معلوم تجھکو مکر و دغا
ہمیں یہ صاف کہے خوب تونے استاد
مگر یہ جان لے ہوتی نہیں دغا سے بسر
یہ ہوگا قول بزرگون کا برسر کو یاد
خدا رسول کا بھی ڈر نہیں ہے کچھ تجھکو
دل و جگر میں ترے صاف آہن و فولاد
قسم قران کی جھوٹی جو تونے کھائی ہے
ضرور بنہ ترا اسٹر جائے گا ستم ایجاد
تری قسم کا نہ ہرگز یقین ہو دل کو
اوٹھائے سر پہ جو سب کو ہی تو اوسے فساد
ٹھکانا اب تو نہیں قول و فعل کا تیرے
تبھلے ایک تو بیشک ہون سو صد و نقصاد
لگا کے آگ بجھانے کو پانی لے دوڑے
اسی طرح کے غرض تجھکو علم و فن ہیں یاد
دعا ہے حق سے الٰہی کی اب یہ آٹھ پہر
دکھادے اب تو اوسے جلد ثمرۂ بیداد

راقم
الف - شین - از دیوان

اطمینان شد

ارے یارو - ہم ہندوستانیوں کو آخر کہاں تک بوکھلاؤ - گھبراؤ گے - ایک تو یون ہی آئے دن کے آفات ارضی سماوی سے پیٹ پانی - پیشاب خطا ہوا کرتا ہے - اوس پر طرہ یہ ہے کہ مارے پیشین گوئیون کے تم نجومی لوگ اور بھی چین نہیں لینے دیتے - اگر نی الحال کی مصیبتون پر صبر و شکر کے حافظے کو پس پشت ڈال کر سخت جانی کے صدقے میں لمحہ دو لمحہ زبردستی دل خوش کرنا چاہتے ہیں - تو تم ایسے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہو کہ ساری حلاوت زندگی کڑوی نیم ہو جاتی ہے -

ایک صاحب فرماتے ہیں ایک ہی جگہ دو دو چاند نکلا کرینگے - خیر صاحب یہاں ان کی چاندنی والی مثل غلط ہوئی ہوا ہے - مہینہ بھر راتون کو شب ماہ کا لطف تو حاصل ہوگا - مگر بشرطیکہ معاملہ چاندنی ہی تک رہا - اور اگر نظام فلکی میں اس نو وارد جرم کی وجہ سے برہمی پیدا ہوگئی جو ریل گاڑی میں مسافر کے آجانے سے ہو جاتی ہے یا اگر کسی کی بیراہ روی سے مشت مشت کی نوبت آئی - اور کوئی کسی سے ٹکرا گیا تو فرمایئے اس بیچاری کرم خوردہ کہنہ سال زمین کا کہیں پتا ٹھکانا لگے گا لیجیے اب اپنی جان کی کیا سنئے ساری دنیا کی خیر نظر نہیں آتی -

ہنوز یہ وہ ہڑکا لو خشک کرہی رہا تھا کہ ایک گروہ منجمون کا اور اوٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا ۱۸۹۹ء میں آٹھ سیارے ایک ہی برج میں گھس آئیں گے - پھر خدا ہی نے کہا چپقلش ضرور ہوگی - اور سارا نزلہ بیچاری زمین پر اوترے گا - مہابھارت کی لڑائی - نوح کے طوفان - اور نہیں معلوم کس کس طرح ام الذات - ام الآفات آفت کا سامنا ہوگا -

لیجیے اب رہے سہے ہواس جو کچھ کونے کھدرے میں دبکے پڑے تھے پھڑ پھڑا کر اس طرح بھاگ کھڑے ہوئے جس طرح اندھیرے میں مکان کی چھتون سے چڑیاں چڈ سے -

بارے الحمد للہ ایک صاحب بیچ نے جب دیکھا - خلقت یون ہو ہواس ہو رہی ہے تو آپ نے اپنا کتب خانہ چھانٹا - اسے تو بہ ٹٹولنا شروع ہوا - اور آخر کار ایک مضمون لاکر اودھ اخبار میں دار الشفا کی بیفیون کی طرح کئی نسخے بنا بنا کر ثابت کردیا کہ سیارون کے جمع ہونے سے کچھ ہونا ہوانا نہیں - زمین جس چال چلی جاتی ہے چلی جائے گی - اور یون تو آفتون کا کیا پوچھنا رہا ہی کرتی ہیں - اور یہی لیل و نہار ہے تو آئندہ بھی رہیں گی -

چلیے فرصت شد - بات چاہے جھوٹ نکلے یا سچ - سر دست اطمینان کی صورت تو ہوگئی -

امیر کابل کا نقصان

حضرت شیخ- بات یہ ہے کہ دنیا جہان میں کسی کا نقصان ہو جائے ہم کو زیادہ فکر نہین ہوتی- ہان اگر خدانخواستہ کابل کا ادھی کا نقصان ہو جائے تو ہم کو بڑا ہی صدمہ ہوتا ہے- تو جہ کیا کہ ہمارے اون کے آج کل دوستی ہی کچھ ایسے کیڈے کی ہو گئی ہے کہ اون کا نقصان عین ہمارا نقصان ہو گیا ہے نفع گیا اپنے گھر- اوس سے ہم سے بحث نہین- مگر نقصان مین البتہ ہم کو بھی تشویش ہو جاتی ہے- چنانچہ فی الحال سنا کہ سرحدی لڑائی کی بدولت تجارت کا رستہ جو بند ہوا امیر کو ہم الاکھہ کا نقصان پہونچا- اب اونکو چاہیے فکر ہو یا نہو مگر ہم کو تشویش ضرور ہو گی کہ کہین ہم کو دینا نہ پڑے- اگر کوئی اور ہوتا تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ جناب ہمارا بھی نقصان ہوا ہے- لیجئے اول تو ہماری گورنمنٹ کا بہت کچھ روپیہ خرچ ہوا- سپاہ کی جانین گئین- آپ کی طرف سے میوہ نہ آیا- گران بکا اور جو دس روپیہ ماہوار میوہ خوری مین صرف کرتا تہا اوسکو بیس اور تیس ماہوار خرچ کرنے پڑے- پس ہم اور وہ دونوں اپنا اپنا نقصان اپنے اپنے ذمہ کہین مگر کابل کے ساتھ ایسا جواب خشک نہین زیبا اگر امیر صاحب اپنی جگہ پر کڑکڑا کر رہ گئے تو خیر گذشت- اور اگر کہین ہم لاکھہ کا مطالبہ کر بیٹھے تو بجز روپیہ دینے کے اور کچھ نہ بن پڑے گی-

خصوص ایسے حال مین جبکہ مسٹر وسیٹ لینڈ نے بجٹ کے مسودے مین اس نقصان کا کوئی خیال ہی نہین رکہا-

ہم سمجھتے ہین اگر آئندہ سرحدی جنگون کے پہلے امیر کابل سے معاملہ طے ہو جایا کرے تو بہت بہتر ہے- یا جہاں اور وظیفہ مقرر ہے وہان ایسی لڑائیون کی بابت بھی کچھ رقم بطور شکرانہ حق ہمسائگی مقرر ہو جائے تو بہتر ہو۔

الجواب

مولانا اودھ پنچ

مین آپ کے توسط سے ہمدرد مایوسان اولاد کو مطلع کرنا چاہتا ہون اور امید کرتا ہون کہ آپ اون کو فوراً اطلاع کر دین گے-

ہمارے ایک شہری دوست جو اصدر کے پوترون سے امیر ہین وہ انکو اپنا بیٹا بنانا چاہتے ہین- اور جو شرطین انہون نے لکھی ہین وہ اونکو بدل وجان منظور ہین- گوکہ ان کے پاس کروڑون روپیے کی جائداد تہی مگر اوس کا صرف کرنے والا کوئی نہ تہا- اور اپنے مین جہات غذا ایسے شخص کو بیٹا بنانا چاہتے تھے کہ جو مکاری- عیاری- بخیلی- زناکاری- جعلسازی- ٹیپر بازی- چوری- سرزوری مین طاق ہی نہین بلکہ شہرۂ آفاق ہو- الحمد للہ علے احسانہ اون کی یہ مراد پوری ہو گئی- اور انکو ایک ایسا شخص مل گیا کہ جس کی ایک مدت سے آرزو تھی-

ہمدرد مایوسان اولاد کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا دنیا مین کوئی ایسا وارث موجود نہین ہے کہ جو اون کے بعد آپ سے مقدمہ بازی شروع کرے- اور آپ کو کتنے فضول مین ڈالے

چونکہ آپ کو کروڑون روپے کی جائداد کا مالک بننا ہوگا اسواسطے وہ بشرائط ذیل آپ کو اپنا بیٹا بنانا چاہتے ہین- اگر منظور ہو تو چلے آؤ- انشاء اللہ وہ کل جائداد آپ کو ہبہ کر دین گے- پھر چاہے آپ سپید کرین یا سیاہ- یہ آپ کی لیاقت اور شرافت پر منحصر ہے-

ہمارے دوست کو از کمسنی تماش بینی کا بہت شوق ہے اور سلامتی سے آپ بھی اس فن کے اچھے خاصے ماہر ہین- اسلیے آپ کو روزانہ ان کے پہلو گرم کرنے کی فکر کرنا ہوگی-

ثانیاً علے الصباح پاخانہ مین لوٹا رکہنا ہو گا- ثالثاً کبھی کبھی اونکا گھوڑا بھی ٹہلانا ہو گا-

اگر آپ کو یہ شرائط منظور ہون تو آپ بذریعہ اڈیٹر اودھ پنچ بہت جلد اطلاع دیجئے- تاکہ آپ کے بلانے کی فکر کی جائے-

راقمہ
سلطان ظریف الحجاز
المعروف شیخ جاعد ظرافہ

اطلاع بخدمت نامہ نگاران

محمد عمر برق - پروانے کے اعتراضات کا جواب اونہین گلدستون مین چہپے جنمین اشعار چہپے ہین - پنچ کو خواہ مخواہ بیچ مین پاؤن دینے کی ضرورت کیا ہے -

نامہ نگار ریاست بہوپال - خبر ریاستی - اور "علاج شکم" خالی از ظرافت -

سید اصغر حسین - گہر گہوڑا نگاری موہل - پہلے مضمون بطور نمونہ بھیجیے -

رسید زر معہ شکریہ

بشکر گزاری تمام اون حضرات کے اسمائے گرامی معہ تفصیل رقوم درج ذیل کیے جاتے ہین جنہون نے از راہ عنایت و مہربانی اعانت کا خاص فرمائی ہے - توقع ہے اور حضرات بہی اس جانب توجہ فرمائینگے -

سردار محمد خان صاحب — صہ
صاحب اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ چانگی قطع — عہ
ناظر صاحب منصفی اوناؤ — للعہ
جناب سراج الدین صاحب — للعہ
پروفیسر بہیا سنگہ صاحب — معہ
جناب شیخ احمد حسین خان صاحب — عہ
بہگوان دین صاحب — صہ

توکل علیہ الرحمۃ

گرمی اس شدت سے ترقی ہے کہ انسان کیا ستارہ شہر "گلاب فالودہ" ہوا جاتا ہے -

کئی دن سے لو موقوف ہے دو ایک دفعہ آندہی تو نہین آندہی کا دیباچہ سا شروع ہوا تہا - مگر تہوڑی ہی خاک بیزی کے بعد خاتمہ آگیا -

ہمارے ڈپٹی کمشنر گرے صاحب رخصت پر تشریف لے گئے - بعض لوگون خصوصاً اخبار آئینہ نے اس جدائی پر سخت افسوس ظاہر کیا - اور واقعی ہمکو بہی ہوتا بشرطیکہ تحط رہتا -

جوبلی کمپنی ابہی تک حالت نزع یا نزاع مین زندہ اور بی حیدر والی نشیبی زمین مین گویا درگور ہے - ہم سخت جانی کے ہم بہی مداح ہین کہ باوجود بے سامانی پہر بہی کہیل کیے جاتی ہے - البتہ تنگ مالی و قتون سے ایکٹرون نے تنگنی کا ناچ شروع کیا نہ اسٹیج پر ہیرون ناچا -

(۱) اشتہار

مکانات نواب علی نقی خان مرحوم جائداد معرضہ ذیل واقع لکہنؤ محلہ حسین گنج جدا جدا اور یکجا فروخت کرنا منظور ہے قیمت نقد مقام خط و کتابت لکہنؤ جہوائی ٹولہ -

کوٹہی معہ تہہ خانہ واقع اندرون باغ
محلسرائے کلان معہ چہار دیواری
خانہ ماسہ دیگر معہ حدود متعلقہ
محلسرائے خورد معہ حوالی
محلسرائے بارہ دری معہ حوالی
حمام معہ کمرہ و حوالی
پہاٹک باغ معہ متعلقات
دو کانات نزد جامع مسجد

اسکے علاوہ افتادہ لکڑی بہی ایک جگہہ جمع ہے جو بر وقت فیصلہ دکہا دیجائے گی -

المشتہر
نواب مہدی علی خان مرزا محمد عباس حسین یعنی ہوش مختاران نواب ضیغم الدولہ بہادر و نواب پیارے صاحب بہادر

قابل خرید و سامان و امراء ملک

ایک طلائی گہڑی اعلے درجے کی نفیس بکیب کے کارخانے کی بنی ہوئی جو آج کل کمیاب ہے موجود ہے وقت خرید سے استعمال نہین ہوئی - بالکل نئی کسی قسم کا کوئی نقص نہین - نہ استعمال سے خراب ہوئی نہ کسی گہڑی ساز نے ہاتہہ لگایا قیمت معہ زنجیر طلائی دو ہزار پانسو روپیہ -

ایک گاڑی فیٹن ساختہ کارخانہ کلکتہ نہایت خوبصورت فیشن ایبل بالکل نئی معہ کل سامان کمپلیٹ قیمت چار سو روپیہ

جن صاحب کو خریداری منظور ہو دفتر جناب ہذا سے خط کتابت فرمائین اگر کسی صاحب کو معائنہ منظور ہو تو وہ بہی ہو سکتا ہے -

المشتہر
منیجر اودھ پنچ

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کی مریضوں پر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ معمولی سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے **المشتہر** پروفیسر شیام سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو مسٹر شیام سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بہت ہی نفیس اور مفید ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش - ہر قسم میں کمزوری آنکھ کا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لعاب کا بہنا چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے - مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر دلمی - ایم سنگھ صاحب بہادر ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ وانگلینڈ امرتسر -

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے فوائد بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار شیام سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ بانچی ایک مریض طالب علم وید سیتا رام عمر قریب ۲۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریض مذکور کی آنکھوں میں ضعف بصارت تھا اور بڑی ابلے ہوئے تھے اور پڑوال پہنچے ہوئے تھے اسکی آنکھیں بھی سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - انہیں سے کثرت سے پانی بہتا نکلتا تھا - اسکی بینائی میں سقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ نہیں ڈال سکتی تھی - اور بڑے اور ننھے بچے کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے مرض کو سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر شیام سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسکا جادو کا اثر کہلا یعنی ایک مرد کا نذر سی دولال کی آنکھوں میں ہوا پڑ گیا تھا اور بسبب خشکی پر ہوئے کے ہونے کے نظر دھندگی ہو گئی تھی لیکن قریب بیس روز کے استعمال سے پھر لالہ دولال ہو گیا - اور بالکل صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہو گئی ہے اور مریض عالم کو ہوشیار بہی بعد شکر گزاری خوش نسبت کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو سقدر قلیل قیمت پر شائع کر کے خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور نیک کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت عرض مدعا ہذا بتعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر کے صفات حسیمہ و سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں -

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپیل اسسٹنٹ کوٹ گنڈہ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھوں میں ایک مرض تھا جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر وکیلپ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان عم زاد شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شریف محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی نقلی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کی کسی عدالت میں ماہ مارچ ۱۹۱۶ء میں جمع کیا گیا ہے

ماہِ مبارک محرم مضحک ہے یا مبکی

ڈیر مسٹر اودھ پنچ - گڈ مارننگ

آج مین اپنے آفس مین اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ آپ کو کوئی مضمون لکھون لیکن کوئی مضمون آسانی سے ذہن مین نہ آتا تھا سلسلۂ فکر مین یہ بھی خیال آیا کہ پُرانے مضمون آپ کو پسند نہین - اکثر آپ وہ مضمون پسند کرتے ہین - جو فصل سے اور زمانے سے تعلق رکھتے ہون اور اس لحاظ سے جن مین قدرتی طور پر جدت اور تازگی ہو -

یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے یہان تک پہونچا کہ اب آگے محرم آرہا ہے - اسی پر آپ کو کوئی مضمون لکھنا چاہیے - لیکن اس کے ساتھ یہ بھی خیال گذرا کہ محرم مین اور آپ مین [illegible] ضدین ہے - یعنے محرم کو ظرافت و خوش طبعی سے کوئی علاقہ ہی نہین جس کسی کو لوگ دیکھتے ہین کہ کبھی ہنستا ہی نہین ہمیشہ رونی صورت بنائے رہتا ہے تو کہتے ہین کہ اسکی محرمی پیدائش ہے - لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ کئی بائیس برس سے آپ کا اخبار جاری ہے کبھی یہ نہ سنا کہ اس مہینے مین آپ خاموش رہے ہون اخبار کا بند رہنا درکنار یہ بھی نہین دیکھا کہ سیاہ بارڈر کے ساتھ پرچہ نکلا ہو - اور آپ کے اخبار پر کیا موقوف ہے - دُنیا مین کسی ظریف اخبار کو ایسا نہ دیکھا - غرض یون رفتہ رفتہ سوال زیب عنوان بڑے زور سے خیال مین آیا اور اوس کے اطراف و جوانب پر غور کرنے لگا - ترکیب سوال سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین جواب کیا دینے والا ہون - اس لیے کہ مضحک کا لفظ مبکی سے پیشتر واقع ہوا ہے - لیکن کھلے خزانے مین اوس جواب کو عرض کرتے ہوئے ڈرتا ہون اس لیے کہ پرانے خیال کے مذہبی مسلمان خون کے پیاسے ہوجائین گے - پھر تو محرم پر کیا موقوف ہے مجھے بارہون مہینے روتے ہی بنے گی - اونکی خاطر سے اب جواب کو مین اتنا البتہ بدل دے سکتا ہون کہ علمائے سلف اور محققین قدیم کا یہی خیال تھا کہ یہ مہینا مبکی، ورنہ شدت سے مبکی ہے اور اس خیال مین اون کے ہزارون دینی اور دنیوی مصالح بھی شامل تھے - لیکن محققین زمانہ حال اب اس مین چون و چرا کرتے ہین اور بعض جو مجھ جیسے بہکے ہوئے ہین وہ تو یہان تک کہتے ہین کہ اون کی تحقیق غلط - قضیہ بالکل برعکس ہے - ماہ مبارک محرم قبل واقعہ کربلا کے عید ہوتا تھا جس مین اہل عرب عید کیا کرتے تھے - گو اب شکل بدل گئی ہے مگر نگاہ غور سے دیکھو تو اب بھی محل عید ہے - اس لیے کہ شیعہ اور سنی دونون کے ہان یہ بات ثابت ہے کہ واقعۂ شہادت اُمت عاصی کے لیے ایک بہت بڑا کفارہ ہے اور قریب قریب اوس کفارے کے جس کے نصاریٰ قائل ہین - یعنے اُمت مرحومہ مین اب کسی کو رحمت سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہین - اس لیے کہ وہ خون جس سے دشت کربلا رنگین ہوا اُس نے تمام مسلمانون کے گناہ یک قلم دھو دیے - اگر یہ عقیدہ مطابق نفس الامر والواقع ہے تو اس سے زیادہ خوشی کا موقع اور کونسا ہو سکتا ہے - جو واقعہ کہ تمام اُمت کی بخشایش کا سبب ہوا اوس سے زیادہ مبارک اور خوش کرنیوالا اور کونسا واقعہ [illegible] ہو سکتا ہے - جس جمعے کو حضرت عیسے بقول نصاریٰ کے صلیب پر چڑھائے گئے تھے اوس کو آج تک گڈ فرائیڈے یعنے جمعہ نیک یا سعید کہتے - اور اوس روز نصاریٰ بہت بڑی خوشی کرتے ہین - چونکہ ہمارے اسلام مین بھی یہ واقعہ شہادت اوسی کا جواب ہے لہذا اوسی طرح اس سے بھی خوشی کا اثر لینا چاہیے

غم کا۔ جو پُرانے دستور کے مطابق اجتک رائج ہے۔

پُرانا دستور شاید کچہ اس وجہ سے قائم ہوگیا تہا کہ اوس قدیم مین مسلمانون کو اعلے درجے کی مرفہ الحالی اور کامیابی حاصل تہی۔ اس سے اون کے دل قدرتی طور پر خوش رہتے تھے اور یہ خوشی بعض اوقات بیجا طور پر حد ضروری سے متجاوز ہوجاتی تہی۔ اس بنا اعتدالی کے خمیازے سے رکنے کے لیے علما اور دانشمندون نے یہ بات قرار دیدی تہی کہ سال مین ایک مہینا غم کے لیے مخصوص کردیا جائے اور اوس مین کوئی بات خوشی کی نہ کی جائے لیکن اب حالت بدل گئی ہے۔ اب تو بارہون مہینے غم کا سامنا رہتا ہے۔ افلاس نے وہ بُرا حال کیا ہے کہ ہنستے بہی ہین تو کہسیانی ہنسی جس طرح کُتا مار کہا کر دانت نکالتا ہو۔ کوئی تقریب گہر مین ہو سب پر غم کی تقریب کا دہوکا ہوتا ہے ایسی حالت مین دانشمندی یہی ہے کہ وہ پُرانی پالیسی قوم کو زبردستی رونے رُلانے کی بدل دی جائے۔ رونے کے اسباب قدرتی طور پر اتنے موجود ہین کہ اب تکلیف اور تکلف کی ضرورت نہین۔ اگر ضرورت ہے تو اس کی کہ کچہ اسباب خوشی کے زبردستی پیدا کیے جائین تاکہ حزن دائمی سے زندہ دلی بالکل باطل نہ ہوجاسے۔ جو قوم کی زندگانی کے لیے بہت ضروری ہے۔

تمام دنیا مین نوروز کا آغاز خوشی کے ساتہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے شاید سال بہر کسی قدر زیادہ خوشی گذرتا ہی ہے۔ لیکن ہم مسلمانون کا نوروز عجیب نوروز ہے کہ بسم اللہ ہی غلط ادہر سال ہجری کی پہلی تاریخ ہوئی اور ماتم کے نقارے بجنے لگے۔ بہلا جس کا آغاز ایسا ہو اوس کا انجام کیسا ہوگا۔

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

نعوذ باللہ اوس حال مین کہ مصیبت ہر مسلمان کا گہر ڈہونڈہتی پہرتی ہے۔ ؎

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بر دیگرے قضا باشد
بزمین نارسیدہ مے پرسد
خانۂ انوری کجا باشد

سال کا آغاز اس غم آلود طریقے سے ہونا اب بالکل نامناسب۔ یہ مین نے مانا کہ اس زمانے مین کبہی ایک سخت واقعہ گزرا ہے جس کی یاد مسلمانون کو بے چین کردیتی ہے۔ لیکن تمدنی دنیا مین بہت سے اُمور ایسے ہین کہ وہ رسم و رواج کی وجہ سے ایک خاص اثر رکہتے ہین۔ اگر رسم و رواج کی وجہ سے قوم ایک خاص طور پر کسی خاص خوشی یا غم کی عادی نہ ہوگئی ہو تو اوس سے غم کے عوض خوشی اور خوشی کے عوض غم کا اثر ابہی پیدا ہوسکتا ہے۔ ابہی گڈ فرائڈے کی مثال دی گئی کہ جو ایک غم افزا واقعے کی یادگار ہے۔ مگر پہر بہی اوس سے اثر خوشی کا حاصل کیا جاتا ہے۔

ہم بہی اس بات سے کیون خوش نہ ہون کہ ہمارے امام نے اخیر وقت تک حق سے مُنہ نہ موڑا۔ نہایت سخت امتحان مین کامل العیار اُترے۔ بہشت مین شہدا مین سب سے اعلے جگہہ پائی اُمت عاصی کو اون کے خون سے شفاعت کی سُرخ روئی حاصل ہوئی۔

رنگ جو محرم مین استعمال کیے جاتے ہین سو وہ ہین سبز اور نیلگون۔ چونکہ اب مقصود یہ ہے کہ محرم کو خوشی کا پیرایہ دیا جائے۔ لہذا نیلگون کو تو بالکل ابالش کردینا چاہیے۔ ہان سبز کا مضایقہ نہین اُس سے سرسبزی کو نین کی فال نکلتی ہے اب کے آپ بہی اگر سبزی اخبار نکالین تو اصلاح کی یہ سرسبز ابتدا ہوگی۔

اب مین یہ دکہانا چاہتا ہون کہ باوجود ہمہ اہتمام غم بعض واقعات قدرتی طور پر ایسے پیش آجاتے ہین کہ انسان محرم مین بہی ہنسی کو ضبط نہین کرسکتا کسی مقام کی یہ ایک مشہور نقل ہے کہ کوئی مرثیہ خوان صاحب اپنے ساتہ ایک غریب جُلاہے کو جس کا کچہ کام نہین چلتا تہا رونے کی خدمت پر مامور کرکے لے گئے تہے۔ جب مجلس مین پہنچے تو مرثیہ خوان صاحب۔ صاحب مجلس سے باتین کرنے کو اندر کے کمرے مین تشریف لے گئے۔ اور اس مین دیر بہت ہوئی۔ تو وہ جُلاہا گہبرایا۔ اور وہین سے آواز دیتا ہے کہ ”میان کیا روؤن“ تمام مجلس ہنس پڑی۔

مرثیہ خوانون ہی کے سلسلے مین کتنی نقلین مشہور ہین کہ وہ کس طرح پہلے منبر پر تشریف لاتے ہین اور اپنی معمولی خستگی آواز کا کس ٹہاٹہہ سے عذر کرتے ہین۔ اور پہر زبردستی کس طرح مومنین سے رونے پیٹنے کا ٹکس حاصل کرتے ہین داد دینے والون کی اُجرت یافتہ جماعت کس طرح غل کی چہریون سے اپنی فرودی کی کوڑی کو حلال کرتی ہے۔

مرزا دبیر کی یہ نقل مشہور ہے کہ اونہون نے عظیم آباد مین ایک دفعہ تلوار کی تعریف مین ایک بند پڑہا تہا جس مین مدجزر دیپہ پڑہا ہے کا بہی ایک نقرہ تہا۔ کسی ظریف نے حاضرین مین سے کہا میرزا صاحب پر عنایت ہے مذرا اصاب

دماغ بھرنے کی تعلیم ہو چکی اب پیٹ بھرنے کی تعلیم چاہیے

داد کی اس نئی ترکیب سے کھٹکے۔ اور
کھٹکے تو کمٹ سے اصلاح بھی ہو گئی۔ اب
جو پڑھا تو مضمون کا رخ ہی بدل گیا تھا۔

میر مونس کی ایک مستند ترد
دل دوست نے نقل بیان کی کہ وہ
ممبر پر تشریف رکھے تھے۔ سبز لباس
تھا۔ اور منہ پر سفید رومال رکھے
ہوئے تھے۔ کوئی شہدہ بھی اس
مجمع میں تھا۔ میر صاحب کے قریب
آیا اور اس نے اپنی ترکیبوں سے
دکھایا کہ مجھے آپ سے کچھ کان میں کہنا
ہے۔ میر صاحب اخلاق سے جھکے
تو اب وہ کیا کہتا ہے کہ آپ پر آٹا
کھاتے ہوئے ملطے کی ہوئی ہے۔
کیوں کیسی ہوئی۔ میر صاحب دل میں
تو سخت ہی جلے۔ مگر اس کی اس بیباکانہ
ترکیب پر وہ بھی ہنس ہی پڑے۔

کسی جگہ مجلس ہو رہی تھی
اور اس میں کوئی صاحب واقعات
کربلا بیان فرما رہے تھے۔ اس مجمع
میں ایک شہدہ بھی بیٹھا تھا۔ جب مجلس
ختم ہوئی تو وہ شہدہ کہتا کیا ہے:۔

واہ احمد۔ جب تونے امام عابدین
کے ساتھ کیا سلوک کیا تو دوسرا تجھ سے کیا
توکا (توقع) رکھے گا۔

(معاذ اللہ) یہ بھی مشہور ہے
کہ محرم کے دنوں میں جلاب اور چیزوں کا
نرخ گران ہو جاتا ہے وہاں پیاز اور سیاہ
مرچ کا بھی۔ اس لیے کہ بعض حضرات
اسی گرم مصالح سے اپنی عقیدت کی
ہانڈی میں جزو پیدا کرتے ہیں۔ رونا
نہیں آتا۔ آنکھوں میں آنسو کا نام نہیں
مگر پھر بھی لشور رہے ہیں۔ گالوں کو اندر
سمیٹ رہے ہیں۔ آنکھوں کو زور زور
سے بھینچ رہے ہیں۔ مگر پھر بھی اشک افشانی
میں کامیابی نہیں ہوتی۔ تب ہار کر
زور زور سے غل مچانے لگتے ہیں۔
اور اسی وجہ سے زیادہ ترفیشن بھی ہو گیا
ہے۔ کہ رونے سے قبل غل مچا دیا جائے
اور رومال کو جس کو باورچی خانہ کے بعض
گرم مصالح سے سخت تعلق رہا ہو جلدی
سے آنکھوں تک پہونچا یا جائے تاکہ
آنکھوں کا پردہ ڈھکا رہے۔ اور پھر
جب وہ نزا رنا لی بند ہو تو رومال اس
صورت میں کہ آنسو نکالنے میں کامیاب
نہ ہوا ہو۔ رسماً آنسو پر چھپا ہوا زانو تک
آئے۔ اور اگر کامیاب ہو گیا تو زانو پر
گرا کر لوگوں کو قیمتی آنسوؤں کی زیارت
کا موقع دے کر پھر آنکھوں تک جائے
اور پونچھنے کی مہتم بالشان ایمان افزا
رسم بجا لائے۔ یہ ایک سین ہے جسکے
برسوں دیکھے بغیر اس مشہور حدیث کی
رقت خیز باریکیاں سمجھ میں نہیں آسکتیں۔

من بکی او ابکی او تباکی فدخل الجنہ

میرا اس کے مقابل میں یہ قول ہے کہ
جس کو اس قسم کے پر تکلف اور
پر تصنع رونے والے گروہ کے منتخب
اراکین کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو وہ اگر
کھل کھلا کر نہ ہنس پڑے اور اس سے
اپنے ہم خیال لوگوں کو جو اسی مجلس میں
فرط ثقاہت سے ہنسی ضبط کیے بیٹھے ہوں
مارے ہنسی کے بے اختیار نہ کر دے
اور اس ہنسنے ہنسانے کے واقعے سے
اس پر تکلف رونے والی جماعت کے
بعض زندہ دل اراکین کے دلوں میں
خصوصاً اور عمومی صورت کے حضرات
کے دلوں میں عموماً ایک خاص مضحک
گدگدی پیدا کر کے تمام مجلس میں ایک
خاص مضحک اثر نہ پھیلا دے اوسکے
دوزخی ہونے میں بھی کوئی کلام نہیں

کسی مصور نے اچھا خیال پیدا
کیا تھا۔ اس نے دو تصویریں بنائی
تھیں۔ اور دونوں بچوں ہی کی تھیں
ایک تو وہ جس میں کل صورتیں رو رہی
تھیں۔ اور دوسری وہ جس میں سب کی
ہنس رہی تھیں۔ لیکن دیکھنے والے پر
ہنستی روتی دونوں تصویروں سے ایک
ہی اثر ہوتا تھا۔ اور وہ اثر تھا ہنسی اور
خوشی کا۔

اس محرم میں تو اسی قدر پر اکتفا
کی جاتی ہے۔ زندگی باقی ہے تو آئندہ
محرم میں کچھ اس سے بھی زیادہ مضحک
سامان پیش کیے جائیں گے۔

راقم

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

سہرا

معدن نوازش و کرم جناب اودھ پنچ
اخبار اودھ پنچ۔ بعد سلام مسنون آنکہ میں نے
ایک سہرا لکھا ہے وہ مذاق کے واسطے

بحث ہے کہ آیا شادی شرعی ہو یا عرفی چونکہ بعض گھوڑون کا سلسلہ نسب ملک عرب تک قائم ہوا ہے اور اشاعت شرع ملک عرب ہی سے ہوئی ہے لہذا بنا ے ازدواج شریعت ہی پر رہی اگر اس کے خلاف ارادہ بھی کیا جاتا تو کیا ہوتا گرانی اور قحط مین تو فقط اناج گران تہا - اب تو گہی گران - گوشت گران - گھی کتہہ گران اور رنڈیون کا نرخ تو سونے سے بہی بڑھ ہے - آج کل جس کا جی چاہے طبلہ سارنگی اور پیشواز مہیا کر لے پہر نہ کوئی سازندون کا حسن و قبح دیکھتا ہے نہ کسی رنڈی سے ناچ گانے کی نسبت سوال کیا جاتا ہے -

زیادہ تر شادیان تو حضرات لالہ کی ہین - اور زر و دولت ہی اونہین کے گہر مین ہے - ان کو قحط سالی ایسی راس آئی کہ غلہ کے انبار لگ گئے - تمام کا نرخ وہ منا سب کر دیتے ہین - روپیہ اون کے دنیون مین نظر آتا ہے - یہ تو جملہ معترضہ تہا - اب سنیئے کہ گھوڑی والون نے

اصطبل کو حجلۂ عروسی بنایا - اور ہر مکان عاقدی مرد کا تہان آراستہ ہوا - برات چلی - جلوس مین ادہمی کمانگر جلوس مین سبزہ - گراسکٹ - پورب سے چلے کچہم مین آکر دم لیا - چونکہ دونون بالغ تہے عقد فضولی پڑہا گیا - برگ سبز کے عوض ہری گہاس تقسیم ہوئی - دولہن کے بنی نوع جو برات مین آئے تہے اون کی خاطر داری ایک دم کٹے بہینسے کے سپرد تہی اوس نے اپنا خوب پیٹ بہرا - اور مہمانون کو بے گیاہ علف ٹہنڈے ٹہنڈے رخصت کر دیا - اور باقی خیریت رہی - نہ کسی کا زیرہ بند کہلا اور نہ کسی نے دولتی جہاڑی دونون اگرچہ صورتاً متغایر تہے لیکن سیرتاً موافق -

ولیکن ہر یکے سادہ بر آمد
چو دم بر داشتم مادہ بر آمد

راقم
ہمنشین میرے عبث کرتے ہین نام مجہے
راست گو ہون نہین کذب سے کچہ کام مجہے

بقلم
حضرت دماغ

آزادی مطبع

خانہ زاد محنتم آسودگی کم دیدہ ام
آنچہ غیر از زخم بیند من ز مرہم دیدہ ام

حضرت پنچ - یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ آزادی ہر ترقی کی جان اور ہر فلاح کی روح ہے - ہر روشنی کا مخرج اور ہر شائستگی کا ذریعہ ہے - ہمین تو ازل سے راس نہین - نعمت ہوگی کسی کے لیے اور وسیلۂ راحت دل و دماغ ہوگی کسی کے واسطے -

تیرے بیمار کے حق مین تو ہے زہر
تندرستی بڑی نعمت ہی سہی

اپنے دشمن ہین جو اسکو چاہتے ہین - عقل سے بیگانے ہین جو اس پہ مرتے ہین - اول تو آزادی ہے ہی کیا آوارگی کا دوسرا نام ہے - اور پہر آزادی مطبع تہی ہی کیا نہ بانی جمع خرچ کی ہے نہ تمام مطلق العنانی - رستی تڑا کیا تہا - اور چلی گئی تو اوس کا افسوس ہی کیا - مگر انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ بہچہڑے کی یاد آجاتی ہے - برا ہو یا بہلا - گزشتہ آزادی مطبع بہی کبہی یاد آجاتی ہے - اور اسی نے یہ قطعہ تاریخ موزون کرا دیا - اور اس مین بہی شک نہین کہ کافی تجربے کے بعد یہ زبانی مطلق العنانی ہمارے لیے بہی ہر طرح مضرت رسان ثابت ہوئی - اور اس کے چلے جانے سے واقعی ہم نے ایک بڑے خلجان سے نجات پائی اپنی مصلحت مین مہربان گورنمنٹ کے ہم جب بہی خیر خواہ تہے اور اب بہی ہین اور ہمیشہ رہینگے -

قطعہ یہ ہے :

زسیوت نے کوئی ہر اک آبرو
ان کی عیب بگڑی نہ پہر گز بنی
تہی مطابع کو جو آزادی نصیب
چہین گئی - تہی وہ بہی آخر فتنی
پیسال اس کا میرزا نے یہ کہا
آخرش آزادی مطبع چہنی
۱۳۱۵ھ

راقم
خلیل خستہ جگر
متخلص بہ میرزا

---

۴ آخرش اور آزادی مدنون مین الف ہاے محدود کے دو دو عدد جوڑے گئے -

سر سید کی وفات

سو اگر کریں تا قیامت ستم
پر آخر تو مرنا ہے حضرت ستم

حضرت پنچ

سر سید نے بظاہر عمر طبعی پائی ہی مگر ان کمالات اون کی موت پیشتر قبل از وقت ہوئی۔ کہ جو کام اونھوں نے شروع کیا تھا وہ اون کے خیال کے مطابق ابھی پورا نہ ہوا تھا۔

جو تعلق قوم اور ملک کو سر سید کے ساتھ تھا وہ ہر شخص کو آمادہ کر رہا ہے کہ اپنے خیال کے مطابق اون کی ابدی مفارقت کی کوئی یادگار قائم کرنے والے۔ [illegible]۔ قدرے مرثیوں اور تاریخوں کی بھی کوئی انتہا نہیں رہی ہے۔ یہ دیکھ کر بندہ درگاہ کے بھی دل میں آئی کہ اس موت پر کچھ لکھیے۔ بالفعل دو قطعے موزون ہو گئے ہیں ایک میں ہجری۔ دوسرے میں عیسوی سن نکلتے ہیں۔

چونکہ سر سید آپ کے بھی قدیم دوست تھے۔ امید ہے کہ آپ ان قطعات کو بطور یادگار اس وفات کے طبع فرمادیں گے۔

قطعہ اول

رفت سر سید ز دنیا آخرش
حامی تہذیب تو باقی نماند
پس سر جہد چو برآمد سال مرگ
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند
۱۳۱۶
۱۳۱۵ھ

قطعہ دیگر

مرد اے واے سید احمد خان
آنکہ عقدہ کشائے نیچر بود
از سر واقعہ بگفتم سال
لیس مرگ او مقتضائے نیچر بود
۱۸۹۲+۶
۱۸۹۸ء

راقم
خلیل خستہ جگر
از بھنڈ ریاست گوالیار

لئے قانون - قدرت لازمہ نیچر کے ماننے والے کہتے ہیں کہ ذی روح کی پیدائش اور فنا میں خدا کی ضرورت نہیں۔ یہ تو نیچر کا مقتضا ہے۔

ضرورت ہے

سفر آخرت ایک ایسا سفر ہے جس مین افسوس کوئی اپنا عزیز سے عزیز بھی ہمراہ جانا پسند نہین کرتا- ہان اپنے اعمال کا بڑا گروہ نہایت مہربانی کے ساتھ اپنا حق دوستی ادا کرتا اپسے سخت وقت مین غم منعین کہتا ہے- لیکن دشمن نیک بدآئینہ دوست ہے- اگر خدانخواستہ اعمال بھی بد ہوسکتے تو ان کی رفاقت ایسے موقع پر نہایت جانفرسا ہوتی ہے- خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے اعمال نیک ہونے کی وجہ سے میرے لیے ہر طرح کے دل خوش کن مونس اور راحت افزا انیس نیے ہوئے ہین- خاص اونہین کی وجہ سے اس غیر اور دور دراز ملک مین باوجود اجنبی ہونے کے تقریباً کل باشندے میری خاطر و مدارات اور عمدہ سلوک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے- تاہم چونکہ اپنے خاص آدمی پر ہر طرح کا دباؤ اور اعتبار ہوتا ہے مجھے ایک ایسے شخص کی اشد ضرورت ہے جو کار خدمتگزاری کو نہایت سلیقہ شعاری اور وفاداری سے انجام دے- اس دور دراز سفر کے بعد مجھے ایک ناقابل برداشت تکان معلوم ہوتا ہے- اس وجہ سے پہلا کام جو اوس شخص کے سپرد کیا جائے گا میری چپّی اور پیر دبانا ہوگا- ایسے شخص کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ ایک منتہی فاضل علوم مغربیہ کا ہو- تقریر مین کم از کم اس قدر اثر رکھتا ہو کہ انسان تو انسان فرشتون کو بھی اپنی تکرار و بحث مین ایک مدت تک مصروف رکھے- اور اوس کی تحریر و تقریر کا اثر تمام دنیا کی سلطنتون مین اپنا چہرہ اکسں دکھائے- تدبیر اور دانائی مین اوس کا نظیر طبقہ زمین پر بہ مشکل مل سکتا ہو- ان تمام صفات کے علاوہ اپنے سن و سال کی زیادتی کی وجہ سے ایک تجربہ کار خرانٹ او چیا دری ہو تا کہ اس اجنبی ملک مین وہ کسی کے دھوکے مغالطہ یا بہکانے مین نہ آجائے- صحت اور تندرستی اوس کی اس مرتبہ کی ضرور ہونی چاہیے کہ سوائے مرض الموت کے شاذ و نادر ہی اوس کو دیگر امراض سے سابقہ پڑا ہو- ان تمام اوصاف کے لیے نہایت معقول اور مستند سندات پیش کرنی چاہئین- تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتا ہے- درخواستین ذیل کے پتہ سے مشتہر کے نام جلد آنی چاہئین-

۱۸ - مئی ۱۸۹۸ء ہندوستانی جی

او - ایم - فردوس منزل - عدم آباد -

الجواب

جناب عالی - نہایت ادب کے ساتھ مین اپنے ناچیز حالات جناب کے سامنے عرض کرنے کی جرات کرتا ہون- مجھے امید ہے کہ اون کے اوپر ایک عنایت آمیز نظر ڈالی جائے گی- مین نے آج اودھ پنچ مین جناب کے اشتہار کا جس کی نقل منسلک درخواست ہذا ہے نہایت ادب کے ساتھ مطالعہ کیا چونکہ آج کل بوجہ شغل مرض الموت مجھے ایک قسم کی بیکاری حاصل ہے- اس لیے نہایت عاجزی کے ساتھ مین اپنے آپ کو بطور ایک امیدوار کے جناب کے روبرو پیش کرتا ہون-

اپنی لیاقت و قابلیت سے متعلق مین اتنا عرض کردینا کافی سمجھتا ہون کہ مین اس وقت تمام دنیا مین نہایت اعلے درجے کے علما و فضلا کے طبقہ مین نہایت عزت کے ساتھ لیا جاتا ہون-

اسپیکری اور لیٹری فصاحت اور بلاغت مین مجھے اس قدر کمال حاصل ہے کہ قدیم مقررونکی تقریرین بھی میری تقریرون کے سامنے ہیچ سمجھی جاتی ہین- اور دنیا کا کوئی موجودہ اسپیکر میرے ہم پلہ نہین-

خیال کیا جاتا - حال ہی کا ذکر ہے کہ مین نے حضرت ملک الموت سے ہیبت ناک اور باوقار شخص کے ساتھ نہایت لسانی سے بحث کرنی شروع کر دی - اس بحث اور میری تقریر کا اونپر اتنا اثر ہوا کہ وہ اب تک پورے طور پر میری روح قبض نکر سکے اور مین اوسی حالت مباحثہ و نزع مین ایک معقول عرصہ سے سسک رہا ہون - میری تقریر و تحریر اور اعلے تدبیر کا حال اس واقعہ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے - کہ مین ایک نہین کئی مرتبہ ایک جلیل القدر اور عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم نہایت زور کے ساتھ رہ چکا ہون - اور میری تحریر و تقریر نے اکثر ملکون کی پولٹیکل پیچیدگیون کے بگاڑ اور بناؤ مین ایک معتد بہ حصہ لیا ہے - اگرچہ تو چند تو نہایت سن اخیر مین میری تقریر و تحریر کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ مین جو کچھ اپنے ملک کے فائدے کے لیے کہتا ہون اوس سے سراسر نقصان اوٹھانا پڑتا ہے - جس سے اکثر حضرات مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہین - لیکن پھر بھی ایک بہت بڑا گروہ باوجود اس نقص کے میری طرفداری مین ہمہ تن مصروف رہتا ہے - سن اور تجربہ کی نسبت اتنا عرض کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ مین (اگرچہ یہ سوء ادبی ہے) حضور سے بھی سن مین دس سال زیادہ ہون باوجود اس سن و سال کے اس مہلک مرض سے پیشتر تمام ڈاکٹر اور اطبا میری صحت کے متفق اللفظ ثنا خوان تھے - اسناد و نقول کی نسبت صرف یہ کہدینا کافی ہوگا کہ دنیا کا کوئی اخبار یا رسالہ میرے نام اور ذکر خیر سے خالی نہ ہوگا اور یہ تمام ناچیز صفات مجھے اُمید ہے جناب نے میری نسبت اخبارون مین ملاحظہ فرمائے ہونگے - مجھے یہ بھی یقین ہے - اگر میری یہ عرضی منظور ہو گئی اور

حضور نے مجھے اپنے پاس طلب فرمالیا تو دُنیا کے ایک بڑے حصہ مین میرے اس سفر سے کہرام مچ جائے گا - اس امر سے آپ میری قابلیت کا اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہین -

تنخواہ کے متعلق مین بالکل حضور کی مرضی کا تابع ہون اور اُمید کرتا ہون کہ ان حالات کو ملاحظہ فرماکر حضور میری درخواست منظور فرمائین گے اور مجھے اپنی خدمت مین طلب کرنے کے لیے وسایل بہم پہونچانے کی کوشش فرمائین گے -

الٰہی آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ
تابان و درخشان باد

مقام . . . - حالت نزع
۱-مئی ۱۸۹۸ء

مین ہون جنابعالی آپکا فرمانبردار خادم
ولایتی جی - او - ایم

نوٹ - اس کے بعد ہمین معلوم ہوا ہے کہ درخواست بالا منظور ہوئی اور درخواست دہندہ کی طلبی عالم بالا پر ہو گئی - جس سے حقیقتاً دنیا کے اکثر حصون مین بھی ایک کہرام مچ رہا ہے -

راقم
غمزدہ

جواب الجواب

مولانا اودھ پنچ - ۱۲-مئی ۱۸۹۸ء کے پرچہ مین حضرت شوخ جادو طراز کی تحریر جو اونہون نے ہمدرد و مایوسان اولاد کے اشتہار کے جواب مین تحریر فرمائی ہے میری نظر سے گزری - مین اپنے معزز دوست حضرت "ہمدرد" کی طرف سے اونکا شکریہ ادا کرتا ہون - کہ اونہون نے جو نیند پایندہ پر پہلے عمل فرماکر اپنی لیاقت شرافت اور

عنایت سے ایک ایسے صاحب کو تلاش کیا جو نہایت خوشی سے "ہمدرد" کو متبنے بنانا چاہتے ہین -

ہم نہایت خوش ہون گے اگر یہ معاملہ بہت جلد طے ہو جائے اس لیے کہ اسطور پر ہمارے دوست "ہمدرد" کو ایک اچھا موقع اور سہارا اپنے آرام اور دل خوش کرنے اور حضرت شوخ جادو طراز کے معزز دوست کو آنکھون کے لیے ٹھنڈک حاصل کرنے کا ملے گا -

چونکہ ہمدرد و مایوسان اولاد نے اپنا اشتہار محض انسانی ہمدردی کے جوش مین آکر دیا تھا اور اون کا یہ اعلان کسی خاص خود غرضی پر مبنی نہ تھا اس لیے اون کو پورا استحقاق حاصل تھا کہ وہ اپنے آرام اور آسانی کے لیے جو شرایط چاہتے پیش کرتے - برخلاف اس کے متبنے بنانے والے کو چونکہ وہ ایک باغرض اور خواہشمند فریق ہے کوئی استحقاق کسی قسم کے شرائط پیش کرنے کا نہ تھا - اس پر بھی چونکہ حضرت شوخ کے معزز دوست چند شرائط پیش کرنا چاہتے ہین اس لیے نہایت ضروری ہے کہ اون کا جواب نہایت ادب سے پیش کرنے کی جرأت کی جائے - افسوس ہے کہ شرائط کچھ اس قسم کی بیہودگی لیے ہوئے ہین کہ کوئی متبنے بنانے والا اپنے متبنے سے اس قسم کے کام نہین لینا چاہے گا - علاوہ ازین یہ پہلے ظاہر کیا جاچکا ہے کہ ہمدرد و مایوسان اولاد کو فن عیاشی مین ید طولے حاصل ہے اور اس دل خوش کن روح پرور مشغلہ کو وہ اپنی زندگی کا مقصد تصور کرتے ہین - چونکہ ہم پیشہ حضرات مین ہمیشہ ایک طرح کی حریفانہ کاوش و رقابت رہتی ہے اس لیے صاف ظاہر ہے کہ وہ کبھی شرط اول پوری نہین کر سکتے - بلکہ اونہین خوف ہے کہ وہ اولٹے حضرت شوخ کے

موکل گمراہی

ملاے سرحدی کا وعظ جہاد

دوست کے سامان عیش ونشاط۔ اسباب روح افزا۔ اور وجوہات دولت وعزت فرسا کو خود ہی ہتھیا لینگے اور اون کی انگیٹھی سے خود اپنا پہلو گرم کرنے کی فکرین کرینگے۔ شرائط نمبر ۲ و ۳ کے لیے ہمدرد مایوسان ملاؤ کو فی الحال اعلے ترین ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو جس مین حضرت شوخ کی شوخی۔ تیزی اور ہمدردی ہو اپنے اوس استحقاق سے جو اون کو تمام جائداد پر ہوگا مقرر فرماوین۔ اور اونہین امید ہے کہ اپنی عنایت ولیاقت وشرافت سے حضرت شوخ ان دونون خدمتون اور فرائض کی ذمہداری کو قبول فرمائینگے۔ حضرت شوخ مجھے اس صاف گوئی کے لیے معاف فرمائین۔ اس وجہ سے کہ یہ باتین معاملہ کی ہین۔ معاملہ کی باتون مین صاف گوئی کی سخت ضرورت ہے۔ در شرع مین شرم کیا" یہ ایک نہایت مشہور مقولہ ہے اور اسی پر مینے عمل کیا ہے۔

راقم
سحر نگار

مزیدار گلخپ

نمبر ۳

خط کتابت

خط من جانب برخوردار بنام قبلہ گاہی صاحب۔

جناب والد صاحب قبلہ کونین وکعبہ دارین جناب قبلہ گاہی صاحب دام اقبالہ۔ بعد آداب تسلیمات دست بستہ وکورنشات تعظیمانہ کے عرض پرداز ہون الحمد للہ تا دم تحریر بندہ مع الخیر وعافیت رہکر خواستگار خیریات مزاج اقدس ہون عرصہ طول طویل سے آپ نے اس خاکسار عاشق زار۔ بلبل گلزار کو یاد نہین کیا۔ جس کے سبب سے ہر دم وہر لحظہ دل مین خار کھٹکتا ہے۔ اور ماہی بے آب کی طرح روے زمین پر خاک مین لوٹ لوٹ کر غلطان وپیچان رہتا ہون۔ ہاے رے بے رحمی کہ مطلق خبر نہین لی جاتی۔ معلوم نہین کہ کون سی ایسی گستاخی سرزد ہوئی ہے کہ خیریات مزاج اقدس سے مشرف نہ ہوا۔ واہ رے بد قسمتی۔ مانتا ہون کہ توہی دُنیاے ناپائدار مین کوئی چیز ہے۔ کیون نہ تجکو ساری دنیا پر فخر حاصل ہو اور تیرا فخر کرنا بجا مین درست ہے۔ تقدیر تو کہان پوشیدہ رہتی ہے۔ اور کیون پوشیدہ ہے؟ توہی جلوہ گر ہو اور اپنے رخسار تابان کی جھلکی دکھادے۔ ورنہ انتظار کرنے والے تڑپ تڑپ کر دنیا سے گزر جائینگے۔ مثل صحاب (سحاب) ہے اور تجکو کچھ نہ معلوم ہوگا کہ کہان چلے گئے واہ رے آپ کا یہ معشوقانہ تغافل اور طوائفانہ تجاہل۔ آفرین صد آفرین۔ آخر یہ جور وستم کب تک باقی رہیگا۔ اور کب تک اپنی چال سے قیامت بپا کیجیےگا۔ عاشقین کا کلیجہ بہت نازک موم کی طرح سے چھوٹا ہوتا ہے بقول مصرعہ۔

ایسا دل پتھر کہانسے روز لائے عندلیب

ضعیفی مین تو آپ کا یہ نشتر غمزہ ہے عنفوان شباب مین تو معلوم نہین آپ نے اپنے نازوادا سے کتنے آدمیون کا دل پائمال کر ڈالا ہوگا۔ خیر آپ تو آپ ہی ہین۔ ہاے غضب تو یہ ہے کہ جناب قبلہ گاہیہ (والدہ) صاحبہ کا ادائے معشوقانہ تو اور بھی مار ڈالتا ہے۔ بے ناحق مزاج یار کی طرح بگڑی ہوئی بیٹھی ہین۔ گاہے ماہے جو گھر کا تحفہ تحائف اور سوغات بھیجا کرتی تہین وہ بھی اب بند کر دیا ہے۔ اللہ رے تغافل قربان اس انداز کے۔ صدقے اس نزاکت کے بقول شخصے۔

بخدا مجھے دو ہو جبہ جو رُخ پھیرینگے
مین بھی دل اور کسی بت سے لگا بیٹھونگا

اگر آپ لوگون سے کوئی گستاخی سرزد ہوئی ہو تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے خیال سے معاف کیجیےگا اور خیریات سے بواپسی ڈاک شاد وخوش وقت کیجیے کیا آپ بالکل نہ خط بھیجیےگا۔ اور نہ اخراجات دیجیےگا۔ آپ کو میری جان کی قسم صاف صاف بتائیے۔ اگر واقعی مین ایسا ارادہ ہو تو ایک پرچہ پر اطلاع دیجیے۔ بقول شاعر

سچ بہتیرا جو گرے ہے دل شیدا اپنا
داغ لاکھون جو ہے سلامت کلیجا اپنا

مجھپر تو فراق اور جدائی ہی کا صدمہ کیا کم تھا کہ اوس پر طرہ اس قدر ظلم وستم کہ دن رات مرغ بسمل کی طرح تڑپتا ہون۔ اور رات کو فلک کجرفتار کے تارے گنتا ہون۔ اب آگے اور کیا لکھون۔

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

مجھے دشمن سمجھ کر یاد کرنا
زیادہ دنیا نہ - فقط
آپ کا سچا عاشق زار
برخوردار

جواب بخدمت برخوردار

نور بصر لخت جگر برخوردار سعادت
اطوار سلمہ ودنا وعنایتہ - بعد دعا ہا سے
ترقی حیات وبلندی درجات کے واضح
ہووے کہ بفضل پروردگار یہان بہمہ وجوہ
خیریت ہست اور صحت وتندرستی مزاج آن برخوردار
ہمیشہ شبانہ روز از درگاہ رب الاگاہ
سے نیک خواہان وجویان رہتا ہون -
احوال ضروری یہ ہے کہ دو قطعہ رہبت نامہ
عنایت شمامہ تمہارا پہونچا - سرفراز کیا
بلکہ سر وآنکھ سے لگایا اور چوما چاٹا - اور
خیر وعافیت دیکھکر دل مارے خوشی کے
تن بدن مین پہولے نہ سمایا - اور باغ باغ
ہوگیا - خلاصہ حال یہ ہے کہ عرصہ نو دس
ماہ کا منقضی گذرا کہ گھر کے بارے کسی بخت
مطلق فرصت نہین ملتی تھی اس واسطے
مجبوری تمہاری خدمت مین کوئی خط
نہین روانہ کیا - لیکن سچی بات یہ ہے کہ ہمنے
مارے شرم کے تمہارے خط کا جواب نہین
لکھا کیونکہ جب سے تم برخوردار سیڈل کلاس
کا امتحان پاس کیا ہے تب سے عربی فارسی
کے ایسے ایسے ثقیل الفاظون اور چنندہ
چنندہ اشعارون کو ہر خطوط مین ارقام
فرماؤ تے ہو کہ دیکھکر طبیعت دنگ ہوجاتی
ہے اور ہوش اڑ جاتا ہے - کئی دن تک
کاغذ قلم دوات لے کر گھنٹون بیٹھے رہے
کہ کچھ لکھون مگر کچھ جواب سمجھ مین نہ آتا تھا
اور نہ آیا - اور نہ ایک الفاظ لکھنے کی ہمت
پڑی کہ قلم ٹوٹ جائے - دل مین بار بار یہی خیال
اور خدشہ جوش مارتا تھا کہ ارے برخوردار
تو گلستان - بوستان اور انوار سہیلی سے
بڑھا چڑھا خطوط تحریر کرے اور ہم اوس کا
جواب اللہ خدائی اور خالق باری کے برابر
بھی نہ دے سکین - پھر ایک دن پڑوس کے
ایک میانجی کے پاس لیجا کر تمہارا خطوط دکھلایا
اور جواب لکھنے کو کہا تو وہ بھی بغل جھانکنے
لگے اور کہنے لگے کہ یہان تو در کنار دس
پانچ شہرون مین بھی اسکا جواب کوئی
نہین لکھ سکتا - تو بس برخوردار اسی شرم
اور ندامت کے باعث سے تمہارے
خطوط کا جواب اب تلک نہ روانہ ہوا
براہ مہربانی کرکے معاف کرو اور آج بھی
ہمکو یہ سب تحریر کرنے کی ہرگز ہمت نہ پڑتی
تھی مگر تمہاری ناراضی کے ڈر سے دل کڑا
کرکے جو کچھ الٹا سیدھا بن پڑا لکھدیا ہے
لیکن تمکو ہمارے سر کی قسم کہ اسپر ذرا بھی قہقہہ
مت لگانا - اور میرے بڑھاپے کی آبرو رکھ
لینا - خدا تمہاری عمر دراز کرے اور حسب
اقبال عطا فرماوے - تم ہین کل خاندان
کے فخر ہو - اور ہم والدین کے سعادتمند
سپوت اور سرتاج ہو - حضرت سعدی اور
عرفی اگر اس زمانے مین زندہ ہوتے تو وہ
لوگ بلاشک تمہاری بہت بڑی قدر فرماتے اور
ہم لوگ تو اب تمکو اپنے خاندان کا مربی اور بزرگ
سمجھتے ہین - خدا تم کو نظر بد سے بچاوے - اور
تمہاری والدہ صاحبہ اس خطوط مین اپنا
ذکر خیر سنکر بہت خوشی ہوئین اور کہنے لگین
کہ بڈھا پہارسی مین کاو لکہن ہین - جب ہم نے
اوس سب فقرون کا مطلب اون کو سمجھا
دیا جو تم نے اون کے حق مین ارقام کیا ہے
تو وہ بہت خوش ہوئین اور تمکو بے مقدار
دعا دینے لگین - اور کہتی تھین کہ اے کہدا
(خدا) بڈھا کا بیاہ ہوئے اور لڑکا بالا ہوئے
اور تم برخوردار جو اشیا سے خانہ ساز
طلب ہو تو اب برابر یہان سے مرسل ہوگی
چنانچہ اسوقت قدر سے قلیل لینے تھوڑا بہت
گرد - ستو - چیوڑا - پہبینا حامل رقعہ ہذا کے
ہاتھ روانہ کیا جاتا ہے - قبول فرماکر سرفرازی
بخشو - اور دیباب اخراجات بھی رقم سکہ
دو چار دن مین ارسال خدمت ہوگا - اب آخر
مین یہی دعا ہے کہ خدا کرتا تم برخوردار یسا ہی
ایک اور میڈل کلاس پاس کر لیتے تو پھر
تمہارے علم کی لیاقت ادب قلم کی طاقت کے
سامنے دنیا جہان مین کوئی نہ ٹھہرتا - اور
رہی سہی کسر بھی ہٹ جاتی - فقط زیادہ دعا
رقیمہ - بندہ عاصی -
تمہارا قبلہ گاہی

راقـــــم

این خانہ تمام آفتاب است،
(ظریف ہند)

خط از جانب مرزا طاعون بیگ

مائی ڈیر استاد -
مین نے چاہا تہا کہ اس مرتبہ محرم
میں کلکتہ مین ہو کر وہان کی چپقلش اور

ہیکا سکی نا ئین ٹائین فش نے اس قدر
پریشان کر دیا کہ اب مجھے مجبور ہو کر اتنے
راہ مین توقف کرنا پڑا۔ پھر محرم غالباً
اب اسی جگہ ہوگا۔

مین ہر محرم مین ایک نیا نوحہ تصنیف
کیا کرتا ہون۔ اس مرتبہ بھی چند شعر
عرض کیے ہین جو آپ کی خدمت مین اصلاح
کے لیے ارسال ہین۔ اس نوحہ کے
ملاحظہ سے آپ آگاہ ہو جائینگے کہ
حتے المقدور کلکتہ کے سچے حالات نظم
کرنے مین مین نے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا ہے۔ مہربانی فرماکر توجہ سے
دیکھیے گا۔ مین خود حاضر ہوتا۔ مگر مجھے خوف
ہوا کہ شاید آپ بھی مجھ سے متوحش ہون
تو پھر مشکل ہے اس لیے مرزا الطاف بیگ
کے ہاتھ ارسال خدمت شریف ہے۔

زیادہ نیاز

کمترین مرزا طاعون بیگ

از کوہستان چین

نوحہ

سر پیٹ کے طاعون نے کہا با دل مضطر۔ اے بھاگ گئے والو
ہم آنے نہ پائے کہ ہوئے تم رفو چکر۔ اے بھاگ گئے والو
دو گام بھی چلتے مجھے کلکتہ مین یار رہ۔ دیکھا ہو تو کہدو
پھر شور قیامت ہے بپا کیسلیے گھر گھر۔ اے بھاگ گئے والو
اس درجہ نہ گھبراؤ عزیزو دل کو نہ چھوڑو۔ منت ہے الٰہی مت ڈرو
بس شور ہے ڈر ہے بجا ہو یہ قادر۔ اے بھاگ گئے والو
مین کہتا ہون تم سے نہین کچھ کام ہے مجکو۔ کیون بھاگتے ہو
لیکن مرے کہنے کو بھی کرتے نہین باور۔ اے بھاگ گئے والو
دو کانون کی بربادی کو تو دیکھتے جاتے۔ پھر شور مچاتے
آتا ہے کہین اور کہین سید و کہین شکر۔ اے بھاگ گئے والو
کچھ غصہ مجھے آتا ہے کچھ دل مین ہون ہنستا۔ یہ کیا ہے تماشا
مجھسے بھی زیادہ تمہین لوگون کا ہے ڈر۔ اے بھاگ گئے والو
تم ہار و روپیہ کیلیے کیون چھوڑتے ہو گھر۔ نقصان اٹھاکر
لیلوا بھی ٹیکہ تو نہ فتنہ ہے نہ کچھ شر۔ اے بھاگ گئے والو
کیا ہاکن اور کوٹ سے کچھ جیسے ہی رشتہ پھر خوف تمہین کیا
کیا دیکھتے ہی انکو مچا دیتے ہو بھگدر۔ اے بھاگ گئے والو
چند رنگ اتنی تو بڑا شہر نہین ہے۔ ہم کو بھی یقین ہے
تولا کہ ہو تم ادہر ہی آ جاؤ گے کیونکر۔ اے بھاگ گئے والو
آ جائے تمہین تپ تو شفاخانے مین جاؤ۔ کچھ سر نہ ہلاؤ
گاڑی ہے کھڑی سور ہو بس چپکے سے جاکر۔ اے بھاگ گئے والو
تم نے جو کہین شور کیا ڈاکٹر آیا۔ بس اتنا سمجھنا
اک چیز ہین پاکٹ مین لیے سلیقہ افیسر۔ اے بھاگ گئے والو
مجھسے نہ ڈرو خوف کرو دلمین پلس کا۔ ہو دخل جو انکا
ٹلجاہین ابھی گر یہ مسکین کو دو پر۔ اے بھاگ گئے والو
سب مہترون نے ملکے کہا جو کیا بیمار۔ وحشت ہوئی بد حد
آخر کو یہی ہو گئے قانون سے بہتر۔ اے بھاگ گئے والو
تمکو بھی نہ کچھ خوف ہو قانونکا ہرگز۔ کیون ہوگی معاجز
جاروبکشو نمین نہین کیون تہے ہو لوکر۔ اے بھاگ گئے والو
تہی جنکی جہلک دیکھنے کی دلمین تمنا۔ تبلا دو یہی کیا
اسٹیشنون پہ دیکھے وہ کہاتے ہین یہ پتہ۔ اے بھاگ گئے والو
اوجڑا ہوا کلکتہ پھر آباد ہو شاید۔ دل شاد ہو شاید
دس پانچ برس بعد بھی آؤ جو پلٹ کر۔ اے بھاگ گئے والو

جواب خط

جناب من ۔

نوحہ آپ کا پہونچا۔ بعد معائنہ
فی الفور واپس کیا جاتا ہے۔ حقیقت مین آپ
نے نوحہ کیا کہا ہے گویا کلکتہ کے حالات کا
فوٹو کھینچ دیا ہے۔ اہل کلکتہ کو جس قدر قانون
کی پابندی اور اوس کے انجام سے خوف ہے
اوس کے مقابل مین آٹھوان حصہ بھی مجھسے
آپ سے توحش نہین ہے آپ اس سے مطمئن
رہین۔ مگر البتہ اس قدر کہنا ضروری ہے کہ اگر
اس طرف آپ کے تشریف لانے کا قصد ہو تو
محض تکلیف اور زحمت ہوگی۔ کیونکہ بندہ
آج ہی وطن جنبت ہونے والا ہے اور اب
مجھ سے ملاقات ہونا مشکل ہے۔ والسلام

راقم

نواب بھگو خان بہادر

(از ٹیابرج)

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمیان مزے دار پڑتی ہین۔
خربوزے کی فصل زورون پر ہے۔ مگر اس
دفعہ سفید اچھا شیرین ہوتا تھا
نہین ہوا۔

محرم ہمارے شہر مین بھی آگیا اگرچہ
دولت بہ عنایت الٰہی اب بھی کچھ کم نہین
مگر عزاداری کی دھوم دہام مین کچھ ہر سال
کمی ہی سی نظر آتی ہے۔ ہان حسین آباد
مبارک امام باڑے اور نجف اشرف
مین پورا اہتمام ہے۔

رگھناتھ سنگھ کانسٹبل فوج پولیس
چورون کے ہمراہ ارتکاب جرم کرتا گرفتار
ہوا۔ ڈیڑھ سال کی قید ہوئی۔ آپ اکثر بیماری
کا بہانہ کرکے رخصت لیا کرتے اور چوری کیا
کیا کرتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کانپور اور سیتاپور کے
چند جیب کترے لونڈے شہر مین کمائی کرنے
آئے ہین چنانچہ انمین سے ایک گرفتار بھی ہوا ہے

غلام نبی
اشتہار طبی
شربت مقوی اعصاب
حب بواسیر
رعنا
تریاق السعال
حرز جان
حب رقت
حب ضابطہ
روغن اعجاز
حب چوب چینی
درد سر کی دوائی

ہائے ہائے

مولانا اودھ پنچ - سر سید بیچارے
کیا مرے کہ سبت سے بیکرون کے ہاتھ طبع آزمائی
کا ایک اچھا فاصہ مشغلہ اور موقع آگیا - اب جسکو
دیکھو وہی سر سید کا نوحہ لکھ رہا ہے - آخر
اس کا کچھ نتیجہ - صرف ٹائین ٹائین فش - تو ہی
ایسی خالی خولی ہمدردی سے فائدہ - غرض
مطلب - ایجاب سے

جہان مے طلبی مضائقہ نیست
نہ مے طلبی سخن درین ست

بعض نیچرل طبائع کے حضرات ہین کہ الگ
کہہ رہے ہین - نعوذ باللہ - اب سر سید کے مثل
نہ کوئی ونیا مین ہوا ہے اور نہ کوئی ہوگا مگر
ہم کو تو ان کی یہ بیتکی ہانک صدائے
بے ہنگام کی طرح نری کھوکھل نظر آتی ہے -
اللہ رکھے سر سید کے ابھی ایک لائق فرزند
موجود ہین - رہا مسئلہ جانشینی تو اس کے
بھی وہی مستحق ہین -

ہم جہان تک بنظر غائر دیکھتے ہین
ہم کو سر سید کی جانشینی کے لیے وہی
موزون معلوم ہوتے ہین - ماشاء اللہ یہ
اپنے مرحوم باپ کی زندہ تصویر ہین اور
انکے تتبع کو اپنا فرض سمجھتے ہین چونکہ
یہ سب باتین واقعات سے تعلق رکھتی ہین
اس لیے ایسا اس سے درگزر کرکے ہم
آپ کو ایک تازہ مرثیہ سناتے ہین لیجیے
آپ خود بھی سنیے اور یارون کو بھی سنا دیجیے

دوہڑا

اے مرے سید پیارے ہائے ہائے
تم تو جنت کو سدھارے ہائے ہائے
کتنے پھرتے ہین یہی اب نیچری
مر گئے رہبر ہمارے ہائے ہائے
چل دیے دنیا سے تم منہ موڑ کر
رہ گئے چیلے تمہارے ہائے ہائے
ہم اونہین بیٹھے ہوئے دیکھا کیے
اور یہان سے وہ سدھارے ہائے ہائے
رو کے کہتا تھا یہی اک نوجوان
مر گئے سید بچارے ہائے ہائے
سینۂ بیتاب میرا آج کل
ہے برشتہ غم کے مارے ہائے ہائے
کر نہ سید کی برائی محتسب
دل نہ میرا اب دکھا رے ہائے ہائے
تھے بظاہر وہ اگرچہ نیچری
نیک تھے لیکن بچارے ہائے ہائے
جب ہوا تھا نزع کا عالم اونھین
کرتے تھے وہ یہ اشارے ہائے ہائے
دے دو چندے اب تو بائین ہاتھ سے
ہو چکے وعدے تمہارے ہائے ہائے
نیچری بنتے تھے اول کے واقعی
سرغنہ تھے یہ بچارے ہائے ہائے [۱]
۱۳۱۵ھ

راقم
سلطان ظریف

حیدر آباد دکن

اب کے یہان کا محرم پھیکا رہا -
کیونکہ ہز ہائنس حضور پرنور مع انبوہ بندگان
عالی شاہ دکن بمقام مان کوٹہ مصروف
صید افگنی ہین - چھ شیر اب تک ضرب
تفنگ حضور عالی سے داعی اجل کو
لبیک کہہ کر سدھارے -

یہان محرم کے زمانے مین لوگ
اونٹان شیران - یہ - وہ بنتے ہین - مگر ابکی
مرتبہ جب سے یہ خبر مشہور ہوئی ہے کہ
حضرت قدر قدرت شیرون کے شکار پہ
نکلے ہوئے ہین شیران لوگ کم بنے - عیب
خسروی کے یہ معنے ہین -

اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ ہر سال محرم
اور لنگر پنج محلۂ مبارک سے جو سلطانی
مکان ہے دیکھتے تھے - اس مرتبہ شکار
سے واپس رونق بخش دار السلطنت نہین

[۱] واضح رہے کہ اس لفظ سے تاریخی مادہ نکلتا ہے

ہوئے۔ کل رعایائے حیدرآباد کو اس کا
افسوس ہے۔ شرف المکان پالکین۔
بیگمات مخدرات۔ محلات عصمت سمات
محرم اور رتنگ کا جلوس دیکھنے ہیچ محلہ مبارک
مین جلوہ افگن نہین ہوئین۔ اور سب نے
فرمایا کہ جب ہمارے بادشاہ ہی محرم نہ دیکھے
تو ہم کیونکر دیکھین۔ کل رعایا کی آنکھین
ترستی ہین۔ سب سے زیادہ افسوس
حضور نظام عمر اللہ ملکہ کے نہ تشریف
لانے کا یہان کے اُمراسے ذوی الاحتشام
مین ہمارے بادشاہ کے پیشکار رئیس
گردون مدار مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
مضاعف قدرہ وزیر افواج آصفی کو تہ
مین اور میرا خدا کہ اس رئیس عالی قدر مت
سے بڑھکر خیر خواہ ریاست رفیع
حیدرآباد اور کوئی نہین ہے۔ ہان آ
مین شک نہین کہ اگر کوئی ہے تو نواب
سر آسمانجاہ بہادر۔

حضور بندگان عالی کے تشکار
پر چلے جانے اور محرم مین نہ تشریف
لانے کی نسبت مختلف افواہین ہین
ہم صرف یہ کہین گے کہ ع

جو عدو سے باغ ہو برباد ہو
اس مین یا گلچین ہو یا صیاد ہو

خبر گرم ہے ملکہ گرما گرم ہے کہ نواب
عماد الملک مولوی سید حسین صاحب
کونسلی سکرٹری کی خدمت پر پیرومرشد
برحق حضور نظام بعد واپسی تشکار مامور
کرنے والے ہین۔ چشم ما روشن دل ما شاد
ہم حیدرآبادی یہ نہین چاہتے کہ ہندوستانیون
کو ہم سے زیادہ فروغ اس سلطنت مین
ہو۔ مگر سید حسین صاحب بلگرامی کو کل
حیدرآبادی عزت کی نظر سے دیکھتے ہین
اگر سید حسین صاحب بلگرامی پیشی سکرٹری
ہون اور مہاراجہ کشن پرشاد بہادر سا
لائق فائق دور اندیش وزیر سلطنت ہو
تو سبحان اللہ۔ حیدرآباد کی قسمت کا
ستارہ دچک جائے۔

راقم
ٹھیٹھ دکھنی

عرضداشت بخدمت پنچ بہادر

حضرت پنچ۔ آپ ہمارے مرزا نور
نور نجن بیگ صاحب ولد نواب مرزا اغنجاپ
صاحب بہادر کو تو بخوبی جانتے ہون گے۔
ہمارے مرزا صاحب لکھنؤ کے رؤسا
شرفا۔ آبرو دارون مین شمار کیے
جاتے ہین۔ گو بوجوہات چند در چند دقیقہ
سے آپ کو ایک حبہ بھی نہین ملتا تاہم
ایفائے ظاہر خوش وضع بنکر نکلتے ہین۔ لیاقت
اور ذکاوت مین اس وقت آپ کا کوئی
ثانی نہین۔ کبھی خدا جھوٹ نہ بلائے اگر
بات پر آجائین تو فسانہ عجائب کا جواب
لکھہ سکتے ہین۔ مثنوی میر حسن پر اصلاح
دے سکتے ہین۔ دیوان میر سے نشتر نشتر
چھانٹ سکتے ہین۔ شعر مین مشاق نظم مین
طاق۔ پھر باین لیاقت و ہمہ دانی خدا
کے فضل و کرم سے آپ کا ڈھانچہ روز
ازل کسی ٹھیکہ دار کے ذریعہ سے تو بنایا تھا
خاص توجہ مبذول ہوئی تھی یعنے چشم بددور
خوب صورت و حسین۔ سرو قد سہی قامت
مرنب و مناسب دست و پا ہی پائے
ہین۔ جس وقت آپ اپنی مراحی دار
آنکھڑیون مین۔ نہین نہین بلکہ نشیلی انکھڑیون
مین سُرمہ لگاتے ہین لاکھہ جو بن
ہو جاتے ہین۔ خصوصاً کلام کرنے مین ان
آنکھون کی گردش اہل محفل پر سحر کا کام کرتی
ہے۔ سہ پہر کے وقت جب شہر والے
چوک کی جانب اور صدر کے باشندے
امین آباد کی طرف اور صاحب لوگ دریا کی سمت
بہر تفریح نکلتے ہین۔ آپ بھی بالون کو تیل بانی
سے چکنا۔ چہرہ پر آئینے کی ہوسی کا وارنش
پھیر آنکھون مین دنبالہ دار سُرمہ اور توبہ
کاجل لگاکے اور ماموں آصف الدولہ کی
متروکہ اچکن مین ملفوف ہو سیاہ سندیل سر
پر رکھہ دوست کمپنی کا بنا ہوا بونٹ ڈاٹ
(جو کہ ابتداءً نمونہ کے واسطے تیار ہوا تھا
اور ہنوز تقاضائے قیمت ہے) اور ایک
نازک چھڑی ہاتھہ مین لے گلے کو پان کے
بیڑے سے بتوڑی کی طرح پھُلا کے قدم بقدم
گھوڑے کی طرح پوقدمے روان ہوتے ہین
تو گھسیاری منڈی کی چوراہے کی گھسیارین
مثل سبزہ کے پامال ہو جاتی ہین۔ جھوٹ تو بنے
مین یہ مشاق کہ کیا مجال کوئی جھوٹ کہہ تو
دے۔ ظاہر پرست ایسے کہ ہر شخص آپ کا
دوست۔ سخن سازی تو بائین ہاتھہ کا کھیل
ہے کوئی بات ہی نہین۔ خلاصہ یہ کہ ہمہ
صفت موصوف۔

آمدم بر سر مطلب۔ ایک دن شامت
ہونے والی یہ بندی جو کہ سر وقت سیر
بازار تھی کہ یکایک آپ کے چہرہ زیبا پر نظر
پڑ گئی۔ دل اس طرح پھسل گیا جیسے چکنے گھڑے
سے بوند۔ پھر آپ جانیے دل کا آنا عشق کے
جن کا سر چڑھنا عقل و ہوش تو پہلے ہی رفوا
ہو گئے بلکہ بیتابی و بےقراری کو چارج دیکر
گئے۔ آخر جوئندہ یابندہ۔ ایک دن ایک واقف کار
کے ذریعہ سے خط لکھنے کے حیلے سے بلا بھیجا
گو حضرت کی طبیعت ہی پھسل چلی تھی۔ مگر آپ
جانیے عاشقی تو بُری چیز ہے۔ معشوق کو کیسا ہی
چھو واقف ہو جانا شرط ہے۔ گدھے نے
کھیت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ پینگ بڑھتے بڑھتے
نوبت براز و نیاز پہونچی۔ پھر بھی ہمیشہ
عدیم الفرصتی کی شکایت۔ تغافلات روزگار
کی بھرمار۔ کبھی ہفتہ مین ایک بار آگئے۔ تو
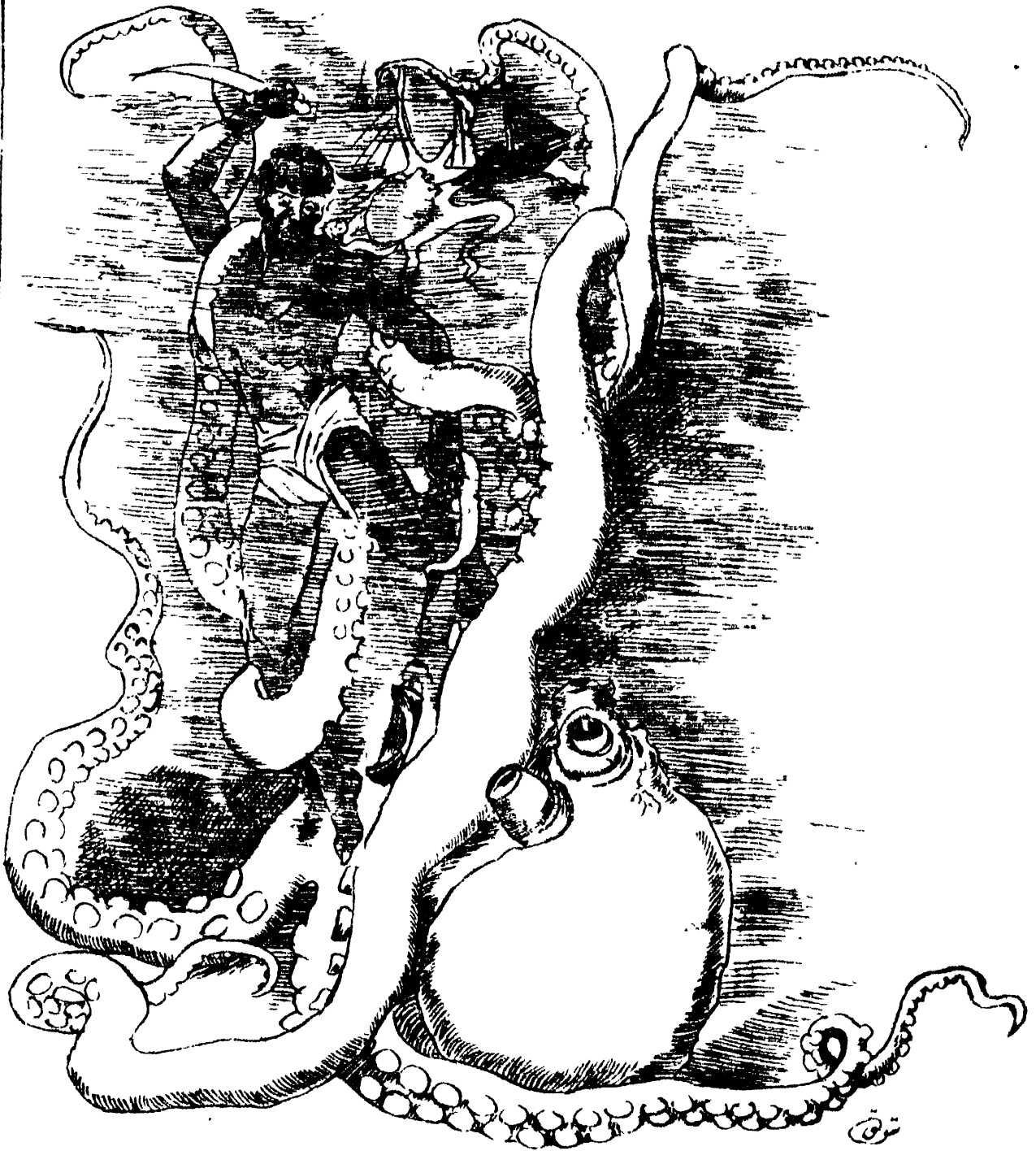
افریقہ اور تہذیب یورپ

پارہ کی صورت مرغ بسمل کی شکل- گربہ کی زبان کی طرح- قاصہ کے پاؤن کے مصداق ایک دم سکون نہین- قیام نہین- قرار نہین ٹھہرنا مشکل- لاکھ اصرار کیجیے مگر بیکار- ہزار خوشامد کیجیے لیکین بے سود- یہان طبیعت کو ہر دم انتشار و اضطراب- ایک عرصہ کے بعد انتشار خاطر عاطر پر ظاہر ہوا کہ تعلق بلا شرکت غیر مطلوب ہے- مین صاف کہون آپ سے مین ٹھہری خانگی پیشہ- اسی پردہ مین زرد پکاتی تھی- ہم خرما و ہم ثواب- دولت دنیا و حفظ نفس دونون باتین حاصل ہوتی تھین مگر دل کا لگاؤ- طبیعت کا اٹکاؤ تو شہرا ہوتا ہے ناچار اسے بھی منظور کیا- اوس پر دوسری یہ شرط کی گئی کہ یہ برتاؤ جب ہو سکتا ہے کہ ہمارا کہین سلسلۂ روزگار ہو جاسے مہینون مین نے اس تمنا مین سوا پہر کا روزہ رکہا- شیخ سدو کا بکرا مانا- سید احمد کبیر کی گاے مانی- خلاصہ یہ کہ تمام عالم کے پیرون کو منا- یہ مانا وہ مانا- کوئی ایسی بات تو تھی نہین کہ مراد نہ بر آتی- خدا خدا کرکے چند ہی روز مین ایک زمیندار کے یہان مختاری مین ملازم ہو گئے اور یہ نبدی بھی کامیاب ہو گئی- لیکن نئی نئی نوکری تنخواہ سے بھینٹ کہان- اور پھر گرانی کے زمانے کے بعد دن کو تو میان نے کچہری کی دوڑ دہوپ کی بدولت شکر صرائی پیا- نکلتے شب کو میٹھی میٹھی باتین کرتے رہتے- معری کے قوام کی طرح پلنگ پر ڈھل گئے- جب آئے بظاہر افسردہ خاطر- منہ تھوتھائے ہوئے- اوداس اوداس- باطن کا حال خدا جانے شاید کچھ گھر سے چٹ کر آتے ہون- مجکو دن بھر میان کے انتظار مین کہانے کی خواہش بالکل ندارد- شب کو صرف شربت دیدار ہی کافی ہو گیا- روزانہ ناداری کی شکایت- میان کی محبت سے بھوک کو بھی جرأت لب ہلانے کی نہ تھی-

ایک دن کا واقعہ مجھے کبھی نہ بھولیگا کہ تین شبانہ روز یونہین گذرے- مین خشک چپاتی کی طرح مارے بھوک کے چرمر ہوئی جاتی تھی- اور خمیر کی صورت پتلا حال تھا- آنکھین ساغر خالی کے مانند ڈگ ڈگاتی تھین- پیٹ خالی کونڈے کی شکل دہسا ہوا پیٹھ سے لگا- جسم بجھے ہوئے چولہے کی صورت- حرارت کا نام نہین- پلنگ پر یون پڑی ہوئی تھی جیسے بجھی ہوئی لکٹی چولہے مین- شام کے وقت جبکہ مزدور گھر کو جاتے ہین مختار صاحب پالا مارے لنگلے پا بستگی مرغی یا لاسہ لگی چڑیا کی طرح ایک طرف سے کندنے توستے نمودار ہوئے- یہ حال دیکھکر سرد مہری سے فرمانے لگے- اے صاحب میرے تم عجب قسم کی آدمی ہو- میرے تو سمجھ مین نہین آتا صاحب میرے کچھ تو کبھی بہوٹے منہ سے نکلے- آدمی آدمی سے صاحب میرے اے اے اپن اپن حال کہتا ہی ہے- آخر تمہاری طبیعت کیسی ہے- کچھ علاج کیا جائے مجکو تو تم جانتی ہو مینے کہ انسان کے چپ بیٹھے سے اوجھن ہوتی ہے- بھوک کی جہانجھ تو بری ہوتی ہے (مثل ہے بھوکے شریف پیٹ بھرے پاجی سے ڈرنا چاہیئے) مجھ سے برداشت نہ ہو سکی- فوراً غصہ آ ہی تو گیا بارہ بجے رات تک کہتے بکتے دماغ خالی کر دیا- حضرت (حضرت) چپکے بیٹھے سونٹھ کا ناس لئے سنا ہی توکیے- خطا تو اپنی تھی کہتے تو کیا کہتے- ہنس کے بولے اب معلوم ہوا مینے کہ بیگم صاحب کو اب بھوک لگی ہے- اچھا ذرا نقاہت نہ ہو جیسے غصہ کو تہوک دیجیے- جو کہیے کہلاؤن- اور جہان سے بن پڑے لاؤن مین بھی دل مین سوچی کہ آدہی رات تو آ ہی چکی دوکانین بھی بند ہو گئی ہون گی بازار مین پھر چوکیدارون کی صداؤن کے اور انہین بٹھا دیا کیا دوسرے تھوڑی ہڈی کی طرح میان خود ہین- کچھ ملا بھی تو نہین گے کہان سے- اوذ فرما سمجھے کہ یہ دعوے باطل ہو جاسے- جھٹ سے بلا سمجھے بوجھے پلاؤ کی فرمایش کر دی تو دی- تاؤ تو لگا ہی ہوا تھا- حرارت مردانگی جوش پر تھی یکایک یون گھبرا کر چلے جیسے مفلس کا خیال میان کے جانے کے بعد دو گھنٹہ با امید واپسی نہ با امید طعام مین نے انتظار کیا آخر تھک کر سو رہی- صبح تڑکے دروازہ کھولو کھولو کے غل و شور سے آنکھ کھلی- مین جو گھبرا کر اوٹھی ہون- میان کی آواز تو نہ پہچانی- اپنے نزدیک یہ سمجھی شاید صفائی والے صاحب ہین- وہ اوس دن بھی چھ بجے صبح کو آئے تھے شاید آج نبے ہوئے قدمچہ دیکھنے آئے ہونگے خدانخواستہ اگر اون کو نبے ہوئے قدمچہ پسند نہ آئے تو اوس کا جواب دہ کون ہوگا- مجھ سے تو بات نہ کی جائے گی- خلاصہ یہ کہ کچھ تو نیند کے خمار اور کچھ اس خیال و توہم کے انتشار نے ایسا غلط ان پہچان کیا کہ بڑی

دیر مین آواز پہچانی - دروازہ کہولا - میان آئے پسینہ مین عرق عرق - چہرے پر ہوائیان اوڑتی ہوئین - ایک پوٹلا بغل مین دبا ہوا جسکو آتے ہی چوکی پر دے مارا - خود چارون شانے چت - بنچارے کے بیٹھے کی طرح لگے ہانپنے -

تہوڑی دیر مین جب حواس درست ہوش ٹھکانے ہوئے - اوٹھکے بیٹھے پوٹلا اوٹھایا ساتھہ ہی چہرے پر کچھ غصہ بہی آیا فرمایا - صاحب میرے تمہاری بے تکی فرمایش نے مار ڈالا - رات بہر گوشت کی تلاش مین تمام شہر کے قصابون کے یہان تو کیا ہونگا مگر نہ ملنا تہا نہ ملا - جو ہے وہ یہی کہتا ہے کہ پاؤ بہر کے واسطے کون بکرا حلال کرے - تمام کیل گہرون کی خاک تہانی - گوشت تو کیسا کہین خون کی بوند بہی نظر نہ آئی - صبح آئے مولوی گنج کے کیل گہر مین ہوئی - پیرو ابچارے کا خدا بہلا کرے اونکے سب کے بیشتر میری خاطر سے اس کی اور مجلو دے کے پر دوکان گیا - وہان سے پلٹا تو لچہمن کی دوکان کہلوائی - چانول لکڑی گہی وغیرہ لیا - رات بہر کے گشت مین یہان

GHAMBERLAIN SPAIN BALM.

چیمبرلینس پین بام

(چیمبرلینس صاحب کی دوائی - دافع درد)

(امریکہ مین بنائی ہوئی)

تمام دنیا مین ہر قسم کی درد کے فوراً دفع کر دینے کے لیے مشہور ہے - خصوصاً ہر قسم کے گٹھیا - گٹھراپن - موچ لنگڑاپن - اور ورم کے لیے مفید ہے - زخم - چوٹین جلے ہوئے مقامات بھی اچھے ہو جاتے ہین - دیگر درد دندان اور درد گوش کے لیے بھی نافع ہے - درد پہلو اور درد پشت کا بھی بہت اچھا علاج ہے غرض نہایت عجیب دافع درد دوائی ہے -

قیمت چھوٹی بوتل ۔۔۔۔ ایکروپیہ - بڑی بوتل ۔۔ دو روپے

FOR SALE BY W.G. KIDD

بندے کی خود چوٹی آنتین بڑی آنتون کو کہائے جاتی ہین - اے اب جانئے - بسم اللہ کیجیے دیکہئے اور نوش فرمائیے - وہ ایک ایسا وقت تہا کہ میان جو کچھ کہتے قابل قبول تہا - کیونکہ کام ہی ایسا کیا تہا - مین اوٹھی اور پوٹلا اوٹہایا بادیہ چنا گیا مین گئی - پاؤ بہر گوشت اور آدہ سیر چانول وہ بہی موٹے نظر آئے جن پر اوبالی پانے کے بعد اوردم دینے کے وقت معلوم ہوا کہ زعفران ندارد - پوچہا زعفران تو ہے نہین فرمانے لگے صاحب ہی مین بہول گیا - اچہا کہائین گے تو ہمین تم کچہ کسی دعوت تو کرنا ہے نہین - زعفران کے بدلے ہلدی کا رنگ دیدو - خلاصہ یہ کہ جزاید و تقت پلاؤ تیار ہوا - کہایا گیا نہین بلکہ نوش فرمایا گیا - آنکہین کہلین - چلنے کی طاقت آئی - مرزا صاحب تہے نئے نئے ملازم علاقہ کا بندوبست اسامیون کی جانچ کرنا ضرور تہی - فرمایا کہ اب مین تو جاتا ہون تم گہبراتا نہین آج سے چوتہے ہی روز منی آڈر کے ذریعے گیتالیس روپیہ کا روانہ کرونگا تم باطمینان بسر کرنا مین بہی آٹھہ دس روز مین آجاؤنگا اور آتے ہی ایک جوڑا ابہی گل ٹہانسن کا بنوا دونگا - شب برات مین پہننا -

جناب من شب برات کیا محرم آیا ابہی تک مین خط سے بہی واشاہد نہین منی آڈر کا تو کیا ذکر اور جوڑا کیسا مین خود ہی پٹیل ہو گئی - مہربانی فرما کر اونکا پتہ لگا دیجیے - اور بندی تو فاقون کی مدد دل خانہ خراب سے کو نعمت لگا چکی - او ہمراہ عشق و عاشقی کو بہی چہٹی کر چکی اب ایسی محبت سے کان پکڑے - میان نے تو میرے ساتہہ بقول جان صاحب برباد کیا -

ــہ

مین تو مرشد تہی وہ دلی نکلے

اور میری حالت تو مطابق ایک طبیعت دار کے کلام کے ہے ؎

یہ بہی نہین گوارا ہو ترک آشنائی
ملکر نہین یہ ممکن فاقون سے ہو رہائی
واکہہ لگا کے مین نے آفت مین جان پہنسائی
نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

راقمہ

مسماۃ امیرن (سیا)

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمی زورون پر ہے - ہفتہ گزشتہ کو جمعے کے دن آندہی آئی - پانی برسا - خنکی ہو گئی - مگر دو ایک روز بعد پہر ہمون آتش درکا ستم ؎

وہی گرمی کی سزا دستا ہو گئے تہی سو اب بہی ہے
پسینے مین شرابور ہی جو آگے تہی سو اب بہی ہے

ہان پُر وائی ہوا سے بعض بعض کے جسم مین درد اعصاب کی لذت مزید بران ہے -

محرم کا عشرہ ختم ہو گیا - روشنی اور اہتمام تو واجبی واجبی تہا مگر رونا دہونا اور غم حسین کی شدت تہی - بات یہ ہے کہ افکار اور عسرت مین دل چہوٹا تو پہلے ہی سے ہوتا ہے چہیڑنے کی کسر رہتی ہے - پہر ماتم کیون نہ زیادہ ہو -

داروغہ میر واجد علی مرحوم کی مہندی مشہور تہی - دور دور سے ساتوین کو لوگ مہندی دیکہنے آتے تہے - اب علاقہ کورٹ ہے -

دنیا ہو یا دین - معاش ہو یا معاد - حسن انتظام اور تنقیت لازم ملزوم معلوم ہوتے ہین - کورٹ نے عزاداری مین بہی معلوم ہوتا ہے کہ تربونت مناسب جانی - اس دفعہ مہندی بہت ہی پہیکی اوٹہی - مشتے نمونہ از خروارے کہ جلوس مین پورے دو بہی نہین ہونے پائے ابتدا ہی مین نظر آئی دیتے

تھے۔ بس ؏
خیال کن زگلستان من بہار مرا

حالانکہ بیگم شاہ اودھ نے اپنی جائداد عزاداری کے واسطے وقف کی تھی۔ اوس مین روضہ واجد علی مرحوم اور اون کے وارثون کی ذاتیات کو کیا مداخلت۔

نواب لاڈلے صاحب پر آج جرم مین صرف ۵ روپیہ جرمانہ ہوا کہ عیشباغ والے ریلوے پھاٹک کو دونون سے باوجود ممانعت چوکیدار کھلوا کر بگھی نکال لے جانی چاہی۔ گھوڑی بھڑکی اور ریلوے لائن پر وقت ریل گاڑی کی آمدورفت کے لائق صاف ہو سکی معلوم ہوتا ہے نواب صاحب کی یہ نسبت گھوڑی سلیم آئین ریلوے سے زیادہ واقف تھی۔ اور ضرور اوس کے کان مین عالمگیر کی نصیحت ؏

آہستہ خرام بلکہ مخرام

پڑی ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے اڑ گئی اگر گھوڑی کی راہ سے پر چلتے تو آج یہ ٹھوکر کیون کھاتے۔

چارباغ کے اسٹیشن ماسٹر پر ایک پنشن یافتہ افغانی پو۔ انسپکٹر نے اس بات پر حملہ کیا تھا کہ وہ اپنی جگہہ سے الگ بیٹھا تھا۔ یورپین اسٹیشن ماسٹر نے سخت کلامی کی اور چھڑی ماری آپ جانتے مہذب ہندوستانی تو تھا نہین۔ وہ افغانی اوجڈ آدمی بگڑ گیا مقدمہ قائم ہوا۔ اور ایک مہینے کی سزا ہو گئی۔

ہم کو امید ہے آئندہ صاحب لوگ اکثر افغانیون کو ایسے عہدون پر نہ رکھا کرین گے جن مین بدزبانی اور چھڑی مارنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے نیک اور مطیع ہندوستانی ہی اس کام کے واسطے بہتر ہین۔ ؏
ہر کسے را بہر کارے ساختند

پٹواری بھی عجیب ذات شریف ہوتے ہین۔ فی الحال ایک صاحب نے سرکاری تقاوی وصول کرنی شروع کی اور اوس کے ساتھ روانگی منی آرڈر کی فیس بھی اسامیون سے لی۔ جب لوگون کو معلوم ہوا کہ تقاوی کا روپیہ تحصیل کے چپراسی لے گئے تو انہون نے سرکار مین اس فیس کی اطلاع دی۔ اب پٹواری صاحب پر مقدمہ قائم ہے۔

اشتباہ

جن نامہ نگار حضرات کی خدمت مین آئندہ ہفتے سے پرچہ نہ پہونچے۔ سمجھ جائین کہ کیا سبب ہے۔

رسید زر معہ شکریہ

بہ شکر گزاری تمام اون حضرات کے اسمائے گرامی معہ تفصیل رقوم درج ذیل کیے جاتے ہین جنھون نے از راہ عنایت و مہربانی اعانت کارخانہ فرمائی ہے۔ توقع ہے اور حضرات بھی اس جانب توجہ فرمائین گے۔

جناب چودھری امنذر سنگھ صاحب	عہ
فیجر لبرل واچ کمپنی	عہ
جناب میر عنایت علی صاحب	دعیہ
پنجاب ٹریڈنگ کمپنی	عہ
جناب سید محمد مہدی صاحب	عیہ
جناب مولوی محمد علی صاحب	عیہ
	۱۳ر

سر کوبی ملاّ شکم

۴۱ اپریل جان تو آلسے آپ کے پرچہ مین ایک فرمانشدہ ۱۲ بغاوت شکم پڑھنے بیٹھنے پایا اور بدحواس ہو کر کمانڈر انچیف سٹیٹس مین مسٹر آر۔ ملیو پنچ سے اپنے تحفظ کے لیے کوئی مناسب پالیسی دریافت فرماتے ہین اونہین بذریعہ اس اخبار کے جو بہت سے عالی دماغون کی نظر سے گذرتا ہوگا۔ اس لیے اطلاع دی جاتی ہے کہ اس قسم کے عذاب مین ادلوگ گرفتار ہون وہ سب پالیسی مرقومہ ذیل سے مستفید ہون۔ اگر انسانی ہمدردی انھیں نہ مجبور کرتی تو مخفی ہی طور پر ہم پالیسی کہا دیتے۔ خیر۔

اول تو قدیم پالیسی جو اس خیال پر مبنی تھی

مایۂ عیش آدمی شکم است

کو فوراً تبدیل کر دینا چاہیے اور اپنی جدید پالیسی کو اس خیال کے مطابق بنانا چاہیے

شکم بند دست است و زنجیر پا

کبھی اس کی تکلو تو پر نہ جانا چاہیے۔ اور ہمیشہ اس کے لیے مارشل لا جاری رکھنا چاہیے اگر پہلے ہی سے یہ انتظام اہل صاحب نے رکھا ہوتا جواب اوس کی بابت پروا دیلا مچا رہے ہین تو ہرگز اس بغاوت کی نوبت نہ آتی۔ چٹانواز شون سے سر چڑھا کر۔ نمکین نمکین چیزین کھلا کھلا کر۔ آلات اور سامان بتاہت مہیا کر کے شکم سے ناچیز کو بغاوت کی جرأت دلادی۔ غضب یہ ہوا کہ وہ بھی تو جان پہ کھل گیا۔ فقط ایک آدہ وقت کا کھانا نہ دینے پر بگڑ کھڑا ہوا۔

خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط

اب فوراً زبردست فارورڈ پالیسی کو عمل مین لانا چاہیے۔ اور ”ملا شکم“ کی شورہ پشتی کی سزا ایک سبق تلخ سے دے دینا چاہیے۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ خوب کافی مقدار سے جمال گوٹہ بھر کر گولی کھلا دیا جاسے اور اگر ایک روز مین تمام مادہ فاسدہ کا اخراج نہ ہو سکے تو اوس کا استعمال ہفتہ دس مہینہ تک ہر وقت جاری رکھا جاوے۔ یا چاہے سر تکا کارتوت چھوڑ دیا جایا کرے۔ اتنا اختیار ہے بس آپ سے آپ فتنہ رفع ہو جاویگی اس پالیسی سے بہتر اور کوئی پالیسی رفع شر کے لیے نہین ہو سکتی۔ اور اگر اس مین کچھ نقص ہے تو صرف اسقدر کہ افواج (جسمانی) کا خون ہو جاویگا۔ خزانہ (دل و دماغ) خالی ہو جایگا۔ وہ رعایا (دست و بازو) جسکی امداد سے جمال گوٹے دیے جا سکتے تھے۔ ضعیف و پریشان ہو گی۔

حریفون

پڑوسیون مین طمع اشتعال طبع پیدا کریگی مگر یہ سبب اعتدال طبعی کے ہیچ ہے۔

راقم

اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب
شبے ز معدۂ سنگی شبے ز دلتنگی

مسٹر زاحیرت کی کھلی اپیل

کا

قلعی کھولنے والا فیصلہ

کھلی جبکہ حیرت کی دیکھی اپیل — تو حیرت کو بھی سخت حیرت ہوئی
کہا عقل نے فرط انصاف سے — بڑی میرزا سے حماقت ہوئی
کیا ہو جہان دوکو علم و فضل — فقیقت سے ان جہالت ہوئی
تعلی نصحت کی ہے جس جگہ — تصحات کو پوری ندامت ہوئی
جہان میں کے کہا یا جو شبلی پہ پہر — سب نہانے نے بری گت ہوئی
فضیلت میں شبلی کی آیا نہ دن — اگر کچھ بھی ہمسر فضیلت ہوئی
ہر شبلی کہ ما مین کی یہ ای انکو شک — اگر اسکو تھوڑی سی شہرت ہوئی
سو انسے جہنی مسند سلطنت — نہ انکو میسر خلافت ہوئی
مین انکو بھی جاری بابا عجب — صفاہان کو جنسے بصیرت ہوئی
کرین یہی اب تو بابا یہ فخر — اگر انکو ما موسے عزت ہوئی
جو شبلی نے نعمانی سیرت لکھی — ورت اس سے لوگونکی حیرت ہوئی
لکھا بو حنیفہ کا جیسے حال — ذلیل اس سے شان امامت ہوئی
برا بل ہر تقلید و تحقیق مین — بطالت ہی یہ حقیقت ہوئی
برا بل ہر تالیف و تصنیف مین — روایت مین بے درایت ہوئی

کلکتہ کی بھگدڑ

کہ اوسکو اپنے حسن صورت کا بے مثل ہونا ہرگز
ہرگز محسوس نہین ہوتا۔ اور وہ اوس جادو سے
اب بھی بالکل ناواقف ہے جو دوسرا اصل آوسے
سکھا دیا گیا ہے۔

انجمن آرا۔ یہ اور ہی قطع کی پری جمال ہے
حسن خداداد پایا ہے۔ قدرت نے اپنی تمام
صنعت اوس کے جسم حسین کی ساخت مین صرف
کر دی ہے۔ مگر ذرہی اوس کے دام مین
معشوقانہ سازش اور بلا ضرورت چلبلاہٹ
ہے۔ برق۔ سیماب۔ چھلاوہ پری جو چاہے
کہیے سب تشبیہات اوس کے لیے موزون اور
درست ہین۔ مانی و بہزاد اگر بار دگر دنیا مین
آئین تو وہ اوس حسین کی تصویر حشر تک نہین
کھینچ سکتے۔ جب وہ کبھی دست حنائی سے
ذرا سی چلمن ہٹا کر ادھر اودھر دیکھتی ہوتی
ہے اوس کی ادائین ہر لمحہ مین سو سو رنگ
بدل جاتی ہین۔ وہ شکار بنا چاہتی ہے مگر
خود اوس کی تیزی اور شوخی بننے نہین دیتی۔

گیتی آرا۔ اس ہوش مین زنانہ حسن کی
تمام نیرنگیان اور مردانہ اوصاف اور خوبیان
ہین۔ اس کے مزاج مین ضرورت سے
زیادہ تیزی اور شوخی ہے اور وہ دو چند
خوب صورت خیال کی جاتی اگر اوس مین
بہت زیادہ ذہنی قابلیت نہ ہوتی۔ نمائش
و ظاہرداری اوس کے اعلے اوصاف
کے حق مین ویسی ہی ہے جیسی کہ بدلی مہ
منور کے لیے۔

اگرچہ وہ کسی اعلے خیال کو ظاہر کرنا
چاہتی ہے تو کچھ ایسے انداز اور جسمانی
جنبش سے۔ اور اگر وہ اپنے کو معشوق
بے پروا ثابت کرنے کی طرف مائل ہوجاتی
ہے تو وہ کچھ ایسی تیزی کے ساتھ بات
کہدیتی ہے کہ اوس کا اصلی مطلب فوت
ہوجاتا ہے۔ اور جو سکہ وہ دلون پر بٹھانا
چاہتی ہے وہ نقش بر آب سے زیادہ
وقعت نہین رکھتا۔ افسوس ہے کہ یہ
غریب باین ہمہ ذہانت و حسن صورت
نہ ذہین ہی سمجھی جاتی ہے نہ حسین۔ اوس
کی اصلی وجہ یہی ہے کہ وہ ایک ہی وقت
مین اپنی دو قابلیتون کو چمکانا چاہتی ہے
مشکل تو یہ ہے کہ بے انتہا تیز اور ذہین مین
خودداری کم ہوتی ہے اور تمکنت و خودداری
بغیر حسن کا پورا پورا جادو نہین چل سکتا

سپہر آرا بیگم۔ آپ بہت ہوشیار
خوش مزاج سے دل خوش کن باتین کرتی
ہین۔ قد و قامت سے شاہانہ شان ترشح
ہے مگر صورت سے بھولی بالی مسکین عاجز
معلوم ہوتی ہین۔ ظاہر و باطن مین [illegible]
ہے۔ نیک آدمیون کو آپ سے چوکنا رہنا
چاہیے۔ لگاوٹ کی باتین کچھ ایسی ہوتی
ہین کہ مخاطب الیہ بجائے معشوقہ سمجھنے کے
بہن سمجھنے لگتا ہے۔ محبت۔ خلوص۔ پیار
کی وہ گرم بازاری ہوتی ہے کہ غریب سیدھے
سادے لوگ دام تزویر مین آجاتے ہین
بیگم صاحب نے جہان دیکھا کہ اب پورا پورا
قابو ہو گیا پھر تو ایسا ستایا اور وہ وہ
معشوقانہ ظلم کیے کہ رہتے - نہ بن پڑا -
بے تکلفانہ میل جول بے پروائی کے
ساتھ سوالات - عام بات چیت کچھ ایسی
ابلہ فریب ہوتی ہے کہ اس دیوی کے پوجاری
اُمید کی بے شمار مسرتون سے اپنے جامہ
مین پھولے نہین سماتے - مگر جسکو خدا نے
ذرا بھی عقل عنایت فرمائی ہے وہ ان سے
دور ہی دور رہتا ہے - بات یہ ہے کہ اس
خاتون کو اس بات کا ادراک ہے کہ وہ
اس قدر جمیل و حسین اور خوش مزاج ہے
کہ اپنے مخاطب الیہ سے بے پروائی نہین
کرسکتی - وہ جانتی ہے کہ اس بے تکلفی
سے اوس کی قدر کم نہین ہوتی - بلکہ وہ
اپنی ظاہری ناواقفیت کمالات سے اپنی
قدر و منزلت کا موقع حاصل کرتی ہے -

جمیلہ - قد و قامت کی راستی کے ساتھ
اس مین شریفانہ ہمت کچھ ایسی ہے کہ وہ
اپنی جنس یون مین سب سے بڑی چیز
ہے - کسی کا حسن عشق انگیز ہوتا ہے کسی کا
پسندیدہ - بعض کا دلکش - مگر جمیلہ کا حسن
وہ حسن نظر افروز ہے جسکی حکومت تمام
دلون پر ہے - جسکے ساتھ محبت ایک
پاکیزہ جس اور اس قسم کا عشق ہے جو اکثر
بہادرون کو حصول عظمت سے ہوتا ہے
اور ون کے سلسلہ جو عشق کیا جاتا ہے وہ
کم ہو کر صرف پیار و محبت کی صورت مین
باقی رہجاتا ہے - جمیلہ پر جان دینے والے
اوس محبت سے متاثر ہو کر یہان تک ترقی
کرتے ہین کہ ایسی عظیم الشان جمیلہ منشیان
پیدا ہو جاتی ہین - خاتون کے نذر اور
تحفہ کے لیے اولوالعزمی اور شہرت کو
تلاش کرتے ہین - جس سے ملک کو ترقی -
اہل وطن کو فخر حاصل ہوتا ہے اور جن کے
کارنامے اخلاق کے ایک عمدہ سبق
ہوتے ہین -

نازک ادا بیگم - اس نازنین ماہ پیکر کے حسن دلنواز کا اثر قلب مضطر پر اوسی طرح کا پڑتا ہے جیسا کہ مہربانی کرنے سے مسرت کا - چونکہ یہ عورت ہے لہذا اس کی تعریف بھی اوسی کے لایق ہونی چاہیے -

جب ہم کسی مرد کی تصویر کھینچتے ہین تو عقل اور دلیری جو مرد کے لیے لازمی ہے اوسکا منسوب کرتے ہین - اسی طرح نیک عورت کی طرف شرافت - سادہ مزاجی - نزاکت - نازپرورد حیا - ایک قسم کی جھجک اور دہشت - اور انھین باتون سے وہ اپنے ہم صورتون مین ممیز ہے گو بعض دلفریب باتون مین وہ اپنے بھنیون سے کم ہے - مگر یہ کمی اوس کے حسن کو اور چمکاتی ہے - نازک ادا مین عورت پن زیادہ ہے - مجسم لطف و عنایت اور سراپا حسن ہے صورت آواز - اور وضع مقطع ہے - ایک سنجیدہ معقول صورت ہے

اس کی نیک مزاجی مین جھجک اور خوف کچھ ایسا ملا ہے کہ اوس کی تصویر سلوک پر ایک دلفریب روغن پھیر دیا ہے جو مردم دیدہ کو محظوظ کیا کرتا ہے -

اوس کو ستانا وحشیون کا کام ہے اور اوس کو چالاکی سے قابو مین کرنا بدذات لوگون کا شیوہ ہے - اور تو سب خوبصورت ہین مگر نازک ادا مجسم خوب صورتی ہے -

ستارہ - آپ کے عادات کچھ نہ پوچھیے آپ کے حسین خلق ہونے کی غایت یہی سمجھ مین آتی ہے کہ غریب بندگان خدا دام محبت مین آکر تا حشر نہ چھوٹین - صورت سے گربہ مسکین مگر سیرت مین گرگ مردم در - اندرائن کا پھل - دیکھنے مین اچھا - کھانے مین زہر دو پردہ پردہ مین اپنا کام کر جاتی ہے - یون دیکھیے تو ایک بے پروا - بے خبر عورت نظر آئے گی - مگر غور کرنے اور برتاو سے - عیار شوخ رنڈی - خونخوار ستان عورت - بدمزاج بدکار - شریر ثابت ہوگی - جب موقع دیکھتی ہے چشم فسون ساز مین آنسو بھر لاتی اور بچون کی طرح روتی ہے - اس قسم کی عورت سے محبت کرنا اپنے کو جان بوجھکر عذاب مین ڈالنا ہے - آپ کو صد ہا رقیبون سے مقابلہ کرنا پڑے گا - جب آپ رقابت کے جوش مین آکر برہم ہون گے وہ اپنی آنکھین نیچی کرے گی - سہم جائے گی - کانپنے لگے گی اور یہان تک آپ کو اظہار غضب کا موقع دے گی کہ آخر کار آپ خود اپنی نگاہ مین غیر مہذب - سنگدل - نظر آئین گے - پچھتا کر اولٹی خوشامد - اقرار خطا کرنا پڑے گا - معافی مانگنے لگے گا ہونٹ خشک ہو جائین گے - اور اوس وقت وہ بگڑکر ایسے ایسے نخرے کریگی کہ جان غضب مین آجائے گی -

اب مین اس مضمون کو ایک حکایت لکھکر ختم اور آیندہ بھی اسی قسم کے ناچیز خیالات کے اظہار کی جرأت کرونگا

فلسفی این ٹسن ٹنس نے ایک شکیل لڑکے سے جو اپنی تصویر کو ایک پتیل کے ٹکڑے مین دیکھکر عش عش کر رہا تھا سوال کیا -

ف - میان صاحبزادے - اگر اس تصویر مین گویائی پیدا ہو جاے تو وہ اپنی نسبت کیا بیان کرے گی -

لڑکا - وہ یہی کہے گی کہ مین خوبصورت ہون

ف - کیا تمکو شرم نہین آتی کہ تم اپنی وقعت کو ایک پتیل کے ٹکڑے کی وجہ سے زیادہ سمجھتے ہو حسن و تاثیر حسن - تصویر و رنگ تصویر سب بے حقیقت اور خیال لاطائل ہین -

راقم

ا - ع - ش - شاہ آباد ہردوئی

جولانی پہ اگر فرس طبع پھر پڑے

چل روہ و دن کہ ابلق ایام گر پڑے

شہسوار معرکہ فصاحت - یکتاز میدان بلاغت دام شہسوار بیگم - تسلیم و آداب - ع -

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ایک مدت سے اسپ خامہ تیز رو نے تگ و دو چھوڑ دی تھی - اور مضمون نگاری کی ٹٹیان پھاندنے سے منہ موڑ کر صرف تھان کا کھڑا ہو گیا اور میدان دماغ مین اسپ خیال ایک گام مین ہزار ٹھوکرین لینے لگا تھا - لاکھ خامہ دار کاغذ مین چڑھائین - ہیرا - پھیرا - ایڑی - کوڑے جڑے - کانٹے مارے - مگر نہ چلنا تھا نہ چلا اگر کبھی بعد خرابی بسیار و کدو کاوش بے شمار کسکا بھی تو بجاے آگے چلنے کے اور پیچھے کھسکا دوائین کین - دعائین کین - مگر نتیجہ ملد نہ نکلنے والا مضمون رہا - لاچار "انگور کھٹے ہین" والی مثل پر عمل کرکے مین نے بھی عنان خیال موڑ لی - اور گھوڑا بھی اصطبل مین بے اگاڑی پچھاڑی باندھے بیٹھ گیا - مہینون اسی طرح بسر ہوئی - آخرکار خدا خدا کرکے

مدت کے بعد لوٹ پوٹ کر حیت وچالاک نظر آنے لگا- لہذا مین بہی دامن سمیٹ چابک لے رکب بر کب کا صیغہ گردانے لگا- پہر تو وہ مزے آئے کہ صل دجل- ذرا آپ کو والدہ جولانی ملاحظہ فرمائیے-

جولانی

گدہون نے اپنی مجلس مین بلائی دکہنی گہوڑی
ٹہری خچری تہی محفل مین نہ آئی دکہنی گہوڑی
نفیرآباد دیکہیے پور وداراگنج والون نے
گدہے پن بے حماقت سے نچائی دکہنی گہوڑی
سبت ماہر تہے ہم چابک سواری مین نے خچر
سواری پر بہی قابو مین نہ آئی دکہنی گہوڑی
کسی کو لات ماری اور کسی کو پیٹہہ پہ لادا
شرارت کی جب اپنے دل مین لائی دکہنی گہوڑی
جوسالوتر نے اوس ست منہ کو موڑا ہوگئی کمری
لگی کہنے کہ حاکم کی دہائی دکہنی گہوڑی

راقم
شہسوار

محرم بخیریت گزرا

یہ صدا اکثر مقامات سے اخبارات لگاتے مین- اور گویا زبان حال سے ظاہر کرتے ہین کہ "تعجب ہے محرم بخیریت گزرا" جس کا مطلب یہ ہے کہ "ہم تو منتظر تہے بخیریت نہ گزرے گا مگر افسوس بخیریت گزر گیا"

ہم کو بہی واقعی کسی قدر تاسف ہے اور چاہے کوئی اسکو اچہا سمجہے یا برا- ہم تو اس پر متاسف مین کہ ہم کو اخبار مین ہندو مسلمانون کے جہگڑے- نفاق- پولیس کے ساتہہ آویزش- باہم مسلمانون میں تعزیہ آگے پیچہے نکالنے پر ہاہمی کے مضامین نہ مل سکے- ارے ہان- جب "مدمردہ دوزخ مین جائے یا جنت مین اپنے حلوے مانڈے سے مطلب" پر دنیا کا عمل ہے تو ہم کو کیا پڑی کہ خواہ مخواہ صلح امن چین پر خوش ہو ہو کر خدا کا شکر ادا کرتے پہرین- اور اپنے اخبارون کو پہیکا پڑا رہنے دین-

بعض جگہہ ہندو مسلمان عید- بقرعید- محرم- دوالی- دسہرے وغیرہ وغیرہ مین ایک دوسرے کی خاطرداری- دعوت کے جشن کرنے لگے ہین- مگر کون؟ وہی جہال عوام- بڑے بڑے تو اب تک دونون فریقون کے اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ رکہتے ہین-

ہم تو خوش جب ہوتے جب یہ بڑے بڑے لمبی لمبی پوشش والے ریفارمر- محبان وطن نیشنل کانگرس کے ممبر- کونسلون کے ممبر میونسپل کمشنر- فلانے آنرایبل- ڈہمکانے رائے بہادر- خان بہادر- اڈریس باز- مموریل باز- کمیٹی باز- درباری- پرائوٹ انٹری والے- ہندو مسلمان سچے دل سے باہم میل ملاپ کرتے- ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ- عوام کے جہگڑون سے نہ قومین بگڑتی ہین نہ بنتی- ہان اتنا ہوتا ہے کہ رنگے فساد نہ ہونے سے عدالتون کی چہل پہل کم ہوجاتی ہے- اور اخبارون کا مزا جاتا رہتا ہے- باقی نفاق کا کیڑا ہمیشہ ملک کے درخت کو اوسی طرح کریدتا ہی چلا جاتا ہے جیسے مدت سے کرید رہا ہے-

ہم تو اس خبر کو ایک اود اخبار مین دیکہہ کر خوش ہوئے کہ ملتان مین جہگڑا ہوگیا اور لکہنؤ مین دو کبڑیون نے عشرے کے دن باہم لاٹہی پاٹہی کرلی- خیر کچہہ تو چہل پہل ہوگئی- وضعداری تو ہاتہہ سے نہ گئی- الحمد للہ- شاباش بہچو کیا کہنا-

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمی ابہی تک حسب دستور ہے ہان ہوا کا آتنا رخ بدلا ہے کہ لوہ موقوف ہے پروائی چلتی ہے- باقی آفتاب کی تپش مین کچہہ فرق نہین-

خربزے چلے- جیسے ہی اسد فعہ خراب ہوئے ویسی ہی کثرت بہی تہی-

خدا کی عنایت ہے کسی خاص عارضے کی شکایت نہین- ہان مرنے والے تو کسی نہ کسی حیلے سے مرتے ہی ہین-

اخبار کا نامہ نگار شاکی ہے کہ حسین آباد مین اس سال روشنی اچہی نہین ہوئی- ہم پوچہتے ہین- ہوئی کہان سب جگہہ یہی حال تہا- دوسرے بڑی وجہ یہ کہ آندہی پانی کا خوف تہا- اور صحیح تہا کہ روشنی کی شب کو بی آندہی اپنے بہائی پانی کو ہمراہ لیے زیارت کو تشریف لائی تہین دونون نے وہ اندہیر مچایا سب روشنی گاؤخوردہ ہوگئی- پس اگر وہ اہتمام ہوتا تو وہ بہی یونہین برباد ہوتا-

تصویر یار

(مصنفہ شاعر شیوا بیان شاعر سحر بیان جناب منشی جوالا پرشاد صاحب بی۔ اے برق سب جج لکھنؤ)

کیا خوب کھنچی تمہاری تصویر
دلچسپ ہے پیاری پیاری تصویر
یہ عکس نہیں لیا تھا
شیشے مین پری کو آج اوتارا
کس سے باتین ہین؟ کیا اونہین سے
ہان ہان۔ محبوب دلنشین سے
جب عشق کا رنگ دل مین جم جائے
بدل نقل سے کیونکہ اصل پہ جائے
گل دیکھ کے گال یاد آجاتے ہین
ناگن سے بال یاد آجاتے ہین
کس کی ہے شبیہ؟ جسکی تو ہے
اک مہر ہے وہ یہ جسکی ضو ہے
تصویر تو ہو بہو کھنچی ہے
لیکن نہین اس مین خوش کھنچی ہے
سمجھاتی ہے عاقلون کو یہ عقل
پھر اصل ہے اصل نقل ہے نقل
باتون کی لگاوٹین کہان ہین
گھاتون کی رکاوٹین کہان ہین
کیون جی تم کون ہو بتاؤ
شیشے سے نکل کے باہر آؤ
خاموش کھڑی ہوئی ہین کیسی
گویا نہین جانتی ہین کچھ بھی
ایسی انجان بن گئین کیون
نھی نادان بن گئین کیون
جیتی تمنے ہون سے بازی
اللہ ری شان بے نیازی!
چپکی جو لگی ہوئی ہے تمکو
کیا جو پہلے تھین تم وہی ہو
گستاخ ہین کچھ ہاتھ میرے
دیئے دونون مین منگو کیسے
کچھ روک بھی ہاتھ کی۔ نظر کی
کچھ تو خبر ادھر ادھر کی
نظرون سے بچ اگر تو جانون
شرما کے جھکا دو سر تو جانون
ہر عضو کی وہ پھڑک کہان ہے
ہر بات پہ وہ جھڑک کہان ہے
کیا ہو گئی وہ جھپک نظر کی
کیا ہو گئی وہ لچک کمر کی
اب پڑتی ہے آنکھ میری تم پر
بگڑو تو ذرا آنکھ بدل کر
آڑی ترچھی کچھ آؤ اب تو
اولٹی سیدھی سناؤ اب تو
ہلتی نہین کس لیے یہ گردن
پھرتی نہین کس لیے یہ چتون
کاکل نہین بڑھتی ہے بڑھے ہان
تیوری نہین چڑھتی ہے چڑھی ہان
کھدو کہ رکین بھنوؤن کو تانین
کیون اب نہین کھنچتی ہین کمانین
غمزون کا وہ جوش تھم گیا اب
پارا شوخی کا جم گیا اب
آمادہ نہ ہونگے لب ”نہین“ پر
گردن نہ ہلے گی اب ”نہین“ پر
ہاتھ اوٹھکے نہ دے سکین گے جھٹکا
انکار کا اب نہین ہے کھٹکا
خالی شکنون سے ہے جبین آج
اب ”ہان“ ہے نہ لب پہ ہے ”نہین“ آج
سینے سے نہین نفس کا ادراک
دریا ہوا مد و جزر سے پاک
سایہ جو چھپا ہے قد سے کٹ کر
مصرع رہا شعر حسن گھٹ کر
دیدے ساکن ہین اب تمہارے
سیار نہین رہے یہ تارے
ہے آنکھ جہان وہین جمی ہے
پتلی صفت نگین تھمی ہے
موج حرکت سے لب مین عاری
دریائے سخن نہین ہے جاری
چپ لگ گئی کس لیے کہو تو
سکتہ تو نہین ہے دشمنون کو
آنکھین ہر وقت رہتی ہین وا

پتا بو تو ہے انتظار کس کا
یوں ہو آغوش بے خودی مین
شیشہ جس طرح آرسی مین
اب ہو مرے بس مین یا نہین ہو

کچھ منہ سے تو بولو۔ کیا نہین ہو؟
کیا ہو گئے وہ کڑے کڑے بول
اب کیون نہین بولتین بڑے بول
رخ پھیر کے مسکرا دو اب تو

قابو سے نکل کے جاؤ اب تو
غصہ کرو تلملا ہر اب تو جانون
دانتون سے دبا دُو لب تو جانون
مین گھور رہا ہون شرم آ جائے

صورت سے کہو کہ منہ چھپا جائے
چپ ہے وہ کیا جواب تصویر
بے شک ہے لاجواب تصویر
لیکن ہین طالبِ سخن برق

رکھتے ہین سکوت سے جلن برق
مشتاق سخن ہے کثرتِ شوق
کیا شوق ہے مثل حضرتِ شوق
تصویر کو جان دین تو بولو
اس منہ کو زبان دین تو بولو

شغل بیکاری

کیا کہین دنیا مین اپنا آشنا کوئی نہین
مونس و غمخوار و یار باوفا کوئی نہین
کس سے اپنا راز کہیے کس سے ہنسیے بولیے
تیرے بہلانے کو اے دل مشغلا کوئی نہین
ایسی تنہائی مین کہیے کس طرح سے دل لگے
ہو کا عالم ہے یہان اپنے سوا کوئی نہین
اپنی قسمت کی شکایت اور گلا تقدیر کا
اس سے زیادہ اور بجز نارسا کوئی نہین
دل یہ کہتا ہے نرہ بیکار لیکن شغل کیا؟
دل لگی کو کام اپنے سوجھتا کوئی نہین
تھا اسی فکر و تردد مین کہ اک آئی صدا

شاعری سے شغل دنیا مین بھلا کوئی نہین
اس سے اچھا اس سے عمدہ اس سے بہتر اس سے نیک
اس سے بہتر مشغلہ خوش ذوالقا کوئی نہین
ایک کسر ہے آپ مین پہلے اوسے سن لیجیے
آپ کا معشوق فرضی دلربا کوئی نہین
ہان خیال یار کو اب سامنے کر لیجیے
زینت حسن بیان کو آشنا کوئی نہین
قیس کے استاد بنیے اور وامق کے گرو
زمرۂ عشاق مین ان سے بڑھا کوئی نہین
تنکے چنیے۔ خاک سر پر جنگلون کا ہو طواف
ایسا جنگل ہو جہان اب تک گیا کوئی نہین
ناز و انداز و تغافل کا کبھی ہو تذکرہ
اور کبھی ہو یہ گلا نالا رسا کوئی نہین
وعدہ ہائے وصل کی تکرار کی تکرار ہو
اور یہ طرہ یہ ہو اوعدہ وفا کوئی نہین
ہون جفائین اوس طرف سے اور وفائین آپ سے
اس سے زیادہ اور ظلم ناروا کوئی نہین
سیکھیے عشق و محبت کو یہ پہلی شرط ہے
یہ مزہ جسکو نہ ہو شاعر ہوا کوئی نہین
ہان مگر تجدید کی ہو شاعری مین چاشنی
پیروی یاران رفتہ مین مزا کوئی نہین
اوس پرانے ڈھنگ انداز بیان کو چھوڑیے
انٹرسٹنگ قصہ ماؤمضا کوئی نہین
خال و خط یار کی تعریف کے پل باندھیے
اس سے بڑھکر نظم عالی مرتبا کوئی نہین
قامتِ دلدار کو اپنے قیامت مانیے
خوف ہے اتنا قیامت کا بتا کوئی نہین
سرو اور شمشاد مین فرسودگی کا ہے نشان
تاڑ سے بڑھکر مگر مضمون بڑا کوئی نہین
سر ہے یا کوہ ہمالہ زلف یا مار سیاہ
اس سے ہیبت ناک زیادہ اژدہا کوئی نہین
مانگ ہے سد سکندر اور جبین صحرائے نجد
آہوان چشم کا لیکن پتا کوئی نہین
تختۂ نرگس کھلا ہے یا کٹیلے کے مین پھول
یا کسی آنکھون کی حضرت انتہا کوئی نہین

بے غلط مژگان کو گر تشبیہ دین ہم تیر سے
اس سے بڑھکر بیہودہ مضمون نیا کوئی نہین
ہے پلک تیغ و سنان خنجر تبر شمشیر تیز
شکر ہے اللہ کا مضمون بچا کوئی نہین
منہ کو دو غنچہ سے کیا تشبیہ۔ بالکل لغو ہے
ہے کلی مین اک چٹاک اوسمین صدا کوئی نہین
عالم لاہوت کہیے یا عدم یا لامکان
بے زبانی کے سوا بانگ درا کوئی نہین
قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
دانت اور سلک گہر؟ حوال ولا کوئی نہین
چاہ غبغب ہے کہ ہے تاریک کوئی باؤلی
اسمین جھانکے بیخودی سے باؤلا کوئی نہین
موسم گرما ہے گردن کو صراحی مانیے
ہم گھڑا کہتے مگر چکنا گھڑا کوئی نہین
طے کیا جھجر تو پھر سیدان پانی پت ملا
سیکڑون میدان ہین پر ایسا صفا کوئی نہین
ہے تعجب دو قطب مینار کیسے بن گئے
ایک سے زیادہ کبھی ہمنے سنا کوئی نہین
چڑھ گئے مینار پر لیکن گرے ہم زور سے
اس طرح صحرائے غربت مین گرا کوئی نہین
لائیے موئے میان کے واسطے تشبیہ نو
ابتدا کوئی نہین اور انتہا کوئی نہین
کی تلاش اتنی کسی کی آپ ہی ہم کھو گئے
اب نیا مضمون ہمکو سوجھتا کوئی نہین
کہتے کہتے شعر ہم راہ عدم کو چل دیے
ساق سیمین پائے نازک کا پتا کوئی نہین
سر پا تک حال کہنا اک پرانی بات ہے
شکر ہے تقلید کا اب شائبا کوئی نہین
کیسے دل بہلا تلاش گمشدہ مین آپ کا
اس سے اچھا مشغلہ صد مرحبا کوئی نہین

راقم
ندیم

پنچ۔ ارے الو کے پٹھو یہی مرثیہ پڑھو گے یا کوئی کام بھی کرو گے۔

اخوان الصفا

(نمبر ۵)

مولوی چرکٹ

مولوی صاحب کا نام نامی کچھ ایسی کنیفیت کا واقع ہوا ہے کہ معمولی لیاقت کے آدمی تو اسکے معنے ہی نہین سمجھ سکتے۔ لفظ چرکٹ ایک بڑی بھاری لغت ہے جس کے معنے اگر ہم اس جگہہ بیان کرین تو ہمارا مضمون نہایت طویل ہو جائیگا۔ لیکن اس لفظ کے معنے نہایت دلچسپ ہین۔ اس لیے ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لیے کسی اور موقع پر اس لفظ کے معنے بیان کرینگے۔ اس وقت تو ہم صرف مولوی صاحب کی سوانح عمری ہی لکھنے پر اکتفا کرین گے۔

مولوی چرکٹ صاحب آج کل ہمارے شہر مین رونق افروز ہین اور اون سے ہم کو اکثر نیاز حاصل کرنیکا بھی موقع ملا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کے آباو اجداد اصل مین ایک اور قصبہ کے رہنے والے ہین لیکن زمانہ کے حوادث اور انقلاب سے ہندوستان کا سفر کرکے آخر یہان سکونت اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔ آپ کے والدین چونکہ حسن پرست ازل ہی سے پیدا ہوئے تھے اس لیے ایسا پیشہ اونھون نے اختیار کیا تھا کہ رات دن حسینون کی خدمت کرتے تھے۔ وہ نازک بدن گل اندام حسینون کی نازک نازک کلائیون مین اون کا جوبن دوبالا کرنے کے لیے مناسب رنگ کی چوڑیان پہنایا کرتے تھے اور اس طرح ایک پنتھ دو کاج کا مضمون ادا کرتے تھے۔ اس پیشہ سے اونھون نے کئی فائدے سوچے تھے۔ اول تو اون کی وہ خواہش جو کہ ہمیشہ نازک حسینون کے دیکھنے کی ہوتی تھی پوری ہوتی رہتی تھی۔ دوسرے ایک قومی خدمت بھی ادا ہوتی تھی۔ اور اونھون نے اس پیشہ کو کچھہ ذاتی نفع کے لیے اختیار نہ کیا تھا بلکہ محض ہمدردی کے لیے۔

مولوی صاحب کی والدہ ماجدہ نہایت ہوشیار چالاک عورت تھین۔ اون کو اپنے خاوند پر بھروسا نہ تھا کیونکہ اون کے عادات کچھہ ایسے ہی واقع ہوئے ہین۔ مولوی صاحب کی والدہ گو بہت حسین تو نہ تھین مگر غضب کی ملیح تھین۔ رنگ سانولا تھا۔ لیکن عاشقون کے تڑپانے کے واسطے کچھہ کم نہ تھا۔ وہ اکثر اپنے خاوند سے پوشیدہ طور پر اپنے دلدادون کی تسلی کے لیے جایا کرتی تھین۔ کیونکہ وہ اس قدر رحم دل تھین کہ کسی کا دل دکھانا بہت معیوب سمجھتی تھین۔ اور اسی لیے اونکے چاہنے والے اونکی بہت قدر کرتے تھے

مولوی صاحب کے والد افلاس سے تنگ آکر دور دراز سفر کو گئے اور کئی برس تک واپس نہ آئے۔ اب تو اون بی صاحبہ کو خوب کھل کھیلنے کا موقع ملا اور نہایت آزادی کے ساتھہ اپنے گھر سے دوست اور آشناؤن سے ملنے لگین۔ جو شخص اون کے پاس اپنی فریاد لاتا تھا وہ ضرور بالضرور داد کو پہونچ جاتا تھا اور کسی طرح اون کے دروازے سے ناکام واپس جاتا تھا۔

غرض اسی طرح خوب مزے کے ساتھہ اونھون نے دو چار برس گذارے جس عرصہ مین مولوی صاحب کے والد سفر مین رہے۔ جس وقت اون کے خاوند واپس آئے تو مولوی صاحب سال ڈیڑھ سال کے تھے اور پہرون پیرون پہرتے تھے۔ اون کے والد اس نعمت غیر مترقبہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور اپنے فرزند دلبند کو خوب گلے سے لگا کر پیار کیا۔ اوس وقت جو فقرہ انھون نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا یہ تھا۔ "دو بیوی اور کمائی تم نے کی سو کی ہم تو اس کمائی سے خوش ہوئے (یعنے بیٹے سے)"

مثل مشہور ہے کہ پوت کے پاؤن پالنے مین پہچانے جاتے ہین۔ مولوی صاحب اول ہی سے ذہین معلوم ہوتے تھے اون کے والد نے اونکی خوب پرورش کی اور لکھانے پڑھانے مین جان توڑ کر کوشش کی کیونکہ اون کو روپیہ پیسے کی تو اب بالکل ضرورت نہ تھی اس وجہ سے کہ اون کی بیوی نے اون کے بعد ایک نہایت معقول اندوختہ جمع کر رکھا تھا۔ اونھون نے مولوی صاحب کا نام تو کچھہ اور رکھا تھا لیکن جوانی مین آکر مولوی صاحب چونکہ چرکٹ کے معزز لقب سے مشہور ہین اس وجہ سے ہم نے بھی اسی نام کو لیا ہے۔ غرض مولوی صاحب فارغ التحصیل ہوگئے۔ لیکن مولوی صاحب

کے دماغ مین اول ہی سے خودستائی اور
قومی اصلاح کی کو سمائی ہوئی تہی اس وجہ سے
اونہون نے ایک پبلک کام کی نوکری کرلی۔ لیکن
چونکہ وہ خیر کا کارخانہ تہا اونکو وہان کامیابی
نہ ہوسکی اس لیے اونہون نے وہان سے
نوکری چہوڑ کر اس شہر مین آکر اپنا ذاتی کارخانہ
جاری کیا۔ لیکن افسوس اونکو اس مین بہی
کامیابی نہ ہوئی۔ مگر مولوی صاحب موصوف
کو کمانے کی دُھن پہلے ہی سے لگی ہوئی تہی اونہون
نے کیا کام کیا کہ اپنا آبائی مذہب چہوڑ کر دوسرے
مذہب مین داخل ہوگئے اس وجہ سے اون کو
روٹیان ملنے لگین۔ اب اونہون نے دیکہا کہ
کوئی ایسا رنگ نکالنا چاہیے کہ دُنیا مین مشہور
ہون ورنہ اس طرح تو کوئی ٹکے کو بہی نہین پوچہتا
اس خیال کو مدنظر رکہکر اونہون نے تمام لائق
متقدمین و حال پر اعتراضات جڑنے شروع
کیے۔ خواہ وہ محض مہمل ہی کیون نہ ہون
اونہون نے اشتہار عام دیدیا کہ سوائے میرے
کوئی لائق ہی نہین اور نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ اونہون
نے خود بخود اپنے گہر کی ایک پُرانی
ٹوٹی پہوٹی و دقیانوسی جہوپڑی مین بیٹھکر ایک
سوا بالشت کا خطاب لگا لیا تاکہ پبلک کچہہ تو
دہوکا کہائے۔ لیکن سوائے ایسے ہی شریف
ذاتون کے جیسے کہ وہ خود ہین کسی دوسرے
نے دہوکا نہ کہایا اور سوائے اون کے
کوئی اون کا پیرو نہ ہوا۔ لیکن اس ترکیب مین
اتنی کامیابی (اون کو ضرور ہوئی کہ مشہور ضرور
ہوگئے چاہے کسی طرح کیون نہ ہون۔ ؎

بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

کوئی ایسا لائق سے لائق شخص نہ ہوگا جسپر
اونہون نے اعتراض نہ کیا ہو یا جن کے
اجتہاد پر اونہون نے اصلاح نہ دی ہو۔
انہین وجوہات سے ایک ملک کے لائق
اور ہونہار شخص نے ان کا نام چرکٹ رکہدیا
وقت کی بات ہے یہ نام کچہ ایسا مقبول
ہوا کہ تمام شہر کیا بلکہ تمام ملک مین پہیل گیا۔
اور لوگ ان کے اصلی نام کو بہول گئے۔
اب اگر کوئی شہر مین اون کا نام لے تو کوئی
اون کا پتا نہ بتلائے گا۔ اگر چرکٹ کہے تو فوراً
بتلا دے گا۔ اونہون نے حسد۔ خودستائی
وغیرہ مین بہی خوب شہرت حاصل کی ہے
اون کا قول ہے کہ "سوائے میرے نہ
اب تک کوئی ہوا اور نہ کوئی آج کل ہے
اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا" اللہم نعوذ

راقم
کلیم

تازہ پیشینگوییان

غیب کی خبرون کے جویان۔ نیچ میان۔
آج کل نت نئی پیشینگوییان ہوا
کین۔ بُڈہے سید احمد اور گلیڈ اسٹون کو کہہ
کر مار ڈالا۔ طاعون کو گرمی مین ہی نہ جانے
دیا۔ لڑائیون کو فرو نہ ہونے دیا۔ زلزلہ سے
خوف سے اڑا دیا۔ مگر پہر بہی سلسلہ پیشینگوئی
نہ منقطع ہونا تہا نہ ہوا۔ خیر ہم کو دیکہنا [illegible]
رنگ پکڑتا ہے۔ ہمین بہی کچہ غیب کی باتین
معلوم کرنے کا شوق چرایا۔ اور ایک حلق
سے ادا کیے گئے "پنڈت" کو آواز دی جو
تہے کیڑے کتاب کے۔ موت کا کچہ غم نہ تہا
[illegible]
لڑائیون کی کچہ فکر تہی۔ کیونکہ جانتے ہین
کہ ایک مضبوط اور مستقل حکومت کے زیر
سایہ ہین۔ بس اپنے مطلب اور مذاق
کی باتین دریافت کرنے لگے۔ نئے کاغذ کے
کاٹنے چاٹنے کی ہوس نے نئی ہونے والی
تصنیفات کو پہلے ہی سے معلوم کر لینے کی ترغیب
دی۔ حالی کے نوحہ اور مرثیہ۔ شبلی کی سوانح عمریون
اور تاریخی واقعات وحالات۔ محسن الملک
کے مضامین اور بیانات۔ مولوی نذیر احمد
کی اسپیچون اور لکچرون کے حالات بالتفصیل
معلوم ہوگئے۔ مگر پہر بہی ابہی یہان ہل من مزید
کی کیفیت تہی کیونکہ یہ تو پُرانے مصنف و
اہل قلم و زبان ہین۔ یہان کسی نئے بگڑے
کی تصنیف کی خبر معلوم ہوجانا مقصود تہا
کیونکہ نئی مین کچہ مزہ ہی اور آتا ہے۔ پنڈت
جی سے پہر سوال کیا۔ اونہون نے پوتہی کے
ورق اولٹے پلٹے۔ پنسل سے کچہہ لکہا۔ دو چار
لکیرین بنائین۔ اور فرمانے لگے کہ ایک تصنیف
سے ایک شہر اوٹہے گا اور ایک ذات شریف
بزرگ اپنے کو خجل کرین گے۔"

سچ تو یہ ہے کہ یہ پیشینگوئی سُنکر ہم
سکوت مین آگئے۔ نہین بلکہ قریب ہی تہا
کہ دو چار آنسو گر پڑین کیونکہ ہم یہ سمجہے کہ خدا
ناکردہ شاید کوئی "دو ہدایت رسول" یا وہ
آگرے کے مولوی جنکا نام ہی اس وقت
بہول گیا اور پیدا ہونگے۔ اور ہمارے مطلبی
اون کے ساتہ اپنی کل قوم کو زبردستی مہمل
دروغ اتہام سے بدنام کرین گے۔ مگر الحمد للہ
ہمارے اس خیال کو پنڈت صاحب نے
غلط بتا دیا۔ اور مطلب پیشینگوئی یہ کہہ کر

معاف کر دیا کہ ایک جگہ کسے ایک صاحب قدوائیون کے نسبت کی ہجو لکہنے مین اپنا عزیز وگران قدر وقت صرف اور اپنی عقل ولیاقت کو ختم کر چکے ہین۔ اور اب حال ہی مین اوسے شایع کرین گے پہلے جس قدر رنج ہوا تہا اس شرح کو سنکر اوسی قدر اب مسرت ہوئی۔ اور آستینین بہی چڑہ گئین۔ آفتاب پر خاک پڑتے دیکہنے کا اشتیاق بڑہا اپنے سامنے اوس کتاب اور ایک سرخ پنسل کے ہونے کی تمنا زور دون پر آگئی۔ اودہ پنچ کے پرچون کے کالم بہنے پر خیال دوڑ گیا اور انتظار کی گہڑیان گننے لگے۔ نہایت عنایت کو خوش کرکے رخصت کیا۔ اور مصنف کا حوصلہ بڑہانے کے لیے یہ چند سطرین آپ کو لکہہ بہیجین۔ خدا کرے کتاب جلد شایع ہو۔

راقم
ایک قدوائی

"درد دندان"

دکن کے اخبارات سے معلوم ہوا کہ نواب وقارالامرا بہادر وزیر دکن کو فی الحال دانت کے درد سے سخت تکلیف پہونچی آخر ڈاکٹر لاری صاحب نے دوا اور ڈاکٹرون کی مدد سے نکال ہی ڈالا ۔ تکلیف کے خیال سے کلورافارم سونگہایا اور کہٹ سے نکال لیا۔ دانت کے ساتہہ اذیت بہی نکل کر رہ گئی۔ الحمد للہ بقول شخصے آنکہہ پہوٹی پیر گئی۔

اگرچہ یہ مرحلہ کسی نہ کسی زمانے مین سب کو پیش آتا ہے۔ مگر وزیر کے سامنے مین یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ دانت کون سا تہا۔ کہین خدا نخواستہ عقل داڑہ تو نہ تہی۔ ہمکو تو اوسی کی خیریت منانی چاہیے۔ باقی سر دست تو آپ کا کسی پر دانت نہ تہا۔ اگر کوئی دانت نکل گیا تو چندان مضائقہ نہ دارد۔ چونکہ انگریزی ڈاکٹر عموماً مریض کی تکلیف کا خیال زیادہ رکہتے ہین خصوصاً ایسی عظیم الشان جگہہ۔ اس وجہ سے کلورافارم کا استعمال بہت ہی مناسب ہوا۔ اول تو ڈاکٹر لاری کلورافارم کی نسبت اپنا مخصوص اجتہاد رکہتے ہین۔ جس کی تحقیقات کو حیدرآباد مین بڑا بہاری کمیشن بیٹہہ چکا۔ اور بہت سے کتے۔ بندر۔ خرگوش۔ بلیان نذر ہو چکین آپ کے نزدیک کلورافارم ایک مرغوب دوا ہے۔ دوسرے بڑی بات یہ ہے کہ اس سے کام بہت آسانی سے نکل جاتا ہے۔ پس اوس کے ہوتے تکلیف دینا کیا ضرور تہا لیکن دیکہنا اب یہ ہے کہ اسی ایک دانت کے ساتہہ جاتی ہے یا نزلے کے فرشتون نے گہر دیکہہ لیا اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو نکلے دانت پہر اندر نہ جائین گے۔ اور کلورافارم صاحب بہادر آئے دان سلام کو حاضر رہین گے۔

اپنی جورو کی تعریف

حضرت مین آپ سے کیا کہون۔ ذرکون کی والدہ کس خوبی کی عورت ہین۔ واللہ گہر کا انتظام اس خوش اسلوبی اور سلیقے سے کرتی ہین کہ مین آپ سے کیا کہون۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ میری مرضی پر ہر وقت چلتی ہین اور جو کسی کام مین چاہیے وہ کمیا ہی ہو چون وچرا نہین کرتین۔ خدا ایسی جورو سب کو دے۔

خوشامدی۔ واقعی اس مین کیا شک۔ خداوند بجا ہے۔ سچ ارشاد ہوا۔

دللگی باز۔ ماشاءاللہ کیا کہنا آپ کا اور آپکے گہر کے لوگون کا۔

معترض۔ اور اگر آپ ہی کی مرضی خراب ہو یا کام ہی واہیات ہو تو۔ خدا نہ کرے ایسی آزادی کے زمانے مین ایسی گہغل مٹی کا دہوندا عورت کسی کے پلے بندہے کہ شوہر کو اپنی عقل سے کچہہ مدد نہ دے سکے۔

آپ ہی عجب گستاخ معلوم ہوتے ہین۔ ارے میان تجہے گہر و بچون سے کیا مطلب مین تو اپنا آرام چاہتا ہون۔ تم کوئی عاقلہ۔ بالغہ۔ سمجہدار۔ کارگزار (آپ تانیث جدید کو معاف فرمائیے گا) ہوتی اور میری تجویزون پر اعتراضات کرکے ہر وقت ناک چوٹی گرفتار رہتی یا میکے چل جاتی۔ یا خلا لے لیتی تو میری تو مٹی خراب ہوتی۔

ایک نظر ادہر بہی

اگرچہ ۱۸۹۹ء کا چھٹا مہینہ ہے مگر حضرات نے سنہ گذشتہ تک کی باقی کی طرف توجہ نہین فرمائی۔ ذرا تکلیف کرکے حساب ملاحظہ فرمائین اور اعانت کارخانہ کرین۔

الملتمس
مینجر اودہ پنچ

گردن

مسٹر اودھ پنچ بہت بہت بینہ سر کا سلام قبول فرمائیے۔ اس زمانے مین ایک دن مین سو گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک مجلس گرم ہے اور اس مین بڑے بڑے چوٹی کے شاعر جمع ہین اور مشاعرہ کی صلاح ہو رہی ہے انشا۔ جرأت۔ مصحفی اور جانے کون کون لوگ جمع تھے۔ سب لوگون کی راے سے ایک طرح دی گئی۔ اور ہر شخص سے باصرار غزل لکھنے کے لیے کہا گیا۔ اینجانب علیہ الغفلت بھی ایک کونے مین منہ سٹائے پڑے ہوئے تھے مجھ سے بھی غزل کی فرمائش ہوئی۔ اگرچہ یہ اون کی فرمائش مجھے ناگوار ہوئی تاہم جبرًا قہرًا اوس وقت جو کچھ مجھ سے ہو سکا ایک غزل اولٹی سیدہی لکہ کر مشاعرہ مین پڑھ دی۔ میری تحریک سے بعد مشاعرہ یہ بات پاس ہوئی کہ ہر شخص فورًا فورًا اپنی اپنی غزل مسٹر اودھ پنچ کے پاس چھاپنے کو بھیجے۔ غالبًا اکثر غزلین پہونچی ہونگی۔ مہربانی فرما کر اسکو بھی مشتہر کر دیجیے۔ اور مجھکو ممنون کیجیے۔

دہونڈہا

ایسی تو نہ ہوگی کسی لنگور کی گردن
تھی جیسی وفا اوس بت مغرور کی گردن

لو اور سنا اسپہ وہ مچلے ہین کہ مجکو
تو کاٹ کے لا دے شب دیجور کی گردن

کیا بات ہے کسواسطے درکار ہے تجکو
بتلا تو مکمنپور حسنپور کی گردن

اک ہاتھ مین ہے ساغر جمشید ابالب
اور دوسرے مین خوشۂ انگور کی گردن

اللہ خنجر کی روانی تھی کہ تن سے
اک ہاتھ مین قاتل نے مری دور کی گردن

باندہونگا مین زنجیر سگ یار سے کسکر
سوجھی ہے مجھے آج بڑی دور کی گردن

جب لطف ہے ہو پانی کا دل جسم ہوا کا
جب لطف ہے ہو نار کا منہ نور کی گردن

کیا بات ہے مین بھی تو سنون مجکو بتاؤ
کیون کاٹنے آئے ہو مرے پور کی گردن

اس شکل پہ کیونکر نہ تصدق ہو انشا
انبیا کا اگر منہ ہے تو ناسور کی گردن

تحقیق کیا ہمنے تو ثابت ہوا اسکو
بیکار ہی کاٹی گئی منصور کی گردن

اجل کا جو منہ دیکھے تو زنجیر ضلالت
لے باندہ دو مین صاحب مقدور کی گردن

صورت مین جو صورت ہے تو بس یہ کہ صورت
گردن مین جو گردن ہے تو لنگور کی گردن

معلوم نہین ڈنڈ پہ ورزش کے سبب سے
چوہیا سے کہ ہے موت سقنقور کی گردن

یہ تو مری دیوار کی تعمیر کرے گا
کیون باندہ کے ترے چلے مزدور کی گردن

جس طرح سے ہم باندہ گئے حضرت ناصح
دکھلائے کوئی باندہ کے مخمور کی گردن

یہ دونون ہوئے وقف ان امراض کی خاطر
زخمون کا اگر سر ہے تو ناسور کی گردن

اس طرح سے مجبور ہون اس عشق کے ہاتھون
جس طرح سے مجبور ہو معذور کی گردن

مرنے کی خبر سنکے جو آئے تو کفن سے
وہ دیکھتے ہین کھول کے کافور کی گردن

وہ شاعر غرا ہے وفا جس کے قدم پر
جھکتی ہے ہر اک شاعر مسرور کی گردن

راقم

ابو الظرفا حضرت خاقانی دفا مدظلہ

فیض آباد مین ۱۵ - جون کی بھگدڑ

ڈیر پنچ۔ ایک نیا شگوفہ سنیے۔ ۱۵ جون کو یہان حسب معمول بڑی دہوم سے میلا بالے میان کا ہوا۔ جوق در جوق پردہ نشینون کے موجود تھے بیچنے والیان دکانین سجائے صدائین لگا رہی تہین۔ غرض ہر طرف بازار سودائیون کا گرم تہا۔ کہ عین وہ پہر کو کوئی مس صاحب بھی وعظ کہنے جا پہونچین۔ افواہ ہے کہ کوئی نیک بخت میلہ کے بیچون بیچ مین کہنے لگین کہ اچھا پہلین مچلو۔ تہوڑی ہی دیر مین ہیم صاحب

سب کو آگر زبردستی ٹیکا (طاعون) لگائینگی تو حقیقت معلوم ہو جاوے گی۔

کہنے والے نے تو شاید اپنے نزدیک مذاق کیا مگر آناً فاناً بادل پھٹ گیا۔ اب کچہ نہ پوچھیے ہر ایک متنفس کی پریشانی اور بوکھلاہٹ کہ ایک دوسرے پر پلے پڑتے ہین۔ اپنی اپنی جان کی خیر سب کو ٹھہری۔ اچھی اچھی پردہ دار بیبیان سڑکون پر اپنے اپنے گہر کی گاڑیان ڈہوندہتی پہرتی ہین۔ جس کے جہان سینگ سمائے بھاگ رہی ہین۔ پوری بھگدڑ ہو گئی۔ کہین کسی کباب بیچنے والی قصائیون مین سے ایک نے آدمی بھیجکر اپنے گہر مین اطلاع کرائی اب کیا پوچھنا تہا صدہا قصائی اپنی عزت کے خیال۔ اپنے گہرون کی عورتون کی مدد کے لیے ٹہہری لٹھ لیکر آگئے۔ شفاخانہ کے دروازون کے قفل توڑ ڈالے گئے۔ جدہر جسکو راستہ ملا بھاگا۔ اب ہر ایک سمجھاتا ہے کہ اسے کچہ نہین ہے۔ مگر بلوہ مین سنتا کون ہے۔ ایجنٹ صاحب بھی گہر سوتے ہی سننے ہار کر بیٹھہ گئے۔ جہالو بھی شہر مین جنگی اہل روپوش ہین۔ پتہ لگنا مشکل معلوم ہوتا ہے سنتے ہین ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم گرفتاری مجرمہ کا صادر کیا ہے۔ دیکھیے اونٹ اب کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

راقم

ایک تماشائی

سفرنامہ

دنیا مین نئے نئے تماشے دیکھے
بد بھی دیکھے ہزار اچھے دیکھے
نیت ہے کہ سیر کو وہان کی جائین
جسکے دنیا مین خوب چرچے دیکھے
یعنی عالم دیگر،

ولا نا خیح۔ دنیا مین تو خوب ہی کہو کر زندگی کے مزے اوٹھائے۔ گلچھرے اوڑائے نئے نئے تماشے دیکھے۔ انوکھے کرشمے دکھائے ایک روز بیٹھے بیٹھے جی مین آگئی کہ دوسرے عالم کی بھی سیر کرین۔ ہم نے تو خوب خوب لوگون کے ساتھہ بھلائیان کین۔ دیکھین تو لوگ ہمارے واسطے بھی کچہ کرتے ہین۔ جی ہی تو ہے آگئی۔ بس پہر کیا تہا۔ نیچر اپنے اختیار کی چیز جدہر چاہا موم کی ناک کیطرح پہیر لیا۔ وہ بھی صرف اس واسطے کہ دنیا سمجہ لے کہ یہ حادثہ نیچر کے سبب سے ہوا اس کے ساتھہ ہی یہ بھی خیال ہوا کہ نئے ڈہب سے مرون۔ کیا معنے؟ کہ لوگ میرے نوحہ و ماتم کے ساتھہ اپنے کو بھی رونین لینے مین نہ مردان۔ ملک کا صفایا کردون۔ لاکھون کی قسمتون کو میٹ دون ہزارون کی آرزوؤن پر پانی پہیر دون۔ سیکڑون کی امیدون کو خاک مین ملادون ہندوستانیون کی تمناؤن کو ملیامیٹ کر دون۔ اور پہر آزماؤن کہ جو لوگ مجہ سے دعوے ہمدردی و محبت رکھتے ہین وہ اپنے دعوے مین سچے ہین یا یوہین باتونی آپ جانیے واہمہ خلاق تو ہئی۔ سوچتے سوچتے یہی ٹہن گئی۔ اور عقلاً مقتضاے نیچر بھی یہی معلوم ہوا۔ لہذا مین نے آنکھین بند کرلین۔ خیر آنکھہ بند کرتے ہی عجیب عجیب شکلین اور صورتین پیش آئین۔ مین قسمیہ کہتا ہون کہ اگر ان باتون کا خیال بھی کبھی مجھے ہوا ہوتا تو ہرگز ہرگز نہ مرتا۔ مگر خود کردہ را چہ علاج۔ مجبوراً۔ ع

شکلین جو کہ پڑین کاٹین وہ آسانی سے

اول تو وقت نزع ملک الموت صاحب نے ایسی ایسی کہنچول مچائی کہ خدا کی پناہ۔ کبھی سر کی طرف جاتے تھے اور کبھی پیرون کی جانب کبھی آنکھہ پہوڑتے تھے اور کبھی ناک مروڑتے خدا خدا کرکے ان مصیبتون سے نجات ملی بدن کا درد ابھی نہین گیا تہا کہ غسالون کے ہاتھہ پڑا۔ وہ وہ رگڑے کہائے کہ اللہ جانتا ہے۔ ایک شخص کا خدا بھلا کرے کہ اوس کے سبب جلدی چھٹکارا ہوا۔ بیچارون نے کپڑے مین لپیٹ لپاٹ گڑھے مین ڈالدیا جہان منکر نکیر سے جو باتین ہوئین اون کو کیا بیان کرون۔ واللہ ہے اون کی باتون کے خیال سے بدن کانپا جاتا ہے۔ لیکن صدقے اپنے رسول کے کہ گنہگار کی خبر لی۔ ابھی پورا پورا تشدد و عذاب نہ ہونے پایا تہا کہ ایک نورانی صورت دکہائی دی۔ رحم و کرم چہرے سے عیان تہا۔ مین ڈر ا سہما ہوا۔ لگا زور زور سے دہائی تہائی مچانے۔ رونے کی آواز سنکر اور بھی وہ پرنور صورت میرے قریب آئی اور اون کو سختی سے روکا۔ مین سچ کہتا ہون کہ اگر مرنے سے پہلے مین نے توبہ نہ کرلی ہوتی تو نجات ملنی محال ہوتی۔ ع۔

تیرے صدقے مری بگڑی کے بنانیوالے

یہان پہلے جو کچہ سختیان اور جفائین ہوئی تہین اون کا اثر نہین مٹا تہا اور اس اول منزل مین تھوڑی دیر بھی آرام نہ کرنے پایا تہا کہ پہر سفر کرنا پڑا۔ یہان سے بھی چلے۔ اب کی مرتبہ سفر نہایت دشوار۔ بہت سخت تہا۔ خدا کسی کو ایسا سفر نصیب نہ فرمائے۔ خدا کی قسم قدم قدم پہ مجھے ڈر معلوم ہوتا تہا۔ کہ اب گرا اور تب گرا۔ کیونکہ زمین سے اکبارگی آسمان پر جانا کوئی معمولی بات نہ تہی۔ معراج شریف کا آج پتہ لگا۔ اور حقیقت واقعیہ کا آج انکشاف ہو گیا۔ ابھی میری روح اپنی جگہ نہ پہونچی تہی کہ منادی نے ندا دی کہ اے اس روح کے لے جانے والو! ابھی اِسے کو جنت مین نہ بھیجو ذرا دوزخ کی بھی سیر ضروری ہے " اس جملہ کے سنتے ہی میرے تو آئے ہوئے حواس جاتے رہے۔ پہر وہی اگلی سی بیتابی بے چینی شروع ہو گئی۔ زخم دل ہرے ہو گئے۔ کہنہ

طاعون کی ہماہمی

پہاڑ و کہر گیا۔ انگور جگر پر نشتر لگا۔ مین رونے پیٹنے چلانے لگا۔ مگر سنتا کون ہے۔ مچل گیا۔ لوٹ گیا۔ زمین پر گر پڑا۔ لیکن ذرا بہی اس کا اثر نہ ہوا۔ فرشتون نے ضدی بچون کی طرح مجھے گود مین اوٹھا لیا۔ مین پہر تڑپ کر لوٹ گیا۔ اور گر پڑا۔ تب تو لگے سب سب کشان کشان لیجانے۔ جتنا میری طرف سے اصرار تر ہوتا تہا اوتنا ہی اودہر سے تشدد۔ مین نے نت خوشامد کی مگر ایک نہ سنی گئی۔ اور فرشتے مجھے وہان لے گئے جس کو مین ایک خیالی اور ملاؤنکا ڈہکوسلا جانتا تہا یعنے جہنم۔ یہان کی حالت کیا عرض کرون۔ ہندوستان کے جیل خانے قید خانے مجھے بالکل بہول گئے۔ بجائے طوق آہنی لمبے لمبے اژدہے۔ بیڑیون کی جگہ خونخوار سانپ۔ ہنکڑی کے قائم مقام زہریلے موذے۔ روٹی دال کی جگہ خون پیپ گز۔ یا اللہ تیری پناہ۔ وہ چار روز تو بہت ہین۔ یہان دو ایک منٹ رہنا محال ہے۔ بہت کچہ وقتون سفارشون منتون خوشامدون۔ تو باہ ڈہاڑ مچانے سے نکالے گئے۔ تب ہم سمجھے زندگی دوبارہ پائی چونکہ مین ان سب چیزون کا منکر تہا لہذا حکم ہوا کہ سیر اعراف کے لیے بہی مجھے تکلیف دیجائے۔ مین ڈرا کہ یہان تک تو ایسے خوفناک اور پرہیبت نظارہ ہوئے اس کے آگے اللہ جانے کیا کیا۔ اور کیسی کیسی سختیان ہین۔ مگر خیر۔ احسان اوس محسن حقیقی کا کہ جس نے مجھے اس عذاب و نکال سے نکالکر دوزخ سے نجات دیکر اعراف مین ڈالا۔ مین حلفیہ کہتا ہون کہ یہان بہی معاملہ میرے خیال سے بالکل برعکس معلوم ہوا یعنے اعراف کو مین آرام کی جگہ سمجہا تہا دوزخ سے بہی زائد تکلیف کی جگہ نکلی۔ کیونکہ ایک گہنٹہ آرام اور ایک گہنٹہ تکلیف نہایت سخت اور ناگوار گذاشت ہونے والی چیزین ہین۔ اسی وجہ سے اعراف مین جاتے ہی مین نے وہ غل غپاڑا مچایا کہ فرشتے بہی حیران ہوگئے اور میری آہ و زاری۔ فریاد و فغان سُنکر سب کے سب میری سفارش کرنے لگے۔ وہ مقبول بندے۔ نیک بندے۔ طاعت گزار۔ مطیع فرمان۔ مستجاب الدعوات اون کی سفارش سنی گئی۔ اور مین اعراف سے نکالکر نہلا دُہلا دولہا بناکر جنت مین چہوڑ دیا گیا۔ یہان آتے ہی مجھے ایسا آرام چین ملا کہ فوراً سو گیا۔ سوتے سوتے ایک مدت کے بعد آج آنکہ کہلی ہے تو آپ کو مختصر سا سفرنامہ لکہنے بیٹہا ہون۔ یہان کے حالات بہی کچہ تہوڑے سے سُن لیجیے کہ آئندہ بکار آید۔ یہان جس وقت سے آیا ہون انواع انواع کی مہمانداریان۔ طرح طرح کی خاطرداریان ہو رہی ہین۔ قسم قسم کی چیزین کہانے کو ملتی ہین۔ ایک سے ایک نوجوان رسیلی پیاری۔ نازک۔ لمبے لمبے بال۔ بڑی بڑی آنکہ۔ حسین۔ مہجبین۔ شوخ۔ بیباک۔ قیامت رفتار۔ فتنہ ادا۔ حورین ملی ہین۔ دسکی و شامپین سے کہین عمدہ شرابین ملا کی جاتی ہے۔ جہان جی مین آتا ہے۔ جاتا ہون جو جی مین آتا ہے کرتا ہون۔ یہان بیٹہا ہنسا بولا۔ وہان بیٹہا ہنسا بولا۔ اسی مین دن رات بسر ہوتی ہے۔ یہ سب تو خوشی ہے مگر بقول شخصے "شادی بے غم کبہی حاصل نہین ہوتی" ہم ملکونکے بے والی و وارث ہونے کا ایسا رنج ہے کہ بیان نہین کرسکتا۔ اے میرے یتیم ملک! اللہ تجہہ پر رحم کرے۔ مین تجہے مان باپ سے زیادہ رحیم گورنمنٹ کے زیر سایہ چہوڑ آیا ہون اور شفیق گورنمنٹ کے حوالے کرتا ہون۔ جو تیری نگاہداشت محبت سے زیادہ کرے گی۔ اسی کے ساتہہ ہی اس کی بہی فکر ہے کہ طاعون نے ہندوستان مین بڑا اودہم مچا رکہا ہے اور بہت سے شہر اُجاڑ دیے۔ لاکہون گورستان بسا دیے۔

اتنا ہی لکہنے پایا تہا کہ حکم ہوا۔

"اب یہان سے جاؤ۔ اور قبر مین چین سے پڑے رہو"

حیدرآبادی احکام سے کہین زیادہ سختی ہے۔ بوریا بدہنا باندہکر قبر شریف کو روانہ ملتیوم۔ اطمینان سے اگر موقع ہوا تو پہر کبہی لکہا جائے گا۔ ورنہ اس تہوڑے لکہے کو بہت سمجہنا۔

دو لفظ اور بہی سُن لو

"ہم خیالون نے میرے مرنے پر میرے ساتہہ کچہہ نہ کیا۔ زبانی رو پیٹ لیے نہ قران شریف پڑہا۔ نہ فاتحہ کیا۔ اللہ سمجہے"

راقم

ایک اور مرحوم۔ بقلم بجود الہ آبادی

باران رحمت

دکہلا رہا ہے رنگ چمن آسمان نیا

کوٹ تپلون ڈانٹ ٹرلش کیپ رکھ بازار کی سیر کو جا رہے تھے کہ ایک جگہ نہایت شور وغل کی آواز آئی۔ چارون طرف سے لوگ اوسی طرف کو دوڑے چلے جاتے تھے ہمین بھی شوق چرایا کہ چلکر دیکھنا چاہیے کیا معاملہ ہے۔ یہ خیال دلمین پکا کر ہم اوسی طرف کو چلے۔ وہان جا کر کیا دیکھتے مین کہ بہت سے آدمی جمع ہین اور ایک عجیب ہیئت کے شخص کو جسکے کپڑے بہت پھٹے پرانے ہین پکڑے مار رہے ہین۔ اس شخص کی حالت قابل رحم تھی۔ اون شخصون نے اسکو مارتے مارتے اُدھ موا کر دیا تھا ہماری انسانی ہمدردی نے زور کیا۔ اور ہم نے اون شخصون کی منت سماجت کر کے اور کچھ دست ولا کر اوسکو رہا کرایا۔ اوس شخص نے اس مصیبت سے رہائی پا کر بہت سی دعائین ہمکو دین۔ لیکن ہمکو اوس کی حالت پر اس قدر رحم آ رہا تھا کہ ہم اوس کو اپنے ساتھ لے چلے۔ وہ بہت بھوکا معلوم ہوتا تھا ہم نے اوسکو کچھ کھانا کھلوایا لیکن اوس کی حالت ایسی خراب تھی کہ بیان نہین کر سکتا۔ جب اوسکو کچھ ہوش اور اوسکی حالت کچھ درست ہوئی تو ہمنے اوس سے سوال کیا کہ وہ کون تھے اور کیا بات تھی؟ اوسکی خستہ حالی کو دیکھکر خواہ مخواہ رونا آتا تھا۔ اوس نے رو رو کر اپنا حال اس طرح سُنانا شروع کیا۔

"مین لکھنو کا رہنے والا ہون۔ کسی وقت مین مَین بھی نواب کہلاتا تھا۔ لیکن زمانے کے نشیب و فراز مین اس قدر ستا کر پھنسا اور ایک بی صاحبہ سے خدا اون کا بھلا کرے ایسا پالا پڑا کہ مین اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اپنا وطن چھوڑنے کے بعد جو جو تکلیفین مجھکو اوٹھانی پڑین میرا ہی دل جانتا ہے۔ بھوکا پیاسا در بدر بھیک مانگتا مین یہان پہونچا۔ اول اول یہان بھی سوائے گداگری کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ لیکن تھوڑے دنون بعد مین ایک وکیل صاحب کا نوکر ہو گیا۔ آپ جانیے دو روپیہ کی نوکری کیا گزر ہو سکتی ہے مین سودا سلف مین سے پیسے دو پیسے بچا لیا کرتا تھا ایک روز میرا یہ راز کھل گیا۔ اور وکیل صاحب نے مجکو اس قدر زدوکوب کیا کہ مین نوکری چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اب پھر وہی فاقہ کشی کی نوبت آ گئی کبھی دوسرے تیسرے ایک آدھ پیسے کے چنے کھا لیتا تھا۔ کبھی کبھی کہین محنت مزدوری کر لیتا تھا لیکن اس محنت مزدوری مین دبی بیٹھتے گھونسا اُٹھتے لات موجود تھی۔ صاحب من کبھی مین بھی نار و نعمین پلا تھا۔ بھلا مجھے کیا خبر تھی کہ ان بی صاحبہ کی بدولت تقدیر کیا کیا چکر مین لائیگی۔ میرے اوپر اس عرصہ مین جو کچھ گزری میرا ہی دل خوب جانتا ہے (درد نے لگتا ہے) خدا بھلا کرے اس فلک کا مجھ تو ظالم نے کہین کا نہین رکھا۔ مین اپنی مصیبتین کہان تک بیان کرون۔ قصہ مختصر مین یہ کوتوال صاحب کا نوکر ہو گیا اور اچھی طرح رہنے لگا۔ اتفاق سے ایک روز اونکی سونے کی انگوٹھی چوری گئی۔ میرے کئی ایک آدمی دشمن تھے سب نے ملکر میرا نام لگا دیا۔ کوتوال صاحب نے خوب مارا پیٹا لیکن مین اون سے ہزار ہزار طرح کی قسمین اپنی بیگناہی کے ثبوت کھاتا رہا لیکن اونکو یقین نہ آتا تھا نہ آیا۔ اونہون نے صبح کو میرا چالان کر دیا۔ وہ تو کہیے اس بات کو سنکر میری روح فنا ہو گئی۔ مین آٹھون رات بھاگ آیا آج چار روز ہوئے مارا مارا پھرتا ہون جو کچھ میرے پاس تھا وہ مین چھوڑ آیا تھا میرے پاس ایک پیسہ بھی کھانیکو نہ تھا جب بھوک کے ہاتھون بالکل مجبور ہو گیا تو مین نے اوسی نانبائی سے جسکو اسوقت مجھے پکڑا کر رہا تھا کچھ روٹی کھانیکو مانگی لیکن اوسنے نہ دی میری حالت بھوک کے مارے ناگفتہ بہ تھی مین کسیطرح ضبط نہ کر سکا اور روٹی اوٹھا کر کھانے لگا۔ پھر آپ نے دیکھا ہی جو کچھ ان لوگون نے میرے ساتھ سلوک کیا خدا آپکا بھلا کرے مجھکو اس مصیبت سے چھوڑایا اور روٹی کھلائی"۔

ہمنے ان صاحب کو پہچان لیا تھا کہ وہ بی امیرن صاحبہ کے عاشق یا معشوق جو کچھ تھے وہ تھے انکی یہ حالت دیکھ کر ہمکو نہایت افسوس ہوا ہم انسے کچھ اور بات کر رہے تھے کہ پولیس والون نے آکر اونکو گرفتار کر لیا ہمنے بہتیرا چاہا کہ وہ چھوٹ جاویں مگر چونکہ کوتوال شہر کے ہان چوری کے جرم مین ماخوذ تھا وہ لوگ نہ چھوڑ سکے۔ ہم افسوس کرتے مکان کو واپس چلے آئے اور آج کے روز معلوم ہوا کہ انکو ایک سال کی سزا ہو گئی ہمکو اس واقعہ کو سنکر کمال افسوس ہوا۔ اس تمام واقعہ کو بیان کر کے ہم امید کرتے ہین کہ آپ اس واقعہ کو اپنے اخبار مین درج فرمائینگے تاکہ بی امیرن صاحبہ کو کل حال اپنے عاشق کا معلوم ہو جائے اگر وہ اُس سے ملنا چاہتی ہین تو وہ یہان کے جیل مین موجود ہین۔ جسوقت انکا جی چاہے مل لین۔

ہمکو سخت افسوس ہے کہ بی امیرن صاحبہ کو یہ جانکاہ صدمہ سنکر افسوس تو ضرور ہوگا لیکن یہ سب کرتوت اُنہین کے لیے ہوئی ہے اب رنج کرنے سے کیا ہوتا ہے اب ہم اُنکو ایک نیک صلاح دیتے ہین اگر وہ منظور کرین تو بہتر ہوگا۔ نواب صاحب کا خیال خام تو اب چھوڑ دیں اور بسم اللہ کر کے چوک مین کوئی اجلاس کر دیجیے تاکہ آپکی روزی بھی خوب چمکے اور ہمارے شہر ادھر منی آرڈر بھی منی آرڈر آیا کرین۔ آپ چونکہ پہلے سے تجربہ کار ہین آپ پیشہ میں خوب ترقی کرینگی۔

بھاگنے سے تھا ہمین سروکار
اے ہاتھ نشان تو ہے مختار

راقم۔ فہیم۔

کلکتہ گپ کلب کا جلسہ

یہ شبرک جلسہ طاعون خان کی آمد آمد نے کو خوشی میں ایک بدمعاش اسٹریٹ مین قائم کیا ہے جس کے صدر نشین مسٹر اوا کس اسپرٹ صاحب اللہ اکبر اسمائے ذیل ہین

۱- مہاراج پنڈت لال بجھکڑ سنگھ بہادر رئیس مارواڑ۔

۲- بابو روائن پرشاد بہادر چٹر پٹر جی۔

۳- لالہ گڑمل لڑمل بہادر رئیس جھنگ ضلع جھنگ۔

۴- بہادر الملک شیخ تاڑی باز خان بہادر

۵- نواب مرزا افیونی بیگ صاحب۔

۶- جناب چنڈو باز خان صاحب۔

۷- مرزا انگجیریے صاحب وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ اس انجمن کا فرض ہے کہ دنیا بھر کے راجاؤن بادشاہون۔ حکمرانون اور والیان ملک وغیرہ کی (پالسی) حکمت عملی کو دریافت کرکے ریمارک کیا کرے نظر بران مناسب سمجھا گیا ہے کہ فی الحال (پلیگ) طاعون اور اوس سے متعلق گورنمنٹ کی پالسی سے ابتدا کی جائے جس سے ہر خاص و عام آگاہ ہون اور مارے خوشی کے پھول جائین بڑی شرط اس جلسہ مین شریک ہونے کے لیے یہ ہے کہ نشہ کے استعمال کا کوئی وقت شرکا کا خالی نہ رہنا چاہیے اور ساتھ ہی اس کے ایسی تقریر بیان کرسکنے کی قوت ہو جس سے عوام الناس خوش ہولتے تنگ اور سب نے تنگ دیکھنا ضرور نہین ہے نمونہ کے لیے ممبران ذیل کی تقریر ملاحظہ ہو

پنڈت لال بجھکڑ سنگھ بہادر کی تقریر

قبل اس کے کہ پنڈت صاحب کی تقریر بیان ہو اتنا کہدینا ضروری ہے کہ پنڈت صاحب بہت بڑے صاحب کرامات ہین۔ اکثر مارواڑ کے ملک مین امورات مشکل کی معنبو اگرمون کو ناخن عقل سے (جیسے تھہرتے ہین) وا کرتے رہے۔ ہمیشہ بڑی بڑی مہم مین انہین کی طرف رجوع ہوتی رہی۔ مشہور ہے کہ ایک روز باشندے مارواڑ کے مٹی پر اونٹ کے پاؤن کا نشان دیکھ کر سخت تعجب اور حیران ہوگئے۔ آپس مین مشورہ کرنے لگے کہ یا الٰہی یہ کس جانور کے پاؤن کے نشان ہین۔ لیکن باب مقصد کسی طرح کھل نہ سکا۔ ناچار پنڈت صاحب کو پکڑ لائے۔ اور کہا جلد بتلایئے کہ یہ کس جانور کے پاؤن کے نشان ہین۔ ورنہ ہم سب خوف کے مارے مرجائین گے۔ پنڈت صاحب نے دو تین گھنٹہ خوب غور کیا اوس کے بعد جواب دیا کہ تم لوگ گھبراؤ نہین مین پہچان گیا۔ ؎

جانین سب کچھ لال بجھکڑ اور نہ جانے کوئی
پاؤن مین چکیا باندھکر کہین ہرن کُدا ہوئی

اب پنڈت صاحب کی تقریر ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہین۔

"بھائی صاحبو مین آج دوپہر کو اوندہا پڑا سو رہا تھا کہ ناگاہ ایک چیل آئی۔ اور کبوتر کے برابر ایک انڈا دیا۔ اور اوڑگئی۔ اب جو غور سے دیکھتا ہون تو سمٹتے سمٹتے وہ انڈا اتنا سمٹا کہ ایک خط بن گیا۔ مین نے فوراً اوٹھا لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا۔ جس کا مضمون سونے کے حرفون مین اس طرح تحریر تھا کہ "اے ارسطو خصلت افلاطون حکمت آگاہ ہو کہ ورنیولا اتفاقاً ایک روز لارڈ صاحب شملہ کے کتا سے تھا لیے پہاڑ پر شکار کھیلتے ہوئے ایک جنگل بیابان مین پہنچ گئے۔ جہان گنجان درختون کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ناگاہ ایک جوگی نظر آیا جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے پلکین اوس کی گھٹنون تک لٹک آئی ہین سر کے بال بڑھ بڑھ کر کوسون تک چلے گئے ہین۔ باوجودا سکے کہ جوگی مثل مردہ بالکل بے حس و حرکت بیٹھا ہوا ہے لیکن اوس نے لارڈ صاحب کو پہچان کر اشارہ سے بلایا اور کہا آپ اپنے ایڈیکانگ وغیرہ کو ہٹا دیجیے۔

انچہ بر سر داشتم برداشتم

میں گئے تو اب ہم کو چون وچرا کرنے کی
مجال نہ ہوتی۔ مگر خدا کا فضل ہوا کہ ایکا ایکی
کلکتہ میں ہنگامہ مچ گئی۔ اب ڈاکٹر
لوگ اپنی پالسی پر سخت پشیمان ہیں۔ اور
چاہتے ہیں کہ سب واپس آجائیں لیکن
دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیتا ہے
وہ تو جب ہی آئیں گے کہ جب اون کو
انگلشمین۔ سٹیٹسمین۔ ڈیلی نیوز۔ مورننگ پوسٹ وغیرہ کے
صفحات ڈاکٹروں سے خالی نظر آئیں گے
ورنہ کلکتہ کے دوبارہ آباد ہونے کو دس پانچ
برس کی ضرورت ہے۔

مرزا افیونی خان کی تقریر

حضرات۔ (ذرا ناک سے) آپکے
سامنے زبان کھولنا گویا لقمان کو حکمت
سکھانا ہے۔ حالت موجودہ کے متعلق
جو کچھ رائے زنی آپ لوگوں نے کی
ہے وہ ایسی بلند ہے کہ اوس کے سامنے
میری رائے کی کوئی عزت نہیں۔ مگر
بمفادِ ع۔
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است
میں اپنی ناچیز رائے کو پیشکش کیے دیتا
ہوں۔ خدا کرے میرا خیال صحیح ہو۔ میرا
دل مجھکو ایک زمانہ سے خبر دے رہا ہے
کہ پارلیمنٹ (لندن) میں یہ بات خفیہ
پاس ہو گئی ہے کہ لندن کے سفید ہوا
کے سب بمبئی اور کلکتہ میں چلکر
رہیں۔ کیونکہ انھیں دو شہروں میں دولت
کا مخزن ہے۔ پس ابتدا بمبئی سے ہوئی
اور اختتام کلکتہ پر ہے۔ دونوں شہر
خالی ہو گئے۔ اب عنقریب تمام یورپین لندن
سے روانہ ہوں گے۔ اور بہی خوشی خوشی بمبئی
اور کلکتہ آباد کریں گے۔ رہے ہم لوگ
سو اوس وقت ہم کو مجبور ہو کر خود بخود
جنگل اور دیہات آباد کرنا پڑیں گے۔

چنڈو باز خان کی تقریر

آپ سب صاحبوں نے جو تقریریں
اس وقت تک بیان کی ہیں۔ اگرچہ وہ
بہت اچھے اچھے خیالوں سے آراستہ
ہیں مگر میرا خیال ان سب باتوں سے
بالکل جدا ہے۔ میرے نزدیک نہ طاعون
ہے نہ واعون۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ نیل
کا ماتھہ بگڑ گیا ہے۔ اسی سبب سے یہ
ہنگامہ برپا ہے۔ اور یوں تو تقریر کو بہت
کچھ گنجایش ہے۔

مرزا گنجیرے صاحب کی تقریر

بڑی بات یہ ہے کہ فرانس کے
بادشاہ نے یہاں کسی کو
لکھہ بھیجا کہ کلکتہ کو خوب آباد
کرلیا اور ہمارے فرانس ڈانڈے پر
کچھہ توجہ نہ کی۔ یہ بات انصاف سے اور
دوستانہ سے بعید ہے۔ اونھوں
نے شیاطین سے مشورہ لیا۔ کہ کیونکر
فرانس ڈانڈا بسایا جاسے۔ اُن لوگوں
نے بیماری کی اور اوس کے ساتھہ
پکڑ دھکڑ کی خبر اوڑا دی کہ جس سے لوگ
بھاگے اور فرانس ڈانڈے میں جاکر
آباد ہوئے۔ ورنہ پلیگ کیسا اور بیماری کیسی

مسٹر اے۔ ایکس۔ اسپرٹ کی تقریر

میں سخت افسوس کر رہا ہوں کہ
اسوقت شاید پلیگ کے خوف سے آپ
سب صاحبوں کا نشہ ہرن ہو گیا ہے
اسی باعث سے یہ بے سروپا تقریریں بیٹھ کے
سے سُنی جاتی ہیں۔ انسان کو حق سے کبھی
تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ کیا آپ لوگوں نے
"رئیس رعیت" مطبوعہ ۱۱۔ جون ۱۸۹۸ء
میں یہ مضمون ملاحظہ نہیں کیا ہے کہ
"سنہ ۱۷۲۰ء میں پلیگ یورپ کے
ملکوں میں جب ظاہر ہوا تو آپس میں
کل سلاطین نے معاہدہ کرلیا تھا کہ آیندہ
یہ عارضہ اوس گھر سے باہر نہ جانے پائے
کہ جس گھر میں شروع ہوا ہے۔ لیکن اسپر
بھی ہماری گورنمنٹ نے معاہدہ سے
تجاوز کرکے محض رعایا پر ترحم کے خیال
سے ٹیکا تجویز کیا۔ جس سے یقیناً فیصدی
اسی آدمی بچ سکتے ہیں۔"
اس کے بعد رئیس رعیت نے
اعتراض کے طریقے سے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ
"ہر قسم کی تپ کے مریض کو زبردستی
اوس کے بال بچوں سے جدا کرکے ایسی
گاڑی پر جو خاص اس قسم کے مریض کے
لے جانے کو وضع کی گئی ہے ہسپتال
لے جانا اور اوس کے فیملی کو بھی لے جاکر
ہسپتال سے دور قرنطینہ میں رکھنا
قابل برداشت نہیں ہو سکتا۔ اس نظر
سے کہ جب صحیح آدمی کے سامنے گاڑی
آجاتی ہے اور اوس کے ساتھہ پولیس کے
لوگ اور ڈاکٹر صاحب نظر آتے ہیں تو
آدھا دم اوس کا اوسی وقت نکل جاتا ہے
اور پھر جب اوسے معلوم ہو جاتا ہے کہ
میں خانمان برباد ہو گیا تو رہی سہی
جان بھی کوچ کر جاتی ہے۔ معاہدہ مذکور

مین جرمنی وغیرہ بھی تو شریک ہین پھر ان لوگون نے یہ بات کیون نہ پسند کی اور کیون صرف اسی قدر پر اکتفا کی ہے کہ وہ مریض اوس کے قبیلے سے اور سی گھر مین ایک طرف کو جدا کرکے رکھا جائے علاوہ بران بقول بعض معزز ڈاکٹرون کے کلکتہ مین یہ مرض ہرگز ساری یعنی وبائی طور سے نہین ہو سکتا کیونکہ شاذ و نادر ہمیشہ یہ مرض یہان دیکھا گیا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ہر گھر مین فنیل اور دیگر چیزون کے حسب ہدایت گورنمنٹ کو مہیا ہو جائے کہ اب پلیگ کا تخم پھیل نہین سکتا چھڑک دیا جائے۔ اور اختتام زہرہ اوسکے معاینت صاحب خانہ سے لیے جاوین۔

اس اعتراض کا جواب تو ڈاکٹر ہاروے اور ڈاکٹر کوک وغیرہ پر شایان ہے ہم سے کچھ علاقہ نہین۔ ہماری غرض فقط اتنی ہے کہ کلکتہ مین (ایک ہی دو کیس سہی) پلیگ فرو دیکھا گیا بس آپ صاحبون نے جو اس کے خلاف خیالات ظاہر کیے ہین وہ کسی طرح گزشتہ سے کم نہین ہو سکتے اور یہ شاید اسی باعث سے ہے کہ آج آپ لوگون کو فنیل پیر سے بڑی وحشت یعنی اپنی شوقیہ چیز اور نفن وغیرہ سے اتفاق نہین ہوا ہے۔ لہذا مین مناسب سمجھتا ہون کہ ایک گھنٹہ کی مہلت مین پہلے ان سب کامون سے فراغت حاصل کرلیجائے اوسکے بعد پھر تازہ فکر ہو۔

راقم

این خانہ تمام آفتاب است

(از مٹیابرج)

شائستگی اچھی یا وحشت

اب ذرا اُن سلطنتون کو جو شائستگی اور تہذیب پھیلانے کا حیلہ پکڑکر وحشی ممالک اور اقوام کو مفتوح کرنے نکلتی ہین کوئی دوسرا بہانہ تجویز فرمانا چاہیے کیا وجہ کہ روز بروز اس بات کے تصفیے مین دقت پڑتی جاتی ہے کہ شائستگی انسان کو مفید ہے یا وحشت۔ قواے جسمانی خصائل اخلاقی۔ طاقت۔ دماغی کا انحطاط شائستگی کی بدولت تو آئے دن سُنا جاتا تھا۔ حال کی تحقیقات سے ایک صاحب نے یہ بات نکالی ہے کہ وحشی لوگون مین لکنت کا عارضہ نہین ہوتا۔ لو ہکلے یارو خوش ہو۔ تم کیسے ہی وحشی ہوگے مگر آئندہ سے شائستہ ضرور سمجھے جاؤگے۔ اصلی نہ سہی زبانی ہی سہی

فرق اعتباری

معلوم ہوتا ہے نیچر مین تحت اور فوق کا فرق صرف اعتباری ہے۔ ورنہ کارروائی دونون نعمتون مین یکسان ہے حال مین ایک صاحب نے تحقیقات کی ہے۔ کہ اگر کسی درخت کا سر تلے ٹانگین اوپر کردی جائین یعنی شاخین زمین کے نیچے اور جڑین اوپر کردی جائین تو شاخین جڑ ہوجائین گی اور جڑین شاخین۔ واہ بھی واہ۔ ع

ایک سان جلوۂ معشوق ہے نیچے اوپر

اگر مولی۔ گاجر۔ شلجم۔ شکرقند۔ زمین قند۔ لسن پیاز۔ چقندر۔ گانٹھ گوبھی۔ اروی۔ آلو۔ وغیرہ پر یہ ترکیب کی جائے اور نصف کی روائی تک پہونچکر کھود دیے جائین تو کاشتکارون کو دونا نہ سہی ڈیوڑھا تو ضرور نفع ہو شاید مُہرک۔ مردنگ۔ بندر والون کی ڈگڈگیان ٹیسو خوانچے والون کے مونڈھے اسی ترکیب سے ابتدا مین بنے ہون۔

شومی طالع

اے صبا یاد ہے وہ شام کہ بلبل کی طرح
غمزدہ نالہ کنان صحن چمن سے نکلا
وحشتِ دل نے کیا زور کہین رہ نسکا
مجھ سے پہلے مرا دل میرے بدن سے نکلا
تھی مگر یاد مجھے ایک یہ مشہور مثل
قدر ہوتی ہے۔ کوئی جبکہ وطن سے نکلا
ہمکناری ہوئی گل کو کسی گلرو کی نصیب
داغ دل دیکھیے جو بلبل کو چمن سے نکلا
جانتا بھی نہ کوئی نام نہ لیتا کوئی
پونچھ ہے دُرِ عدن کی جو عدن سے نکلا
نافۂ آہوے صحرا کے سوا کچھ بھی نہین
مشک مشہور ہوا جبکہ ختن سے نکلا
سر پہ آنکھون پہ کلیجہ پہ بٹھایا سب نے
نور آنکھون کا ہوا لعل۔ یمن سے نکلا
بینہ بانیِ حسینان کی شکایت ہے عبث
دل مین بیٹھا جو سخن اُنکے دہن سے نکلا
بزم آرائیِ خوبان کا تماشا دیکھا
پر توِ شمع کا سر جبکہ لگن سے نکلا
اس تیقن نے یہ اُمید بندھائی میری
کبھی شہرون سے مین نکلا کبھی بن سے نکلا

گھر سے گو دوست یا آسندہ پوری نہ ہوئی
لمحہ بھر کو بھی نہ مین پیچ وطن سے نکلا
شومیٔ بخت نے دائم مجھے مجبور رکھا
اس طرح نالۂ شب در دہن سے نکلا
وہ بھی ہو گا کوئی امید بر آئی جس کی
اپنا مطلب تو دو اس چرخ کہن سے نکلا

راقم
نسیم

شبہہ

حضرت داغ دہلوی کا شعر ہے ؎

آنسو نہ پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

شبہہ اس پر یہ ہے کہ ہیرے کی کنی پیس کے مین نہین کھائی جاتی بلکہ عموماً جان بوجھکر خودکشی کرنے والے ہی اوسکو کھاتے ہین۔ اگر کبھی ایسا ہوا ہو یا آیندہ ہو تو وہ شاذ ہے عام نہین اس شعر مین شاعر پاکیزہ مزاج نے لطافت مذاق کی وجہ سے جیتی مکھی دیکھکر نہین کھائی جانے والی مثل کو شتی دی ہے۔ مگر افسوس ہے ہوگا غلطی ہو گئی۔ یہ تو میرا خیال ہے۔ مگر مین چاہتا ہون اردو کے شعرا بھی اپنی رائے سے مطلع فرماوین۔

راقم مستفسر

لوکل علیہ الرحمۃ

بڑی خیریت ہوئی۔ کل کسی قدر اشک شوئی ہو گئی۔ ورنہ خلقت خصوصاً مزارعین بہت ہی بوکھلائے ہوئے تھے کیا سبب کہ ابتدا مین جیسی ہی بارش کی امید بندھی تھی ویسی ہی دس پندرہ روز سے میان مینہ صاحب سون کھینچ گئے تھے۔ وہی گرمی۔ وہی تمازت۔ وہی خاک بیزی جو گرمی مین تھی آموجود ہوئی۔ بار بار آتش کا مصرع یاد آتا تھا۔ ع

برستا مینہ نہین ہے یار خاک اڑتی ہے دو نین

اور اگر کہین ابر صاحب ادہر ادہر سے دہلکتے آئے بھی تو گرما گرم تاؤ کھائی ہوئی زمین کے روپوش ہو گئے۔ اور خلقت دم بخت ہونے لگی۔ دن کا چین رات کی نیند حرام ہو گئی معلوم ہوتا تھا نیچر نے شب دیگ تیار کرنے کا سامان کیا ہے۔ کوفت اوٹھانیوالے ہندوستانی کوفتے بنین گے۔ تو کشمیری شلجم ہونگے۔ بنگالی۔ دکنی۔ مدراسی۔ گرم مصالحہ کی خدمت انجام دین گے اور نینی تال شملے وغیرہ کے باشندے لسن پیاز کی لذت پیدا کرین گے۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کل دن بھر کے بھبھر ہوا سے تند چلی اُمس اور حبس ہوا شد۔ اور صبح ہوتے ہوتے ترشح ہو گیا۔ اور وہ بھی اس تہذیب اور صلاحیت کے ساتھ کہ نہ مینہ کے دو ڈونگڑے نہ صرف بوندا باندی۔ اعتدال سے برسا اور خوب برسا۔ ہوا نے سردی فرحت بخشی۔ بارش نے زمین کی پیاس بجھائی۔ غلہ جو بویا گیا تھا اوس کے منہ آگئے کی امید ہوئی۔

بقول اودھ اخبار شہر مین ناک کاٹنے کا شوق بڑھا ہوا ہے۔ حال مین کئی واقعے ایسے ہی ہوئے ہماری رائے تو یاد رہے کہ معنوی طور سے دیا اس شوق کی بنا لوگون کو کم ہے تو ظاہری طور کا کیا افسوس۔

ایک گاؤن مین دو شخص لڑتے تھے۔ اون مین سے ایک کا بیٹا بیچ بچاؤ کرنے لگا۔ باپ کی لاٹھی اوس کے سر پر ایسی پڑی کہ سر دو ہو گیا۔ مقدمہ زیر تجویز سر دست کھلی یا نہ ہی ملتوی۔

اشتہاری طبیب

فارسی کی دُم مین گھنگھٹا

ڈیر پنچ - آپ جانیے کہ دُنیا مین شعرگوئی زباندانی - روزمرہ اور محاورہ وغیرہ کا جس قدر غرّا ایرانیون کو رہا ہے وہ طشت از بام ہے کہ سعدی - قاآنی - حافظ - خاقانی - صائب غنی کلیم - سلیم - اغیرہ وغیرہ جتنے اچھے اچھے تخلص تھے سب نے باری باری چُن چُن کے لیلیے اور شریف تخلص اہل ہند کے لیے چھوڑ دیے ان لوگون کی تصنیفات کو بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا - کہ صنایع بدایع کی لوٹ پار کر دی ہے فصاحت اور بلاغت کا بھیجہ بہا دیا ہے لیکن پھر بھی "دجاے اُستاد خالی است" کا ٹوکرا سر پر رکھا ہی رہا اور دُنیا سے چلتے نظر آئے -

لکھنو اور دہلی کے شعرا کی تو چھٹی ہی شان ہے کیونکہ وہ فارسی گوئی مین پُرانی لکیر کے فقیر ہو رہے ہین لیکن احاطہ بنگال مین ایسے ایسے فارسی دان متولد ہو گئے ہین کہ باید و شاید - ہمیشہ نئی فارسی - نیا انداز نیا طرز اون کی خدمت مین ہاتھ باندھے موجود - پھر اب بتائیے کہ ایسی تصنیفین دیکھکر ایرانیون اور طہرانیون کے حواس باختہ ہوں یا نہ ہون -

ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہین کہ اشرف الدین احمد خان صاحب متوفّی امام باڑہ ہوگلی نے (جو شعرگوئی مین اپنے والد نواب امیر علی خان مرحوم کو غالب مغفور کا شاگرد تحریر کرتے ہین!) "پارۂ سخن" کے نام سے ایک گلدستہ شایع کیا ہے جسمین چند رباعیان - تاریخین قطعات وغیرہ درجہ درج ہین - اوس کا ایک ایک شعر کہہ رہا ہے کہ وقایع نعمت خان باورچی خانہ کے صرف مین لایا جاے - مثنوی مولوی روم دریاے دجلۂ (ملک روم) مین غرق کر دی جاے اگر آپ کو یقین نہ ہو تو بسم اللہ - چند شعر "مشتے نمونہ از خروارے" ذرا توجہ سے سماعت فرماکر خوش ہو جیے اور بغلین بجائیے بلکہ اپنے کسی پرچہ مین بھی شایع کر دیجیے کہ اکثر شعراے نامدار ان مضامین سے مستفید ہو کر آپ کے مشکور ہونگے -

وھو ہذا

از عین علیؑ علم در عرفان بود
وز لام علیؑ لمعۂ ایمان بود
از یاے علیؑ یاد خدا مے آید
این نام ز نام حق بامکان بود

لگے ہاتھ پہلے اس کی تقطیع تو کر لیجیے اور اگر وزن نہ معلوم ہو تو مجھ سے سُن لیجیے کہ اسے اخرب کہتے ہین - یعنے خراب کا جد امجد

لیکن خدا کے لیے قوافی "امکان" وغیرہ کے نون کو حتے الامکان نون غنہ نہ سمجھیےگا کیونکہ نونِ غنہ پُرانی فارسی مین نظم کیا جاتا تہا - بات منقی بات فتواہ - یہ نئی فارسی ہے اور مصنف موصوف کو نون غنہ کے عوض نون مصدر استعمال کرنے اور تصرف کرنیکا پورا پورا اختیار حاصل ہے چنانچہ آگے چلکر پورا ایک قطعہ اسی صنعت مین نظم فرمایا ہے جس کا مطلع یہ ہے - ؎

بر تو اے خسروی شان مبارک باشد
تاج وا ورنگ بزرگان مبارک باشد

اور حقیقت تو یہ ہے کہ نون غنہ کم بخت ہمیشہ حرف علت کے ساتھ آتا ہے پھر ایسی علت کو دور نہ کرتے تو کیا کرتے - اور یہ بھی ملاحظہ ہو کہ رباعی مذکورہ مین عرفان کا عین کس قدر معرفت مین ڈوبا ہوا ہے کہ کوسون پتہ نہین معلوم ہوتا - اب الفاظ سے کہیے کہ دل پھڑک اوٹھا یا نہین - اسی کو عین عرفان کہتے ہین - ؎

مصرعہ گوہر درج رضا اصل اصول ممکنات
صاحب لوفون بالندر شرع حصن حصین

مجھے یقین ہے کہ اس بحر کو آپ "رمل مثمن مقصور" تجویز کرینگے - حالانکہ مصنف صاحب نے یہان مقصور کو نئے سلیقے سے محذوف بناکے دکھایا ہے - یعنے تذکی رے کو

ڈاکٹر اور طاعون

ڈاکٹر۔ وہ بھگایا۔ ہات تیری کی۔

تھی لازم مجھکو اب خموشی | ہنسین سنتا ہو کوئی بھی کسیکی
برائے مشق تضمین لکھی | ہمین گفتن نکو آید عرفی
مگو بشنو کہ گوش آن ندارد

راقم
حضرت دماغ - فتحپوری

مرزا طاعون بیگ

یہ ذات شریف جنکا نام نامی پتیانی پروہت بڑے پرانے کھوسٹ ہین - ان کو شیخ بوعلی نے قانون مین اقدم القدما کے خطاب سے یاد کیا ہے - ڈاکٹری تحقیقات سے بھی پایا جاتا ہے کہ پیدائیش ان حضرت کی زمین افریقیہ پر ہوئی تھی اور وہان سے چہل قدمی کرتے ہوئے عربستان و استنبول وغیرہ اُن مقامات پر وارد ہوئے جہان شہر مین صفائی نہ تھی - یورپ مین بھی مثل لندن - روس و فرانس وغیرہ کے قدوم نحوست لزوم ان کے پہونچ چکے ہین - ایک طرف تو ذات شریف صفایا کرتے رہتے اور دوسرے جانب میونسپلٹی نے اہتمام صفائی مین کوشش کی تب کہین خدا خدا کرکے ان حضرت کے قدم اوکھڑے - مگر ممبئی مین ماشاءاللہ سے اسوقت تک ہرسال انکا شان ورود ہوا کرتا ہے - ہزاروں جانین بھینٹ چڑھ جاتی ہین انکے مزاج مین کچھ تو وضع کی پابندی اور کچھ اہل حبش کی صحبت سے یہ بات جبلی ہوگئی ہے کہ جب وہان ساٹھ درجہ سے کم اور اسی درجہ سے زائد پارہ نہ ہوگا تو یہ ذات شریف قہر و غضب ربانی کی صورت دنی الرحیل کہتے ہوئے نازل ہونگے کیونکہ اسوقت مین وہان سردی بہت شدید ہوتی ہے - لیکن ادہر گرمی کی صورت دیکھی کہ اوڑنچھو ہوئے - جیسے ریت مین کوڑی یا پولیس کے شکم مین رشوت - یا نادہندون کی جیب مین اخبار کی قیمت غایب غلہ ہو جاتی ہے -

ابتدائے اشاعت مین مرزا طاعون بیگ صاحب کا زہر بہت قوی التاثیر اور سخت مہلک ہوتا ہے لیکن جسقدر زمانہ اشاعت مین گزرتا جاتا ہے زہر ضعیف ہوجاتا ہے اور اکثر مریض نجات پاتے ہین - آغاز کا شوق اور انجام کی پستہمتی اسی کا نام ہے -

یہ بات دریافت ہوگئی ہے کہ ایک زہر ایسا ہوتا ہے جس سے بالخصوص توالد اور تناسل آنجناب کا ہونا لازمی ہے مگر یہ اسوقت تک تحقیق نہین ہوا ہے کہ یہ زہر حیوانی ہے یا نباتی یا دونون سے ملا ہوا جیسے ہیرے دونون میٹھے کہتے ہین - اور یون تو ہمارے اطبا بھی قائل ہوئے ہین کہ اکثر شہرون مین کثرت خلق مزبلے - غلاظتین عفونتین - سڑی ہوئی گہانس اور خراب پانی وغیرہ سے یہ ذات شریف برآمد ہوتے ہین اور یہ سبب انبوہ خلق کے اشاعت کے وقت ٹیلیفون کی سرعت کو بھی بالائے طاق رکھتے ہین اور صفیہ تو انکی گرد کو بھی نہین پاتا - لیکن نتیجہ اس کا اس سے زیادہ اور کچھ نہین نکلتا کہ گو عفونات کے اسباب بہت ہین لیکن حقیقت اونکی ایک ہی ہے

مرزا صاحب موصوف اور انکے مصاحب خاص بخار خان صاحب کا ہمیشہ ساتھ ہے جسکو منطقی عبارت سے عام وخاص مطلق کی نسبت دینا مناسب ہے - انکے بعد چیلے تہا لونڈیون باندیون کا ظہور نظر آتا ہے جنکو ورم غدد کہیے یا گلٹیان - اور یہ بات تجربہ سے دریافت ہوگئی ہے کہ یہ ہرگز ممکن نہین کہ زیادتی خون کے باعث سے اس درجہ عفونت سمی خون مین پیدا ہو جاے کہ اعضا مین داخل ہوکر ورم جانستان پیدا کرے - تاوقتیکہ غلاظت اور حرارت عفونی کے سبب سے خود وہ خون بخار کو نہ پیدا کرے اس سے معلوم ہوگیا کہ بخار اور طاعون کا ساتھ لازمی ہے مگر باوجود لزوم مختلف اوقات مین بخار کم اور زیادہ بھی ہو جاتا ہے کبھی پھیل جاتا ہے اکثر مریض کو ہلاک کرڈالتا ہے - اکثر اعضائے باطنی مین ورم ہوجاتا ہے - سب سے زیادہ اُن مقامات مین جہان غدد ہوتے ہین جیسے بغلین - رانین - زیر حلق - عقب گوش - بلکہ ممکن ہے کہ اس تپ مین یہ سب غدد متورم ہو جائین لیکن اکثر گردن - بغل اور رانون کی گلٹیان دیکھی جاتی ہین اور اُسوقت کہا جاتا ہے کہ یہ طاعون ہے اور کبھی اس بخار مین پھوڑا ہو جاتا ہے اور اکثر مقامات داغ جابدن پر نمایان ہو جاتے ہین اور ماند ہوریان -

اب ہم دوبارہ کسی قدر تصریح سے اس زہریلے تخم کی جودت کو بیان کرتے ہین - یہ زہر اکثر جلد بدن کے مسامات کی راہ سے بدن مین داخل ہوکر بال کی کہال کھینچتا ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ لباس مریض سے بدن صحیح مین منتقل ہوکر شایع وعام ہوجاتا ہے - بہرحال بدن مین داخل ہوتے ہی خون مین آمیز ہوجاتا ہے جسکے باعث سے خون مین تعفن اور جوش پیدا ہوجاتا ہے اور بخار کے لباس سے آراستہ ہونا پڑتا ہے اُسکے بعد موافق مشہور قاعدے کے جو عموماً ہر بخار مین دیکھا جاتا ہے کہ بہ سبب جوش تعلیان

اور دوران تک شدت ہو اعضا سے باطن میں اگر
مین خون زیادہ اور جلد جلد آتا ہے اور جو عضو
زیادہ ضعیف اور قابل ہے اُس مین زیادہ
رہجاتا ہے جسکے سبب سے ورم پیدا ہوتا ہے
اور یہ فضلہ قوی [illegible] خود
دفع کرکے [illegible] محفوظ رہتا ہے تو اس بنا پر
اُس مرض مین بھی یہ غدود جو اکثر محل ظہور طاعون
مین زہریلے خون کو جوش اور دوران سے [illegible]
قبول کرلیتے ہین- گویا طبیعت اس زہر کو خون
سے جدا کرکے اُن اعضا سے غددی مین پہونچا
دیتی ہے اور خون سے اون کو صاف اور
خالی کردیتی ہے- پس اگر قوت نے اُس وقت
تک وفا کی کہ جب تک خون زہر سے صاف
ہوکر لیاقت غذا سے بدن پیدا کرکے اعضا مین
غذا پہونچائے اور اوس کے باعث سے
اصلی قوت عود کرے تو مریض نجات پاتا ہے-
ورنہ بدن بسبب نایابی غذا سے صالح اور
تاثیر زہر قوی فاسد کے ضعیف و فاسد ہوکر باعث
ہلاکت ہوجاتا ہے-

ٹیکا جو اسوقت پیش از مرگ واویلا
سمجھا جاتا ہے حالت مذکورہ کے حفظ ما تقدم
کے خیال سے عجب نہین کہ علاج بالمثل کے
طریقہ سے نکالا گیا ہو- یعنی ایسی کوئی چیز پچکاری
سے بازو یا شانہ مین پہونچائی جاتی ہو جس سے
اس مرض کا آنے والا اثر خود ہلاک ہوکر فنا ہوجا
[illegible] کہ موجودہ حالت
مین اس بیماری کے مبتلا شدہ فی صدی اسی
آدمی یا زیادہ (جیسا کہ مشہور ہے) ممبئی وغیرہ
مین مرنے سے محفوظ رہے ہون لیکن جن
لوگون نے ٹیکا لیا ہے اور انکو اس قسم کے
عارضہ سے سابقہ نہین ہوا ہے آیا انکو
وہ چیز جو بوست چپ مین پہونچائی گئی تھی
آئندہ کسی وقت مین کیا اثر دکھائے گی
ابھی تک تحقیق نہین ہے- کیونکہ ٹیکا ابھی
طفل نوخیز بلکہ طاعون سے بھی کم عمر ہے-

باقی آئندہ-

راقم
خیر خواہ صادق
(از مٹیا برج)

آنسو نہ پیئے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

معترض کا اعتراض صحیح ہے- اور اگر
اضافہ کا شوق ہو تو یہ بھی سنیے- کہ فرمایا
تو پینے کی ہے- کھانے کو کون کہتا ہے-
دوسرا مصرعہ نہ کوئی محاورہ ہے
نہ مثل- آنسو مین اور ہیرے مین بہ اعتبار
رنگ اور چمک کے مشابہت پائی گئی
حضرت داغ کی طبع روان نے مضمون
چمکا دیا-

لیکن یہ اعتراض داغ پر نہین ہے
مذاق صحیح ملک مین یا پبلک مین یا [illegible]
مین مفقود ہے- اعتراض اُس سوسائٹی پر
ہے جس نے ایسی شاعری پیدا کی [illegible]
قائم رکہا ہے اوسکو اچھا سمجھا ہے- یہ سچ ہے
کہ شاعری منطق نہین ہے- [illegible] نہین ہے اسکا
کا رُخ دل کی طرف ہے- دلیل کی طرف نہین
ہے- لیکن صرف طرز بیان- طرز ادا مین فرق
ہونا چاہئے- اگر [illegible] معنی اور مضمون
پیدا نہ ہو- تو وہ شاعری نہین ہے- وقت
کا ضائع کرنا ہے-

یعنی شاعری سے طبیعت مین
جو حرکت پیدا ہوتی ہے وہ حرکت نہین ہے
جو جان سے جسم مین پیدا ہوتی ہے- بلکہ
وہ حرکت ہے جو کمانی سے مشین مین
پیدا ہوتی ہے-

ہیرے کی کنی سے آدمی فوراً
ہلاک ہوجاتا ہے- آنسو پینے سے ہلاک
نہین ہوتا- خوف ہلاکت سے ضبط اشک
نہ کرنا عاشق کی شان کو نہین گھٹاتا- اگر
یہ پہلو ہوتا کہ جوش طبع سے ضبط اشک
ناممکن ہے تو بھی بات ہوتی-

راقم
ا-ح- الہ آباد

مزید خط

میرے معزز دوست تسلیم مزاج [illegible]
تمہارے اشتیاق نامہ سے مشفقی میرزا
سرمست بیگ صاحب کے انتقال پُرملال
کا حال معلوم ہوا- اس سانحہ عظیم کے
پڑھتے ہی کلیجہ ہاتھون اچھلنے لگا- اور سینہ
[illegible] مین [illegible] اس قدر رویا کہ
آنسوؤن سے پرنالے جاری ہوگئے- اور
لوگ ہچکیون کی آواز سنکر اُلو کا گمان کرنے لگے
مرحوم مجکو اپنی جورو سے زیادہ عزیز تھے
صرف تم سے اور میرزا صاحب سے ہماری
ملاقات تھی- اسی وجہ سے اکثر ہم وہان آیا
جایا کرتے تھے چونکہ وہ مرگئے اور [illegible]

اس لیے اب ہم کو بھی تشویش ہے کہ بعد تمہارے ہماری کون دعوتین کرے گا اور انواع اقسام کے کہانے کہلائے گا۔ جب تک تم زندہ ہو ہم وہان آئین گے جائین گے۔ مگر بعد تمہارے ہم اوس بستی مین پیشاب بھی کرنے نگے تمہارے لڑکے بڑے پاجی ہین یہ کم بخت دعوت تو کیا منہ دیکھنے کے بھی روادار نہون گے۔ اتفاقاً ہم ایک روز تمہارے یہان جانکلے۔ تم اوس وقت موجود نہ تھے مثل نوکرون کے ہم گھنٹون تمہارے یہان بیٹھے رہے۔ مگر ان مردودون کے بچون نے یہ بھی نہ پوچھا کہ آپ کہان سے تشریف لائے ہین۔ جب ہم نے ان سے پانی پینے کے لیے مانگا تو اونہون نے از راہ شرارت نابدان کا پانی لاکر دیدیا۔ ابھی ہم نے منہ سے لگایا ہی تہا کہ قے ہوگئی۔ اور ہم وہان سے لاحول پڑہتے ہوئے گہر چلے آئے۔ اگر تمکو ہماری دوستی منظور ہے تو تم ان کو عاق کر دو ورنہ تمہاری صاحب سلامت آج سے فقط زیادہ شوق۔

راقم۔ تمہارا دلی دوست رد منغز ایک پوست۔

CHAMBERLAINSCOLIC
CHOLERA & DIARRHŒA
REMEDY.

چیمبرلینس کولک کالرا اینڈ ڈائریا ریمیڈی
(چیمبرلین صاحب کے قولنج۔ ہیضہ۔ اور پیچش کی دوائی)
(جو امریکہ مین بنائی گئی ہے)

نہایت عجیب دوائی اپنی قسم ہے۔ جو تمام دنیا مین استعمال اور پسند کیجاتی ہے۔ تمام معدہ کی دردون کو فوراً دفع کرتی ہے۔ قولنج۔ ہیضہ۔ پیچش۔ ہلیر دوائی پیر۔ بچون کا ہیضہ۔ انتڑیون کی ہر قسم کی بیماریان۔

قیمت چھوٹی بوتل . . . . . . ایک روپیہ
بڑی بوتل . . . . . . دو روپیہ

ہر جگہ دوا فروشون سے مل سکے گی۔

FOR SALE BY WC KIDD

لوکل علیہ الرحمۃ

اس ہفتہ تو ہمارے غریق رحمت شہر کا موسم خاطر خواہ رہا۔ ابر و باد ل نے کبھی بوندا باندی کے چھینٹے دیے کبھی رومال ابر کے حاضر۔ غرضکہ جس طرح بن آتا شستہ شوئی مین مصروف رہا۔

آجکل آمون کی ریل پیل ہے۔ اکثر انگرکھے پائجامے۔ دوپٹے۔ کہانے پینے کے برتن تک نخاس کی راہ ہوکر داخل معدہ ہورہے ہین۔ لوگ دنیا سے دلچسپی کے سامان یون ہنسی خوشی مٹاتے رہتے ہین۔

آج چھتر منزل مین صوبے کی کونسل کا اجلاس ہو رہا ہوگا۔ دو مسودات قانون پیش ہونگے ایک ٹرمنل ٹکس۔ دوسرا قانون میونسپلٹی کی ترمیم کا۔

آج کل خفیفہ مین مسٹر ڈیلی اور مسٹر کارلٹن مہتمم خزانہ کے مابین ایک گہوڑے کے قدمون کی برکت سے ایک مزہ دار مقدمہ دائر ہے۔ یعنے ڈیلی صاحب کا دعوے ہے کہ مین نے کارلٹن صاحب کے پاس فروخت کی نیت سے گہوڑا بھیجا۔ آپ نے اس لاپروائی سے اپنی گاڑی مین ہانکا کہ گہوڑے اور ساز کو نقصان پہونچا۔ مدعی علیہ صاحب فرماتے ہین کہ بیان کیا گیا تہا کہ گہوڑا غریب ہے مگر جب جوتا گیا تو اوس نے بلا وجہ لاتین مارین۔ اور اوس وقت تک باز نہ آیا جب تک فٹن کو نہ توڑ لیا۔ ایڈوکیٹ جنرل جج دو تنقیحین الافیس پیش کرتے ہین (اول) آیا گہوڑے اور فٹن مین ساز تہا (بار ثبوت ذمہ مدعی) (دوم) آیا لات مارنے والا بھی سمجھتا تہا کہ یہ دولتی بازی بلا وجہ کرتا ہے (بار ثبوت ذمہ مدعا علیہ)

مہتاب چند جوہری کے ہان دو ہزار کی جو چوری ہوگئی تھی وہ محمد یوسف

صاحب سب انسپکٹر کی کوشش سے برآمد ہوئی اور میر آغا نامے ایک شخص جس کی وجہ معاش بظاہر نہ معلوم ہوتی تہی۔ گرفتار ہوکر ڈیڑہ سال کے واسطے جیل خانے بھیجا گیا

موضع موتیا کے چہ باشندے بجرم سکہ قلب دس دس سال کے سزایاب ہوئے۔ انہون نے اتنا بھی نہ خیال کیا کہ جب سرکاری ٹکسالون مین یہان کا روپیہ نہین بنتے پاتا تو یہ توبہ کی سب ہنا بطہ ٹکسال تہی۔

ہمارے شہر کی ایک سرکار اور معدوم ہوگئی۔ یعنے نواب ملکہ زمان مرحومہ کے پوتے تجمل نواب نے بعارضہ سل انتقال کیا۔

حسن گنج مین بچو تنبولی نے اپنی پرانی آشنا عیدی شوہر سکا کو اور ستہ تنازعہ یعنے فساد کی جڑ اغنی اوس عورت اور سکا کے باپ کو چاقوؤن سے زخمی کردیا سکا قریب مرگ اور بچو زیر حراست ہے

ایک معلم درکار ہے

جو فارسی مین پوری لیاقت رکھتا ہو اور عربی شرح جامی تک پڑہا سکے دو تین طلبا کو تعلیم دینی ہوگی۔ فیض آباد مین قیام ہوگا کہانا اور تنخواہ عہ سے عیہ ماہوار تک ہوگی۔ جن کو منظور ہو مشتہر سے خط و کتابت کرین۔

المشتہر
امتیاز علی عفی عنہ وکیل فیض آباد

غلام نبی
اشتہار طبیب
شربت مقوی
حب مستورات
رونق نسوان
روغن
حب مفید
روغن اعجاز
حب چوب چینی
حرز جان
درد سر کی دوائی

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہی قیمت اسلیے کم رکھی ہو کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۸ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے **المشتہر** پروفیسر متیا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار متیا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے ایجاد کیا ہو بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لعدلہ بہ پپوٹے کا گرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہی اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہی مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہی وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہی۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سلنگلے صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ۔ امرتسر۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار متیا سنگھ صاحب آہلو والیہ نے تیار کیا ہی مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک مریض پر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۵۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھیں جیسے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھین۔ انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگہ نہین پڑ سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب پروفیسر متیا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آپکو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ مجھے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دو کاندار مسمی فضل دین کی آنکھوں مین پھولا پڑ گیا تھا وہ بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعی بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہو کل ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہی اور مریض کو ہر شبہ بہی بقصد شکر گزاری جوش طبیعت کو تھام نہین سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہی لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہی کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادین۔ راقم ڈاکٹر نراین سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر اور کیلیب صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب سرخی دھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔ دستخط سردار صالح محمد خان ولد ثانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور لاٹس بنک مین بابت ۱۸۹۵ء جمع کیا گیا

مرزا طاعون بیگ

(تتمہ - جولائی ۱۸۹۸ء)

یہ جو آپ نے سُنا ہو کہ چور کا بھائی گٹھ کٹا تو وہی حال اس مرض کے تپ اور دیگر اقسام کے بخارون کا ہے مگر خاص اس مرض کا بخار تین قسم کا ہوتا ہے۔

قسم اول مین حرارت تپ کا درجہ قلیل اور خفیف اوس کے ساتھ تھوڑا تھوڑا درد سر کسی قدر تنفس (تنفس صحیح کے مخالف) کبھی ابکائی کبھی تے۔ صبح کو حرارت مین خفت گویا بخار اوتر رہا ہے اور دوپہر اور پہر موجود اور اوس کے لوازم بشدت زیادتی ہوتے ہین لیکن دانے (اندبوبیان) کم دکھائی دیتے ہین۔ اور اگر ظاہر ہوئے تو چھوٹے اور کم جس سے بہت جلد صحت کی اُمید اور خوف ہلاکت سے حفاظت نظر آتی ہے۔ لیکن اس قسم کی تپ اُسی وقت ہوتی ہے کہ جب مرض کی اشاعت بعد زیادتی کے کمی کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

قسم دوم مین بیچارے مریض کو سُکر قوی کی حالت عطا ہوتی ہے۔ چلنے کی طاقت ندارد۔ اور اگر قوت سے چلنا چاہے یا بیٹھنا تو بالکل ستون کی طرح لڑکھڑاتا ہوا۔ بلکہ پاؤن زمین پر قائم ہی نہین ہوتے۔ چہرے پر بھی سُکر کے آثار نمودار آنکھین سُرخ۔ کلام فصاحت سے ادا کرنا محال۔ ابکائیان لازم۔ تے ملزوم۔ اس طرح سے کہ پہلے صفرا اوس کے بعد کوئی چیز سیاہ برآمد ہوتی ہے۔ کبھی حرارت بخار کی زیادہ کبھی کم۔ نبض ہر وقت تیز تین۔ اکثر اسہال اور اکثر ہذیان اور اختلال حواس اور درد کبھی بہت کبھی تھوڑا۔ اُلجھن اور غصہ اور وہ چیزین جو سرسام مین ہوتی ہین دماغ کی جھلیون مین ورم ہو جانے سے پیدا ہو جاتی ہین۔ اس قسم کی تپ مین پہلے روز زبان رطب اُس کے وسط مین سفیدی کنارے اور نوک زبان پر سُرخی۔ دوسرے یا تیسرے دن زبان خشک اور سیاہ دانتون کے درمیانی گوشت پر ایک سیاہ جھلی۔ قارورہ بہت سُرخ بلکہ کبھی کسی قدر خون بھی۔ کبھی گردہ مین پیشاب ندارد۔ جس کے سبب سے قلت یا حبس بول ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی تپ مین یقیناً گردن۔ بغل اور رانون کے غدد متورم ہو کر طاعون کا خطاب دیتے ہین اندبوبیان سوا سر ہتھیلی اور تلوون کے تمام اعضا مین اور ساتھ ہی اون کے مختلف رنگ کے داغ بھی جلد بدن مین ہو جاتے ہین۔ اکثر چوتھے پانچوین روز شدت بیہوشی سے مریض ملک الموت کی صورت دیکھتا ہے اور کبھی اس قسم کے طاعون سے مریض کی گلو خلاصی بھی ہو جاتی ہے جسکے علامات یہ ہین۔ کہ پانچوین روز زبان نرم ہوتی ہے۔ پسینہ جلد بدن پر آ جاتا ہے۔ غدد مذکورہ کا ورم رفتہ رفتہ کم اور پھر زائل ہو جاتا ہے۔ کبھی پیپ پڑ کے پھٹ جاتا ہے۔ اگر اندبوبیان ہوئین تو ترقی کے عوض مین تنزل۔ جلد بدن کے داغ نو دو گیارہ ہو جاتے ہین۔ چلتے تھوڑے روز مرض دفع ہو کر مریض کے پاس سوا ضعف و نقاہت کے اور کچھ نہ رہا۔ ما بخیر شما السبقات

قسم سوم۔ یہ تپ بڑی مہلک ہوتی ہے اس مین قسم دوم کے علامات بہت قوت اور شدت سے مثل (ٹائیفس فیور) تپ محرقہ کے پائے جاتے ہین۔ مریض بیچارا لنبا لنبا پلنگ پر لیٹ جاتا ہے۔ نبض چھوٹی اور ضعیف نہ بہت چلتی ہے۔ وہ داغ اور آثار جو جلد بدن پر ہوتے ہین بڑے بڑے اور سیاہ نظر آتے ہین۔ مریض بہت جلد بیہوش ہو جاتا ہے۔ ہونٹ اور ناخن پر سیاہی غالب آ جاتی ہے۔ غرضکہ چوبیس گھنٹہ سے چالیس گھنٹہ مین کوچ کا نقارہ بج جاتا ہے یہ امر دوسرا ہے کہ منجانب اللہ حیات کی رسّی بہت مضبوط بٹی گئی ہے جس کے باعث

آزادی کے نام کا سانڈ

امریکہ — ہم سانڈ بنوا کے چھوڑیں گے - یہ بڈھا لالا دکرلدو بنائے ڈالتا ہے —

فغان آتش دلسوز ہے لرزش سے زاہد
کہین دوزخ نہ بہہ جائے تہ دل کی حرارت مین
فغان طوطی گریان طپیدن آہوئے نالان
یہ ظاہر ہو رہا ہے خندۂ گل کی نزاکت مین
اوٹھا کر طاق کسری پر لگا دو چرخ مینا کو
کہ جیسے شمع لیکر چرخ سے آئین قیامت مین
ذرا اوسکو طبیعت کو ذرا تھامو جگر دیکھو
خدا کے واسطے جاتا نہ اے دل دشت غربت مین
شہید شوق الفت دیکھکر رشک آ گیا اوسکو
تپ و لرزہ نہ آ جائے کہین پست مسرت مین
عجب کیا شاہد و مشہود دونون ساتھ بسمل ہون
تشہد شہد کے مشہد سے کہتا تھا شہادت مین
شرافت آزاد یہ تا دوا ستے کی طرح ہر سو
شرافت مین عبرت آمین عبوبت مین طلوعت مین

راقم
ک

شکوۂ اصغر کا ہے عبث فریاد
تجکو تیر سے کمان نے مارا
کیون صاحب سر سید تو اپنی جان

سے گئے۔ مگر یہ فرمائیے کہ اون کو مار کسنے
وقت موعود نے مارا۔ موت نے مارا۔
قضا نے مارا۔ ملک الموت نے مارا۔ خدا نے
مارا۔ یا عمر طبعی نے مارا نیچر نے مارا۔ مرض
نے مارا۔ آپ ان مین سے جو چاہین سمجھ لین
لیکن حقیقت یہ ہے کہ اون کو روپے کی
قلت قوم کی غفلت کے صدمے نے مارا
قتل کیا۔ ہلاک کر ڈالا یقین نہ ہو تو شمس ماننا
اسے تو یہ شمس العلما مولانا نذیر احمد صاحب
کی لاہوری جلسہ والی تقریر ملاحظہ فرمایئے
ارشاد ہوتا ہے کہ دو گو ظاہرا سید صاحب
نے مبتلاے مرض ہو کر انتقال کیا مگر اصل
مین کالج کے روپے کا نقصان اور قوم
کی بے توجہی کا رنج اون کو کھا گیا۔ در اصل
قوم اون کی قاتل ہے جس سے ہم اونکا
قصاص لین گے۔ یہ اس لیے کہ شرع
اسلام مین دیت لینے خونبہا لینے کا قاعدہ
مقرر ہے۔ اور ہم نے سر سید مغفور کی دیت
دس لاکھ روپیہ قرار دی ہے۔ اور یہ رقم
قوم کو ادا کرنا پڑیگی"
بہت صحیح۔ بہت درست۔ آل رائٹ
قوم ہی قاتل۔ قوم ہی سفاک۔ قوم ہی
عزرائیل۔ بے شک۔ بے شبہہ۔ لا کلام
جاہل۔ وحشی۔ جانگلو۔ نا مہذب۔ ناشایستہ
ناتربیت یافتہ۔ گنوار۔ کودن۔ بیوقوف
قوم ہی نے بیچارے غریب۔ معصوم۔
فدائے قوم سر سید کو مار ڈالا۔ قتل کیا۔
کسی کو تعجب ہی کیون ہونے لگا۔ کیا معنے
کہ بے علمی۔ جہالت۔ وحشت کا نتیجہ بجز اسکے
اس کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ فی الواقع
وہ ہے بھی اسی قابل کہ سر سید کی جدائی
مفارقت۔ رحلت کی گرما گرم جراحت۔
تازہ تازہ زخم دل پر۔ نکبال ہمدردی
لاہوری جیسی تقریر کی نمک پاشی۔ نمکین
فقرات کی مرہم پٹی سے اندمال اور الم
کھا جائیے۔ ہان مفتی صاحب آپ قصاص
لین۔ اور ضرور۔ بالضرور۔ سر ضرور لین اور
صرف دس ہی لاکھ نہین بلکہ المضاعف۔
بیس لاکھ۔ جس مین نصف تو قتل کا قصاص
ہو اور نصف میموریل فنڈ کا چندہ۔ مفلس
فاقہ مست۔ لنگوٹی بند قوم بھیک مانگ کے
دیگی۔ بیچ کھیت ادا کرے گی۔
حضرت لطف تو جب ہو کہ ادھر تو
مفلوک قوم روپے بڈ ہنے۔ کپڑے لتے۔
بیچ بیچکر خونبہا ادا کرے۔ اور ادھر گورنمنٹ
تعزیرات ہند کی رو سے قتل عمد کے الزام
مین دھر پکڑ۔ دارو گیر۔ گرفتاری جاری کرے
اس صورت مین کسی کو چمڑی جاے دمڑی
نہ جاے کا افسوس ہی نہ ہوگا۔ کیا معنے کہ
بانس رہیگا نہ بانسری بجے گی۔ جان رہیگی
نہ مال کا غم ہوگا۔ پھر سب سے بڑی بات
یہ کہ شیدا اے قوم۔ فدائے قوم کی یادگار
مین قوم کی جان و مال دونون کے یکبارگی
کام آنے سے جو نیک نامی دارین سعادت
کونین حاصل ہوگی وہ مستزاد۔
لیکن اس مین ایک مشکل اور
سخت مشکل بھی ہے۔ قوم ہی مین قصاص
لینے والے قاضی جی بھی شامل ہین جب
قوم کے ساتھ اون کی بھی یہی گت ہوگی
تو پھر خونبہا لیگا کون۔ اور فنڈ کے مقاصد
پورے کیونکر ہونگے۔ اجی واہ بھلا یہ کونسی
اہم بات۔ دشوار معاملہ ہے۔ قاضی صاحب
ہنگام تحقیقات۔ واقعہ کے سرکاری گواہ
بنکر جبط سے مستثنے ہو جائین گے۔ چلیے
چھٹی ہوئی۔ بہت ٹھیک۔ بہت درست ع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند
لیکن ہان۔ کیون جناب مولانا۔ یہ آپنے
کیا ارشاد فرمایا کہ سر سید کو کالج کے روپے
کا نقصان اور قوم کی بے توجہی کا رنج کھا گیا
کیا سر سید کو روپیے کی منقصت۔ قوم کی

غفلت کا بیج بنا پیدا ہوا تھا - اس سے پیشتر
دیتھا - غور کیجیے - افتتاح کالج کے وقت ابتدائی
حالت مین سرمایے کی کمی مدد کی قلت - قوم
کی غفلت - نادانی - بے پروائی - بے توجہی
وغیرہ کی بدولت اونہین کیا کیا مصائب
آلام - کیسے کیسے بھاری رنج - صدمے - پیش
نہین آئے - جب اونکو اسی رنج مین مرنا
اسی غم مین سدہارنا تہا تو پہر اوسی وقت
بہ اسباب موجودہ عمر طبعی سے پہلے - وقت
مقررہ سے پیشتر کیون نہ مرگئے - دنیا سے
چل بسے - شاید آپ کا یہ مطلب ہو - ع
دو ابتدا سے رنج تہا یہ انتہا رنج
غم کہاتے کہاتے کہا گیا - مٹا گیا - غالباً اسی
سے وصول چندے کا یہ انوکہا طرز -
نرالا ڈہنگ تجویز فرمایا گیا - ع
شاید کہ ہمین مرغ برآرد پر و بال
لیکن یہ سب غلط - نادرست - محل - وقت
معینہ ساعت مقررہ سے ایک منٹ پیشتر
یا بعد نہ کوئی مرسکتا ہے اور نہ بے موت بے
قضا جان توڑ کر دنیا خالی - عدم گنج آباد
کرسکتا - ہمسے سنیے - سرسید کو قوم نے مارا نہ
قوم کی بے توجہی نے - کالج نے مارا نہ کالج کے
روپیے کے نقصان نے - وہ اجل ع
اونکو عمر طبعی کمال نے مارا
سرسید کمال عمر یا عمر طبعی کو پہونچ گئے تہے کمال
کے بعد زوال مسلم - وقت آپہونچا - ساعت
وہ گہڑی - جیلہ و پل - بہانے موت - بول الدم
کا عارضہ لاحق ہوا اور جہٹ پٹ عالم بالا کو
سدہار گئے - اس مین قوم کا قصور - نہ مایہ
کا گناہ - انسان کی خطا نہ تشبیہ پر الزام
لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
ایسی صورت مین قصاص نہ خونبہا - دیت
نہ جرمانہ - سزا نہ جزا - حبس دوام نہ حبس دوام
ہان قابو ہو - بس چلے تو اجل سے - قضا سے
ملک الموت سے - وقت سے - نیچر سے کمال
عمر سے - عمر طبعی سے بیدھڑک وصول فرمایے
بلکہ کہڑے دم اگلوا لیجیے -
حضرت گستاخی معاف آپکو واقعی
زر چندہ وصول کرنا - میموریل فنڈ کے مقاصد
پورے کرنا ہون تو ازراہ کرم مرحوم سرسید
کے ہمقدم - ہمروش بنیے - تالیف قلوب
اختیار کیجیے - پہر سید سے سید ہے بہولی
بہرے - منی بیگ پر کیجیے - چشم ما روشن
دل ما شاد - ہم خوش ہمارا خدا خوش - قوم
خوش - ملک خوش - اعزا خوش - احباب خوش
جس طرح ممکن ہوگا لوگ سب کچھ دے نکلین گے
لیکن یہ نہین کہ بے موقع دماغ سوزی بے
وقت بلند پروازی - بے محل طلاقت لسانی
سے اضافت مقلوب کا سبق پڑھائیے اور
ناسمجھ قوم پر الٹا اتہ ڈالیے - ع
تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

راقم

اس طرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا
پند کرنا اور ہے اور سر پہرانا اور ہے

"شبہہ - یعنی چہ"

حضرت داغ کے شعر ع
آنسو نہ پیے جاینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی
پر ایک مستفسر نے اودھ پنچ مطبوعہ ... جون
مین یہ شبہہ کیا ہے کہ ہیرے کی کنی روز بروز
مین نہین کہائی جاتی ہے بلکہ عموماً جان بوجھ کر
خودکشی کرنے والے ہی اوسے کہاتے ہین
اگر کبھی ایسا ہوا ہو یا آیندہ ہو تو وہ شاذ ہے
عام نہین "
کیا حضرت مستفسر اون لوگون کی
تعداد کو زیادہ سمجھتے ہین جو خودکشی کرتے
ہون - اور پہر یہ بہی کہا کہ خودکشی کرتے
ہون یا وہ لوگ تعداد مین زیادہ سمجھے
جاوینگے جو ہیرے کے کہانے سے احتراز
کرتے ہون اور یہ جانکر احتراز کرتے ہون کہ
اوس مین سمیت ہے - یعنے کون حالت
شاذ ہے اور کون عام -
خیال عامہ اور صحیح و صاف خیال
تو اسی طرف جاتا ہے کہ عام طور سے ہیرے
کو لوگ یہ جان ہی کر نہین کہاتے کہ اوس
مین سمیت ہے - دواً بھی اوس کا استعمال
اس طور سے نہین کرتے - حالانکہ اور بہت
سے پتہر دواً استعمال مین لائے جاتے
ہین - یہ بھی عام طور سے واضح ہے کہ وہ
لوگ بہت ہی کم ہین جو باوجود اس بات کے
جاننے کے کہ ہیرے مین سمیت ہے اوسے
کہا لیتے ہین - "اگر کبھی ایسا ہوا ہو یا آیندہ
ہو تو وہ شاذ ہے عام نہین" اس قسم کے
محاورات بہی متداول ہین - کوئی جانکر
تو کنوئین مین گرنے سے رہا - جان بوجھکر
سنکھیا نہین کہائی جاتی - اپنے ہاتہون
اپنے سر مصیبت کون لے وغیرہ وغیرہ -

وجود مرتو سے حضرت مستفسر کا شبہہ بالکل لاطائل معلوم ہوتا ہے اب رہا یہ شبہہ کہ ہیرا ہی مخصوص کیون کر دیا سنکھیا اور دیگر سمیات تو اور بھی جان کر نہین کہائے جاتے۔ یہ محض شاعرانہ لطافت پیدا کرنے کے لیے۔ آنسو کو ہیرے سے تشبیہ دی۔ اور آنسو پینے پینے ضبط کرنے کو ہیرا کھانا ٹھہرایا۔ یہ داغ کی خستہ اوستادی ہے۔

دیکھین اور سخن فہم کیا سمجھتے ہین۔

راقم

ا۔م۔ح۔ ازگ۔

غزل لاجواب

نہین ستے دل پہ تجھے افتیار ٹھینگے سے
اگرچہ تو ہے بہت بیقرار ٹھینگے سے
چمن مین کرتی ہے نغمے ہزار ٹھینگے سے
یہ مانا آئی ہے فصل بہار ٹھینگے سے
سوار ناؤ پہ ہو کر نہ دباؤ دیکھنے کو
اگر بہار ہے دریا کے پار ٹھینگے سے

وہ مارے خوف کے جاتے نہین ہین کیکر پاس
ہمنون سے دودھ کی بھی جاکرہار ٹھینگے سے

کرین جو جی مین ہو انکے مجھے نہین پروا
ہوئی جو انسے بہت تو تکرار ٹھینگے سے

ہین انکے واسطے اک اک سے کیون کون دنگا
اٹھاتے گر نہین ذلی کہار ٹھینگے سے

بہت انقلاب زمانہ تو کیا کرے کوئی
رمیں بن گئے وہ ہوبی چمار ٹھینگے سے

لڑے جو ہین تو وہ عاشق ہوا یہ کہنے مین
جواب مجھے نہین کرتے ہو پیار ٹھینگے سے

تلین کرانڈے پراٹھے کہلاتا ہے ہر روز
جو کہا رہا ہے وہ تیمی تیار ٹھینگے سے

ہمین تو آجتک اک چھینک ہی نہین آئی
اگرچہ شہر مین فصلی بخار ٹھینگے سے

غریب گر ہین خوشامد تری کرین ہم کیون
اگرچہ تو ہے بڑا مالدار ٹھینگے سے

طلاق دیدیئے تمہین اور کرینگا نکاح
بنے ہو غیر کے تم یار غار ٹھینگے سے

کھینچئے آج سے ہم گورکن اوسے ایدل
رقیب کا وہ بنائے مزار ٹھینگے سے

نجے تو کام بجانے ہی بجاؤنگا
جو ٹوٹ جائے تمہارا ستار ٹھینگے سے

مین کہانا کہاتا ہون گیری کی پیسکر چٹنی
اگر ابھی نہین اٹھا اچار ٹھینگے سے

پڑاتے چھوڑ کے تم شبرات اپنی مناؤ
یہ مانا بیلے ہوئے ہین انار ٹھینگے سے

ظریف شعر تو اپنے سنا دیے سارے
جو داد تجکو نہ دے وہ نگار ٹھینگے سے

راقم

ٹھینگے باز۔ بقلم وہی جدید شوخ ظریف لکھنوی

دستور الفصحا

حال مین ایک مختصر سا رسالہ ہمارے عنایت فرما جناب محمد مہدی صاحب کمال خلف جناب حکیم ضامن علی صاحب جلال نے بعض الفاظ کی تحقیق و تصحیح اور تغلیط مین شایع فرمایا ہے جو اردو مین رائج ہین اسکے دو حصے فرمائے ہین ایک مین متروک الفاظ لکھے ہین اور دوسرے مین غلط۔ اور جدول بنا کر ہر لفظ کو شاہ انکے ساتھ بیان وجوہ سمجھا دیا ہے کہ وجہ ترک و تغلیط کیا ہے اور انکی جگہ کیا چاہیے۔ یہ رسالہ ان لوگون کیواسطے جو زبان اردو صحت کے ساتھ لکھتے اور بولتے ہین نہایت بیش قیمت چیز ہے اور چونکہ مولف صاحب خود ایک مشہور شاعر اور بڑی بات جناب جلال صاحب کے خلف الصدق ہین جنکی شہرت اردو شاعری مین محتاج بیان نہین اس سبب سے یہ کتاب بہت کچھ وقعت اور استناد کا پایہ لیے ہوئے ہے۔ قیمت ۸ ر جن صاحب کو خریداری منظور ہو مصنف سے طلب فرمائین۔

محافظ الپلیگ

اسکی لوح کی پیشانی پر ہے۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ مگر ہم کہتے ہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ نام سے بیرونہ باخشکہ اگرچہ گندہ مگرایجاد بندہ۔ اور مضمون سے ہلدی کی گرہ لیکر پنساری بننے کی مثل یاد آتی ہے زبان اردو پر کند چھری پھیری ہے اور کاغذ کی سفیدی کو خط کی خرابی اور چھاپے کی بیہودگی سے حوالہ طاعون کیا ہے۔ جب اس مضمون پر اردو مین بہت سے رسالے اور مضامین تین سال سے نکل رہے ہین تو نہین معلوم پٹنہ والے پنڈت سری چندر دھر مسر سے کس احمق نے کہا تھا کہ آپ بھی اپنی اور ناظرین کی تضیع اوقات فرمائیے۔ اودھ پنچ کے دفتر مین رسالہ بھیجکر ریویو کی فرمایش کیجیے۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تعریف فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ ٹیڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ مفید ہے۔ ان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر متیا سنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو مسٹر امتیا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے با لخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھون سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور داغ سفیدی کا گرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ فی الحقیقت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر دلمی۔ ایم سنگھ صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ۔ امرتسر۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے نسخہ مجرب اکسیر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار متیا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیر علاج مریضہ مسماۃ اُتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھون مین غدود نکلے ہوئے تھے اور پڑوال اُبھرے تھے اسکی آنکھین جیسے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھین۔ انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی مین بقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی بھی جاگرتی نہین پڑ سکتی تھی۔ اور وہ اون اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض کو سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب پروفیسر متیا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ خفیف چادر کا اثر کھلا یعنی ایک دو کا اندازہ سمی دولامل کی آنکھون پر پھولا پڑگیا تھا اور بسبب تپلی پر پہونچنے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض عالی گو ہر چند بھی بقصد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو بقدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور بڑا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم و سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماوین۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و کیلی صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب مرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے۔ اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔ دستخط سردار صالح محمد خان عفی عنہ ابن شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی صداقت مین جو قریب بارہ ہزار کے بیچا جاچکا ہے کسی قسم کی بحث کرے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور الاخبار جنگ مین ماہ ۔۔ ۱۹۰۵ء تک چھپ گیا

ہمکو بچا

قہر خدا سے روز جزا سے۔ خوف قضا سے۔ ہمکو بچا
مرض وبا سے۔ گرم ہوا سے۔ دام بلا سے۔ ہمکو بچا
ہجر بتان سے۔ درد نہان سے۔ آہ و فغان سے۔ ہمکو بچا
فکر جہان سے۔ سیف زبان سے۔ گندہ دہان سے۔ ہمکو بچا
کوہ ستم سے۔ تیغ دودم سے۔ ابروئے خم سے۔ ہمکو بچا
کار اہم سے۔ ویدۂ نم سے۔ رنج و الم سے۔ ہمکو بچا
تیر نظر سے۔ داغ جگر سے۔ دامن تر سے۔ ہمکو بچا
فتنۂ حشر سے۔ خوف و خطر سے۔ نا سفر سے۔ ہمکو بچا
چرخ کہن سے۔ ہجر وطن سے۔ رنج و محن سے۔ ہمکو بچا
غنچہ دہن سے۔ رشک چمن سے۔ سیم بدن سے۔ کیا بچا!

راقم
ج - پ - برق

مرزا طاعون بیگ

تتمہ ۱۴ جولائی ۱۸۹۸ء

جن لوگون نے اس مرض کو قدم القدماء کے خطاب سے یاد کیا ہے اُنہون نے اسکی تدبیرین بھی قابل تعریف بتلادی ہین۔
وھو ہذا
جب معلوم ہو جاسے کہ یہ سال وبائی ہے اور علامات وبائیہ (طاعون) خوفناک ثابت ہون تو قبل تغیر ہوا کے اپنی حفاظت کے لیے مستعد ہو جاسے۔ فصد ین لین تنقیہ کرکے غلط مادہ کو دفع کر دے۔ پھر جب وبا پیدا ہونا شروع ہو گئی اور ہوا اچھی خاصی متغیر ہے تو گوشت۔ حلوا۔ اور وہ چیزین جن سے خون پیدا ہوتا ہے کہانا ترک کرے۔ زیادہ چلنا موقوف کرے۔ برگ آس۔ نیلوفر اور طرفا کا فرش بچھائے۔ جوش کردہ مسور کا پانی سرکہ۔ گل ارمنی پانی مین حل کرکے جابجا مکان مسکونہ مین چھڑکے۔ دروبخ عقربی اور اسی طرح نارنج۔ پیاز۔ پودینہ اور سیب کا مکان مین جابجا لٹکانا۔ کہانا۔ اور دہوان لینا مفید ہے۔ اور جو چیزین قلیل الغذا مانع غلاظت و خون اپنی برودت کے سبب سے ہون اُنکو کہا دین مثل ابقول۔ فواکہ۔ عدس وغیرہ روغن بنفشہ۔ صندل۔ سرکہ اور کافور کی اکثر مالش کرنا ضروری ہے۔ اور یاقوت مرجان۔ زمرد ان دنوان اپنے پاس رکھنا مجربات سے ہے۔

ایک معجون بھی اس کے لیے تجویز کیا گیا ہے جسکو اطبائے مذکورین نے بہت نافع اور حمایۂ سموم اور تغیر ہوا اور وبا کے دفع کرنے مین اکسیر اعظم پایا ہے یہان تک کہ یہ معجون تورتی روغن بنفشہ مین مل کرکے ناک کے گرد ملنے کی بھی تاکید کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معجون بہت بڑے مفرحات سے ہے۔ خفقان کو جڑ سے اوکہاڑ دیتا ہے اعضائے رئیسہ کو ایسی قوت دیتا ہے کہ دس برس تک وہ قوت باقی رہتی ہے۔ صفتہ۔

بنفشہ	گل سرخ	نعنع	مرزنجوش	گل نی
۴ ماشہ	۲ ماشہ	۲ ماشہ	۲ ماشہ	۵ ماشہ
درونج عقربی	صندل سفید	بہمن سفید		
۵ ماشہ	۵ ماشہ	۵ ماشہ		

جو سرکہ مین تر کرکے خشک کیا ہوا ہو

جدوار زردہ	زعفران	گل مختوم	مصطگی
۴ ماشہ	۴ ماشہ	۴ ماشہ	۴ ماشہ
حب الترنج مقشر	بسد احمر	کہربا	طباشیر
۴ ماشہ	۴ ماشہ	۳ ماشہ	۳ ماشہ
لادن	صمغ عربی	عنبر اشہب	یاقوت سرخ
۳ ماشہ	۲ ماشہ	۲ ماشہ	۴ ماشہ

یہ سب دوائین باریک کی جائین اور پاؤ بھر گلاب۔ قند مین جس مین مثقال رتی فاذہر حل کیا گیا ہو تین روز بھگا کرین۔ جو تھے دن شہد بھی یا شربت سیب ڈالکر معجون بنایا جاسے اور جنکو شراب سے پرہیز نہین وہ شہد کے عوض مین شراب ڈال سکتے ہین۔
اب یہان پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کلکتہ مین باوجود اکثر مشتبہ بہ طاعون (سسپکٹڈ پلیگ) یا خود طاعون کے نام سے کیس پاس ہو جانے کے بھی سا کنان شہر

کلکتہ پر خصوصاً اُن لوگون پر جو ڈاکٹری تدابیر
سے ڈرتے ہین یہ تہا کہ مذکورہ بالا بطور
حفظ ماتقدم لازمیت با مہینا۔
بیشک لازم بلکہ فرض ہے۔ مگر
غفلت کرنا خلاف عقل ہے۔ کیونکہ جب
کلکتہ ایسے صاف اور تندرست مقامون پر تخم
طاعون نمودار ہوا ہے تو مٹیا برج کو بسبب چند
مقامات قابل قبول سمیت پائے کئے گیا؟
خوفناک رہنا چاہیے۔
یہ بات بہت صحیح ہے کہ اس وقت
ایک جانب مسٹر گریم (چیرمین میونسپلٹی)
بڑی عالی ہمتی اور سرگرمی سے مٹیا برج
کی صفائی۔ صحت۔ دلجمعی اور امن وعافیت
کا بیڑا اوٹھائے ہوئے ہین۔ بلکہ اس کلکتہ کی
بھگدڑ کے قبل جس فرحت اور اطمینان سے
چورنگی روڈ کے رہنے والے بسر کرتے تھے
مسٹر موصوف کے حسن انتظام سے مٹیا برج
کے لوگ اون سے زیادہ امن وعافیت
سے بسر کر رہے ہین۔ تا اینکہ بہت سے
آدمی کلکتہ سے بھاگ کر مٹیا برج مین سکونت
پذیر ہوئے ہین۔ اور دوسری طرف ڈاکٹر
گرد چرن (معالج خاندان شاہ اودھ)
عموماً کل امراض اور خصوصاً تپ کی جڑ اور
بنیاد کو میونسپل کی خیراتی دواؤن سے
اوڑائے دیتے ہین۔ اور اسی طرح سے سب
ڈاکٹر اور اطبا سرگرم معالجہ ہین بلکہ حکیم سید حسین عسکری
صاحب (نبیرۂ شفاء الدولہ بہادر) نے
حفظ ماتقدم کے لیے بالکل کم قیمت گولیان
(جو معجون مذکورۂ بالا سے کسی طرح کم نہین)
تیار کی ہین اور لوگ نافع پاکر برابر خرید رہے
ہین۔ مگر ان سب چیزون کے ساتھہ
خصوصاً ساکنان مٹیا برج پر فرض ہے
کہ گھر مین چونا اور فنیل یا دوسری مذکورۂ بالا
چھڑکنے اور لٹکانے سے غافل نہ رہین۔
اس وقت مقدار قلیل مین کام نکل سکتا
ہے۔ اور وقت حادثہ مقدار کثیر مین بھی
کام نہین نکل سکتا۔
یاد رکھنا چاہیے کہ سب تجربہ
(ملیریا) تپ سال گزشتہ کا خوف اس سال
کے آخر جولائی سے ضرور پیدا ہونے والا ہے
اگر دو چار کو بھی معمولی تپ آگئی یا کوئی ہلاک
ہوا تو ساری امن وعافیت کا خاتمہ
ہو جائے گا۔ کلکتہ سے زیادہ مٹیا برج
مین بھگدڑ نظر آئے گی۔ آدمیون کے بدلے
سیار آباد ہون گے۔ اوس وقت مسٹر گریم
کو بھی کنارہ کشی کے سوا کچھہ بن نہ پڑے گی
میونسپلٹی بھی فضول ہو جائے گی۔ نہ ٹکس
دینے والے رہین گے نہ لینے والے۔
حکیم جی بھی مر جائین گے کہ انسی بھی اچھی
ہو جائے گی۔ رہے ڈاکٹر اور طبیب انکے
خود حواس اڑے ہوئے۔ آئی عقل گمی
ہوئی نظر آئے گی۔ اون کے پاس علاج
کو کون جائے گا اور وہ خود کب تاب
استقامت لا سکین گے۔ اور خصوصاً
این جانب تو سب سے پہلے پوڑا اسٹیشن پر
کھڑے ہوئے ایک ایک گروہ کی روانگی
کے وقت "رپ رپ ہرے" کا نعرہ
مارتے ہونگے چاہے ٹکٹ سے ہو یا بے ٹکٹ

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

راقم
خیر خواہ صادق
(از مٹیا برج)

بھیگا بھاگا سہرا

سنا آپ نے۔ اس وقت کوئی
چار بجنے مین چار ہی منٹون کی کسر ہوگی
کہ یکایک وہ زور شور سے تڑپڑا کر پانی
برسنا شروع ہوگیا کہ اللہ دے اور
بندے۔ اول گرمی سے یونہین پسینہ مین
شرابور تھے اوس پر طرہ یہ کہ بیوی برسات مناسب
کہین سے چُلبلی چُلبلیا کہیتی آغوش لگانے علاوہ
مین جلوہ گر ہوئین اور وہ چھپا چھپ مچائی
کہ راہ کا چلنا دشوار۔ ہر چہار جانب سے
کالے کالے لکۂ ابر مثل بدمست شرابیون
کی طرح اکڑتے۔ بل کہاتے چلے آرہے ہین
بوندا باندی کا رنگ رک کے ہچکیان لینا
اور بھی طوفان بے تمیزی کا مصداق
بن گیا ہے۔ در و دیوار سرون پر ٹوکریان اوندہائے
کسی مکان کے گرنے کی اُمید پر سر در و دیوار
کو حسرت سے تکتے ہوئے روانہ باشند۔
کسی جانب چھتون کا دھاکڑ سے کے ساتھ
گرنا اور بھی وحشت فزائی کر رہا ہے۔ ہر
ایک مکان کے در و دیوار سے وحشت
ٹپک رہی ہے۔ ع

درین دریا سے کیچڑ خیز دامن تا بے پایان
خطرے ہا ڈبکیان کہانے کا بجر بھیا دم سہا

در و دیوار نے آج خوب ہی جی کہول کر غسل
کر لیا ہے۔ ما بدولت کا چونکہ ایک تقریب
مین شریک ہونے کا وقت آگیا۔ آپ
جانیے بھلا یہ موقع مکان سے باہر نکلنے کا
کہان۔ مگر پیہم وعدون کی یادگاریون نے
مجبور کردیا۔ المختصر اینجانب بہ ہزار وقت و
خرابی کیچڑ مین شرابور جلسے تک
دندنا کر پہونچ ہی تو گئے۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک
جم غفیر بھیگی مرغیون کی طرح تلے اوپر ہے
مکان کی چھت سے بہ سبب ریزش
آب رال ٹپک رہی ہے۔ رنڈی صاحبہ
الگ تہلگ اپنی دہانی پشواز ٹانگون سے
لپیٹے کونے مین دبکی ہوئی بیٹھی ہین
میان نوشہ صاحب مادہ رو شانون کو
کانون کی لو تک اوٹھائے ہوئے۔ ٹک ٹک
دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق بن گئے ہین
اینجانب کو اون کی صورت مقطع دیکھہ کر

امریکین تماشا گر کا نیا شعبدہ

بے اختیار ہنسی آئی۔ بس سوچ بچار کر انجانب
نے ایک سہرا فی البدیہہ لکھ مارا او رپیش کش
کرتے ہین۔ ملاحظے مین لائیے۔

سہرہ لاثانی

بڈھے دولہا کو ستاتا ہے یہ ہر دم سہرا
یعنی داڑھی سے الجھتا ہے جو پیہم سہرا
کوئی بڈھا کرے شادی نہ کسی کم سن سے
بڈے خوش ہونے کے دیتا ہے نیا غم سہرا
گوکہ مالن نے ہے دس گز کا بنایا لیکن
قدِ نوشاہ سے لمبان مین ہے کم سہرا
پیر کہتے ہین۔ جوان بنتے ہین دولہا جو قت
بس چلے اپنا اگر باندھین نہ ہم سہرا
بڈھے دولہا کو ہوا دن سے جب ات کا دہیان
بدلے رومال کے اشکون سے ہوا نم سہرا
عکس رخ پڑتے ہی ہو لونہین سفیدی نہ رہی
کالے ماتھے پہ بندھا دولہا کے جسدم سہرا
سن سے بھی بڈھے جو دولہا کا ہے ہر بال سفید
سہری جان کے پہر کرتا ہے برہم سہرا
جھریان گالون پہ ہین منہ مین کوئی دانت نہین
سر نوشاہ پہ کیا کھلتا ہے جم جم سہرا
یہ نئی فکر نیا طرز ہے اے شوخ ظریف
یون تو کہنے کو کہا کرتا ہے عالم سہرا

راقم
پیر نابالغ
بقلم وہی جدید شوخ ظریف لکھنوی

شبہہ

آنسو نہ پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جانکے کھائی نہین جاتی
داغ

جناب مہتمم صاحب

مطبوعہ ۳۰ جون ۱۹۰۸ء مین تھی
مرقومہ بالا کا مضمون میری نظر سے گزرا
مین بھی اس شعر کے لیے ایک عرصہ سے
تعجب اور فکر مین تھا کہ شہنشاہ قلمرو
سخن ہیرے کی کنی کو جس ترکیب سے
کھانا کہتے ہین آیا یہ صحیح ہے یا کیا؟
مگر مجھے مستفسر صاحب کی تحریر سے معلوم
ہوا کہ اور صاحبون کے خیالات بھی
اس بارہ خاص مین میرے ہم خیال ہین
اس مین کوئی شک و شبہہ نہین
کہ مستفسر صاحب کی راے بہت درست
اور مناسب ہے۔ جیتی مکھی دیکھکر نہین
کھائی جاتی۔ اور ہیرے کی کنی جان بوجھکر
خودکشی کرنے والے کھاتے ہین۔

راقم
ش۔ع۔ ازسیتر

لو اور سنو

مراد آباد کے ایک اخبار والے
نے رامپور کے ایک امیر زادے کو بہت
نصیحت کی ہے کہ بی بچوا کی محبت مین
پھنسکر روپیہ نہ لٹائیے۔ سرسید میموریل فنڈ
مین دیجیے۔
مجھے کیا۔ مین کوئی قاضی نہین مفتی
نہین۔ بقول شخصے نہ فان مین نہ فان کے
اونٹون مین۔ مگر ہان اپنے جھنجے کی بات ہے
اپنے شہر لکھنؤ کا معاملہ ہے۔ اس مارے
میرا جی بھی کڑھا۔ اور غیرواجبی بات سنکر
نہ رہا گیا۔ دل نے کہا کہ تم بھی اپنی بھڑاس
نکال لو۔ اس لیے آپ کو تکلیف دیتی
ہون کہ آپ اُس اخبار والے کو سمجھا دیجیے
کہ اس مین بی بچوا کا کیا قصور۔ وہ تو
رنڈی اور بڑہیا رنڈی۔ چودہرائن کی
بیٹی رنڈی۔ بڑی ناک والی رنڈی مین
اون کی تو وہی فارسی والی مثل ہے۔
"سرخ سے کہ باشد من بالائم"، اگر کوئی
بوکسل کہین سے بھاگتا ہوگتا۔ کہان کا
مردوا اور نانا مُوگھاٹ آپڑے تو وہ کیا
کرین۔ لات مار کے بھگا دین؟ بھلا
اون کا تو پیشہ یہی ہے۔ آج کوئی اور بڑا
مردوا ہوا اور بڑا قال اللہ قال الرسول
والا مولوی متقی ہو تب بھی اگر کوئی
اشراف دروازے پڑ بیٹھی وسے تو نکال
نہین سکتے۔ مثل مشہور ہے "در اپنے ہان
آئے کتے کو بھی نہین نکالتے۔" اگر
اونکو ایسا ہی نصیحت فضیحت کا شوق
سلامتی سے چڑایا ہے تو صاحبزادے
کو اوسر نہ آنے دین۔ یہ کیا۔ "اپنا سونا
کھوٹا پرکھنے والے کو دوش۔"
سرسید میموریل فنڈ کو بھلے تو مین
سمجھی نہین۔ سید برہنہ۔ سید تالمبی
سید احمد کبیر تو مین نے سُنے تھے۔ یہ
سید مونہ معلوم کون گزرے ہین ہان
ریل فنڈ شاید خطاب ہوگا۔ خیر گھبرا کر
بی صاحب سے پوچھا کہ ذری خانصاحب
سے پوچھو تو کہ یہ آپ کے کوئی پیر ہین
یا کون ہین۔ سنتی ہون اونہون نے
جواب دیا۔ اوہو جی کہان کا ذکر نکالا ہے
عیش تلخ کرنے کو۔ ہم نہین جانتے کہان کے

ریل فسٹ کلاس میل خنٹ دمعلوم کیا ہے۔ ہم کو ایسے نام مشکر کیپن سے لنڈ وچڑچھڑ آتا اور سارا عیش آرام جو ہیا کے بل مین گھس جاتا ہے۔ اور آج اگر جانتے بہی ہوتے تو ہم وہان روپیہ دینے جاتے؟ اجی تو یہ کرو۔ اگر تم ایسے ہی بیوقوف ہوتے تو جناب آپ کی دہلیز کی ٹہوکرین کس کو نصیب ہوتین۔ آپ کی چہت سے نیچے عاطفت اور شفقت کا سایہ کیونکر میسر آتا۔

خیر صاحب یہ تو وہان کا حال ہے۔ مین بہی چپ ہو رہی تہین ارادہ تہا کہ اگر ان لفظون سے یہ واقف ہون تو بی صاحب نہ سہی مین ہی کہتی کہ خدا لنصاب اگر ان کا دنیا آتا ہو تو دسے خدا ایسے۔ یہ کونسی خوبی ہے کہ یہان یون لٹائیے اور لوگون کا قرضہ رکھیے۔ اور بی صاحب کے کان کہول دیتی کہ ذرا ہی لیسے دیسے رہنا۔ ہان ایسا نہ ہو کہ کچہہ تمہارا ابہی لیکر چمپت ہون۔ ان کو عورتون سے روپیہ اینٹھنے کا ڈہب معلوم ہوتا ہے۔ خوب

یاد ہے۔ اخبار والا کہتا ہے کہ مان سے کہتے ہین گاڑی گہوڑا الیدو۔ اور سواری یہان سانڈنی خبیث ہین۔ تمہاری ہی بڑائی اون کی نظرون مین سمائی ہے اگر ٹہنک کر فرمایش کر بیٹہے اور تم دے نکلین تو سمجہو کر کے کہائے باپ نرپن۔ مگر مین نے کہا۔ ع

ایسے بگڑے مین سنورتے مین

انکو تو بہیجو لعنت اخبار والے کو آتنا سمجہاؤ ہم لوگون پر ذری مہربانی ہی رکہین نہین تو سارنگی۔ طبلے۔ مجیرے کا ساز ٹہیک کرکے صبح صبح بہیرین مین وہ بددعائین گائی ہونگی کہ اجابت اوتر آئے تب کی سند۔ جانتے نہین ہم سب جنت کی قمریون کے انڈون سے پیدا ہین۔ اور آسمان پر بہی گانے بجانے کا چرچا ہے۔ یہ سارے ستارے۔ چاند سورج جو چلتے پہرتے ہین ان سے بہی راگ راگنیان نکلتی رہتی ہین۔ اگر ایک دفعہ بہی یہان کی راگنی اور آسمان کی راگنی سے تال میل ہو گیا پہر آفت ہی آجائے گی۔

راقمہ

لے لے آرُو ہرو ہر جاڈ

واہ رے ڈرپوکو

پیش بینی اور احتیاط جب حد سے باہر نکل پڑتی ہے تو بزدلی ہو جاتی ہے۔ ع

جو خال اپنی حد سے بڑہا وہ مسا ہوا

یہی حال روس کی وسط الیشیا والی چالون پر احتیاط کا کبہی کبہی ولایت کے اخبارون کو جو وحشت گہیرتی ہے تو سب ایک سرے سے سیارون کی طرح چیخ اٹہتے ہین کہ ہندوستان کی طرف روس آیا۔ وہ آیا آج یہ لیا۔ کل وہ لیا۔ ہم کو یہ کرنا چاہیے ہم کو وہ کرنا چاہیے۔ ہم سے کیون بیٹہینا۔ غافل ہین۔ یہ ہین۔ وہ ہین۔

نعوذ باللہ۔ نہین معلوم ان لوگون نے روس کے ادہر آنے کو سمجہہ کیا رکہا ہے کیا ادہر رُخ کرنا کوئی ہنسی ٹہٹہا قرار دیا ہے یا روس کو احمق۔ گاؤدی اور سہلوگون کو خان خیوا یا بخارا سمجہہ لیا ہے۔ آج کل ولایت کے بعض اخبارون نے پہر وحشت کی لی ہے۔ کہتے ہین روس چالبازیون سے انگریزی مقبوضات کو اوسی نظر سے دیکہہ رہا ہے جس نظر سے ممالک شمال کا ریچہہ شہد کے چہتے کو دیکہتا ہے۔ ادہر گورنمنٹ ہند قحط اور طاعون اور سرحدی جنگ مین مصروف رہی۔ ادہر روس نے چین مین بکر کود مچانے کو میدان صاف کر لیا۔ غرضکہ اسی طرح کے ہفوات سے دماغ پریشان کرنا شروع کر دیا ہے۔

بہلا کوئی ان سے پوچہے اس تہرتہرے پن سے حاصل ہی کیا ہے۔ ایشیا ایک وسیع براعظم ہے۔ ابہی بہت دنون یہ دونون پرعظمت سلطنتین یونہین آباد رہا کرتی جائینگی۔ اور کسی کو کسی سے آویزش کی نوبت نہ آئے گی۔ اگر روس نے ترقی کی ہے تو ہم کیا چوڑیان پہنے ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹہے رہے ہین۔ ارے ہمارے تو وہ کارنامے ہین کہ اگر غور سے دیکہو تو آنکہین کہل جاتی ہین مگر اپنے گہر کی دولت کوئی سر بازار اوچہالتا پہرتا ہے۔

یہ جو آئے دن سرحد پر مغبوطیون کے سامان ہوتے۔ سرکوبی کی تکلیفون کی نوبت آتی ہے۔ یہ کچہہ بہی نہین۔ ہماری گورنمنٹ آندہی۔ پانی۔ قحط۔ گرانی مین۔ سرحدی کارروائیون مین پانی کی طرح روپیہ اور خون بہاتی ہے۔ وہ کچہہ بہی نہ ٹہہرا۔ پتہر کی خلقی دیوارون کا آہنی پشتہ بناتی ہے وہ کچہہ بہی نہ ہوا۔ فوج مشاق اور آراستہ

کرتی ہے یہ کچھ بھی نہین۔ اور روس نے کوئی ویرانہ لیا تو وہ سب کچھ ہے ایک صاحب کہتے ہین روس ہرات سے قریب آگیا اچھا صاحب آئے ستمگر یار دشمن دل ماشاد پہر اس سے ہمارا کیا بگڑتا ہے اول تو ہرات ہتی لیا۔ ہندوستان کی کلید ہوگا جبہی گا اب تو صرف ایک فرضی خیالی تمثیل ہے۔ ہرات مین کیا کوئی طلسم دھرا ہے۔ الوپ انجن ہے۔ آبحیات ہے پارس پتھر ہے۔ سیار ستگی ہے۔ جو کس منہ مین رکھ لیگا۔ آنکھون مین لگا لیگا۔ پی لے گا۔ چھوئے گا۔ یا جیب مین رکھ لیگا اور سیدھا ادہر چلا آئیگا۔ اور ہمکو خبر نہ ہوگی۔ گولیان کھائے گا اور داغ نہ پڑیگا۔ یون دشمنون کو زیر کرنا ویرانون الوؤن کی طرح قبضہ کرنا اور بات ہے۔ اور برابر والے سے ٹکر لینا دوسری بات۔ اول تو ہندوستان کو خدا ہی نے ایسا مضبوط دیوارون سے محاط کیا ہے کہ ایسے ویسے کی ہمت نہین پڑسکتی۔ پہر جب ادہر سے توپ پہرتی پڑیگی۔ ببلیون پر ہاتھ پہونچیگا

اوسوقت ٹھہرنا بڑے مردون کا کام ہوگا روس نے اگر چین مین پوٹا ٹیکا ہے تو یہان کب قدم جمین جما ہے۔ ابھی اوسکو بہت دن سرکھپی کرنی ہوگی۔ تب ہماری بات تعیب ہوگی۔ رہا وعدہ شکنی کا دھڑکا یہ اوسکو سنایا جاے جو روس پر ایمان لا کر طمئن بیٹھ گیا ہو۔ ہماری گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ روس کے وعدے ٹوٹنے کو ہوا کرتے ہین۔ وہ وعدہ شوق سے توڑے۔ کابل کو دھکا دے۔ دہی کے دھوکے کپاس کھائے۔

روس یا اوسکے دوست یہ سمجھین کہ جب کچھ مقابلہ ہوگا فوج سے ہوگا۔ رعایا کے ہند استقلال سلطنت سے ناواقف ہے کیا کریگی خدا وہ دن نہ لائے۔ اگر سامنا ہو ہی گیا تو دیکھ لیجئیگا یہ نظم جمعیت بے ضابطہ علی غول کی فوج اپنا گھر بچانے مین وہ وہ بسالت دکھائے گی کہ دانت کھٹے ہو جائینگے۔ جب تک وہ قواعد ضابطے کو دیکھینگے یہان ایسی خبر لے لی ہوگی بہاگتے ہی بنیگی تو نام نہین۔

لوکل علیہ الرحمۃ

اس ہفتے کے شروع مین خوب پانی برسا۔ اور اتوار کو ایسی جھڑی لگی کہ معلوم ہوتا تہا فلک چہارم سے حضرت عیسی نے سب مذہب والون کو تعطیل منانے کا سامان کر دیا ہے۔ دے پانی۔ دے پانی۔ مارے پانی کے بولا دیا۔ مکانون کی چھتین ٹپک نکلین۔ دیوارین گر گئین۔ سڑکون پر نہر و کا گمان ہونے لگا۔ پرنالون کے دریر ٹے سیہ مست دیوانے کے ہاتھ کی تلوارین معلوم ہوتے تھے۔ کوئی زمین پر چاکی کا ہاتھ لگاتا۔ کوئی ہنڈا سا کھلائے دیتا۔

غرضکہ خوب ہی تیغ آبدار کے جوہر دکھائے شجر و حجر۔ دیوار و در خون کی طرح پانی سے خوب نہائے۔ کسانون کا کیا پوچھنا۔ مارے خوشی کے پہول کے کپا۔ اوسپیئے وایس ارزانی کے خوف سے سوکھ کر اچھو ہو جائین تو تعجب نہین۔

ہمارے ہندوستانی بھائی حیدر آباد دکن سے بی دولت بیگم کو تو اکثر بھگا لاتے تھے مگر فی الحال ایک صاحب یہان ہوٹل سے گرفتار ہو کر دکن چالان ہوئے ہین۔ سنا یہ حضرت بیچ کسی نیک بخت کو بھگا لائے تھے۔ معلوم نہین یہ کہان کی خاک پاک سے تھے یقین ہے ادہر کے تو ہونگے نہین۔ کیا وجہ کہ اگر ہوتے تو ہوٹل مین شاید قیام نہ کرتے۔ گوشے مین کوئی مکان لے کر دبک رہتے۔ اور اول تو حیدر آباد کی نیک بخت ان کے بھگائے بھاگتین کیسے بلکہ یہی اگلے بزرگون کی سنت پر چل کر وہین ڈھیر ہو رہتے۔ اور جب تک زبردستی پولیٹیکل چالون سے نکالے نہ جاتے مارے جوانمردی کے کبھی تو ہٹتے نا۔

بیران کشن داس بنگالی اور پیارے مرزا کو خفیہ چانڈو فروشی کے جرم مین پورے دن یعنی نو نو مہینے کی قید ہوئی۔ اور جرمانہ پچاس پچاس مزید ان اگر مجرمون نے جیل خانے کو ماں کا پیٹ نہ سمجھا اور ایسی محنت لی گئی کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا تو امید ہے۔ شدھر جائینگے ورنہ یون گرافیون کی کال کوٹھری کو تو دوامی مقید ہین۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سُبل سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے **المشتہر** پروفیسر میان سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سُرمہ جو مسٹر میان سنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھون سے بہت پانی کا جانا۔ دُھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلین کمزوری نظر۔ ناخونہ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لاعلاج پپوٹے کا گرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کس کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر دلمی۔ ایم۔ سلنگ صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ۔ امرتسر۔

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمے کے نامدگی اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو مسٹر میان سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیر علاج دقیقہ مسماۃ اتم دیوی عمر ۵۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھون مین خفیف قدر سے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال تبجے تھے اُسکی آنکھین جیسے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھین۔ انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی نہین چاک نہین پڑ سکتی تھی۔ اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب پروفیسر میان سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک نو کا ندارسی دولا ھی کی آنکھون مین جالا پڑگیا تھا اور بسبب تیلی پر پھولے کے ہونے کے نظر مطلق بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا و پڑوال ہوگیا بعد تیلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بعد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لگا کر جس عام خلق خدا پر بہت احسان اور بڑا اچھا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم دسرسہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادین۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گنگا ڈسپنسری ضلع

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر و کیلیٹ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دُھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین۔ دستخط سردار صالح محمد خان منتہائی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم [illegible]

پانچہزار روپیہ کا انعام۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین جو قریب بانچہزار کے ہین ایک بھی نقلی ثابت کر دیوے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور ڈاک خانہ بنگ مین جمع ہے مورخہ ۱۹۰۹ء

بچپن! پیارا بچپن!!

یہ ظلم و جور زمانہ کا دیکھ اے ہمدم
بہت ستایا ہے ناکامیاب کرکے مجھے
جفا و جور۔ بلا اُن مصیبتون کے لیے
بنایا تختۂ مشق انتخاب کرکے مجھے
کیا ہے جشن طرب جلسۂ سرور و نشاط
قتیل خنجر و تیغ خوش آب کرکے مجھے
کہین کسی کو زیادہ نہ مجھ سے ملجائے
دیا ہے رنج و الم بھی حساب کرکے مجھے
مرا وہ حال ہوا ہے کہ دشت غربت مین
فلک بھی ہنستا ہے خانہ خراب کرکے مجھے
زمین کا تھا یہ تردد مین بے خطا کیون ہون
کہ صبر آیا ہے دور از صواب کرکے مجھے
مری شکستون سے یون خوش ہین آب مرا چیا
کہ جیسے خوش ہو کوئی خیاب کرکے مجھے
کہان وہ شور۔ زمانہ ہے کس لیے خاموش
ذلیل روبرو سے شیخ و شاب کرکے مجھے
ستم ہے فکر و تردد نے بے طرح مارا
جلا دیا ہے خدایا کباب کرکے مجھے
یہ قہر ہے کہ زمانے نے قیس و وامق کا
اٹھی چھوڑ دیا ہے جواب کرکے مجھے
مجھے تباہ کیا ہے مری جوانی نے
تھپک کے پیار سے سرمست خواب کرکے مجھے
بٹھا رہا ہون مین زمانے کے تمھون مین سدا
دیا یہ حکم ہے ورق کتاب کرکے مجھے
کہان وہ دن ہین کہان رات اور کہان وہ شام
کہ چھوڑا سب نے سپرد عذاب کرکے مجھے
جواب ہی کوئی لکھدے سوال مشکل کا
غرض نہین کہ سنائے خطاب کرکے مجھے
اسیر پنجۂ عہد شباب کرکے مجھے
کہان گیا مرا بچپن خراب کرکے مجھے

راقم
ندیم۔ ممالک مغربی و شمالی

آپ بے پردہ نکل آئین تو اچھا ہیجان
دل صد چاک ابھی اوٹ کو چلمن ہو جائے

”پردے سے متعلق دلچسپ مکالمہ“

لو بیبیو ہوشیار ہو جاؤ۔ چونکو خواب غفلت سے بیدار ہو۔ دیکھو یہ نگوڑے مُوے تمہارے لیے کیا کیا کرتے ہین دولت۔ لیاقت۔ ہمت۔ جرأت جو کچھ تمہارے پاس تھا وہ کسی جھوری کے گھنے پاتے کی طرح ایک ایک کرکے نکل گیا۔ رہ گئی تھین ایک تو عصمت اب اونکی جان کے بھی لالے پڑے ہین۔ ہمین تو بچنے کی امید نظر نہین آتی۔ اللہ ہی مالک ہے۔ آج کل کی انگریزی پڑھی ہوئی تانتون نے پردے کے خلاف وہ غل مچایا ہے کہ اللہ تیری پناہ خدا اُن موے مُنہ جھلسون سے سمجھے۔ ارے لوگون اُنکی غیرت کہان گئی۔ اُنکا لہو کیسے سفید ہوگیا؟ اونکے دیدے کیسے پتھر ہو گئے کہ پردے بجلے مین تمیز کرنے کا بھی شعور نہین رہا۔ کل شام کو نصیر کا جی کچھ اننا ہوگیا تھا مین حمیدہ باجی سے ملنے اور نصیر کو پوچھنے گئی۔ باتون باتون مین بھائی بشیر کا حال مین نے پوچھا۔ وہ وہ باتین سُنین کہ سنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ مین تو اخبار وخبار کچھ دیکھتی نہین۔ باجی ہی سے معلوم ہوا کہ ایک بشیر کیا آج کل بہت سے نے غیرت دیدہ ہوئے ہمارے پردے کے پیچھے پڑے ہین۔ جو جو حال مجھے باجی سے معلوم ہوئے ہین اور درج ہین اس لیے چھپوائے دیتی ہون کہ تم اوسے دیکھو اور اپنے گناہون سے توبہ کرکے اپنی عصمت کی حفاظت اور آج کل کے انگریزی پڑھے نوجوانون کے راہ راست پر آنے کی دعا مانگو:۔۔۔

مین۔ (ادہر اُدہر کی باتون کے بعد) باجی تم نے کچھ دیکھا کہ بھائی بشیر کی آج کل کیا حالت ہے۔ میرے یہان آنا جانا بھی بہت کم کردیا ہے نہ معلوم دشمنون کی طبیعت کیسی ہے نعیمن کہتی تھی کہ تمام تمام دن کچھ لکھا کرتے ہین

کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ

سرمایہ (وصول شدہ) ایک لاکھ۔ ریزرو فنڈ۔ **مقامات آڑہت**۔ لاہور۔ الہ آباد۔ کانپور۔ کلکتہ۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ میرٹھ۔ فیروزپور۔ بمبئی۔ آگرہ۔ امانت ہائے میعادی پر سود حسب شرح ذیل دیا جاتا ہے۔ **ایک سال** کے واسطے [illegible] فیصدی سالانہ۔ **نو ماہ** کے واسطے [illegible] فیصدی سالانہ **چھ ماہ** کے واسطے [illegible] فیصدی سالانہ۔ ایکصد روپیہ سے کم بلد امانت میعادی نہین جمع ہو سکتا۔

سود امانت ہائے میعادی کا یکم جولائی و ۲۔ جنوری کو یا جس وقت کہ رسید کی میعاد ختم ہو بشرط درخواست امانت داخل سکتا ہے۔
ہر ایک احاطہ کے کرنسی نوٹ بلد امانت میعادی برابر قیمت پر جمع ہو سکتے ہین۔ امانت ہائے غیر میعادی یعنی (فلوٹنگ) پر سود بحساب [illegible] فیصدی سالانہ دیا جاتا ہے۔

ایک صد روپیہ یا اس سے زائد کے قرضہ جات قابل اطمینان شخصی ضمانتون پر و بکفالت (اراضی و مکانات حصص رجسٹری شدہ کمپنی و گورنمنٹ پیپر و زیورات نقرئی و طلائی) دیے جاتے ہین۔ شرح سود دفتر کمپنی سے دریافت ہو سکتی ہے۔ جملہ خط و کتابت متعلق کمپنی ہذا بنام سکرٹری کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ فیض آباد ہونی چاہیے۔ مشرح قواعد کمپنی درخواست آنے پر بھیجے جا سکتے ہین۔

المشتہر (لا دہ)
سکرٹری کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ فیض آباد

اور ہر وقت سوچتے رہتے ہین۔ تم تو کبھی کبھی اونکی کتابین اور کاغذ بھی دیکھ لیتی ہو شاید تمہین اچھی طرح حال معلوم ہو۔"

باجی۔ (حمیدہ) زبیدہ کیا کہون۔ بشیر کو تو آج کل خفقان ہو گیا ہے۔ مدت سے اُسے یہی دُھن لگی ہوئی ہے کسی طرح ہندوستان کی عورتین بھی دوپٹہ۔ چادر۔ برقع پھاڑ کر مکانون کی چار دیواری کو پھاند کر سب کے سامنے بے پردہ آزاد ہو جائین۔ باغون کی سیرین کرین بازارون مین سودا سلف خریدین مدرسون مین پڑھین۔ غرضکہ فرنگنون کی طرح بالکل الل بچھیری ہو جائین۔

مین۔ اے نوج کسی کی عقل پر ایسے پتھر پڑین بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نابی بی نا ہندوستانی عورتین بیچاری اس قابل کہان کہ وہ فرنگنون کی طرح سے بے پردگی۔ بے شرمی۔ اختیار کرین۔ بہن تو اللہ اوس دن کو موت دے۔ اچھی باجی یہ بھائی بشیر کو ہو کیا گیا ہے۔ وہ تو پہلے اوس عورت پر نہایت خفا ہوتے تھے جو کبھی بھولے چوکے بھی اُنکے سامنے آجاتی تھی۔

باجی۔ بہن کیا کہون جب سے اونہون نے انگریزی پڑھنی شروع کی اور کچھ تشدید لکھنا پڑھنا آگیا بس اسی قسم کی باتین کرنی شروع کر دین ہین ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔ وہ مین نا سروار مرزا سنتی ہون اونکا بڑا لڑکا انگریزون کی ولایت مین ہو آیا ہے۔ اوسی کی صحبت نے بشیر کو اور بھی بگاڑ دیا۔ اُس نے کہین ان سے کہدیا کہ عورتون کو بے پردہ رکھنے سے مردون کو بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہے۔ تمام بے حیائی پردہ کی وجہ سے ہے۔ انگریزون کی یہ دولت ثروت عقل۔ ذہن۔ فراست سب عورتون کو بے پردہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔ بس بوا اللہ تمہارا بھلا کرے جب سے یہ باتین سُنی ہین بشیر پردے سے بالکل فرنٹ ہو گیا ہے۔

مین۔ واہ ری تیری بھونڈی سمجھ۔ بھلا عورتون کی بے پردگی کو مردون کی علمیت سے کیا تعلق۔ آخر مسلمان ہی تو کبھی علم و فضل مین مشہور تھے۔ دولت حشمت اُنکے گھر کی لونڈیان تھین۔ کیا وہ سب بے پردہ تھے جو ابتین ہین۔ تعجب ہے اتنی سی موٹی بات نہین سمجھ سکتے کہ جب تک مردون مین ہمت رہی نیت رہی تعلیم کا چرچا اور مذہب کا خیال دل مین رہا۔ دولت۔ ثروت۔ سلطنت بادشاہت سب اون سے خوش رہے۔ جب یہ باتین جاتی رہین حالت بھی بُری ہو گئی۔ یہ آخران مردون نے کچھ سوچا سمجھا کہ یا ویسے ہی بے دیکھے بھالے پردے کی بُرائیان کرنے لگے احمد کے ابا بھی کہتے تھے کہ آجکل کے لڑکون مین یہ عیب مرض ہو گیا ہے کہ جہان کہین دو ایک لفظ انگریزی کے پڑھ لیے بس انگریزون کی ریس کرنے لگے۔ نہ اونہین کسی اچھی بات کا خیال ہے نہ بُری بات کا۔ اور سچ پوچھو تو ظالم بُری باتون ہی کی زیادہ پیروی کرتے ہین۔ وقت کی قدر۔ کفایت شعاری وعدہ وفائی۔ سچائی انگریزون کی قدرتی عادتین ہین۔ ان مین سے تو کچھ اختیار نہ کیا۔ اختیار کرنے چلے تو کیا کوٹ۔ پتلون۔ لامذہبی۔ شرابخواری۔ اور سب سے بڑھکر عورتون کی بے پردگی۔ واہ ری عقل اور واہ ری سمجھ۔ دیکھی تیری باؤنی اور باون پُڑی اوجاڑے

باجی۔ اے لو کل ہی کی تو بات ہے۔ مجھ سے اور بشیر سے اس معاملے مین بحث رہی۔ پہلے تو مین نے اون سے پوچھا کہ بشیر تمہین ایک عصمت۔ باحیا اور شریف عورت پسند ہے یا ایک فاحشہ اور بے غیرت عورت کہنے لگے کہ باعصمت عورت مین نے کہا پھر تم بے پردگی کیون پسند کرتے ہو۔ جواب دیا۔ کہ باجی پردہ ہی تمام بے حیائی کا باعث۔ ساری بے شرمی کی جڑ ہے اسکی وجہ یہ کہ جب تک ہندوستانی عورتین پردے مین رہین گی اون کو دولت علم نصیب نہ ہو گی۔ اور جب تک علم نصیب نہ ہوگا۔ اون مین عصمت۔ حیا اور شرم کا خیال ہی نہ آئے گا۔ کیونکہ جاہل آدمی نہ خدا کو پہچان سکتا ہے اور نہ وہ اپنی بے عقلی اور بیوقوفی کی وجہ سے عصمت اور بے عصمتی مین تمیز کر سکتا ہے۔ بوا اتنا سننا تھا۔ میرے تو آگ لگ گئی۔ تلوون سے لگی اور سر سے نکل گئی۔ مین نے جھلا کر کہا کہ دو بشیر خدا سے ڈرو۔ بھلا پردہ نشین ہندوستانی عورتین زیادہ باعصمت اور باحیا ہوتی ہین۔ یا فرنگنین جو ادھر سے اودھر گھومتی رہتی ہین مین بھی دُنیا جہان کی خبرون سے واقف ہون۔ اخبار دیکھتی ہون۔ مجھے تو بلا ناغہ ہر روز فرنگنون کے شرمناک بے عصمتی و عفت سوز واقعات دیکھنے پڑتے ہین۔ ہندوستانی جاہل عورتون کی نسبت تو کبھی برسون ہی مین ایسی خبر سُنائی دیتی ہے اور وہ بھی اکثر ایسے فرقون مین جن مین پردہ نہین۔ ورنہ شریف خاندان کی عورتین جن مین پردے کا لحاظ پورے طور پر کیا جاتا ہے اور جن کے دامن پر پاکدامنی نماز پڑھتی ہے شاید ہی اس قسم کے واقعات سُننے مین آتے ہون۔ اور مان لیجیے کہ ہندوستان کی عورتین جاہل ہین تو کیا پردے مین علم نہین آسکتا۔ ایک میری ہی حالت کو دیکھیے فارسی۔ عربی۔ منطق ادب۔ کلام فقہ مین تمہین اچھی طرح سے پڑھا سکتی ہون۔ خدا ابا جان کو غریق رحمت کرے یہ سب اونکا طفیل ہے اونہون نے

خرس روس اور گلگشت چین

اچھی اچھی اوستانیان میرے پڑھانے کے لیے نوکر رکھین اور جب اوستانیان نہ پڑھا سکین تو خود تکلیف کرکے مجھے پڑھایا لکھایا۔ لائق بنایا۔ ہندوستان مین میری بہنین اور بھی غیرت زیادہ لائق موجود ہین۔ باقی رہا وہ عورتین جو جہالت کے دلدل مین پھنسی ہوئی ہین یہ اونکے باپ بھائی۔ عزیز رشتہ دارون کی غلطی ہے کہ اونہون نے اون کی غور پرداخت نہین کی۔ اپنے اوپر ایک لمحہ بھی تکلیف گوارا نہ کی۔ کہ اونکو کسی قسم کی تعلیم دیتے لڑکون کی تعلیم کے لیے تو سیکڑون روپیہ خرچ کیے لیکن لڑکیون کو خود بھی نہ پڑھا سکے۔ زنانہ پردہ دار اسکول قائم کرنا تو کجا۔ جس طرح سے مین نے فارسی۔ عربی پڑھی اوسی طرح مین انگریزی بھی سیکھ سکتی ہون۔ اگر تم چاہو تو مجھے کافی طور پر انگریزی سکھا سکتے ہو لیکن تمھین تو اپنے ہی جھگڑون سے فرصت نہین۔ غضب خدا کا پردہ جیسی نعمت تو کھویا چاہتے ہو اور اتنی تکلیف گوارا نہین کرسکتے کہ اپنی بہنون۔ بیٹیون کو خود تعلیم دیکر لائق بناؤ۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔ قصور تو اپنا اور برا بھلا کہنے لگے بیچارے پردے کو۔ مین تو خیال کرتی ہون کہ پردے کی بیہودگی سے تمہارا دیدہ یہ مطلب ہے کہ تمہاری عورتون کے علاوہ بھی اوسی قدر بیہودہ ہوجائین جیسے اور بے پردہ قوم کی عورتون کے۔ سو یہ ممکن نہین۔ نہ ایسا ہوا ہے نہ انشاء اللہ کبھی ہوگا۔　(باقی آئندہ)

راقمہ

بی ہمسائی۔ تعلیم نذیر

(ممالک مغربی و شمالی)

اس لاکافر نے کی کیا کیا مری مٹی خراب
کیفر کردار کو نہین اس سے لینا چاہیے

کیونکر سناؤن حال دل پُر ملال کا
کیا کیا فلک نے آہ نہ مٹی خراب کی
بچپن ہی سے فریفتہ تہا حسینون کی دیدکا
عقبے کی فکر تھی نہ عذاب و ثواب کی
آنکھون سے جبکہ پردۂ طفلی سرک گیا
تصویر سی سے پیش نظر تھی شباب کی
عالم ہی دوسرا مجھے ایسا نظر پڑا
ہر شے دکھائی دیتی تھی کس آب و تاب کی
دل کا تقاضا تہا کوئی معشوق ڈہونڈہیے
کچہ کیفیت اوٹہائین ذرا تو شباب کی
تہا وہ نشہ شباب کا ہمکو چڑہا ہوا
کچہ فکر تھی نہ ہمکو عذاب و ثواب کی
جس جس حسین پہ دل تہا دہی لاجواب تہا
اک دھوم مچگئی تھی مرے انتخاب کی
دن رات بادہ نوشی سے بہر کام ہوگیا
اس دل نے ہائے کیا مری مٹی خراب کی
عیش و نشاط مین یونہین گزرے ہیں کئی دن
دنیا کی خوب سیر کی۔ تھین شراب و کباب کی
لیکن ملا نہ کچہ بھی مزہ ہمکو عیش مین
مٹی پلید تھی دل ناکامیاب کی
دنیا مین کوئی بھی نہ وفادار مل سکا
کیا غلطیان کین دل پر اضطراب کی
جو بات کی ادھی ہی کی میرے شعر نے
کیا بات ہے مرے دل خانہ خراب کی
چہا تہا وہ دل کہ جسکی ازل مین نمود تہی
پسلی پھڑک اوٹھی نظر انتخاب کی

راقمہ

کلیم

مزید ار خط نمبر ۲

میرے پیارے بیٹے۔ مین آج تمہارے پاس یہ خط بعینہٖ ضروری لکہکر روانہ کرتا ہون۔ اور امید کرتا ہون کہ تم ہماری اس تحریر پر ضرور عمل اور ہوگے اور اپنے بڈھے باپ کو مشکور فرماؤگے۔ چونکہ تم ایک مفلس۔ قلاش کے بیٹے ہو اس لیے تم کو دنیا مین اعتبار پیدا کرنا لازمی نہین بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ اعتبار نہایت اچھی چیز ہے اور بدون اعتبار پیدا کیے انسان کا دنیا مین نام ہونا ایسا دشوار ہے کہ جیسا آسمان کے تارے توڑنا۔ اب شاید تم یہ سوال کرو کہ اعتبار کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔ تو مین اسکی بھی تمکو ترکیب بتائے دیتا ہون۔ گو غور پڑہو۔ تمکو چاہیے ضرورت ہو یا نہ ہو۔ مگر تم دو چار جگہ سے قرض ضرور لو اور تاریخ مقررہ پر فوراً یہ قرض بیباق کردیا کرو دس پانچ مرتبہ جہان تم نے ایسا کیا تو تمہارا سب کو اعتبار پیدا ہوجائے گا اور جنسے تمکو سو روپیہ ملتے ہونگے وہ تمکو پانسو روپیہ دینے مین کبھی تامل نہ کرے گا مگر

جبس سے کہ تم قرضدار ہو اُس کی ہمیشہ خوشامد کرتے رہو اگر کوئی کام اُس کا تم سے نکلے تو تم کبھی اُسکی انجام دہی مین دریغ مت کرو اگر تم ایسا کروگے تو سود کی دہول سے تمام عمر بچے رہوگے جب تمام شہر مین تمہارا اعتبار پیدا ہو جاے تو پھر تمکو اوس وقت ایسا کرنا چاہیے کہ جس مین تم خوش معاملہ بھی ہو اور روپیہ بھی ہضم ہو جائے۔ چنانچہ روپیہ ہضم کرنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ تم کئی جگہہ سے قرض لو اور ترتیب وار ایک دوسرے کو ادا کرتے رہو اور کچھہ روپیہ اپنے صرف مین لے آؤ۔ اگر ان مین سے کوئی مرگیا تو ہر عین ہی چین ہے۔ اگر تم مرگئے تو لوگ تم کو خوش معاملہ سمجھہ کر روپیہ بخش دین گے۔ اگر اتفاقاً تم کبھی عوارضات جسمی مین مبتلا ہو جاؤ تو یہ ہیر پھیر بند کردو گو کہ ایسا کرنے مین وعدہ خلافی ہوگی مگر تمکو لوگ مجبور سمجھہ کر کچھہ نہ کہین گے اور جب تم خوب تندرست ہو جاؤ تو پھر یہی کرنے لگو۔ اگر خدا نخواستہ تم مرگئے تو یہ تمام روپیہ تمہارے بال بچون کے کام آئیگا

اور وہ تمکو ہمیشہ دعا سے خیر سے یاد کرتے رہین گے۔

اے جان پدر تم ان سب باتون کو اچھی طرح یاد رکھنا۔ انشاءاللہ فرصت کے وقت اور مفید باتین لکھونگا۔

راقم
تمہارا کھوسٹ اور تجربہ کار باپ

شوخی طبع

اس طرح عاشق مظلوم وطن سے نکلا
جس طرح سے کوئی معتوب کہن سے نکلا
ہوگیا اور بُرا حال مریض غم کا
شعلۂ گرم جو اک بار بدن سے نکلا
پھر تو دنیا مین رہا اُسکا ٹھکانا نہ کہین
باغبان جبکہ خفا ہوکے چمن سے نکلا
ہوگیا آج ترا باغ جو سُونا سُونا
باغبان کونسا گل آج چمن سے نکلا
پھر تو بازار مین ہر سمت کو تشہیر ہوا
دُرِ نایاب کہ جب دُرِ عدن سے نکلا
جاکے عطار کی دوکان پہ وہ بکنے لگا
مشک جسوقت خطا اور ختن سے نکلا
گل خون نے اُسے پہلو مین چھپایا کر
لعل جسوقت سے ہر کان یمن سے نکلا
ہوگیا نام حسینون کا جہان مین بدنام
لفظ بیجا جو کوئی اُن کے دہن سے نکلا
زد پہ فی الفور شکاری کے وہ آخر آیا
شیر غرا کے جو اکبار گی بن سے نکلا
ایک جا بیٹھ کے جسنے کہ کیا تجھکو یاد
پاک دنیا کے وہی رنج و محن سے نکلا
اُسکو مین فضل خدا اور جہان کا سمجھا
جب کوئی کام مرا چرخ کہن سے نکلا
واقعی سچ ہے مقولہ یہ ہمارا اعجاز
وہ ہوا خوار کہ جو اپنے وطن سے نکلا

راقم۔ خاکسار اعجاز۔ از جبل پور

تضحیک تشکیک

آنسو نہ پیے جائینگے ای ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کہائی نہین جاتی

ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ۔ آپ کے اخبار کو دیکھہ کر سب سے پہلے دیکھنے والے کے دل مین جو خیال پیدا ہوتا ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ یہ اخبار پُر مذاق اور دوسرے اخبارون سے مابہ الامتیاز ایک ایسا بین فرق رکھتا ہے جس طرح کھانون مین نمک کی تیزی۔ اور جو آرٹکل اس مین نکلتا ہے وہ یقیناً کوئی نہ کوئی مذاقیہ پہلو لیے ہوتا ہے، مجھے بھی آپ کے اخبار مین عنوان کے شعر کے شبہہ مین یہی شبہہ ہوا۔ مگر طرز تحریر دیکھہ کر مین ایک ایسے حیرت کے دریا مین ڈوبا جس سے نکلنا کوئی آسان امر نہین ہے اگرچہ وہ تحریر بہت سادہ ہے مگر اب بھی مجکو یقین ہے کہ یہ مذاق کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ نہین ہے تو شعر فہمی عالم بالا معلوم شد

اگرچہ مین نے مستفسر صاحب کے رفع شبہہ کے واسطے قلم اوٹھایا ہے مگر مین ڈر رہا ہون کہ آخر مین کہین میرا وہی خیال ٹھیک نہ ہو جاے۔ اور مین کھسیانی بلیا کی طرح کھمبا نہ نوچنے لگون۔ کیونکہ مین جانتا ہون کہ جس شخص کو ذرا بھی اُردو زبان سے لطف ہو غیر ممکن ہے کہ وہ اسکا مطلب نہ سمجھے۔

جناب مستفسر صاحب۔ اس شعر کا جو آپ مطلب سمجھے ہین حقیقت مین آپ نے مکھی کو تل بل کے بھینسا بنایا ہے۔ اس شعر مین تو جیتی مکھی نگلنے کا کوئی محل نہین ہے البتہ آپ اپنی ناانصافی سے اس کے مطلب نہ سمجھنے پر جیتی مکھی نگلے جاتے ہین۔ قصور معاف اسکو شبہہ نہین کہتے مین بلکہ یہ اسر ابلہی ہے۔ اور جبکہ آپ نے امر کھلے ہوئے

مضمون کو اُلجھا دیا ہے تو ممکن ہے کہ اسکے
صاف مطلب پر بھی زنگ لگا دیں - پھر اگرچہ
فی الحقیقت ایسا مشکوک شخص اس کے
مطلب سمجھنے کے لیے پوری پوری قوت مُدرکہ
نہین رکھتا تاہم اور لوگون کے رفع شک کے
لیے مین اُس کے کھلے ہوئے مطلب کو
اور واضح کیے دیتا ہون -
شاعر مطلب سے یہ کہہ رہا ہے کہ
تو مجکو آنسو پینے کی کیون نصیحت کرتا ہے
جبکہ وفور رنج و تعب مین قدرت نے اسکے
روکنے کی طاقت مجھ مین ودیعت نہین کی
تو ایسی حالت مین جان بوجھکر امر محال کو
ممکنات مین کس طرح داخل کردن - ۶
ہیرے کی کنی جانکے کھائی نہین جاتی
اس کا مطلب یہی ہے کہ جان بوجھکر کوئی
آفت اپنے سر نہین لی جاتی -
غالباً اب آپ کا شُبہہ رفع ہوگیا ہوگا
آئندہ سے مین آپ کو دوستانہ فہمائش کرتا
ہون کہ اس شعر پر پابند ہو جیسے - ؎
مزن بے تامل بگفتار دم
نکوگوے گر دیر گوئی چہ غم
راقم طپش - مارہروی - شاگرد حضرت داغ

باسی کڑہی مین اُبال

آپ جانیے حیدرآباد دکن کی سرزمین
مین مقدمات کی پیداوار ماشاء اللہ اچھی
ہوتی ہے - شملہ والے مقدمہ کے ایک
حصہ کا فیصلہ جو صرف جواز گرفتاری تک
محدود تھا - روایت سے موافق مولوی صاحب
فیصل ہوا - اگرچہ رشوت دینے نہ دینے کا
معاملہ ابھی یونہین اُلجھا پڑا ہے مگر مولوی
صاحب نے ہرجے وغیرہ کا دعوے ۳ لاکھ کا
صاحب وزیر ہند کے نام ٹھونک ہی دیا -
واقعی بیٹھے سے بیگار بھلی کا مشغلہ اچھا
ہے - فیصلہ جو ہو - سردست مولوی صاحب
کو کوئی کام تو کرنے کو مل گیا - گورنمنٹ آف
انڈیا چپ ہے رشوت کا مقدمہ نہ چلائے
آخر دوسرے کیون خاموش رہنے لگے -
اگر ریاست کا روپیہ ان کامون مین نہ اُٹھیگا
تو پھپھوندی نہ لگ جائیگی -

ناگری پرچارنی سبھا کی منطق

چونکہ مہا اُپادھیا پنڈت سدھاکر ناگری
کے ایسے زود نویس ہین کہ اُردو زود نویس
سے مقابلے کو طیار ہین - اسواسطے سب
ناگری دان زود نویس ہین -
چونکہ سب ناگری دان زود نویس ہین
لہذا عدالتون مین ناگری جاری ہونی چاہیے

مشکلے نیست کہ آسان نشود

ہان صحیح ہے - مگر ہندوستان ایسے
ملک مین روپیہ کی مشکل ام المشکلات ہے
جو کوئی اس کو حل کرے بس سمجھو اُس نے
سب کچھ کرلیا - مرحوم سرسید نے محمڈن کالج
کو سخت مشکلات مین مبتلا چھوڑا تھا - طرح
طرح کے اندیشے - ناشی ہوتے تھے - مگر بارہ
ایمان کی تو یہ ہے کہ علیگڈہ والون نے دو
جی توڑ کر کوشش کی کہ قدیمی وضع بھی نکے
کی چوٹ نباہی اور مخالفتون کی بھی خس برابر
پروا نہ کی - صرف پنجاب کے سفر اور
لفٹننٹ گورنر بہادر کی دعوت مین اتنا
جمع کرلیا - اور اس قدر وعدے لے لیے
کہ سب دقتین رفع ہوگئین - بلکہ اور بھی
سرسبزی کے سامان ہوگئے - سُنتے ہین
صرف ایک مسلمان رئیس محمد سعید خان
صاحب بہادر نے علاوہ پانچ ہزار کے بیسنٹ
کا وعدہ کیا ہے -
لے اودھر آؤ کالج کے منتظمو - نواب
محسن الملک - حاجی اسمعیل خان صاحب
مسٹر بک - مسٹر ماریسن وغیرہ - مسٹر پنچ
تمہارے ڈنڈے تول دین - سند خوشنودی
مزاج بوقت مناسب عطا کردہ خواہد شد

لوکل علیہ الرحمتہ

اس ہفتہ بارش رُکی - گرمی زورون
پر رہی -
سُنا جاتا ہے صیغہ آبرسانی مین اتنا
تغیر تجویز ہوا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ کا عہدہ توڑکر
ایک انجنیر ساڑھے چار سو ماہوار کا مقرر کیا
جائے - خیر کچھ ہی انتظام ہو - مگر کبھی کبھی
یہ بیہودہ کارروائی کہ جو ہو جاتی ہے اوس کا
بندوبست ضرور ہونا چاہیے -
نواب صادق حسین خان نواب منشی صاحب
اور نواب علی خلف سرخورشید علی مین معلوم
ہوتا ہے اَن بن چلی آتی تھی - دونون نواب
صاحبون کا ایکروز جانا ہوگیا اور نیاپ علینی
کا مچلکہ طلب ہوا - مگر شکر ہے وکلا نے پیروی
کرکے اس جنجھٹ سے چھڑا لیا -

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سِول اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں ۔ نامور ڈاکٹروں ۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پڑبال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ۔ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ ۔ معمولی سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے **المشتہر** پروفیسر میتا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو مسٹر میتا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے ۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا ۔ دھند ۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ۔ ناخونہ ۔ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور [illegible] پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے ۔ (دستخط) ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ سنگھ صاحب بہادر ایم ۔ بی ۔ ایم ۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ ولایت انگلینڈ ۔ امرتسر ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کی نسبت جو [illegible] شہادت دیتا ہوں کہ جو مسٹر میتا سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی جسکی عمر ۵۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں میں [illegible] نکلے ہوئے تھے اور پڑبال پڑے تھے اسکی آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ۔ انمیں سے کثرت سے پانی نکلتا تھا ۔ [illegible] بینائی میں سخت فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ نہیں ڈال سکتی تھی ۔ اور دور کی اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی ۔ مریضہ مذکور نے تین ہفتہ تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے مرض مذکور سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

(۳) جناب پروفیسر میتا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمی فضل الٰہی کی آنکھوں میں پھولا پڑگیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے نظر قطعی بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہوگیا اور پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض مذکور ہر دم بندہ کا بھی بصد جوش شکر ادا کرتا ہے اور جوش طبیعت کو ظاہر نہیں کر سکتا کہ جو آپنے ایسی نادر دوا کو بہت قلیل قیمت پر رواج دیکر عام خلق خدا پر بہت احسان اور بڑا نیک کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بہ تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت جبکہ ہر ایک مرض چشم ہو یا کسی قسم کا مرض ہو تو اکسیر مانند آب حیات جسم دہ سرمہ میرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں ۔
راقم ڈاکٹر نراین سنگھ اسسٹنٹ سرجن کوٹ گڑھ سب ضلع شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ میں ایک مرض تھا جسکا علاج حکیم اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر و کپتان [illegible] وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ آپ کے سرمے سے تخفیف ہوئی اب صرف دھندلا دکھلاتی ہے [illegible] اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب [illegible] بھیجدیں ۔ دستخط سردار صالح محمد خان قندھاری شہزادہ کابل [illegible] جناب میر [illegible]

پانچہزار روپیہ کا انعام ۔ اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی جھوٹی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا [illegible] ۱۸۹۵ء [illegible]

آپ بے پردہ نکل آئیں تو ایجان جہان
دل صد چاک ابھی اوٹ کو چلمن ہو جائے

"پردے سے متعلق دلچسپ مکالمہ"

تتمہ ۲۸- جولائی ۱۸۹۸ء

یہ سنکر بشیر اول تو سٹ پٹائے پر کہنے لگے کہ نہین آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ عورتین بے پردگی سے کبھی بے حیا نہین ہو سکتین بلکہ مردون کی وہ قابل نفرت عادات عیاشی کی جو ہندوستانیون مین اکثر پائی جاتی ہین عورتون کی بے پردگی سے بالکل جاتی رہین گی جب عورتون کی صحبت انگیز اصلاح آمیز صحبت مین رہین گے انہین کم از کم یہ کتنا بڑا فائدہ ہوگا کہ پرائی بہو بیٹیون کو بری نظر سے دیکھنے سے نفرت ہوگی۔ ہندوستان میں یہ قابل نفرت عادت اس وجہ سے اور بھی پھیلی ہوئی ہے کہ مردون کو چونکہ عورتون کی صورت دیکھنا نصیب نہین ہوتی جب کبھی اونہین کوئی صورت نظر آجاتی ہے وہ مسکو ندیدون کی طرح گھورتے ہین تو مین نے جھلا کر جواب دیا۔ در حقیقت تمہین شرم نہین آتی۔ کیا تمہین معلوم نہین کہ مردون کی عادات بگاڑنیوالی وہی عفت سوز تخریب اخلاق عورتین ہین جو بے پردہ ہو کر مردون کو اپنی صورت نہایت ناپاک آرائشون کے ساتھ دکھا کر اپنی جانب فریفتہ کرتی ہین یا وہ نامعقول عورتین جو باوجود اس کے کہ شریف ہونے کا دعوی کرتی ہین لیکن پردے کی نعمت سے فائدہ نہین اوٹھاتین۔ ہندوستانی مردون کی عیاشی کی نسبت مین اتنا کہہ سکتی ہون کہ وہ انگریزون سے اس معاملہ مین بہت گھٹے ہین۔ رہی فرنگنون کی حالت جن کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اللہ بچائے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری عورتین بھی فرنگنون کی طرح سے نہین تنہا چھوڑ کر نامحرمون کے ساتھ باغون کی سیر کرین۔ ناچ گھر مین نہایت بے شرمی سے غیر مردون کے ساتھ ناچین کودین اور خاوند اور بیوی کی ناراضی سے وقت اسی قسم کے بے حیا۔ مقدمات طلاق عدالتون مین دائر ہون جن سے سننے والے تمہارے جسم مین تھرتھری آ جایا کرے۔ ہان تم سے ایک بات اور پوچھتی ہون کہ اگر تمہاری یہی مرضی ہے کہ ہم بے پردگی اور بے شرمی اختیار کرلین۔ اس قید سے بالکل آزاد ہو جائین تو سچ بتانا۔ اس لفظی جمع خرچ اور زبانی ٹکہ سلون سے کیا فائدہ۔ ہم لوگ تو خیر پرائے بس مین ہین تم شوق سے اپنی دلہن کے برقع حجاب کو چاک کروسا پہناؤ- گیند کھلاؤ- گاڑیون مین سوار کرکے ادھر اودھر لیے پھرو- اپنے دوستون سے ملاقات کراؤ جنکی صحبت مین تم اس قسم کی باتین سیکھے ہو- انگریزون سے اونہین ملاؤ- ہوٹلون مین لے جاؤ- ماشا اللہ وہ جاہل بھی نہین- اور پھر چشم بددور صورت شکل مین بھی ہزار در ہزار مین ایک ہین جب ہم دیکھین گے کہ اونہون نے تمہارے اس حکم کو ہنسی خوشی مان لیا اور پھر اُن کی عادتین بھی اس بے پردگی سے خراب نہ ہوئین تو یقین مانو ہم جاہل اور بیہودہ عورتون کو بھی اس سے عبرت ہوگی- اور ہمکو بھی اپنی موجودہ حالت بُری معلوم ہونے لگے گی بات وہی ہے کہ جو منہ سے کہے وہی کرکے بھی دکھائے ورنہ باتین بنانا ہین فضول اس لیے کہ اگر عملی طور پر تم کچھ نہ کروگے تو لوگ تمہاری بات ماننے سے رہے بلکہ سب کو یہی خیال ہوگا کہ یا تو یہ اپنی بیوی یا اپنے احباب کے چال چلن سے بدگمان ہین جب ہی تو منہ پر کچھ ہے اور کرتے کچھ ہین"

اتنا سننا تھا کہ بشیر پر گھڑون پانی پڑگیا- شرم کے مارے کٹ کٹ گیا- اور جب کوئی جواب نہ بن پڑا چپکے سے اُٹھ کے چلا گیا- وہ دن ہے اور آج کا دن ہے

مجھ سے تو یہ کبھی پردے کی نسبت بحث کی
نہیں ہاں اخباروں میں لکھا کرتا ہے اور
اسی جھگڑے میں غلطاں پیچاں رہا کرتا ہے
میں۔ اسے لعنت ہے۔ ہارے پہ بھی نہیں
مانتے۔ باقی ان انگریزی پڑھے ہوؤں کے
سر پہ تو جن سوار ہے جن۔ اللہ ہی ہے جو
اپنی حرکتوں سے باز آئیں۔ آخر احمد کے ابا
ہی کو انگریزی پڑھتے ہیں وہ تو ان باتوں سے
اس قدر جلتے ہیں کہ خدا کی پناہ اون کا تو
قول ہے کہ یہی کم بخت انگریزی پڑھے ہوؤں
کو بدنام کرتے ہیں۔ اور حقیقت میں بات
بھی یہی ہے۔ آنے دو بشیر کو آج میں بھی
کیسا آڑے ہاتھوں لیتی ہوں ۔۔
باجی۔ بوا اللہ رکھے بشیر کو انگریزی پڑھا ہوا
ہے اور لوگوں کو کیا سوجھی جو نام رکھے تو مولوی
بنتے ہیں لیکن اللہ بہتر کرے پر جس سے
جاہوں کو بھی نہیں سنتے ... ہوتی ہے بعض
لوگوں نے تو خاص اسی مضمون پر رسالے
چھپوا ڈالے ہیں۔ ہاں بوا زمانہ ایسا آگیا ہے
چودھویں صدی ہے نا۔ ع
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

راقم
بی ہمسائی۔ بقلم خود۔ مالاکنڈ نی انشمال

ایک نئی سائنٹفک تحقیقات

اڈیٹر صاحب تسلیم۔ خدا کے فضل و
کرم سے اس مبارک اور ترقی یافتہ عہد میں
ہر علم و فن کی تحقیقات اس کثرت سے پائی
جاتی ہیں اور اس قدر بال کی کھال نکالی جاتی ہے
کہ ان تحقیقات کو ہم اگر برسات کے
حشرات الارض سے تشبیہ دیں تو غیر مناسب
نہ ہوگا۔ انہیں نت نئی تحقیقات کے ذریعہ
سے ہر علم و فن اپنے معراج کمال پر پہونچ رہا
ہے۔ عام خیال ہے کہ ہندوستانی اہل
تحقیقات میں بہت کم حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ انکے
دماغ ہی اس قابل نہیں کہ وہ کسی طرح
اپج کی لے سکیں۔ شاید ایسا ہو۔ غور کی
بات نہیں۔ میں جب اپنے دماغ کی طرف
خیال کرتا ہوں تو یہ خیال مجھے بالکل غلط
اور محض مہمل معلوم ہوتا ہے۔ کل ہی کی بات
ہے کہ کتے کی وفاداری کی چند حکایتیں میرے
زیر مطالعہ تھیں۔ پڑھتے پڑھتے مجھے کلب الکلب
کا خیال آیا۔ اور میں نے اپنے دل میں غور
کیا کہ ایسے وفادار جانور سے یہ بات بعید
معلوم ہوتی ہے کہ وہ بنی نوع انسان پر
اس طرح دیوانہ وار حملہ کرے۔ سوچتے سوچتے
مجھے ایک سائنٹفک اور ڈاکٹری ڈسکوری
کی عزت حاصل ہوئی جسکو میں مختصراً
ذیل میں درج کرتا ہوں امید ہے کہ
"پاٹیکل پبلک" اس تحقیقات پر غور
کرے گی۔ چونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی اور صاحب
اس ڈسکوری کو اپنے نام سے نہ مشہور
کر دیں اس لیے میں نے جملہ حقوق تحقیق
رجسٹری کرانے کا ارادہ کیا ہے۔

شاید مضمون کی عبارت بخلاف
میری طرز تحریر کے کسی قدر خشک ہے
لیکن چونکہ مضمون علمی اور سائنٹفک اصول
پر مبنی ہے اس لیے میں نے عمداً اسکے
طرز تحریر کو خشک رکھا ہے۔ اس لیے کہ
ایسے مضامین کو کسی دوسرے اسٹائل
میں تحریر کرنا سخت غلطی ہے مضمون حسب
ذیل ہے۔ وھو ہذا

کتے کی وفاداری کے قدر کرنیوالے
اگر سچ پوچھیے یورپین سے زیادہ نہ اور
کوئی قوم ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ یورپین
مذاق اور فیشن کے لیے یہ ایک نہایت
ضروری امر ہے کہ کم از کم ایک درجن کتوں
کی ٹکڑی ہر وقت بنگلہ کو زینت دیتی ہے
اور۔ ع

سگ دربان چو یابند غریب
این گریبان گرفت وآن دامن

بہر وقت بہر لحظہ عمل کرتے۔ شام سویرے نیت
ہمزاد کی طرح صاحب خانہ کے پیچھے پیچھے۔
جہاں کہیں وہ جائے پھرتی رہتے ہیں غرض
یہی تمام وفادارانہ حرکات ہیں جن سے
مالک اپنے کتے کو اپنے ایک نہایت
قابل قدر عزیز دوست کی طرح پرورش
کرتا ہے۔

حال ہی میں ہمیں کئی دفعہ ان
خبروں کے پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ صاحب
کو دیوانے کتے نے اپنی وفاداری جتاتے
جتاتے اور پیار کرتے کرتے دانت دکھا دیے
بادی النظر میں چاہے یہ بات کیسی ہی
خوفناک کیوں نہ ہو لیکن اگر اس پر غائر نظر
ڈالی جائے تو کتے کی عقلمندی اور وفاداری
اس سے اور بھی زیادہ بین اور پر زور
ثابت ہوتی ہے۔ ہندوستان میں
رہتے رہتے کبھی کبھی ہر یورپین کا دل
اکتا جاتا ہے۔ اور پھر یہی جی چاہتا ہے
کہ کسی طرح اپنے پیارے برا عظم یا اس
کے کسی حصہ کی سیر کیجیے۔ اس خیال کا
اثر ایک ذاتی لگاؤ اور قدرتی تعلق سے
کشش مقناطیسی کے ذریعہ سے کتے کے
روشن دماغ میں سرایت کر جاتا ہے اور
یہ برقی اثر اسکو دیوانہ بنا دیتا ہے اور
اوسے اس بات کا خیال رہتا ہے کہ
کسی طرح اس حالت میں وہ اپنے مالک
کو مدد دے۔ پس فوراً جھپٹ کر وہ اپنے
پیارے مالک پر حملہ کرتا ہے۔ اوس وقت
مالک کے اعزا و اقارب اور نیز حکام بالادست
گورنمنٹ۔ سب کو یہی سوجھتی ہے کہ
کسی طرح اسکے علاج کے لیے اس کو پیرس
روانہ کیا جائے۔ کیونکہ ہندوستان میں

روس اور باوۂ فرغانہ

آگے دوڑ پیچھے چوڑ

اُسکا علاج ہونا ناممکن سے بھی زیادہ ہے۔ اس طرح سے مالک کی یہ دلی تمنا پوری ہوتی ہے کہ وہ کم از کم ایک نہایت پُر رونق حصہ بر اعظم یورپ کی سیر زیادہ تر گورنمنٹ کے اخراجات پر کراتا ہے۔

دیوانہ بکار خویش ہشیار

حقیقت مین دیوانہ کتے کی یہ وفاداری صد صد قابل قدر اور تعجب مین ڈالنے والی ہے۔ اس نئی تحقیق کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اکثر موسم گرما مین وقوع مین آتے ہین اور یہی ایک ایسا موسم ہے جس کی حرارت سے تنگ آکر یورپین حضرات یورپ کی سیر کی خواہش کرتے ہین۔ پس دیوانہ کتے کو نشانہ بندوق بنانا کس قدر ظالمانہ حرکت ہے بعض نکتہ چین احباب کا شاید یہ اعتراض ہو کہ اکثر دیوانہ کتے ہندوستانیون کو اپنا لقمہ بناتے ہین اور وہ بیچارے

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

پر عمل کرکے اپنے آپ کو مورد ہلاکت کرتے ہین۔ بہین وجہ کہ اُن کے پاس استخوان ہین۔ ہندوستانی کالب الکلب اکثر ہلاک ہوتے ہین اور اس طرح کتے کی وفاداری پر ایک بدنما دھبہ آتا ہے۔ اُسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ہندوستانی اپنی جہالت کی وجہ سے کتے کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اسپر بھی کتا بیچارہ تو دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح اُس کا نیم وحشی۔ غیر مہذب۔ ہندوستانی مالک غار جہالت سے نکلکر اوج فضیلت و تہذیب پر پہونچے اور اُسے بھی اُسی طرح سے پیرس جانے کا موقع

ملے۔ اور وہ وہان کی عالمانہ ہوا سے مستفید ہو سکے لیکن سہ

بد نصیبی اسکو کہتے ہین کہ میرے ہاتھ مین
آتے ہی خاصیت اکسیر دہی رہ گئی

ہندوستانیون کی بد نصیبی کی وجہ سے اُس کی یہ آرزو پوری نہین ہوتی۔ البتہ بجائے سیاحت یورپ کے اُسکے آقا کو عالم بالا کی سیاحت کا خاطر خواہ موقع ملتے ہین جہان اُس کی عقل کی جلا کے لیے یورپ سے زیادہ ذرایع موجود ہین۔ اُس پر طرہ یہ کہ بیچارہ ہندوستانی تنگدستی۔ غربت۔ عسرت۔ جہالت کے سخت قیود سے یکایک آزاد ہوجاتا ہے اور اس طور پر دوسرے طریقہ مین اُسکو کتے کی دیوانگی سے فائدہ پہونچتا ہے

راقم
ڈاکٹر ندیم۔ ممالک مغربی و شمالی

چیٹی غزل

جب ملاکر آؤ تم اے یار اُٹھتے بیٹھتے
لین اسی دم ہم تمہارا پیار اُٹھتے بیٹھتے
کس لیے تو رات دن اب منہ چڑھاتا ہو مرا
کہتے ہین یہ محبت وہ ہربار اُٹھتے بیٹھتے
وہ اُچھلتے کودتے آجاتے ہین پھر میرے یہان
جو کرون مین آہ آتش بار اُٹھتے بیٹھتے
اسقدر نخرون نے ہنسے اُنکو کیا زار و نحیف
کانکتے ہین سو دفعہ ہر بار اُٹھتے بیٹھتے
ناک پہ اُنگلی وہ رکھکر ناز سے کہنے لگے
کس لیے اب یہ نہین بیمار اُٹھتے بیٹھتے
مین تمہارے پاس آؤنگا اُچکنا کودتا
بوسے جب دوگے مجھے دو چار اُٹھتے بیٹھتے
جو نہ آؤ گے شب وعدہ ہمارے پاس تم
دینگے پھر ہم بد دعا سو بار اُٹھتے بیٹھتے
چٹکیے خنجر یہ جو جاتے مین ہم آ سیر دہ
بکتے ہین ہم اُنہین سو بار اُٹھتے بیٹھتے
دیکھکر خنجر وہ مجنون کا گمان کرنے لگے
ہوگیا مین اسقدر اب زار اُٹھتے بیٹھتے
مُنہ تکا کرتا ہون اُنکا رات دن بیٹھا ہوا
اور بوسے لیتے ہین اغیار اُٹھتے بیٹھتے
کس طرح احوال دل بتلاؤ پھر اُس کو ن
کرتا ہو جو رات دن تکرار اُٹھتے بیٹھتے
کرتا ہون جب وصل کا احوال مین اُنسے بیان
دیتے ہین وہ گالیان سو بار اُٹھتے بیٹھتے
چلدیے اپنے مکان سے دہ رقیبون تک یہان
اُنکے گھر جب گئے بیمار اُٹھتے بیٹھتے
تیر وہ اپنی نگاہ ناز کا افسوس ہا ہے
کرتے ہین سینے کے میرے پار اُٹھتے بیٹھتے
مین بلائین شوق سے لیتا تمہاری ہر گھڑی
پاس تم میرے اگر اے یار اُٹھتے بیٹھتے
اُنکی محفل مین مرا آنا بھی ز لب افسوس ہے
ضعف سے جانا ہوا دشوار اُٹھتے بیٹھتے

راقم
سلطان ظریف اعجاز

فیصلہ

آنسو نہ پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان سے کھائی نہین جاتی
(داغ)

مستفسر صاحب کا خیال ہے کہ بیرے کی کنی عموماً ہوبلے سے نہین کھائی جاتی بلکہ جان بوجھ کر خودکشی کرنے والے ہی کھاتے ہین۔ شاید یہ خیال اُن کا اسی سبب سے ہے کہ مصرع ثانی ایسے عنوان سے نظم ہوگیا ہے جس پر ضرب المثل کا پورا گمان ہوتا ہے۔ حالانکہ فصحائے لکھنؤ کی زبان پر اس وقت تک یہ فقرہ جاری نہین ہوا ہے۔ بلکہ وہ اس بات کو یک دلیل تصور کرتے ہونگے کہ اگر ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی مثلاً کھا گیا ہوتا تو اس وقت فصحاے لکھنؤ کے کانون کو یہ مصرع بُرا نہ معلوم ہوتا۔ اس کے جواب مین حضرت داغ کے بعض طبیعت دار شاگردون نے ہر چند اپنی نازک خیالی سے پکڑ دھکڑ کے اس شعر کے معنی کو جان و چولون سے درست کرکے دکھلانا چاہا ہے مگر افسوس ہے کہ اس وقت تک ایسا جواب نہین لکھا گیا جس سے مستفسر صاحب کا شبہہ بھی رفع ہوجاتا اور حضرت داغ بھی روز کی مصیبت سے نجات پاتے جناب من مستفسر صاحب کے رفع شبہہ کے لیے یہ کیون نہین صاف صاف کہدیا جاتا کہ حضرت داغ باشندۂ دہلی ہین اور دہلی کے محاورے مین یہ مثل مستعمل ہے اگر لکھنؤ کے محاورے مین یہ بات داخل نہین ہے تو نہ ہو اس واسطے کہ لکھنؤ کی زبان حضرت داغ کے لیے حجت نہین۔ علاوہ بران حضرت داغ خود صاحب زبان ہین اُن کو اس وقت اختیار ہے جو محاورہ چاہین ایجاد کرین۔

چنانچہ فی الحال حضرت داغ کی دیکھا دیکھی انجناب نے بھی بہت سے نئے محاورے تصنیف کر ڈالے ہین۔ تفریح کے لیے ملاحظہ ہون۔

(۱) سُنتے ہین کہ تنخواہ کی ہے اوٹ پہاڑ
(تل کی اوٹ)

(۲) میرے دل کے تو اُڑ گئے طوطے۔
(ہاتھون کے)

(۳) اٹی کسک گئی مرے جوتے کے نیچے سے
(پاؤن کے نیچے سے زمین)

(۴) عمامہ بقدار علم (شملہ)

باقی حضرت طپش مارہروی نے جو مستفسر صاحب کے شبہہ پر طپش کھا کر ظرافت ٹٹولی ہے اون کی تسکین کے لیے صرف اسی قدر کہدینا کافی ہے کہ اخبار اودھ پنچ مین یہ بھی ظرافت ہے کہ حضرت داغ ایسے شاعر کے شعر کو اہل زبان سُنتے ہی بے ساختہ ہنس پڑتے اور دوسرون کی فضیحت کو اپنے لیے نصیحت سمجھتے ہین۔

راقم
ناتواہر اہلکم۔ ا زم۔ ک

بسم اللہ بسم اللہ آیئے تشریف لائیے

مولانا پنچ۔ لیجیے قانون اور سہ کلر ورنیکیولر ڈکشنری کتابین رسالے۔ نسخے تمیم

ہوتے ہوتے قواعد سابقہ اور ضوابط ماضیہ بھی ہٹ پلیتی کے نیچے آگئے۔ کہتے کو تو جس کا دل چاہے وہ گائے۔ مگر انجناب اس قدر خوش ہین کہ قاضی جی بھی نہ ہونگے۔ وہ روزہ شوقین کی دلگی نہ ہی اچھا ہوا۔ خس کم جہان پاک۔ ستیلا نکلی اور "منیٹی" ایک کبوتر باز فرماتا ہے (قربات روت) اور پھر ارشاد کرتا ہے (آؤ بھائی آؤ) واللہ کیون نہ ہو سینکڑون بھیجے اور چہ بندم خورسندم۔

مبارک مبارک سلامت سلامت
ذرا ہاتھ ملائیے۔ اجی انکے کیا کہنے صادق الوعد صادق القول۔

ماسے خواہیم ننگ و نام را

اللہ مالک محمد والی۔ آمدم بر سر مطلب۔ ہمارے شہری لبری بندے۔ مولوی اور رئیس ایسے تو بہ ملا۔ صیغہ نکاح مرحومہ مین یون تداخل جاری فرماتے ہین۔

انکحت بہ بسم اللہ۔ وزوجت بہ بسم اللہ وترحمت بہ بسم اللہ۔ وتوکلت بہ بسم اللہ۔ وتقربت بہ بسم اللہ۔ وتخللت بہ بسم اللہ۔ لدلوک الشمس علی المہر السابقہ برجوع الحال المعلوم قبلت بہ بسم اللہ۔ وعملت بہ بسم اللہ وقبضیت بہ بسم اللہ۔ وطابت بہ بسم اللہ ورجعت [illegible] وطلبت [illegible] وصبت [illegible] وعدت بعا بعد الترک الشمس الیازغۃ العاملۃ البالغۃ الکاظمہ بابو القلب المفتون المحزون المجنون من العقل العاطلہ علی الشہادت الشاہد الصادق و القاصد [illegible] القاسم [illegible] لا متنزلزل لا متخلل من ثابت [illegible] موجود تو مستعد لا باک من اللسان التمام ولا باس من طغیان الکلام علی الصدق المعلوم۔

زیادہ کون بکے یونہین پوری [illegible] کو مقلوب کل سمجھ لیجیے۔ مولویت کی قلیا تمام آگئے آیت دالسلام

راقم۔ طلاق رجعی۔

رات دن کی تقسیم

کیوبا آج کل آزادی کی بدولت ہسپانیہ اور امریکہ کے خطوط نگاہ کا نقطہ تقاطع بن رہا ہے اسکی وجہ بھی کچھ نہ تھی سیاسی مین آئی - یہ امریکہ کی طرفداری - ہسپانیہ کے مظالم - کیوبا والون کی بغاوت سب کہنے کی باتین ہین ہے اصل آزادی یا نیچرل آزادی کی بدولت یہ گرماگرمی ہو رہی ہے - یعنی وہان کے لوگون نے مردون عورتون مین ۲۴ گھنٹے کا دن بنصف انصاف کے اصول پر آدھا آدھا تقسیم کر لیا ہے - بنتے دن بھر تو روشنی مین مرد باہر نکلتے کام کاج کرتے ہین اور رات کو وہ بیچارے ڈربے ڈربے - خانے خانے گھرون مین بند کر دیے جاتے ہین - اور ساتھ عورتین اندھیرے اُجالے باہر نکلتی - دُنیا کا کام دھندا کرتی ہین - اگر کوئی کمبخت کا مارا کل بلا کر گھر کے باہر نکل پڑا تو پکڑ کر اسی طرح ڈربے مین ٹھونس دیا جاتا ہے جس طرح کبوتر کابک مین - اور سچ پوچھو تو گھرداری کے لیے

یہ سمجھو تو خلافِ نیچر بھی نہیں - کیا سبب کہ ہم آئے دن اکثر جانورون مین دیکھتے ہین کہ جب نر باہر جاتا ہے تو مادہ - اور جب مادہ جاتی ہے تو نر انڈے بچے لیے آشیانے یا بھٹ مین گوشہ گزین شد مانند - پھر بھلا ایسی نیچرل تقسیم پر کون حرف - کہہ سکتا ہے -

پرنس بسمارک چل بسے

معلوم ہوتا ہے دُنیا مین اب بانئ عقلمندون کی ضرورت نہ رہی - یا انکی بدولت یہان زیادہ فسادات کا اندیشہ تھا اسی مارے سب ایک ایک کرکے بُلا لیے گئے - یون تو سر سید - گلیڈسٹن - بسمارک کی جب آمرفیین ہوتی ہونگی تو بہت سے لوگون کے مُنہ مین پانی بھر آتا ہوگا - کہ ہاے ہم ہی لک سر سید کیون نہ ہوئے - گلیڈسٹن کیون نہ قرار پائے - بسمارک کیون نہ کہلائے - لیکن آج کل کی طلبی اور قدردانی عالم بالا دیکھکر تو اپنی اسی بدقسمتی پر نہایت درجہ شکر گزار ہونگے - کہ خوب شد بیل نبود - بسمارک نے مدتون یورپ بھر کو انگلیون پر نچایا تھا مگر واہ ری اجل - ہم تو تیری دمنداری کے قائل ہین -

اعادہ تاریخی

حضور پرنس آف ویلس کے دشمنون کی جینی مین چوٹ آئی - ڈاکٹر کہتے ہین لنگ اب نہ جائے گا - صدمہ تو ہمارے دل کو بھی سخت ہوا - مگر گھٹنے کی چوٹ مشہور ہے - ہم بھی سمجھین گے ہندوستان مین سلطنت تیموریہ نے عود کیا -

بڑی بُردباری

علی گڑھ والون نے نہ صرف اُن مخالفین گورنمنٹ ہند و تحمل کیا جو کم ہمتی یا بدباطنی سے قوم و ملت کے ساتھ اولوالعزمی کا ہیون کی خدمت انجام دیتے یا پیشگوئی کرتے تھے کہ نہ تو قرضدار مدرسۃ العلوم کی لٹیٹی دستار سنبھلے گی اور نہ دس لاکھ جمع ہو کر دار العلوم قائم ہو سکے گا - بلکہ اپنے بھی خواہون - خیر طلبون کو بھی منتبہ کر دیا - کہ ہان علی گڑھ مدرسہ پارٹی بھی کچھ ہے اور بہت کچھ ہے -

ابھی علی گڑھ کے جلسے مین ۴۸ ہزار کے چندے کی صدائین گونج ہی رہی تھین کہ دوسرا اگن گرج فردہ پہونچا کہ نواب صاحب بہادر رامپور نے پچاس ہزار چندہ دیا - اور ایک سو ماہانہ امداد مین اضافہ کیا -

لے یارو ٹکی ٹوپیان آسمان پر اُچھالو کوٹ کے بٹن کھول ڈالو - ناچو - کودو - اچھلو اور نعرہ ہاے خوشی ایسے بلند کرو کہ ہندوستان کی اسلامی ریاستون سے بھی صداے بازگشت بلند ہو جاے -

مولوی سمیع اللہ خان - خواجہ محمد یوسف وغیرہ کی پارٹی سے بھی ایسی اصل صفائی ہو گئی کہ رامپور کے ڈیپوٹیشن مین آپ بھی خوشی شریک تھے - یون تو وہ لوگ جو مسلمانون کی پھوٹ دیکھ کر خوش تھے مین بھین ہو گئے مگر اصل یہ ہے کہ آج ان حضرات نے بھی بڑا کام کیا - اور وہی کیا جو ان کو لازم اور مناسب تھا -

یہ سامان دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ غبارے مین ہوا بھری - اور اب یہ چلا دور کو -

ہمارے ندوۃ العلما صاحب عمامہ مقدس سنبھال - منہ کھول کر ملاحظہ فرمائین - کام کرنے والے اسطرح دُنیا مین تماشا دکھانے والے ایسے ہوتے ہین -

اُردو ناگری

جناب اودھ پنچ صاحب۔

مین نے سُنا ہے کہ میر سید علی صاحب بلگرامی نے یہ راے ظاہر فرمائی ہے کہ ناگری حروف فارسی حروف پر ترجیح رکھتے ہین اور مسلمانون مین کمی تعلیم کا باعث یہی ہے کہ فارسی حروف جاری ہین۔

میر سید علی صاحب بڑے عالم شخص مشہور ہین بہت سی زبانین جانتے ہین بڑے عالم ہونے کا کبھی کبھی یہ نتیجہ بھی ہوتا ہے کہ اونکی ساری قوم طوطے بلبل کی بولی اور منہ سے بولین عنقا کی بولی۔ یہ نہ ہو تو عالم ہونے کا ثبوت ہی کیا ہوا۔

جناب ممدوح کی راے پر مین کچھ اور اضافہ کیا چاہتا ہون۔ مسلمانون مین علما کی کمی اس سبب سے ہے کہ بہت پڑھنے کی شرط لگائی گئی ہے۔ صرف پڑھو نحو پڑھو۔ منطق پڑھو۔ معانی پڑھو۔ بدیع پڑھو۔ فقہ پڑھو۔ حدیث پڑھو تفسیر پڑھو تاریخین پڑھو۔ ادب جانو تب عالم کہلاؤ وہ بھی بشرط حسن عمل۔

مذہبی کورس جو پاٹ شالون مین مقرر ہے کیون نہ کافی سمجھا جاے۔ جیسا جیسا چھپیا ستائیسا اس مین کیا کچھ کم برکتین ہین۔ اگر کچھ کسر رہ جاے تو ملک محمد جائسی کی پدماوت یاد کرا دی جاے الہیات پر پورا عبور ہو جاے۔

لغت دانی کے لیے یہ کیا جاے کہ بتا دیا جاے کہ مٹی کو فارسی مین یہ کہتے ہین۔ سنسکرت مین یہ کہتے ہین جرمن مین یہ کہتے ہین۔ انگریزی مین یہ کہتے ہین۔ بآسانی زیادہ علما پیدا ہو جائین۔

راقم
ا۔ح

داغ اور ہیرا

قانون پانکہ۔ از م ک۔ سنیے

ماشاء اللہ خوب مضمون لکھا ہے۔ اُنھون نے جو محاورات تصنیف کیے ہین وہ اُن لوگون کے لیے سبق ہین جو محاورات کے استحکام اور اون کی نزاکت سے آگاہ ہونا چاہین۔

اس سلسلہ مین بعض ضروری باتون کے عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہون

حضرت داغ کے اُستاد ہونے مین شک نہین۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم لوگ اپنے شعرا اور اہل کمال کی قدر نہین کرتے یا اُن کا ادب اور اُن کی عزت نہین کرتے

یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی اُستاد کے کلام پر اعتراض کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ معترض کے نزدیک وہ اُستاد نہ رہا کون ایسا اُستاد گزرا ہے جس کے کسی ایک شعر پر بھی اعتراض نہ ہوا ہو۔ لیکن اس سے کیا اُنکی اُستادی جاتی رہی ہرگز نہین۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اشعار پر اعتراض کر دینا بہت سہل ہے خصوصاً جبکہ صحت الفاظ و ترکیب نحوی کو چھوڑ کر بلحاظ معنی و مفہوم کے شعر پر نظر کی جائے ہر شخص کا مذاق و طرز خیال جدا گانہ ہے شاعر کا خیال آخر ایک رُخ رکھتا ہے معانی کے پہلو اس قدر زیادہ ہوتے ہین کہ انکا حصر دشوار ہے۔ یہ بات اس سبب سے پیدا ہوتی ہے کہ عموماً مجازی معنی الفاظ کے لیے جاتے ہین۔

پس ہم حضرت داغ کا اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے ملک اور زبان کے ایک نامور اور نہایت ذہین شاعر ہین نہایت ادب کرتے ہین۔ لیکن ہم دیکھتے ہین

کہ حضرت نے اپنی اُستادی کو مدت سے
ملتوی کر رکھا ہے۔

حسن زبان اور حسن خیال دونون
کے امتزاج سے عمدہ شعر پیدا ہوتے ہین
اُنھون نے حُسن زبان کی دُھن مین حسن
خیال سے بہت کچھ قطع نظر کی ہے۔ اور
حُسن زبان کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ غالباً
زبان ہی رنگینی ہے حسن جاتا رہا ہے۔

اسی پر اودھ پنچ کے ایک نامہ نگار
نے یہ مقطع کہا ہے۔

جناب داغ سے نسبت ہے کیا مجھے ...

مین بات کہتا ہون اردو زبان کہتے ہین
(مصنف کا جو کچھ مطلب ہو ہم تو یہی سمجھتے ہین
کہ زبان ہی زبان ہوتی ہے۔ کوئی بات
نہین ہوتی)۔

حضرت داغ کی طرف سے بہت کچھ
معذرت ہو سکتی ہے کہ ہمارا مخاطب اسی
طرز سخن پر پھڑک جاتا ہے۔ ہم کیون نہ اُسی
رنگ کو شوخ کرین۔ لیکن معترض کی تسکین
کو یہ جواب کافی نہین۔

یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ ردیفون کا
چمکنا اور نہایت بے تکلف طور پر اونسے
معانی کا پیدا ہونا اور اون کا بامحاورہ
ہونا مقبولیت شعر مین نہایت درجہ کو موثر
ہے۔ لیکن درحقیقت ردیفون ہی کو چمکا کر
داد لینا اور اُسی پر قناعت کرنا اور زبان ہی
کے ٹکڑون پر بسر اوقات کرنا دلیل اس بات
کی ہے کہ شاعر عمدہ خیالات اور بلند مضامین
پیدا کرنے سے عاجز ہے۔ وہ دلون کو بے چین
نہین کر سکتا۔ اُن کو سرپری تعجب مین محو
کیا چاہتا ہے۔ وہ چمن نہین کھلا سکتا
آتشبازی چھوڑتا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ یہ
بھی ایک رنگ ہے اور اس رنگ کا کامل
بھی لقب اُستادی کا مستحق ہے۔ لیکن شرط

یہ ہے کہ خیالات رکیک اور نیچرل واقعات
کے خلاف نہ ہون اور زبان فصیح اور پاکیزہ
اور بامحاورہ ہو۔

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم صرف حُسن
خیال یا خیالات مفیدہ کے طرفدار ہین
ہرگز نہین۔ شاعری۔ کالج یا مدرسہ کا سبق
نہین ہے۔ دُنیا آنکھون کے سامنے
ہو۔ نازک اور بے چین دل پہلو مین ہو
لطیف اور رنگین خیالات ہون۔ طرز
بیان دلکش ہو۔ یہ باتین شاعری کی ہین
ہمارے مولانا حالی صاحب بھی
کسی زمانہ مین اچھے شاعر تھے۔ لیکن
حضرت نے اب حُسن خیال کی دُھن مین
حُسن زبان سے قطع نظر کی ہے۔ اور
حُسن خیال کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ حسن
جاتا رہا۔ خیال ہی خیال رہ گیا ہے۔

مین جانتا ہون کہ مین نے جو
کچھ عرض کیا ہے نہایت مجمل ہے۔ مثالون
سے اثبات و توضیح چاہیے۔ انشاء اللہ آیندہ
کی کوشش کرونگا۔

راقم
ا۔ ح

خون عصمت

ہم جہان تنگ کو وحشت سرا کہتے کو ہین
آپ کو اُچھلی ہے وحشت آپ کیا کہنے کو ہین
وحشیونکی طرح نیکون کو بُرا کہنے کو ہین
رنگ لایا کون۔ کس کو نا سزا کہنے کو ہین
رنگ دیکر کسکے خون کا ماجرا کہنے کو ہین
بیگناہی کب کسی کا خون رکھتی ہے روا
بیگنہ کُشتن واقعی ہے سرگروہ اشقیا
ہے یہ خون کیا جانئے کسکی آبرو کا خونبہا
پردہ رنگین مین پوشیدہ ہے خون کا ماجرا
آپ کے مضمون کو ہم تیر قضا کہنے کو ہین
آپ ناواقف ہین شاید عشق کے عیار سے
اسنے چالین سیکھی ہین کیا کیا خرام یار سے
ڈھک لیا ہے پردہ اسنے زخم دامن دار سے
پوچھیے سچ سچ زبان خنجر خونخوار سے
کون ہے روپوش کسکو برملا کہنے کو ہین
چھپ گیا قاتل کا پردہ غیر کیون ہین متہم
کسکی شمشیر دو دم ہے ہو حضرت کسکو دم
صورت عورت بیان ہے پردہ مین سر ستم
پردہ داری تاکجا مین پردہ در ہے ہو کے ہم
برملا رو دادِ راز و رخلا کہنے کو ہین
تیغ نے لین ہچکیان جتنی دہائی مین بھر
گو غلاف کا نہی سے ڈھک لیا زخم جگر
خون کے چھاپے ہوئے تنجزن گون دیوار و در
پردہ کی ماں تیغ کیا دیتے ہو تم کوزی مین سر
خون ٹپکتا دیکھ کے خود مرا آپ کیا کہنے کو ہین
کس لب تعزیہ لاکھے کی طرح خون جم رہا
خون کا غم لکھا کر پردہ مین کوئی بے غم رہا
تھمتین چشمہ کی طرح جاری ہین گو خون تھم رہا
مند مین اس بد بلا کا گر یہی عالم رہا
کہہ کر کو رانہ مردود کہ بلا کہنے کو ہین
بیگنہ ہون پر روا رکھا ستم! اسلام حیف
آپ نے اسلام کے سر رکھدیا الزام حیف
تمنے کب دیکھا ہے اسکا جوہر صمصام حیف
نیکنام دو جہان کو کرتے ہو بدنام حیف
انبیا اس دین کو دین خدا کہنے کو ہین
ظلم ڈھائے پیرزان پر کب یہ ہے مہمانکی ریت
پیٹ نکلی نا تھا یہ عقل کی بالوکی بھیت
گُشتہ عصمت گیا اس آخری بازی کو جیت
تار ہی بے تار پھر کیون بے سُرے گاتی ہو گیت
ساز ناساز سخن کو نا سزا کہنے کو ہین
آبرو کا خون ناحق کر دیا بن کر یزید
کیون نہ ہو مقتول کی مانند قاتل ناپدید
عید کے بدلے مین تھی اس پردہ کے گو ٹکی عید

آگے بڑھے چلو

ہو گئے دُنیا مین لاکھون اشقیا ایسے شہید
داستان خون کو بھی ہم اشتیاق کُنے کہین
آپ سمجھے اور سچ ہو اور تھی کچھ روداد
پردۂ ناموس کسکا ہے اُڑی باد فساد
آلۂ خون ریزیت ہوتی ہے خون کسکی مراد
ہم رہا تھا نیر پردہ کس سے رنگ اتحاد
جو سکو اس خون سے ہم دزد حنا کہتے ہین
ہو رہا ہے کلک توسن آپکی مہمیز سے
ہے مگر بیجا سُراغ قاتل خونریز سے
چونک اُٹھے آپ تو اس خون شور انگیز سے
کون لے گا پر دیت قاتل کی تیغ تیز سے
آشنائے خون کو ہم ناآشنا کہتے کو ہین
اس تہا بہارت کی ہو گئی کیونکہ بہارت اجواد
غمزۂ ہندا ہی گردن زن کمان اسکی نیاد
رہزنون کا راہبر ہے کیون نہو قتال راہ
تھک مسافر ہو تو کیون مارا نہ جائے داد
ہم تو ایسی . . . کو ٹھگ بد پا کہتے کو ہین
موج خون کسطرح کیون خونک لیے ہے پیچ و تاب
کون ہے خونریز کسپر آپ کرتے ہین عتاب
جسمین حق کا رنگ جھلکے ہو وہی سطح پر آب
آپ کے جو منہ مین آیا کہہ دیا یون ہی جناب
اور غضب یہ ہے کہ پھر صلے علی کہنے کو ہین

دیکھیے انصاف سے کیا نظم ہے یہ باشرف
قابل صلے علی ہے حسن نظم بے تکلف
کر دیا کیون سبکے باطل استی کا حق تلف
آپ کی تحریر اور صلے علی کی منقبت
ہم تو حضرت آپسے لاحول اور ولا کہتے ہین

— راقم
کلیم

مزیدار نویدین

سُنیے صاحب - آپ کی شادی ہو - برات ہو - عقد ہو - مناکحت ہو - کتخدائی ہو - گنٹھ بندھن ہو - دولھا بنیے - دُلھن لائیے - نوشاہ بنیے - عروس پائیے - لال لال کپڑے پہنیے - لال جوڑا لائیے - غرضکہ تصنع خوشیان ہمین ہوتی ہین - باچھین ہماری کھلی جاتی ہین - تو وجہ کیا - امیر غریب - رئیس سئیس - نائی دھوبی - تیلی تنبولی - کنجڑے قصائی - ونیے جولاہے علیٰ ہذا - اپنے غیرے - نتھو خیرے - سب سے قدیم برادرانہ - کل سے پرانہ دوستانہ - شادی کسی کی ہو - سلامتی سے انجناب کے پاس نوید ضرور آئے گی - جب دیکھیے نائی سُرخ لفافے - کاغذ لیے دروازے پر موجود - کنڈی کھڑکا رہا ہے - ارے کون؟ حجور حجام - ہشت کیا بکتا ہے - حجام ہون گے تیرے باپ دادے - یا وہ جنہون نے تجھے یہان بھیجا ہے - ہم تو اچھے خاصے خاندانی - نخالص شیخ - سید - مغل - پٹھان ہین - اچھا لا - کیا لایا ہے - نیوتہ ہے حجور - نوید ہاتھ مین لیتے ہی سارا غصہ دور - سب رنج ملال کافور - دو فقرے پڑھے نہین کہ ہنستے ہنستے پیٹ مین بل کھل کھلاتے کھل کھلاتے بدن مین بل چل - اوہو ہو - اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی

عربی فارسی - اُردو - نثر نظم - سب کی قلیا قورمہ کیا مٹھے کباب کوفتہ تک تمام - اور براتی گراتی کی حاضری - دکھانے کے نذر کسی کو دن بھر دُم ہو یہ ٹھوڑون - دیہاتی ٹٹوانیون ٹھرمل فنسون - اڑیل ٹٹوون پر لدے لدے پھرنے - دھوپ مین سوکھنے - لون مین جلنے کے بعد گرد سے کچھ کم نہ - دو چار نکلتے نیوتہ دینے پر محفل مجلس - رقص سرود ناچ مجرے - نقالی - قوالی - جلسے - تماشے ہوائی آتشبازی کے خطوط نصیب ہوتے ہونگے - یہان حضور انجناب اپنے دفتر ظرافت کاشانے مین چین سے میز پر بیٹھے آرام کرسی پر براجے پشتکیہ حقہ دہن مُنہ حُقے کو منہ سے لگائے - نت نئی نئی نویدین کی رسید آئے دن تازی تازہ اسے بھائیون کے ملاحظات مفت - بیدم دم - دُنیا کی ہزارون محفلون شادیون - برات کے لطف - ناچ رنگ - جلسون تماشون کے مزے اُڑایا کرتے ہین ع

طائفہ بھانڈ لٹکا - رقص سرود و مجرا
گھر مین سب کچھ ہمین موجود ہے شادی کسی

کے ہان اب آپ کو بھی مع صاحبزادون نیوتہ دیا جاتا ہے کہ ہنسی خوشی شریک برادری ہو کر شُستہ نمونہ از خروارے - بالفعل صرف دو عدد مزیدار نویدین قبول فرمائیے اور ان کے راقم مکلف - داعی مستدعی کو داد دولھا - دُلہن - سسرے - سسرانی کو مبارکباد دیجیے - لیکن یہ یاد رکھیے کہ اگر کاغذ کی اجرت حرفون کی سُنہریت - کتابت کی پریشانی چھاپے کی خرابی کے باعث کسی نوید کے پڑھنے مین آنکھون کو کچھ دقت - دماغ کو کلفت ہو تو فی الفور اینٹ کی عینک چڑھا لیجیے گا - ورنہ بعد کو انجناب ذمہ دار نہ ہونگے - اگر خدانخواستہ آپ کو میرے کے سُرمے کی ضرورت پیش آئے - اچھا اب

نویدین ملاحظہ کیجیے۔ مگر زرہ اسپٹ پکڑ لیجیے گا
ایسا نہ ہو بل پڑ جاے۔

نوید منثور

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علے رسولہ الکریم والہ الطاہرین و
اصحابہ اجمعین - امابعد بخدمات محبان صمیم الولاد
و دوستان صادق الوفا دور و نزدیک یگانگان
و شرفا و دودمان دست بستہ گزارش است
کہ درین روزگار صحبت آثار کہ گل و بلبل
ہم آغوش و سرو و صنوبر دوش بردوش خم و
خمخانہ از بادۂ عشرت لبریز و شیشہ و پیمانہ
باہم محبت آمیز و پروانہ بہ شمع شیدائے عشق
سرو سہی از قمری ہوا - لعل و گہر اجار ریگ
و پنج بھر د ماہ را منزل در یک برج - چمن از
گلہاے رنگا رنگ رشک بال طاؤس
انجمن را زیب و زینت سراپا گوش و گردن
عروس - ؎

کند آئینہ داری ماہ امشب
شود مسند نشین نوشاہ امشب

یعنے بست و ششم دہم ماہ خریف ۱۵۴۲ھ
یوم شش شنبہ جلسۂ مسرت و انبساط و
و شب بست و دوم آں دہم عقد مناکحت
برخوردار شیخ لخت جگر سلمہ با دختر نیک اختر
شیخ برادر صاحب حقیقی و عقد مناکحت
برخوردار شیخ نور الابصار مدعمرہ با صبیہ
احقر یعنے شیخ موقر و عقد مناکحت
صبیہ شیخ شیخا با پسر شیخ المشائخ صاحب
ساکن موضع مذار دمقرر است ترصد کہ
بتاریخ و یوم و وقت معینہ بہ غریب خانہ
تشریف شریف ارزانی فرمودہ دامی بار
بندہ شیخ الشیوخ بلکہ شیخ الشیخان را مرہون
منت بے پایان فرمایند ؎

گر ترا گزرے بر مقام ما افتد
ہماے اوج سعادت بدام ما افتد

نوید منظوم

بعد حمد خدا و نعت نبی
ہے جو میرے عزیز کی شادی
آنکھیں پُر نور ہونگی دل مسرور
لائیں تشریف آپ لوگ ضرور
ہے یہ ایام نیک و مستحسن
ہے محرم کا ماہ بہتر سن
ایسے ماہ سعید میں اے دل
ہوگی ترتیب عیش کی محفل
بست و پنجم کی شب کو محفل ہے
عیش کامل ہے عیش کامل ہے
وہ جو اُن کا ہے ایک لخت جگر
خاص نور نظر ہے نور نظر
لڑکا اک اور ہے جو خوش اسلوب
وہ بھی لخت جگر ہے شکل ہے خوب
شب مذکور میں ہے خوش تقدیر
دونوں کا ہوگا جلسۂ تطہیر
ختم ہو جائے گی جو لطف کی رات
سولھویں ماہ کو سجے گی برات
یاد رکھیے بھی اب برات کا روز
پنجشنبہ کا دن ہے دل افروز
جائیں گے لوگ عیش و عشرت سے
در دولت پہ شیخ حکمت کے
رونق افروز ہونگے اہل برات
ہوگی نور فزا برات کی رات
پُر ضیا ہوگی اس طرح سے رات
چودھوین شب کو بھی کریگی مات
گھر تو پُر نور ہوگی بزم طرب
ہوگا عقد مناکحت اوس شب
نو بجے شب کو اک مہر تابان
ہوگی بزم نشاط میں رقصان
عیش و عشرت سے ہوگی رات بسر
لطف حاصل رہے گا تا بہ سحر
پھر وہان سے جو رخصتی ہوگی
جمعہ کے روز واپسی ہوگی
سہ پہر کو عروس رشک حور
آئے گی معہ تجھے کے شادی پور
ملتجی ہے یہ بندۂ مقصور
لا کے تشریف کیجیے مشکور
بطفیل نبیؐ و آل نبیؐ
رہے ہر دم تجھے بنی میں بنی
اہا ہا ہا - خوب بنی - اچھی بنی - ۶ -
رہے ہر دم تجھے بنی میں بنی
آمین - آمین آمین

راقم
ایک گھراتی - ظریف ہند

قتیل عشق

(مصنفہ منشی محمد امتیاز علی صاحب سحر)

یہ ایک نیا اچھوتا ناول ہے - ہمارے
مہربان مصنف نے ہندو خاندان کا ایک
نہایت پُر اثر - درد انگیز قصہ سلیس اور دل پسند
زبان میں تحریر کرکے ایک جوان بیوہ کے
مصائب اور عاشقان فاسق و صادق
کے کارنامے پیش نظر ناظرین کیے ہیں

بعض بعض سین اور کیرکٹر تو ایسے رکھے
ہین کہ اون مین ڈراما کا لطف آتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ جشو وز و دایہ جو آج کل
بعض اردو فسانہ نگارون کی وضع پر
اس مین بالکل نہین۔ قیمت ۸ سکندرآباد
ضلع بلندشہر۔ باغ نظام علی۔ کوٹھی نعیمیہ
کے پتے سے طلب کرنے پر مل سکتا ہے۔

کہان راجہ بھوج کہان گنگوا تیلی

ایک شخص کی دو دو معار بہنیں
مرگئیں۔ بیچارے غم مین تھے۔ چالیس پچاس
کا مال گیا۔ ایک گاؤدی بھیا کے یار دا
تشریف لائے۔ کہنے لگے بھائی رنج نہ کرو
ہم کو تم کو دونون کو کاٹے دمن سے لینا
ہماری کالی ہانڈی بھی آج ٹوٹ گئی۔
یہی حال ہمارے معمر اقوام کا
تپر کا ہے۔ کہتے ہین پونا مین مسٹر رانڈ
مارے گئے۔ اوسی طاعون کے جھگڑے
مین ہاسپٹل اسسٹنٹ اور مسٹر راجی
وکیل بھی نذر اجل ہوئے۔ مگر رانڈ کے
قاتل کی تلاش کے واسطے بیس ہزار کا
انعام مقرر ہوا۔ اور ان دونون کے قاتلون
کے واسطے کوئی خاص انعام نہین ہوا
علاوہ اسکے رانڈ کی بیوہ کے ساتھ سرکار نے
بڑی فیاضی کی۔ حالانکہ ڈاکٹر کی بیوہ کو
لاچار ہونا پڑا اور اس سے کچھ ہی زیادہ
وکیل کی بیوہ کے واسطے کلکٹر ناسک نے
سفارش کی۔ اور مسٹر گوسیندر کو گورنر جسمانی
اور نقصانات اسباب کے معاوضے مین
اٹھارہ سو کی رقم عطا ہوئی۔
داد داد۔ چہ خوش درخشندہ!
کہین سب وہان ہائمیس پنسیری ملتے ہین
ایک بادشاہ اور مزدور ابھی یکسان
جاندار ہین۔ مگر ایک کی جان جانے سے
دنیا مین جو نتائج پیدا ہوتے ہین وہ
دوسرے کے مرنے سے کرورہا درجہ
اہم ہوتے ہین۔ پس ابھی پر قیاس کیا لو کہ
ایاز قدر خود بشناس پر کاربند ہو۔ اور بیڈ کی
کو نہ کام نہ ہونے دو۔

نیچر کی کھلی بازی

نیچر مین اگر زندہ دلی نہ ہوتی تو پھر
زندگی بھی کسی چیز مین نہ ہوتی۔ کیا سبب کہ
زندگی زندہ دلی کا ہے نام
اسی وجہ سے کبھی کبھی اوسکی دل لگی بھی ہماری
تفریح کا باعث ہوجاتی ہے۔ چنانچہ حال
مین سنا گیا کپورتھلہ مین ایک خچر بی نے
بچہ جنا۔ حالانکہ یہ مخلوط النسل جانور صرف
ایک ہی پشت چلتا ہے۔ خچر کے بچہ نہین
ہوتا۔ اب وہان پنڈت لوگ پتا شر کے
ورق الٹ رہے ہین کہ دیکھین خرق عادت
کیا نتیجہ پیدا کرے گا۔ مگر ہمارے نزدیک تو
یار دخواہ مخواہ کی وحشت ہے۔ ڈاکٹر رنج کا
تو قول ہے کہ دو پاؤن اور بے دم سر کے
گدھون۔ گھوڑون کے میل سے جو خچر پیدا
ہوتے ہین جب اونمین باہم تناسل کا سلسلہ
نہین ٹوٹتا بلکہ خاص کر وہی جوون کے جوول
زیادہ ہوجاتے ہین تو ان چار پایون نے
کیا گناہ کیا۔ ہان یہ ہوتا ہوگا کہ ان معمولی
تجربون مین حرارت اور قریبت کا وہ تناسب
قائم رہتا ہوگا جو موجب تناسل ہوا
کپورتھلہ والی جوڑی مین یہ تناسب باقی
رہا ہوگا۔ پھر کیون نہ بچہ منہنا کرتا نکلے۔
ابھی نکلے اور بیچ کھیت نکلے۔ بلکہ کیا عجب
جس طرح شراب دوآتشہ ہوکر تیز ہوجاتی
ہے اوسی طرح یہ دو خچرا بھی بلا کا تیز کام ہو

لوکل علیہ الرحمۃ

بارش ہوتی ہے۔ گھاس اوگتی ہے
حشرات الارض پیدا ہوتے ہین۔ گرمیون مین
مینڈک تان لگاتے ہین۔ جھولون پر شوقین
ملار مین گاتے ہین۔ صحن مین بوندا باندی ہے
غربا کے دالانون مین ٹپکا لگا ہے۔ انکے پاؤن
کے پاؤن لنگ مین جسکو دیکھو ایک پاؤن
اوٹھائے کھڑا ہے۔ گویا کتا پیشاب کر رہا ہے
اگرچہ آمون۔ بھٹون وغیرہ کی کثرت
ہوئی مگر شکر ہے آب ہوا ابھی تک اچھی ہے
کسی وبا کی شکایت پیدا نہین ہوئی ہے۔
کئی روز ہوئے کلن کی لاٹ کے
قریب ایک چھپر بند کی چھوکری کو ایک سیار
لے بھاگا۔ بھیڑیے بھیڑیے کا غل ہوا۔ مگر شکر کہ
منہ سے چھوٹ گری صرف دو ایک دانت
لگے اور باقی خیریت گزری۔ سنا گیا ہر کئی بند تو سو
مولوی ہدایت رسول جو تکرار آنے ہین۔ اور اگر یہ ہو تو خوائی
کا زمانہ ہے مگر لوگ ایسے مولوی سے جو خفا تقیت
سرکار کے جرم مین سزا پا چکا ہے مولود پڑھوانا تک
نامناسب سمجھتے ہین۔ سچ ہے ۔ ۵
شیخ صاحب زمانہ نازک ہے
دونون ہاتھون سے تھامیے دستار

ہمکو بچا

خوف قضا سے۔ خوف وبا ۔ خوف دوا سے ہمکو بچا
ایسی دوا ۔ ایسی وبا ۔ ایسی قضا سے ۔ ہمکو بچا
جور بتان سے سوز نہان سے دہر گمان سے ہمکو بچا
بار گران سے خستہ مکان سے شور فغان سے ۔ ہمکو بچا
ظلم و ستم سے حسرت غم سے ۔ اِن تو ام سے ۔ ہمکو بچا
فکر و الم سے ۔ دیدۂ نم سے ۔ اِن پیہم سے ۔ ہمکو بچا
گردش سر سے ۔ دیدۂ تر سے ۔ درد جگر سے ۔ ہمکو بچا
ترچھی نظر سے پتلی کمر سے عشق کے شر سے ہمکو بچا
دشت وجبل سے خواب اجل سے ۔ اہل دغل سے ہمکو بچا
پنجۂ شل سے سست عمل سے سست نزل سے ۔ ہمکو بچا
چرخ کہن سے عہد شکن سے ۔ اہل محن سے ۔ ہمکو بچا
اہل مین سے ۔ اہل تمن سے ۔ اہل طن سے کیا پروا

چاشنی

تیغ برین سے بانی کین سے گوشہ نشین سے ۔ ہمکو بچا
زہرہ جبین سے ماہ مبین سے طفل حسین سے کیا پروا
کرب و بلا سے ۔ آہ و بکا سے جرم و خطا سے ہمکو بچا
باد صبا سے ۔ زلف دوتا سے ۔ زلف رسا سے کیا پروا
فتنہ و شر سے ۔ مکر بشر سے ۔ خواہش زر سے ۔ ہمکو بچا
رشک قمر سے ۔ پتلی کمر سے سیمین بر سے ۔ کیا پروا
گرم فغان سے باد خزان سے ۔ سوختہ جان سے ۔ ہمکو بچا
حسن بیان سے ۔ طبع روان سے سیف زبان سے ۔ کیا پروا
بانی شر سے ۔ جا سے خطر سے خستہ جگر سے ۔ ہمکو بچا
اہل نظر سے اہل بصر سے ۔ اہل ہنر سے ۔ کیا پروا
اہل الم سے اہل ستم سے ۔ اہل درم سے ۔ ہمکو بچا
اہل صنم سے ۔ اہل کرم سے ۔ اہل قلم سے ۔ کیا پروا

راقم
ش ۔ ع ۔ از سیکر ۔ ضلع بلیا

پھبتی

جو تصویر پنچ کے پچھلے پرچے مین مسٹر بک کی مستعدی اور کالج کی ترقی کی نسبت چھپی ہے اوس کا مطلب کیا ہے کہ گھوڑا مسٹر بک کی قائم مقامی کرتا ہے اور انسانی تصویر جو اوس پر ہے ۔ وہ سید صاحب کی روح ہے ۔ کوئی کہیگا کہ سید صاحب کی روح کا یورپ مین نقشہ کیسا ۔ بھائیو انصاف کرو ۔ سید نے کیا کچھ نہین کیا ۔ اور کہا ۔ کیا کالا پن بدستور رہے ۔ کیا مرنے کے بعد بھی روح مین صفائی اور تاب نہ آئے ۔

راقم
ا ۔ ح

پھڑکتا ہوا خط

لائق فرزند کی طرف سے باپ کے نام

مائی ڈیر فادر ۔ گڈ ایوننگ ۔ مدت سے اپلیکیشن (عرائض) کے روانہ آپ کی جانب سے مسدود ہو گئے ہین ۔ اس کی کیا وجہ ہے ۔ مین نے سُنا ہے کہ آجکل آپ والدہ سے بہت محبت کرتے ہین شاید اسی سبب سے آپ کو خط و کتابت کی فرصت نہین ملتی ۔ بڑا تعجب یہ ہے کہ والدہ صاحبہ پر یہ کیا شامت سوار ہوئی ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ آپ کو چاہتی ہین ۔ اور اس قدر محبت رکھتی ہین ۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر چیز کے لیے ایک زمانہ موزون ہوتا ہے ۔ آپ ایسے کھوسٹ بڈھون کے باہمی عشق پر دُنیا یہی کہے گی کہ ؏

بوڑھے مُنہ مہاسے لوگ چلے تماشے

مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ اگر اُن سے آپ کو فرصت ملتی ہے تو چوک مین آپ صرف اوقات فرماتے ہین اور وہ بطور خود دلچسپی فرماتی ہین ۔ نظر بران قرینہ دلالت کرتا ہے کہ آپ کی تھو لینے میری زوجہ معظمہ مکرمہ بیچاری شب بھر تنہا پڑی رہتی ہونگی ۔ خدا اُن پر رحم کرے ۔

آپ ہی خیال کیجیے کہ اس پیرانہ سالی مین جب آپ دونون صاحبون مین اس قدر محبت ہے تو مجھ ایسے نوجوان کو اپنی بی بی سے کس قدر اُلفت ہونا چاہیے ۔ اسپر طرہ یہ کہ آج آٹھ برس ہوتے ہین کہ بسبب تحصیل علم کے مین نے اپنی بی بی کی صورت بھی نہین دیکھی ۔ پھر اب اُس بیچاری کو مجھ سے جو کچھ نہ شکایت ہو وہ کم ہے ۔

مہربانی کرکے مجھے جلد آگاہ کیجیے کہ آج تک میرے ہان کتنے لڑکے پیدا ہوئے ہین۔ اور کوئی لڑکا میری صورت پر بھی ہے یا نہین۔

اگر اس خط مین خدانخواستہ کوئی گستاخی نظر آئے تو معاف کیجیے گا کیونکہ مین نے محض بخور محبت اور ...وفرقت کے باعث سے لکھا ہے۔ خصوصاً آپ کے حرکات ناموزون نے سخت رنجیدہ کر دیا ہے۔ آپ خود سمجھدار ہین اور سمجھ سکتے ہین کہ اگر آپ سا بوڑھا کسی ایسی کم عمر عورت جو میری بہن کی ہمسن ہو۔ یا والدہ صاحبہ کا ایسا کسی ایسے شخص سے جو میرا ہمسن ہو محبت کرے یا فریفتہ ہو جاے تو بہا ...ہے۔ بھلا بوڑھے بوڑھون کی محبت مین کیا لطف ہے۔ خواجہ سرا کی دولت ...کی جوانی جاڑون کی چاندنی اور آپ کے بڑھاپے کی ہوس کا ایک ہی درجہ ہے۔ ایسے باپ پر خدا کی مار جو اپنے ہونہار فرزند کو اپنی لیڑھی بیوی کے عشق مین برسون خط سے یاد نہ کرے۔ اور ایسی مان پر پھٹکار جو اپنے سعادتمند پسر کو اپنے جفادری شوہر کی محبت مین بھول جاے۔

زیادہ کیا لکھون کہ کلیجہ پک گیا ہے۔ میری طرف سے والدہ صاحبہ کو بہت بہت پیار کیجیے گا۔ اپنی بہو کو گلے لگائیے۔ اون کی فرمایشات اور خواہشات کا بہت دھیان رہے۔ والسلام

راقم
یورس سنسیر لی خوشوقت

بوڑھے بوڑھون کے عمامے پانون کے نیچے ملے
ٹیڑھی ٹوپی رکھ کے تونے اے جوان بالا سر

یا حضرت۔ بندگا عرض ہے۔ آج ہما قلم بلاغت رقم نوجوانون کے مزاج کی طرح بل کہے رہا ہے۔ اور مضمون مین کلام موج دریا کی طرح اُمڈے آتے ہین۔ حضرت وجہ کیا؟ وجہ ہم سے سُنیے۔ آپ کے اخبار فصاحت و ظرافت بار کی چار دانگ عالم مین وہ دھوم اور وہ شہرت ہے کہ جل وجل۔ اچھے اچھے فصیح و بلیغ بھیگی بلی بنے بیٹھے ہین۔ اور ایسے غیرے پچکلیان اس کی ظرافت طبع و شوخی حرکات کے سامنے کھسیانی بلیا کی طرح کھمبا نوچتے ہین۔

اے سُبحان اللہ والحمد کیون نہ ہو۔ ع۔

بندش کا نیا رنگ ہے مضمون ہے شگفتہ
فقرہ ہی نہین کوئی رعایت سے ہی خالی

چونکہ مین بھی اس اخبار لطافت بار کے مضامین نادرہ و دل خوش کن سے دل خوش کرتا رہتا ہون۔ اس لیے حسب ناطرا و مشہور روزگار نامہ نگارون کی خدمت مین عرض ہے کہ میرا التماس بعد شوق سُنین اور داد دین اور تکلیف گوارا کرین۔ مین نے بڑی بڑی محنتون اور بڑی بڑی جانکاہیون سے حیرت کے ناپیداکنار سمندر کے بیچون بیچ کے درمیان مین غوطون پر غوطے کھا کر ایک مصرعہ نکالا ہے۔ جس کو دیکھ دیکھ کر مین ناز کرتا ہون اور کہتا ہون۔ ع۔

جو غوطہ کہاتی ہے طبع نور دن نکال لاتی ہے در مضمون

اور کبھی اس شعر کو پڑھتا ہون۔ ع

نہایت جوش بر دریا ہے اپنی طبع موزون کا
جہان مین شور ہے طوفان آب در مضمون کا

بے لگاوٹ اور بلا مبالغہ لکھ رہا ہون کہ ایسا صاف مصرعہ نکالنا میرا ہی کام ہے۔ جب یہ مصرعہ تصنیف ہو کر لکھا گیا تو خامہ اعجوبہ نگار کو مین نے اور میرے شاگردون نے جنکی فہرست میرے پاس موجود ہے کئی بار چوما۔ غزل گوئی۔ اے توبہ مصرعہ گوئی کا ہکو ہے موزونگاری ہے۔ اس مصرعہ مین متانت اور فصاحت اور سنجیدگی کی کھانچیون کی کھانچیان ٹھونسی گئی ہین۔ حضرت یہ کہنے کو تو مصرعہ ہے مگر وقعت مین اچھی اچھی غزلون سے بڑھا چڑھا ہے۔ نام ہی کو مصرعہ ہے۔ مگر جملہ خوبیون سے مملو اور تازہ و تبازہ مضمون سے مالامال ہے۔ آپ اور آپ کے ناظرین اخبار ہمیشہ جادو کا نام بس سُنا ہی کرتے ہون گے کبھی دیکھا نہ ہوگا۔ ہماری بدولت وہ بھی دیکھ لیجیے۔ قطع نظر از ین اگر ہمارا قلم جادو رقم اسی طرح شوخی و طراری کی لیتا رہا تو چند روز مین اشاعت طبیعت کے کل حروف آب زر سے لکھے جائینگے۔ اور خوشامدی تو ابھی سے ہمارا دم بھرتے ہین۔ اور۔ ع

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

اب سب صاحبون سے یہ عرض ہے کہ جی توڑ کر اس مصرعہ پر غزل لکھین اور گل کھلائین تاکہ ہماری شہرت ہو اور پھر ہم کسی والی ملک کی خدمت مین یا صحبت مین جا دھمکین۔ ہا ہا ہا لا اُستاد کیون کیسی کہی۔ مصرعہ طرح کا یہ ہے لیجیے ملاحظہ ہو۔ ع۔

کہ مکھی کو بل بل نے بھینسا کیا

راقم
بات کو ول لگی مین ڈال دیا
ہنستے ہنستے ہنسی مین ٹال دیا
از سیر۔ ضلع بلیا

بیچ بچاؤ

جناب۔ اڈیٹر صاحب۔ ہم نے سُنا تھا کہ بٹیر دانے پر لڑتے ہین۔ بلبل جارے پر۔ لال سادے پہ۔ مگر سبزے کی کُنی پر یہ گتھم گتھا نہین چند مہینون مین دیکھی گئی۔ آپ بھی واللہ عجب گپ چپ آدمی ہین۔ بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہین اور زبان نہین ہلاتے۔ اگر دو چار تشریف

گیسوے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے ؎ چشمہ خورشید مین بہی سانپ لہرانے لگے

از خیالات ندیم

اس خانہ جنگی مین کٹ مرے تو آپ کو کیا ملیگا
لے آئیے ہم اور آپ ملکر بیچ بچاؤ کر دین۔
سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔

سنیئے مستفسر صاحب آپ میری نہ مانئے
متوجہ ہوں ا… منصور مارہروی نے جو گستاخانہ
تقریر کی ہے اوسپر مطلقاً التفات نفرمائیے
آپ کی نازک خیالی مین کوئی شبہہ نہین اور
مجھے اس وقت یہی کہنا مناسب ہے کہ آپکا
اعتراض بموجب آپکے اصول مفروضہ کے
بہت بجا ہے۔ لیکن خطا معاف اگر ہیرے
کی کنی کھانے کے حقیقی معنی آپ نہ لین
اور اوس سے مراد مطلقاً کوئی شے مضر اور
ایذا رسان لین تو غالباً آپکا اعتراض رفع
بھی ہو سکے اور مرتفع بھی ہو جاسکے۔ جیسے
مکھی کا کھانا اور ہے اور ہیرے کی کنی کا کھانا
اور۔ دونون کا مورد اور محل استعمال آپ
مین قطعاً متغایر ہے۔ جیسے مکھی سے مجازاً
وہ شے مقصود ہے جو عند الطبع قابل نفرت و
مستکرہ ہو۔ اور ہیرے کی کنی وہ شے ہے
جس سے خوف ہلاکت متیقن ہو۔
شاعرانہ مذاق تخییل و تشبیہ و استعارہ
و مجاز پر منحصر ہے۔ حقایق اشیا کو اس مین
بہت کم دخل ہے۔ نہ تو شعر کے الفاظ قانونی
الفاظ ہین نہ منطقی اور فلسفی اصطلاحات۔
آنسوؤن مین اور ہیرے کی کنی مین فی الجملہ
وجہ شبہ اور ادنے سی مناسبت پائی
جاتی ہے۔ پس اوسی کا پہلو لیے ہوئے
شاعر نے گریہ کے نہ ضبط ہونے کا سبب
یہ دلیل فرضی بیان کر دی۔ "دیکھو لا شاعر
ملا یجوز لغیرہ" چلیے بس ہو چکا۔ یہ کونسا
ایسا عظیم الشان شعر ہے اور اوس مین
کونسا ایسا مضمون بلیغ ہے جس مین
مصنف کو جدت کا دعوے اور اوسکے
سامعین یا ناظرین کو اوس دعوے
کے بطلان مین سرگرمی ہو۔ اور حضرت
داغ کا کلام اگر داغی ہوا بھی تو کیا وہ
کوئی رسول یا پیغمبر تو ہین نہین۔ مگر انصاف
یہ ہے کہ اون کا کلام مقبول طبایع ہے
اور عام پسند طبیعت کی لاگ قابل تعریف
آپ سب کو تو اس امر کا ناز و افتخار کرنا
چاہیے کہ ہماری سرزمین کے ذرّے
مثل خورشید درخشان دوسرے ممالک مین
جا کر چمک دمک دکھاتے ہین۔ پہر اوسکے
فروغ کو ہم کیون دھبہ لگائین اور جو لوگ
اون کو خدائے سخن سمجھکر پرستش کرتے
ہین اُن کے عقاید مین کیون تفرقہ ڈالین
بس ہو چکا اپنا اپنا دھندا کیجیے۔ نہ کچھ
کہیے نہ کہلوائیے۔ اگر بالفرض آپ ہی
کا کہنا صحیح ہوا۔ اور مصنف سے غلطی ہی
ہوئی ہو۔ تو یہ خطا نہ خطائی الفکر ہے نہ
خطائی الاجتہاد۔ اگر ہے تو صرف خطا
فی المثل ہے۔ مشاعرہ کی باتون مین
مشاجرہ کیسا؟
اور سنیئے حضرت طیش زیادہ
غصہ حرام ہوتا ہے۔ اہل تہذیب کا یہ
دستور ہے کہ سنجیدگی و متانت کا جامہ
جوش تعصب مین اُتار کر پھینک دین
آپ کی تحریر مین یہ دو لفظین "آپ کی سراسر
ابلہی ہے" یا "ایسا مشکوک شخص" آپکی
تحریر کی وقعت کو بالکل کم کر دینے والی
ہین۔ اہل علم و بصیرت جنکا کام اشاعت علوم
اور رفع اشتباہات عوام ہے کبھی مباحثے
مین مکابرہ اور مجادلہ پسند نہین کرتے
یہ نہ جانیے کہ الشاعر مجنون۔ کوئی قانونی
حملہ ہے جس کی تعریف مین آپ اپنے کو
داخل کر کے شامل مستثنیات ہو جائین
ذرا دیکھ بھال کر گفتگو کیا کیجیے۔

راقم
ایک صلح جو م۔ س۔ ح۔ انگریہ
شاگرد حضرت داغ

مرد آدمی

ایک طرف تو برٹش گورنمنٹ کی سلطنت
مصر کو اپنے روپئے اور خون سے وسیع
کرنے کی دُھن مین اوڈان سوڈان فتح
کرتی جاتی ہے اور دوسری طرف حضرت
خدیو ماشاء اللہ سے چوڑے چکلے یعنی فربہ
ہوتے چلے جاتے ہین۔ سلامتی سے ابھی
آپ کی عمر ہی کیا۔ بقول شخصے تبہ جمعہ آٹھ دن
کی۔ اس عمر مین حرارت غریزی ترقی
پر ہوتی ہے وہ فضول چربی پگھلاتی رہتی
ہے۔ ہان جب عمر ڈھلتی اور حرارت گھٹتی
ہے تب چربی کی تہین چڑھنی شروع ہوتی
ہین۔ پس اس سن و سال مین خدیو کو یہ
جسمانی ترقی ایک آنکھ نہین بھاتی اور
آپ فکر مین ہین کہ کسی طرح اس کو کم کرنا چاہیے
چنانچہ وائنا کے دو مشہور ڈاکٹرون سے
آپ نے فی الحال اس بارے مین مشورہ
لیا ہے۔
ڈاکٹر نیج افسر الاطبا بلا اعذ فلیس
رائے پیش فرماتے ہین کہ یہ شحم حرارت غریزی

کی کمی سے نہین ہے بلکہ انگریزی اثر سے جو آسایش و بے فکری روحانی و جسمانی میسر ہے اوس کا شگوفہ ہے - اسکو ہر نوع نعمت سمجھکر برقرار رکھنا چاہیے - کیا وجہ کہ اول تو " الغرض خواہ مخواہ مرد آدمی " بنے رہینگے دوسرے مزاج مین برودت قائم رہے گی جس کی ضرورت آج کل کے معاملات دُنیا دیکھتے آئے دن پڑتی ہے - اور جب کچھ اور گرومر کے سفیون سے یہ چربی کم ہو گئی تو وہ اُستاد اُسکے کس کھیت کی مولی ہین -

اور اگر بفرض محال یہ بھی صحیح مان لین تو نصرت خداوندی فربہی اور لاغری کی عجب کشمکش مین پڑ جائینگے - ایک طرف فرانس اور روس والے لاغر بنا دینے لگے اور دوسری طرف انگریزی ڈاکٹر فربہ کرین گے - اور سفت خدا زود فربہ زود لاغر کی مثل صادق آئے گی -

بڑی خیریت ہوئی

جناب بڑی خیریت ہوئی - واللہ بڑی خیریت ہوئی - الحمد للہ بڑی خیریت ہوئی نہیں کہ گھر کے لوگ یعنی بچون کی والدہ یعنی نیا زمندہ کی اہل خانہ - انگریزی اتنی نہ پڑھی ہوئی ہین کہ پورا پانیر پڑھ سکین گو اگرچہ انہون نے اصرار کرکے مشن کی مس صاحبہ سے نیم انگریزی حروف سیکھ لیے ہین اور روسن کی کتابین خدا کی عنایت سے بلا میری شرکت کے فرفر پڑھ لیتی ہین - مگر شکر ہے اخبارات انگریزی نہین پڑھ سکتین - اگر آج پڑھی ہوتین تو دو ایک تاریخ والے پانیر کو دیکھکر نہ معلوم اونکے خیالات ولایت کی انگریزنون کی نسبت کیا سے کیا ہو جاتے - یون تو ولایت کی خبرون مین اکثر اون مقدمات کا ذکر ہوتا ہے جنکا اونکے اختیار وہم اپنے گھر دن مین مان بہنون بہو بیٹیون اپنے روبرو نہین کر سکتے مگر اُس تاریخ کے پرچے مین تو ایسے مقدمات کی بھر مار ہی کر دی ہے - حرامی حمل اور اسقاط کے مجنس مقدمات کا تانتا لگا دیا ہے - لاحول ولا - بھلا کوئی پوچھے ان خبرون کو ہندوستان پہونچانا یعنی چہ - اور اوس سے فائدہ ہی کیا - بھلا جو لوگ ایسی باتین سُنین گے تو ولایت کی خاتونان با عصمت و عفت کی نسبت کیا رائے قائم کرین گے - بڑی خیریت ہوئی بی گھر والی نہ پڑھ سکین - ورنہ میرے بچون کے خیالات بالکل بگڑ جاتے اور پھر انکو مصیبتین جھیلنی پڑتین - میان پانیر اپنے مزے مین رہتے -

گھر والا

ولیسرائے کی علامت

فارسی مصادر کی علامت ہے آخر مین تن ہونا - مشہور ہے - [illegible] ولیسرائے کی علامت ہے کہ اوسکے نام کے آخر مین تن ہو - لٹن - رپن - لینسڈاون - الگن اور کرزن -

کالے کا روپیہ

معلوم ہوتا ہے ریاست رامپور مین یا تو دولت اُبلی پڑتی ہے یا لوگون کی نظر پر چڑھ گئی ہے - بہرحال دولت کا جمع ہوکر بیکار رہنا آج کل چہل پہل کے زمانے مین مفید نہین - کیا وجہ کہ دولت در چلتی پھرتی چھاؤن " مشہور ہے - وہ متحرک نہ رہی تو دولت نہین - ع -

برای نہادن چہ سنگ و چہ زر

غالباً اسی خیال سے دولت رامپور کا ایک اور مصرف نکالا ہے - یعنی یہ تو آپ کو غالباً معلوم ہی ہوگا کہ [illegible] کی طرح جیب دولت نکلنے کی نقل آئی ہے اور ہمارے شہر کی پرانی کوٹھی منشی وہ بنارسی داس کا دیوالہ نکلا ہے تو اوس کے چند ہی روز بعد مہاجن سیٹھ لچھمن داس کا بھی بڑا جنگی دیوالہ ملکہ الوالدوالیل اس طرح نکل بھاگا تھا جیسے دیوانہ کتا گھر سے - اچھا - اب سُنا گیا ہے ریاست رامپور نے اس کوٹھی کی بگڑی سنبھالنے کا انتظام کیا ہے - واقعی اچھی اور بہت اچھی تجویز ہے - ع -

این کار ساز تو آید و مردان چنین کنند

سچ پوچھیے تو ایک اسلامی ریاست کا مہاجنی کوٹھی کو یون سنبھالنا نہایت ہی مناسب تھا - ظاہر ہے مسلمان ہی زیادہ تر تنگون - قرض و ام پہ گذر کرنیوالے ہین - یہی حضرات مہاجنون سے زیادہ معاملات قرض و رہن رکھتے ہین جتنے کہ بعض مفسد ہندو مسلمانون کے جھگڑے مین دیکھے گئے بھی ہین کہ اگر ہمارے

لالہ منیا و رس یا سیٹھہ رد پال مسلمانون کو قرضہ نہ دین تو ”میان“ ماسے فاقون کے مرجائین۔ اور بشریت سے کبھی کبھی ”میان لوگون“ کو بھی اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے۔ کہ اگر قرضون کا دروازہ بند ہوا تو بے موت مرگئے۔ اب اس اسلامی ریاست کی مدد سے اتنا حق تو ہوجائے گا کہ اگر خدانخواستہ وادو ستد بند ہونے کی نوبت آئے تو سیٹھہ جی کی کوٹھی مین ان کلمہ گویان کے لیے ضرور چاندی ہے رامپور کی دولت گویا کلمے کا روپیہ ہے

دیوانہ بکار خود ہشیار

حساب لگانے والے ڈنٹل ہانکتے ہین کہ آج کل انگلستان مین دیوانہ پن ترقی پر ہے۔ ابتدا اسے سنہ حال مین ایک لاکھہ ایک ہزار نوسو بہتر دیوانے پاگل خانون مین موجود تھے۔

ارے یارو ہندوستانی بھائیو۔ تم دہوکے مین نہ آنا۔ وہان کوئی دیوانہ دیوانہ نہین۔ اور جو دیوانے بھی ہونگے وہ تمہارے ہندوستانی عقلمندون سے لاکھہ درجہ عقلمند ہون گے۔ کاش تم اتنے ہی دیوانے ہوتے۔ اور انگریزی اقبالمند قوم مین شمار ہوتے ☆

یہ سب ہوا تو پھر کیا

آج کل بابوستان مین بہت بغلین بجائی جاتی ہین کہ کلکتہ یونیورسٹی کے ایک بابو صاحب ہری ناتھہ ڈے نے ولایت جاکر کرائسٹ کالج سے۔ لاطینی زبان کا امتحان دیا۔ اور سب سے اول نمبر پایا۔ ہم پوچھتے ہین پھر آخران امتحانون سے ملک اور قوم کو کیا فائدہ پہونچے گا۔ پڑہنے لکھنے مین ہندوستانی کس دن ہیٹے رہے تھے۔ ضرورت تو اُن علوم وفنون کی ہے جن سے ہندوستان۔ ہندوستان بنے اور ملک اور قوم سنبھلے۔ یہ سمجھہ لو صرف لیٹن اور یونانی یا سنسکرت اور عربی۔ فلسفہ اور منطق ہی پڑھکر آج کل کوئی قوم سربرآوردہ نہین ہوسکتی۔ یون تو ہمارے توتے مینائین کا تو بھی خوب بولیان بول لیتے ہین۔ پھر کیا آدمی بن جاتے ہین۔

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
لاکھہ طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

اوس جہان کے طبیب

ہم تو سمجھتے تھے اس جہان ہین رہ کر طبیب۔ ڈاکٹر۔ بید۔ علاج کرتے ہین مگر ایک شہری گلدستے مین اشتہار دیکھکر معلوم ہوا اوس جہان سے بھی علاج ہوسکتا ہے۔ خلاصہ اشتہار یہ ہے ”جناب حکیم ... ساکن لکھنو بڑے لایق طبیب ہین۔ جن صاحب کو علاج کرنا یا بُلانا منظور ہو اوس جہان سے خط کتابت کرین۔ المشتہر مولوی نبن صاحب عفی عنہ“ بہت خوب جناب ”مولوی“ اور ”صاحب“ اور ”عفی عنہ“ بشرطیکہ آپ مریض کو بھی کو اوس جہان طلب فرمائین

توکل علیہ الرعد والبرق

بارش اعتدال سے ہوتی ہے۔ ۱۶۔ کو ۵ بجے شام کو بادل اس زور سے گرجا جیسے کوئی حاکم غریب محکوم پر۔ معلوم شد مہراجہ اجودہیا کی کوٹھی واقع لال باغ پر بجلی گری۔ وہان ہمارے نامہ نگار دماغ فتحپوری بھی تھے۔ بفضلہ بچگئے۔

حقائق المذاہب

یہ مشہور کتاب جس مین اہل سنت وجماعت اور اہل شیعہ کے اختلاف اور افتراق اور جملہ فرق اسلامیہ کی تفریق کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھہ بیان کیے گئے ہین واسطے فروخت کے موجود ہے جن حضرات کو خریداری منظور ہو قصبہ موہان ضلع اناؤ مین پاس سید سید حسین صاحب خط بھیجکر طلب کرلین۔ قیمت معمولی کاغذ عمہ قیمت ولایتی کاغذ سے ہ علاوہ محصول ڈاک۔

۱۸-۸-۹۸ ۱۷-۹-۹۸

ایک ایک لفظ کو خیال کیجیے

”عطر مجموعہ“ جس مین علمی واخلاقی مضامین۔ سچے اور حیرت انگیز افسانے انگریزی مذاق کے دلچسپ لطیفے۔ حکما وعقلا کے قول شعراے سلف وحال کے پھڑکتے ہوئے اشعار اور بہت سی سنٹیفک اور مفید باتین درج ہین۔ چھپ کرلیا ہے بارسال ۵۔ قیمت معہ محصول ڈاک یا بذریعہ ویلیو پی ایبل طلب فرمائیے۔

المشتہر
محمد فضل اللہ ناظر پرتاب گڑھ۔ اودہ

مذاقیہ تشیلی غزل

نئی گردحت اسی کا نام ہے فی زمانانا ایسے رنگ کا مشتاق ہر خاص و عام ہے نئی بندش۔ نئی بول چال۔ نئی فکر۔ نیا خیال ہر مصرعہ نایاب۔ ہر شعر لاجواب۔ اگر سواد سطور سر مہ کحل الجواہر بنکر ناظرین کی نظر دل مین نہ اثر پذیر ہو تو سہرا اٹھیک۔ سنتے ہی منہ سے حاضرین و سامعین بیک بینی و دو گوش ہو جائین تو سہرا ذمہ۔ یہ وہ اشعار ہین جنکی لطافت نزاکت کی شہرت ہے۔ فصاحت و بلاغت اسی کو کہتے ہین۔ زیادہ طول کلام ہے۔ ناظرین کا باعث ملال ہے۔ لہذا دیکھ ڈالیے

پانی برسے ٹھہر ٹھہر ساقی بادل گرجے گہر گہر ساقی

بجلی چمکے لرز لرز ساقی ہمدے ہمکو تر تیز ساقی

ایسا حسین آپ ہمکو ملا ہے۔ رشک تجہی ہی سنکر ہوگا

کانا۔ بھبکا۔ چندھا۔ ننگا۔ لولا۔ پوٹر ساقی

بیٹھ گئے مسجد مین جاکر لوگ ہمین ہی سمجھے زاہد

نشہ مین ہمنے باندھکے سر پر بانکا ترچھا پگڑ ساقی

قرض تجہسے آجسے لینگے دام تجہی کل دے ہی دینگے

دیتا ہی ہو تو دیدے ہمکو کرتا ہے کیون لم ٹر بر ساقی

شیری تو ہمکی دے نہ انہین تم تھرسے ہی ہاں بہجا

رندگہوٹے سے آس لگانے ہر دم انکا کلمہ ساقی

کھا تو سوکھی روٹی کے ٹکڑے لمہ لیے جہر سے دونون ٹکلے

دانتون سے اپنے آج تو ہمنے خوب چبائے پاپڑ ساقی

شیشہ و ساغر چھوڑ کے میکش جان بچا کر گہر کو بہاگے

آمد آمد سنکے محتسب کی پڑ گئی فوراً بہاگڑ ساقی

ہوتی ہے غفلت انکی نرالی کوئی کسی کو دیتا ہے گالی

نشہ زیادہ ہوتا ہے جسدم لڑتے ہین میکش ساقی

صرف کیا ہر بادہ کشی مین پاس نہین ہی کچا پیسا

ایک نیا ہم جوڑا بناتے ہوگئے کپڑے گودڑ ساقی

شیشہ کو ٹپکا جام کو توڑا اور نشے مین بہاگا اپنی جگہ کر

نشہ مین جب دیوار سے ہمنے دور سے دیکھا ملکر ساقی

جام جو چلی ہیئے نہ کوئی درمیان ذرا تو اسکا رکنا

صدہا میکش بیٹھے رہتے ہین لوگونکا ہی جمگھٹ ساقی

پیکے جو ہوا پیٹ ہمارا نشہ مین سوجھی دیکھیے ہمکو

پیٹ کو اپنے پیٹ رہے ہین ڈھول کی صورت ٹھر ٹھر ساقی

کسی نظر پہ انکو ٹلٹی ہی کہلتا نہین ہے حال کچہ اسکا

ٹوٹتے وقت آواز ہین دیتے شیشے تیرے پہد ساقی

چھین کے پیلیا بنگے تجہسے ستو نکے تیو لاد ہی کچہ ہین

دختر رز کی خیر نہین ہے آج تو ہے کچہ گڑ بڑ ساقی

دو محتسب کیا لیکے ہے آیا حال نہین کچہ اسکا کہلتا

دیکہ ذرا میخانے سے تو ہے آج یہ کیسی کہڑ بڑ ساقی

کشتی پہ اپنی جسکو ہو دعوی بڑے اٹہے وہ ہم نہین ڈرتے

دولی کا تو ہی ذکر بہلا کیا دیتے ہین ہم تو ٹکر ساقی

شیخ و برہمن لڑتے ہین دونو۔ دونون سے مجہکو رسم بہت ہے

ایکطرف ہو جاؤنگا مین ہی اچہی نہین یہ تو دھڑ ساقی

دوست ہون تیرا مان کہنا دکھنے لگے دیتے کیسے

تہوڑی سی دیکر دام بہت سے لیتے ہین بالکل لہد ما

اب تو چڑہی ہے کچے گھڑے کی خوب سی پی ہی سب نے ملکر

ڈھول گلے مین ڈالکے میکش کیون نہ مچائین ہلڑ ساقی

تیری خوشامد کرنیکو آیا دہویا نہین ہے منہ بھی ابھی تک

صبح کے اٹہا ہون دیکہ بہرلے آنکھون مین ہے کیچڑ ساقی

بزم مین انکے جانے نہ دینا بات ہماری یاد یہ رکہنا

ہوتے مین میکش مدکے سیانے دختر رز ہے الہڑ ساقی

روٹیان ساری کہا گئے بیند سو گئی ماما آیا جو غصہ

ہاتھ سے اپنے آج تو ہمنے خوب پکائے ٹکڑا ساقی

سو رہین چلکر گہر مین ہم اپنے نیند بہت اب آئی ہے

ایک بجا دوکان بڑھا کر قفل لگا کر تو بڑ ساقی

شیشہ جو ٹوٹا تو بہ ہی ٹوٹی تھوڑے سے پی لی چلو مین لیکر

کسکا سو النقصان ہوا ہی اب تو نہ ہمسے یون لڑ ساقی

صاف جو ہوتا رستہ ادہر کا اپنا پرایا شوق سے آتا

تیری دکان پر کیا کوئی آئے راہ بہت ہی بیہڑ ساقی

جا کے کبہی تو لیٹ رہا کر اتنی مشقت تو نہ کیا کر

تو نہ دکان پہ بیٹھا رہا کر نکلے نہ تیرے کوڑ ساقی

ایک تو تو ہے نواتونکی آئی دو جیسکر تو نے ہونہ پائی

تجہسے کہین کیا دکھ کہ ہم تو ہوگئے بالکل جو بانکڑ ساقی

اچہا نہین ہے روز کا جہگڑا ہوگا کسی دن تجہ سے دنگا

تجہ سے نہ کیا بادہ کشونسے تیری زبان ہے اکہڑ ساقی

بادہ کشونکا دل نہین لگتا دیکھے اسکو ہوتا ہے سودا

دیکھ کے گلشن ہوتی ہے نفرت ہوتی ہے جسدم پت جھڑ ساقی

شکوا ظریف اب کیون نکرے نہین مجکو پریشان اتنی کیا ہے

دیتا نہین ہے دام لیے ہے ہوگیا بالکل اجڑ ساقی

راقم — ایک میکش لقلم وہی جدید شتنہ ظریف لکھنو

کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ

ہم ابھی کہاں ہین

پہلو نہ اکتون کے سیم بدل بدل کے
اُٹھیے لچک لچک چپیے سنبھل سنبھل کے

اسے صدقہ آتش شعار نیر نور کے۔ ترقی کا جگنو کسی تیز طرار۔ چھیل چھبیلے گورے گال آدم کی مُٹھی سے نکلکر تحقیقات کے جھرمٹ مین۔ جان لیوا۔ دلفریب۔ فروغ بخش جمال کی طرح چمکتا ہے اور پھر تھکیان ایڈر جنگل کی بولتی ہوئی مورنی کے پرون پر نقشہ جماتا ہے۔

اہا اہا اہا وہ نامور یونیورسٹی کا جوبن چودھوین رات کے چاند کی طرح نکلا۔ اتفاق کی نورانی روحون نے بزرگی کے آسمان سے اُترکر گلے لگا لیا۔ عزت کے فرشتے نے دور سے سلامی دی۔

بھئی واللہ۔ کیا نکھرا آسمان سے ہمدردی کا اُجالا سینے پر ہے۔ جہالت کی تاریکی جھکیون مین اُڑ رہی ہے۔ اُف ری شوخی۔ چاندنی ہے یا پھولون کی چادر جس سطح کو گھیر اجڑا اُو جھومر والی پیشانی۔ ہیرے کا ریزہ۔ سولہ سنگار دیکھنے والا آئینہ بنادیا۔ مہتاب کی شعاعون نے اتفاق کے گول گول ویدے پھوڑ دیے۔ حکومت کی لال کرسیون کا نیک خوب صورت شاندار چہرے سے حُسن کی داد مانگ رہا ہے۔ نیر کے ہرے بھرے تازے گلدستے اُن مین پھول بوٹون کی خوشبو دور ہی دور سے جنک جنک کر کہہ رہی ہے نیچرل الکشن مین ہمین کچھہ ہین رنگ برنگ کی بوتلون مین قومی جوش سوڈا واٹر کی طرح اُبل رہا ہے۔

بہار زندگی کا صدقہ۔ میلہ ٹھیلا کی سوگند۔ یار باشی کی قسم یہ تو بتاؤ ہم ابھی کہان ہین۔ حکم ہوا بڑھے چلو۔ یہ رنگ۔ یہ جلسے یہ خوش فعلیان۔ یہ گھاتین۔ یہ ڈھب بُری صورت والے بنگالیون کی اچھی قسمت پر صدقے ہوگئے ہین۔ یہ کانگریس مین ملکی حقوق طلب کرتے ہین تم چانڈو خانون مین کلیات جعفر زٹلی کو چاٹ رہے ہو۔ یہ اعلے ڈگریان حاصل کرتے ہین تم قمار بازی کے باعث اپنے نام ڈگریان جاری کراتے ہو۔

او ہو ہو ہو۔ اخلاقی دنیا مین تہذیب کا سورج دلکشا نظارہ دکھا رہا ہے شعاعین نیک فال شکر بہی کی طرح سایہ کیے ہوئے ہین۔ جدھر نظر ڈالیے آپس کا میل جول جان لڑانے پر گندے تول رہا ہے۔ خود غرضی جلتی پھرتی نظر آتی ہے۔ اصلاح کے ارگن نے سوئے والون کو چٹکیان لیکر جگا یا ہے۔ اے حضرت ان باتون کو تو زمانہ گزر گیا۔ تعلیم۔ تہذیب۔ شائستگی تو روز بروز دُنیا کے ہر حلقے مین پھیلتی جاتی ہے یہ کہو ہم ابھی کہان ہین۔ حکم ہوا بڑھے چلو تم شخصی امتیاز کے بندے۔ اپنے ذاتی کمال کو چھپانے والے۔ علم کی طاقت کا اثر کیون ماننے لگے۔ ذرا آنکھہ کھول کر یورپین کو دیکھو وہ اپنے دماغی زور۔ اخلاقی قوت کو کتنا بڑھاتے ہین۔ تعلیم کے سنہرے ہاتھون نے اُنہین کیسی تمکین بخشی ہے۔ آہ تم بھٹے ویدے والے ہو کر یورپ کے اندھون کا بھی مقابلہ نہین کر سکتے۔ اندھون کا کلب۔ اندھون کی کمیٹی۔ اندھون کی تعلیم۔ ٹٹول ٹٹول کے ترقی کی پٹڑین پکڑ رہی ہے۔ دیکھنا مذہبی تحقیق کے مینار پر کون چڑھا ہے۔ خیال کی بلند پروازی نے آسمان کو نیچا دکھا دیا ہے۔ صحیفہ فطرت پر غور کرنے والی نگاہ بجلی کی طرح لوٹ پوٹ ہے۔ کوسون تک سبزہ ہے۔ بہتے ہوئے چشمے لہرا رہے ہین۔ کنارے کنارے مویشی چر رہے ہین۔ زندگی کے ظہور مین جلال ہے اسے خالق نے ابتدا مین چند شکلون یا ایک شکل مین پھونک دیا تھا اس جلال سے ایسی روشنی پیدا ہوئی ہے جسنے ہماری فہم کو اس مینار کی خاص حد تک مقرر کر دیا ہے وہ موجود خوب سے موجودون سے بنا ہے اس فرحت گاہ پر ایک خاص قوت سے اثر ڈال رہا ہے چشمے کے کنارے پر ارسمس ڈارون بیٹھے ہین اونکے ہاتھہ مین ایک ڈورا ہے۔ جس مین اجزا نباتاتی۔ حیوانی۔ حسی قوت کیسے ہوئے ہین اس سحر نما ڈورے سے کبھی درخت بن جاتا ہے کبھی کتے اور گھوڑے کی اصلی شکل قائم ہو جاتی ہے کبھی انسانی صورت کا عالم پسند ہوشربا جلوہ آنکھون مین کھب جاتا ہے۔ کیون جی ہم ابھی کہان ہین۔ حکم ہوا بڑھے چلو تم کیا جانو زمانہ کا اثر مذہب پر کیا پڑ رہا ہے۔ تمام عمر سیکھا ہی کیا۔ اور سیکھا ہی تو یہی سیکھا کہ ہم کچھ بھی نہین خواو پاشا کا قول ہے اسلام مین وہ سب سچی باتین ہین جو دُنیا کی ترقی کو حاصل کرتی ہین انسانیت۔ تہذیب۔ رحمدلی کو کمال کے درجے تک پہونچاتی ہین۔ مگر ہم کو اپنے بہت سے رسوم عادات کو جو اگلے زمانہ مین مفید تھین اور اب مضر ہین چھوڑنا چاہیے۔

مذہب تحقیقی ہو یا تقلیدی دونون کا اصول بُرائیون سے ہٹانا اور راستی کی راہ دکھاتا ہے۔ انسان وہ شے ہے جو کالبد سے علیحدہ ہے۔ وہ شے جسمون مین اعلے مرتبہ حاصل کرتی ہے جس کا نام صورت ہے۔ وہ صورت حیوانی ہو یا انسانی ہو جمادات یا نباتات سے نہ ہو وہ صورت چند روزہ حالت پر کسی وقت دائمی نہین رہتی۔ اس صورت کو روح سمیت اپنی نامتناہی منزل مین مدتون سابقہ نہین پڑتا
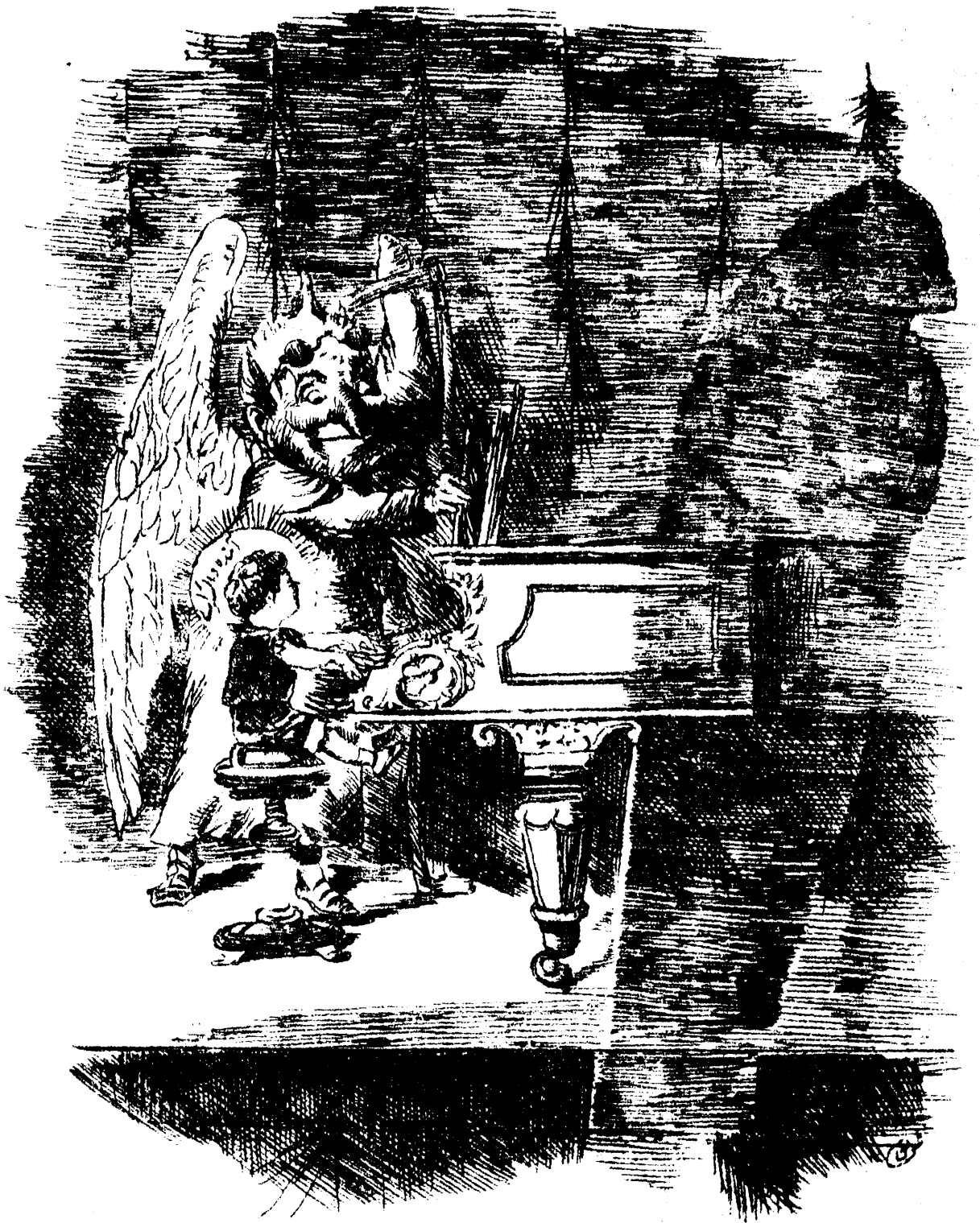
مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بہ نو

جو لوگ واقعات کو اس نظر سے دیکھتے ہین
وہ ہی مذہب ہے خیر یہ تو کسی تھیاسوفسٹ
کی بڑ تھی تم اپنی مذہبی بنیاد سائنس پر رکھو
الحمد سے انگلش جیوٹ - ولیم جہارت
بہادر - ڈہنگ - پہلوان - خم ٹھونک ٹھونک
کے ہاتھ ملا رہے ہین - اکھاڑے سے
ڈرا - نی صدائین آ رہی ہین - امریکا کی
سینہ زوری - تین کشتیان لڑ لڑ کے غیر ملکون
کی ہمتین پچھاڑ رہی ہین وہ مار اکی آواز
سے کلیجہ دھک دھک ہو رہا ہے فٹ بال
کی اوچھل کود - کرکٹ کی دوڑ دھوپ سے
سیروں غذا پانی پانی ہو رہی ہے - ڈھونڈھ
ڈھونڈھ کے بچت کی راہ نکالی جاتی ہے -

زمین مجہ سے دبتی ہے وہ پہلوان ہون
جھکا ہے فلک زور بازو سے میرا

پیر و مرشد یہ اینچ پینچ کی باتین رہنے دو -
یہ کہو ہم ابھی کہان ہین حکم ہوا بڑھے
چلو - تم اپنی نظر کاہلی کے خراب پہلو پر ڈالو
جسمانی تو جسمانی - تم سے روحانی ترقی بھی نہو گی
یا استاد - تو ہم دنیا سے گئے گذرے دھوبی
کے کتے ہو گئے - جب سنو بڑھے چلو جناب
کی زبانی لکڑی ہمین گدھا بنا کر ہانکتی ہے

اس مین کچھ شک ہے - ہمتین پست
خیالات بودے - دماغ خالی - تم نے کیا کیا
کوئی کل ایجاد کی - کوئی نیا ملک دریافت
کیا - کسی علم مین پورے اترے - لو اپنی
حالت اس **قومی غزل مین دیکھ لو -**

کوئی لٹو ہے غمزوں پہ کوئی شیدا نزاکت کا
ہوا ہے فیصلہ یا رب مسلمانوں کی قسمت کا
یہ رنڈی بازی یہ چاندو کے چھینٹے یہ بری باتین
کرشنگی خاتمہ دولت کا صنعت کا تجارت کا
جو پیتے تھا اٹھا یا شادیون مین ڈھرے سے
سمجھا مین قصہ یکھا لیلیا سودا محبت کا
سنین مجرے اڑائین رات بھر ٹھپے مین دیکھا
انھین کیونکر دھیان آئے عیش مین قومی فرورت کا
بقول فلسفی سچ ہے غذاے روح ہی گاتا
مگر اس مفلسی مین پیٹ تک خالی ہو دو لت کا
یہی ہو گا کہ اپنے حق مین کانٹے بوئے جائینگے
نکالے گی کچھ مرکاہلی کا زراعت کا
نہ یارون مین محبت ہے نہ اپنون مین سچ ہے
اڑی چہرے کی رنگت نام لیتے ہی محبت کا
مٹایا سیکڑون کو شاعرونکی لغو گوئی نے
اثر ہے عاشقانہ نظم مین بجلی کی قوت کا
نکالو پھول سے کانٹے چنو نیرونیہ گلدستے
سبق لو غیر کی سوسائٹی سے اچھی صحبت کا
نہ چھوڑو مشرقی تعلیم کو لیکن ٹیچو تانس ہی تہر آئے
نہ دامن چھوٹ جانے ہاتھ سے دینی ضرورت کا
تمہارے پاس سے جا کر ہی رنڈی کے ٹوے مین
مٹا کر آبرو نقشہ بگاڑا تم نے دولت کا
کلین ایجاد ہون قابو مین لاؤ برق کے کلے
ادہر آؤ ادھر آؤ دکھاؤ رنگ جدت کا
دکھائی ہین تعلیلین تو منے سیرے اڑانے کو
نشانہ بن گیا اسے زاغ مین تیر ملامت کا

راقم
زاغ بدایونی

کلکتہ کی مزیدار خبر

مسٹر ایچ میس اور بیمہ

مسٹر ایچ میس وہ ہین جو چھوٹے
آدمی سے بڑے ہو گئے - قلی کا کام کرتے کرتے
نواب قلی خان بن بیٹھے - پھر مشہور ہے کہ
دوبارہ جنم حاصل کیا - اس خوبصورتی سے
مر کے زندہ ہوئے کہ بڑے بڑے عقلمندون
کے کان کاٹ لیے - اسٹیٹسمین سے ان کی
سوانح عمری اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ
مسٹر مذکور نے اپنے ارادہ دلی سے بیخوف
و بیم ہو کر اپنی جان کا بیمہ کرایا تھا - وہ بھی
سو دو سو روپیہ پر نہین بلکہ پچاس ہزار پر
تھوڑے دنون تک تو وہ مقدار
جو بیمہ کرنے پر معین کی گئی تھی ادا کرتے رہے
لیکن اس کے بعد سینگاپور کو ایک بہت
بڑی جماعت قلیون کی لیکر سدھارے
کہا جاتا ہے اپنی میم صاحب کو خفیہ وصیت
کر گئے کہ میرا فلان دوست تمکو سینگاپور
سے میرے مرنے کی خبر دیگا - تم دل مین
رنجیدہ نہ ہونا کیونکہ وہ خبر صرف اس مصلحت
سے دی جائیگی کہ تمکو پچاس ہزار
روپیہ ملے اور پھر ہم تم مزے اڑائین -
مشہور ہے صاحب بہادر مع احباب
دلی جب سینگاپور پہونچے تو چند ایام کے
بعد بیمار بن گئے - اور رفتہ رفتہ ایک روز
حالت احتضار پیدا کر لی - چور کے بھائی
گٹھ کٹے دوڑ کر پادری صاحب کو بلا لائے
پادری صاحب نے آتے ہی کچھ کلمات
کان مین پڑھے - منہ مین پانی یا شربت
ٹپکایا کہ اسی اثنا مین مسٹر میس نے ایک
ہچکی لیکر آنکھین بند کر لین - گویا راہی عدم
ہوئے - یارون نے جھٹ پٹ نیا صندوق
منگوایا اور بہت پھرتی سے ایک چوبی مسٹر میس

کو جو پہلے سے تیار کر رکھا تھا صندوق مین رکھکر اصلی مسٹر مئیس کو ایک کوٹھری مین چھپا دیا۔ صندوق خوب مضبوط کیلون سے جڑ دیا گیا اور حسب دستور گورستان مین لاکر صندوق دفن کر دیا گیا۔

آپ جانیے کہ پادری صاحبون کے دستخط اور ملاؤن کی مُہرین تو ہمیشہ دقعت کرتی ہین۔ یہ بیچارے خدا پرست سیدھے سادے آدمی۔ کیا جانین کہ دُنیا مین ایسے ایسے بھی فریب ہوتے ہین۔ پادری صاحب نے حسب المطلب سرٹیفکٹ عطا کر دیا جو مس مئیس تک ہاتھون ہاتھ پہونچا یا گیا اور کیون نہ پہونچایا جاتا۔ کہ پچاس ہزار روپیہ کی رقم تھی۔ اور وہی ہوا کہ بعد تحقیقات معمولی پچاس ہزار کی رقم مس مئیس کے ہتھے لگی۔

اودھر مسٹر میس اُسی روز سینگاپور سے چلتے پھرتے نظر آئے اور کسی اور ملک سے اپنی میم سے دوسرے نام سے جو انہی میم کو بتا گئے تھے خط و کتابت جاری کر دی سنتے مین اب ڈیڑھ برس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ مسٹر میس دوسرے شہر مین صحیح سلامت موجود اور اپنا نام بدلکر عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ انشورنس کمپنی نے تلملاکر ڈٹیکٹیو پولیس کے ایک ملازم کو زادراہ اور مسٹر مئیس کی تصویر دے کر اس خبر کے دریافت کرنے کو روانہ کر دیا۔ وہان جاتے ہی اُس کو قدرت خدا نظر آئی۔ یعنے مشہور ہے کہ مسٹر میس اور اُن کے فوٹو مین کوئی فرق نہین۔ آتے ہی خبر دی کہ صورت اُن کی فوٹو سے ملتی ہے۔ صرف نام ہی کا فرق ہے۔ اب تو انشورنس کمپنی مین اور بھی تلاطم پڑ گیا۔ دوڑتے اور ہانپتے عدالت پہونچے اور مجسٹریٹ صاحب کو مطلع کیا تا اینکہ وارنٹ جاری ہوا اور مسٹر میس گرفتار ہوکر داخل کلکتہ ہوئے۔ عجب کیا ہے کہ اس الزام کا مسٹر میس نے کوئی جواب بھی از روے قانون تجویز کر رکھا ہو جسے وہ اب ظاہر کرین گے۔ دیکھا چاہیے کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ ونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔

راقم

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

(از مٹیابرج)

داغی شعر

جناب داغ کا یہ شعر ؎

آنسو نہ پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

مین نہین جانتا کیون اس قدر لوگون کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مستفسر صاحب کا خیال نہایت صحیح ہے۔

راقم۔ بیخود الہ آبادی۔

شُشہہ

جناب مہتمم صاحب اودھ اخبار نے ۱۴- جولائی کے اخبار مین جو مضمون اے- ح- م صاحب کا درج اخبار ہے وہ بغور دیکھا گیا صاحب مضمون جس وقت یہ مضمون فصاحت مشحون لکھنے بیٹھے تھے اون کا خیال اُس وقت ضرور طرفداری کے سبب سے ہوسنے تھا۔ صاحب مضمون اگر انصاف کی نگاہون سے کام لیتے تو اس مین ہرگز ایسی دلائل اور ایسی وجوہات نہ ہوتین جس کے لیے ہمین پھر قلم اوٹھانا پڑا اور ممدوح کو ایک گونہ تکلیف دینا پڑی۔ ملکہ ان چند سطور سے جو ہمارے سامنے ۱۴- جولائی کے اخبار پُر بہار کی شان دوبالا کر رہی ہین اگر اتنا ہی لکھنے کی تکلیف گوارا فرماتے تو کافی ہوتا کہ حضرت داغ کا مطلب ع

ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

کا صرف اسقدر ہے کہ ——

ہیرے کی کنی جس کو ہم صریحاً دیکھ رہے ہین کیسے کھا لین یعنے نہین کھائی جاتی۔ جان کے کھانے سے مطلب صریحاً دیکھکے کھانے سے ہے۔

پس جو مطلب اور منشا دلی تھا وہ اب طے ہو گیا۔ اور بات تصفیہ پا گئی۔ کہ ہیرے کی کنی اس لیے اور اس طرح جانکر نہین کھائی جاتی۔

(۲) لو بہت ہم بھی صاحب مضمون [illegible] کی راے سے اتفاق کر لیتے ہین اور لکھ دیتے ہین کہ صحیح نہین بلکہ اصح۔

مگر یہان پر ہمکو بھی خاموش ہونا پڑتا ہے اور مستفسر صاحب کی راے سے جبراً اتفاق کرنا پڑتا ہے کہ جس حالت مین قلم و سخن آشنے محاورے مین رکھکر نکالتے ہین تو ہیرے کی جگہہ مکھی ہی چسپان ہوتی ہے۔ یہ اب ہمین بھی دیکھنا ہے کہ صاحبان سخن فہم ضرور اپنی اپنی راے سے مستفسر صاحب کو اور اے- ح- م- صاحب کو ممنون فرمائین گے۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سوز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچپن سے لیکر بڑھاپے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - بھری سرمہ فی تولہ ۲ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیئے **المشتہر** پروفیسر میہان سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میہان سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلین کمزوری نظر - ناخونہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور لعدن پیدا کرتا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہاں اچھے ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ - امرتسر -

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمے کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میہان سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک مریضہ پر علاج کیا مسماۃ اتم دیوی عمر دو سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ کو کئی آنکھون مین خود خریدہ نکلے ہوئے تھے اور بڑا انتہ تھے جسکی آنکھین جیسے سرخ اور دکھتی ہوئی تھین - انہین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی نہین چاک بھی نہین پڑ سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے دیکھ نہین سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب پروفیسر میہان سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دو ماندہ سی فولاد کی آنکھون مین ہوا پڑگیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہوگئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا دور ہوگیا بعد پتلی صاف و شفاف ہوکر نظر بدستور سابق قائم ہوگئی ہے اور مریض گو ہر مرتبہ بھی بفضلہ جیسا کہ گزاری جوش طبیعت کو نہ روک سکا کہ جو آپنے ایسی دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر بیچا گرخاص عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت سرفاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم دسرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دین لہذا ملتمس ہون کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادین - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من میری آنکھ مین ایک مرض ہے جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر اور کیلیٹ صاحب بہادر وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم مین ہے - اور ایکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدین - دستخط سردار صالح محمد خان قندھاری شہزادہ کابل خلعت الرشید جناب سردار فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

پانچہزار روپیہ کا انعام - اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے نامی بنک مین مارچ ۱۹۰۵ء سے جمع کیا گیا

کیسا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم

پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھائیے

مائی ڈیر اودھ پنچ - یہ دشمن عقل و خرد پُرانے فیشن کے لوگ نہین مانتے - نہ خود کچھ اصلاح کرتے ہین اور اگر کوئی مختصر براہ ہمدردی قوم اصلاح پہ کمربستہ ہوتا ہے تو یہ اسکے مزاحم ہوتے ہین - آخر اسکا نتیجہ کیا ہوگا - یہی نا کہ ہم اس ذرتی قوم سلطان کو ڈوبنے دین گے - آپ ہی انصاف کیجیے کہ ذیل کے قضیہ مین حق بجانب کون تھا ؟ -

ہمنے ایک انجمن قایم کی ہے جسکی غرض یہ ہے کہ مسلمانون مین سے یہ مخرب اخلاق اور مانع ترقی رسم پردہ اُٹھا دی جاسے - اور اسلامی سوسائٹی مین عام طور پر جو افسردگی پائی جاتی ہے وہ دور کیجائے بنی نوع انسان کا وہ نصف حصہ جسکو قدرت سے حسن و جمال اور عشوہ و ناز عطا ہوا ہے اور جو اسی وجہ سے مابقی نصف حصہ کی مسرت اور شگفتگی کا باعث ہے باہر نکالا جائے - تاکہ قدرت کا اصلی مقصد یا حسن وجوہ پورا ہو - اور اس مقصد کے پورا کرنے مین انسان نے جو مصنوعی رُکاوٹین پیدا کی ہین وہ علحدہ کی جائین اس انجمن کے جلتنے ممبر ہین ان کا فرض ہے کہ وہ رات دن انجمن کے اغراض شایع کرنے مین کوشان رہین اور یہی سبب ہے کہ اس انجمن کے کل ممبر نا کتخدا ہین اور سب نے ارادہ کر لیا ہے کہ عمر بھر شادی نہ کرینگے تاکہ مقاصد انجمن مین بدل و جان ساعی رہین - (آپ جانتے ہین کہ خانگی تعلقات کس درجہ انسان کو مقید اور اُس کی کل ہمت و توجہ کو اپنی طرف منعطف کر لیتے ہین اور اُسے کسی دوسرے کام کا نہین رکھتے) ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ یہ کتنی بڑی نفس کشی کا کام ہے - لیکن ہماری احسان فراموش اور ناسپاس قوم ہمین نام رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ بدنیتی کی غرض سے ہے - مگر ہمین اسکا ڈر ابھی کا نہین کیونکہ کل بڑے بڑے ریفارمرون کے اغراض بدنیتی اور خود غرضی ہی پر اول محمول کیے گئے ہین -

انجمن ایک رسالہ بھی نکالتی ہے جس کا ظاہری مقصد تو عورتون کو تعلیم دینا ہے لیکن اُس مین سوا سے پردے کے مخالف مضامین کے اور کچھ نہین ہوتا (نوٹ - انجمن نے اب تک بہت کچھ کامیابی حاصل کی ہے - اس رسالے کی وجہ سے بعض بعض گھرانون کی عورتون اور ہمارے ممبرون مین نہایت دلچسپ خط و کتابت جاری ہو گئی ہے جسے انشاء اللہ ہم بغرض افادۂ عام شایع کرین گے -

ہمارے ایک نوعمر دوست کی ابھی عرصے مین شادی ہوئی ہے - یہ دوست باوجودیکہ بی - اے - مین پڑھتے ہین تاہم ان کے خیالات کچھ بہت بڑھے ہوئے نہین ہین - ہم نے اپنے دوست کو انجمن مین داخل کرنا چاہا تھا - لیکن چونکہ وہ (جیسا ہم اوپر تحریر کر چکے ہین) بہت زیادہ عالی خیال نہین ہین اور علاوہ ازین اُن پر اونکے والدین کا بہت اثر ہے - اس لیے وہ راضی نہ ہوئے - ہمنے بھی زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا لیکن جب ہمین معلوم ہوا کہ اُن کی شادی ایک ایسی خوش خصائل مسلمان لیڈی سے ہوئی ہے جس کا باہر لانا مردون کی عورتون سوسائٹی مین رواج ہونے کے لیے نہایت ضروری سا ہے - تو ہمارا خیال فرض بہت زور سے موجزن ہوا اور ہمنے عزم کر لیا کہ اِن گمراہ دوست کو اپنا ہم خیال بنا ئین - خوش قسمتی سے ہمارے دوست اس ایٹ عفت سے متصف ہین جسکو ہم (کوئی بہتر لفظ نہ ہونے کی وجہ سے) سادہ لوحی کے نام سے پکارتے

کاش ہمارے مخالفین مین یہ بے نظیر صفت ہوتی۔ تو آج کل ہندوستان کی آنکھین اون معلمون کی روشنی سے خیرہ ہو رہی ہوتین جو زنانون کی کڑیون جیسے چار دیواریون کے اندر چھپے پڑے ہین۔

ہماری انجمن کا ایک ڈپیوٹیشن انکی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اس جاو دہبا ئی کے ساتھ اپنے ولایل اور براہین کو بیان کیا کہ اون پر فوراً اثر ہوا اور کیون نہ ہوتا جو بات دل سے نکلتی ہے دل ہی مین بیٹھتی ہے۔ وہ دوڑے دوڑے گھر مین گئے اور اپنی پیکیرہ بی بی کو کشان کشان باہر لے آئے۔ (افسوس ہے کہ ہمین لفظ "کشان کشان" لکھنا پڑتا ہے جن کی سہائی کے لیے ہم کوشش کر رہے ہین۔ وہی غلامون کی طرح اپنی آزادی کی قدر نہین جانتے ۱)

جس وقت جوش مخالفت پردہ مین ہمارے دوست نے اپنی بی بی کے چہرے سے گھونگھٹ ہٹایا تو سبحان اللہ وہ عالم حسن جمال پیش نظر ہوا کہ ہم سب نے خدا کا کئی مرتبہ شکر کیا اور ہر مرتبہ اظہار شکر اس حسن کی دیوی کے بوسے لینے سے کیا گیا

اس کے بعد ہم نے پھر ایک لکچر انکی بیوی کے سُنانے کی غرض سے دیا۔ جس مین بیہودہ شرم و حیا اور لایعنی عصمت عفت کی سخت بُرائی کی گئی۔ لکچر کے ختم ہونے پر انجمن کا یہ قومی[۱] راگ نہایت خوش الحانی (یعنی اس طرح پر کہ کسی ایک شخص کی آواز دوسرے سے نہ ملے کوئی بہت موٹی آواز نکالے کوئی بہت باریک) سے گانا شروع کیا:—

پردہ۔ پردہ۔ پردہ۔
پردہ نہین ہوگا۔ پردہ نہین ہوگا۔ پردہ نہین ہوگا۔ ہان
پردا۔ پردا۔ پردا۔
نہین تمکو ذرا۔ نہین تمکو ذرا۔ نہین تمکو ذرا۔ ہان۔
نیچے۔ نیچے۔ نیچے۔
ہون بدنام اگر۔ ہون بدنام اگر۔ ہون بدنام اگر۔ ہان۔
تو سر۔ تو سر۔ تو سر۔
تو سر آنکھون پر۔ تو سر آنکھون پر۔ تو سر آنکھون پر۔ ہان۔
بیوی۔ بیوی۔ بیوی۔
سن رکھو لو اب۔ سن رکھو لو اب۔ سن رکھو لو اب۔ ہان۔
ہم سب۔ ہم سب۔ ہم سب
ہم سب کی ہو اب۔ ہم سب کی ہو اب۔ ہم سب کی——

یہ تم دیکھیے کہ ہم آخری فقرے کو ختم ہی نہین کرنے پائے تھے کہ ہمارے دوست کے والد اس ہیئت کذائی سے تشریف لائے کہ چہرہ تمتمایا ہوا ہے آنکھون سے خون ٹپکا پڑتا ہے بدن مین رعشہ ہے۔ بات مُنہ سے نکالنا چاہتے ہین مگر نہین نکلتی۔ خیال کیا کہ بعیب اعدا شاید کچھ طبیعت ناساز ہے۔ ہمنے انسانی ہمدردی کے خیال سے پوچھا کہ خیر تو ہے۔ مزاج کیسا ہے۔ دیکھیے پُرانے لوگون کے اخلاق ایسے ہوتے ہین۔ (بڑی تعریف کی جاتی ہے لاحول ولاقوۃ)

ہمارے مزاج پرسی کے جواب مین ہکلا ہکلا کے ارشاد ہوا تو یہ ہوا (اوسوقت ہمین معلوم ہوا کہ یہ حالت طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے نہین تھی بلکہ غصہ کی وجہ سے)——

دو پا۔ آ۔ آ پا جیو۔ ب۔ ب۔ بد معاشو۔ کمین۔ ک۔ ک۔ کمین کمینو۔ شے شیط۔ شیطانو۔ (پانی پی لیا۔ اب ذرا ٹھیک طور پر بولنے کے قابل ہوئے) کہتے تمھین یہان آنے دیا۔ گھر کی آبرو ریزی کی۔ نکل جاؤ۔ بدمعاش۔ مارے نہ بیٹھے۔ (اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کے) بے حیا۔ بے غیرت۔ ذلیل۔ تجھے ننگ ناموس کا ذرا بھی خیال نہین۔ شبراتی ابے او شبراتی۔ (ابے۔ اوبے کو چھوڑ کر باقی خدمتگار کا نام ہے) احمد بخش اور کلو وغیرہ سب کو بلایا۔ کمبخت غلام گردش مین بیٹھے رہتے ہین۔ اور یہان یہ چور گھس آتے ہین۔ اور یہ ماخلت بالبیا ہے اور کسی نوکر کو خبر نہین ہوتی۔ نکالو مارکے ان مردودون کو۔"

اُنہون نے اپنے خیال مین بڑی بے خُلقی سے ہمین باہر کیا۔ لیکن ہم یہ سمجھتے تھے۔ اور ساری مہذب دنیا بھی یہی سمجھے گی کہ گویا ہم ہنی مون کو جا رہے ہین۔

ہمین افسوس صرف اس امر کا ہے کہ ہم گیت پورا نہین گا سکے۔ صرف آدھا بلکہ آدھے سے بھی کم۔ علم موسیقی کے اصول کے مطابق گا سکے تھے۔ کہ یہ غیر متوقع سیج واقع ہوا۔ خیر۔ پھر کبھی جب شروع سے آخر تک کل گیت کی نغمہ طرازی ہوگی اسوقت آپ کی خدمت مین باقی گیت بھی ارسال کیا جاویگا کیونکہ ہم ایک نہ ایک دن وہان جائینگے ضرور ان واقعات سے دل برداشتہ نہین ہوسکتے۔

راقم۔ خادم نسوان۔ مرددا۔ س۔ ح۔

[۱] چونکہ ہمکو پُرانے قیود سے آزادی منظور ہے۔ اس لیے اُس راگ مین بھی فرسودہ اور پامال ایشیائی شاعری کے قواعد کا لحاظ نہین رکھا گیا۔ یہ راگ جس طرز مین گانا چاہیے جسمین کن الفریڈ لمبنی اپنے اس گیت کو گاتی ہے "پیسہ پیسہ پیسے کی واہ وا۔ پیسے کی واہ وا"

نئی دلگی

برسو برسو اور برسو

پیچھے صاحب یا تو مینہ برستا ہی نہ تھا بارش ہوتی ہی نہ تھی۔ ہر چہار طرف خشکی ہی خشکی پھیلی ہوئی تھی دن خشک۔ رات خشک کنوئیں خشک۔ دریا خشک۔ گنگا خشک جمنا خشک۔ نہرین خشک۔ چشمے خشک۔ ندی خشک۔ نالے خشک۔ شجر خشک حجر خشک۔ زمین خشک۔ آسمان خشک انسان خشک۔ حیوان خشک۔ مکین خشک مکان خشک۔ مہمان خشک۔ میزبان خشک روٹی خشک۔ بوٹی خشک۔ مچھلی خشک۔ بھات خشک۔ حلق خشک۔ زبان خشک ناک خشک۔ کان خشک۔ یہان تک کہ قلم خشک۔ دوات خشک۔ قول خشک بات خشک۔ دانت خشک۔ آنت خشک خون خشک۔ روح خشک۔ یا اب جو بارش کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ تار بندھا ریل پیل ہوئی کہ برقی تارون کے پاؤن بھی اُکھڑ گئے۔ ریلون کے قدم بھی ہل گئے دن رات بارش ہی بارش۔ ورے پانی۔ نیچے پانی۔ اوپر پانی۔ زمین پہ پانی۔ آسمان پر پانی۔ جنگل مین پانی۔ میدان مین پانی۔ بنگلے مین پانی۔ مکان مین پانی دالان مین پانی۔ سائبان مین پانی۔ انگنائی مین پانی۔ صحنچی مین پانی۔ کمرون مین پانی۔ کوٹھریون مین پانی۔ دیوارون مین پانی۔ دروازون مین پانی۔ صندوقون مین پانی۔ الماریون مین پانی۔ درازون مین پانی۔ بستون مین پانی۔ گٹھریون مین پانی۔ کاغذات مین پانی۔ پارچہ جات مین پانی۔ کوٹ مین پانی۔ پتلون مین پانی جاکٹ مین پانی۔ پاکٹ مین پانی۔ بوٹ مین پانی۔ سوٹ مین پانی۔ دھوپ مین پانی۔ سائے مین پانی۔ کیمپ مین پانی کمپونڈ مین پانی لیمپ مین پانی۔ لالٹین مین پانی۔ چولھون مین پانی۔ چکیون مین پانی۔ آٹے مین پانی۔ دال مین پانی۔ کفچے مین پانی۔ غربال مین پانی۔ آنکھ مین پانی۔ خاک مین پانی۔ پیٹ مین پانی۔ منہ مین پانی۔ سنگ مین پانی۔ ناک مین پانی۔ سر مین پانی۔ جگر مین پانی۔ غرضکہ مار پانی ہی پانی۔ جس شے کو دیکھیے بہشتیون کی مشک۔ سبیل کا مٹکا واٹر ورکس کا بمبہ۔ بنگالے کا ناریل استسقا کا مریض۔ سلسل البول کا بیمار نرخ آبادی تر بتر ہو رہی ہے۔ پھر آپ جانیے آدمی کا دل ہی کتنا۔ ذرا سی افراط تفریط مین پانی پانی۔ اسپر ناشکری۔ کفران رحمت۔ شکوے شکایت کی عادت مستزاد۔ لگے منہ اوٹھا اوٹھا کر گلے کرنے پانی پی پی کر کوسنے۔ ناک مین دم کر دیا۔ جی گھبرا گیا۔ گھر سے نکلنے کے قابل نہ کہین آنے جانے کے لائق۔ ہر دم بھیگی بلی۔ کڑک مرغی۔ دیہاتی میانجیون کی طرح انڈے بچے چیلے چاپڑ لیے۔ بی گھر بسی کی سوت بنے چوڑیان پہنے۔ کسی کونے۔ کوٹھری۔ دربے کا بک مین دبکے پڑے رہو۔ کھانا پینا حرام۔ کار بار۔ القط۔ سیر تفریح اجیرن ہیکانا درگور۔ گھر بار غریق رحمت۔ توبہ تاہا۔ لاحول ولا۔

یہ سب سہی۔ لیکن پھر کیا کیا جائے مجبوری ناچاری۔ بادل خان صاحب بھولے چوکے جو ذرا ادھر کے پسیے ہوا ہو جاتے ہین تو بی گرمی صاحبہ بیدھڑک دھڑام سے آکودہ تاپاتی۔ بھینگا اشتیگر تمام تن بدن پر پانی پھیر دیتی ہین جسم و تن مین سارا جسم شرابور۔ کل اعضا غرق غرق ساری طمانیت دریا برد۔ پھر ہزار بات کی ایک بات۔ ھذا نحو استہ باشد۔ جو کہین جناب نفیسما آپ مسٹر بادل خان صاحب لوگون کے بے موقع کوسنے۔ گڑ گڑانے سے ناراض ہو کر زیادہ نہین صرف پانچ ہی چھ ہفتون کے لیے بارانی بوریہ ہوائی ریل بیگ۔ موسمی ٹرنک سنبھال ہندوستان چھوڑ۔ سیر سیاحت نزول رحمت کی غرض سے کسی غیر ملک کو سدھار جائین تو پھر دیکھیے کیسی درگت بن جاتی ہے۔ اور سب باتون سے مقدم زندگانی کے لازمے۔ پیٹ کے رانتب۔ حضرت غلہ علیہ السلام کے نرخ کا تھرما میٹر بنین کے توند کی طرح کئی انچ۔ اے توبہ ڈگری اوپر کو چڑھ جاتا ہے۔ پس چاہیے کوئی لاکھ بڑبڑائے۔ مگر بندہ درگاہ تو یہی فرمائینگے کہ برسو برسو اور برسو۔ اور اتنا برسو کہ ہر گھر سمندر ہر شے گہر ہو جائے۔ لیکن ذرا اس قدر مہربانی رہے کہ غصے۔ خفگی۔ چڑچڑی گھرکی۔ گھن گرج۔ چمک۔ کڑک کے ساتھ نہین کہ ناشکرون۔ کفر بکنے والون کے ساتھ بیچارے دیگر انسان ضعیف البنیان کا زہرہ آب۔ خطا مثانہ ہو جائے۔

الراقم
کالے دیوتا مہا پانی والے
(ظریف منش)

ملاتے ہو اسی کو خاک مین جو دل سے ملتا ہے
مری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

بیچارے سید احمد خان صاحب بمقتضائے فطرت راہی عالم بقا ہوئے۔ مگر ناقدر دان حضرات ابھی تک اونکو برا بھلا کہنے پر تلے ہوئے ہین۔ ایسے صاحب مرنے کے بعد تو برون کو بھی اچھا کہہ کر انکی مغفرت کی دعائین مانگتے ہین۔ مگر برعکس اوسکے ہم دیکھتے ہین کہ اوس بیچارے کی شکایت شیطان کی آنت ہو گئی ہے۔ نہ آج ختم ہوتی ہے نہ کل۔

ہماری راے مین تو اب انکی پچھلی غلطیون سے چشم پوشی کرنا چاہیے کیونکہ مذہب کے بارے مین جو [illegible] اونھون نے کہین اونکی نسبت کچھ کہنے سننے کا ہمارا منصب نہین۔ جس کا مذہب ہے

GHAMBERL AIN SPAIN BALM.

چیمبرلینس پین بام

(چیمبرلینس صاحب کی دوائی۔ دافع درد)
(امریکہ مین بنائی ہوئی)

تمام دنیا مین ہر قسم کی درد کے فوراً دفع کر دینے کے لیے مشہور ہے خصوصاً ہر قسم کے گ[illegible] کبڑاپن۔ موچ لنگڑاپن۔ اور ورم کے لیے مفید ہے۔ زخم۔ چوٹین جلے ہوئے مقامات بھی اچھے ہو جاتے ہین۔ درد سر درد دندان اور درد گوش کے لیے بھی نافع ہے۔ درد پہلو اور درد پشت کا بھی بہت اچھا علاج ہے غرض نہایت عجیب دافع درد دوائی ہے۔
قیمت چھوٹی بوتل ..... ایکروپیہ۔ بڑی بوتل دو روپیہ

FOR SALE BY W.G. KIDD

وہ آپ سمجھ لیگا۔ ہم کو اب دخل در معقولات سے کیا حاصل۔

انصاف کے یہ معنے ہین کہ انکی اُن خدمات کا تذکرہ کیا جاے جو اونھون نے قوم اور ملک کے ساتھ کی ہین۔

اے مرحوم سید تیری ہڈیان پھولون مین رہین۔ تو جنت مین حورون سے ہم آغوش ہو۔ تیری روح بلبل بنکر بہشت کے شمشاد و نخلون پر چہچہائے۔ اور قمری بنکر قدس سرہ پڑھے درخت طوبی پر تیرا آشیانہ ہو۔ تونے ہمارے ساتھ کئی بڑے بڑے احسان کیے جو دنیا کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہین گے۔ دنیا مین تیری قابل قدر خدمات کے منکر بہت سے ہین۔ مگر اوس کے ساتھ ہی بکثرت لوگ ایسے بھی ہین جو تجھکو دعائے خیر سے یاد کرتے ہین۔ تیرے حسن خدمات ایسے نہین ہین کہ کسی کا دامن [illegible] انکو مٹا سکے۔ ہم سچ کہین کہ تیرا سا حامی مددگار۔ جان نثار۔ خادم اور ہمدرد قوم دوسرا ملنا دشوار ہے۔ جو اب دعوے بھی کرے وہ تیری ہی قائم کی ہوئی مثال پر۔ اور تیری ہی فیض بخش صحبت کا اثر ہے۔ اے سید! دیکھ قوم تیری یادگار قائم کرنے پر تیار ہے۔ تیری دیرینہ آرزو پوری کرنے کے واسطے خوب چندہ وصول کیا جاتا ہے۔ بڑی بڑی رقمین ملتی ہین۔ دیکھ تیرا کالج انشاءاللہ بہت جلد محمدن یونیورسٹی ہو کر ہندوستان کی تاریخ مین تیری یادگار بنکر رہے گا۔ اور دنیا مین نہایت عمدہ مثال سلف ہلپ کی قائم کرے گا۔

راقم
منفعت مزاج
ا۔ غ۔ ک

راز حیرت

اردو ناول اس کثرت سے آجکل شایع ہوتے ہین کہ اگر سب پر ریویو ظاہر کی جائے تو اخبارون مین اور کسی بحث کی گنجایش ہی نہ رہے۔ اسی وجہ سے لوگون نے ان پر ریویو کرنا کم کر دیا ہے۔ تاہم اس طوفان بے تمیزی مین کبھی نہ کبھی کوئی ایسا ناول بھی نکل آتا ہے کہ یا تو مصنف کی دوستی اور اصرار یا خود تصنیف کی خوبیان مجبوراً کچھ لکھواتی ہی ہین۔ چنانچہ اس ناول کو بھی اسی مد مین شمار کرنا چاہیے ماشاءاللہ مصنف صاحب نے باوجود کم سنی ایسا ناول لکھا ہے جیسا بہت بڑا ناول خوان جس کی ساری عمر ناولون کے پڑھنے مین گزری ہو لکھے قصہ اچھا ہے۔ اور زبان بھی بنارسی مال ہے۔ طرز بیان کا کیا کہنا۔ دنیا بھر کی ناولین جو ہضم کر چکا ہو اوس کے واسطے کس رنگ کی کمی ہو سکتی ہے۔ جن صاحب کو خرید کرنا منظور ہو بھارت جیون پریس بنارس سے طلب فرمائین۔

رشوت

ولایت مین ہولی صاحب کے دیوالے کا مقدمہ چھڑا ہوا ہے اوس مین ایک بڑے لارڈ صاحب پر رشوت خواری کا الزام آتا ہے۔ ہم کو خوف ہے کہ کہین یہ بلا ہندوستان کے امرا مین بھی نہ پھیل جاے۔ اودھ اور پنجاب مین رشوت خواری کے مقدمے یہان بھی معرکے کے ہوئے۔ مگر خیریت اتنی رہی کہ بی رشوت صاحبہ کسی امیر کے گھر نہین پڑین۔ اگر

خدا نخواستہ انھون نے ڈوون کی ٹی تو آدھ
کی آبی ہو گئی - یہ فضیلت اپنے ذہن
رسے تو بہتر ہے -

لوکل علیہ الرحمۃ

اب کی بارش کی وہ ریل پیل ہے
کہ اللہ دے اور بندہ لے - خصوصاً اس
ہفتہ تو فلک پیر کا سارا نزلہ لکھنؤ ہی پر
آگرا - ایک دفعہ برسنا جو شروع ہوا - تو
رات دن برستا ہی چلا جاتا ہے سلسل البول
والے کی طرح رکتا ہی نہین - ایک دن
گزرا دو دن گزرے - تین دن گزرے
یا اللہ میان ابر صاحب کا ارادہ کیا ہے
قحط اور طاعون سے جو بچے تھے ان کو یہ
غرق دریا سے رحمت کرین گے - یا سارے
شہر کو بہالے جائین گے - آدمیون مین
پھپھوندی لگ گئی - گھرون مین ایسا
ٹپکا لگا کہ شاید ہی کوئی چھت اچھت باقی
رہی ہو - غریب غربا گھر مین بیٹھے ڈبکیان
کھاتے تھے - چارپائیان کشتیان بچھونے
پالین - گھر گرستی کے برتن جانوران دریائی

بی گھسی دو دریاؤ ہوی ۔ اور میان
صاحب گرمچھ یا گھڑیال - اور بیچارے
متحنی ... شیف الجثہ تو بیچ بیچ تیغ جھینگا
بنے تھے -

مکانون کا یہ حال کہ رحمت
باری کے بوجھ کے مارے معدود دیوا
سربسجود - کہین چارون طرف دھادھم
کی صدائین دل دہلاتی تھین - کہین
دیوار سینۂ عاشق کی طرح شق -
کہین کڑی شہاب ثاقب کی طرح نزول
اجلال فرماتی چلی آتی ہے - گھر بار
جہان دیکھیے دریا موجین مار رہا ہے
مینھ کے دڑیڑے - پرنالون کے
تڑیڑے - نالون - موریون کا زور
شور - الامان الامان - اف ان
سے مینڈک بن جانے کی دعا مانگنے
کو جی چاہتا تھا -

بارے خدا خدا کرکے -
دوشنبے سے ابر کھلا - آفتاب کی
صورت دیکھی - تب جا کے جان
مین جان آئی -

نئی صورت

ستارے سیارے تو اکثر
منجمون نے دوربین لگا لگا کر ڈھونڈ
نکالے - مگر ہم ایک نئی آسمانی
صورت کا پتہ دیتے ہین جس پر آج تک
کسی منجم کی نظر نہ پہونچی ہو گی اور پھر
لطف یہ کہ نہ عینک کی حاجت نہ
دوربین کی ضرورت - جس وقت
ابر چھایا ہو - ہوا تیز و تند ہو - گرج
کی آواز دل دہلاتی ہو - آسمان
کی طرف نظر کیجیے - یہ صورت ایسی

چمک دمک سے نظر آئے گی کہ آنکھین
جھپک جائین گی - اور اگر کوئی اور
ہوا تو دو ادھ ، ، کر کے جھپٹ جائیگا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ غبار وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ مبلغ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر متیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات | **اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے** | تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود بہ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے۔ اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھوں مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے اسکے روز مرہ استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند غبار وغیرہ۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کرین۔ راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر شودت رام ڈسپنسری انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ ممیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے۔ مین نے آجتک آنکھوں کی بیماریوں کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی۔ پردہ کا رنگ اور لنس کوٹ مین سخت نقصان تھا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھ مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور زود اثر پایا میری رائے مین آپکا سرمہ مثل پڑیا کو نین بذریعہ ڈاک انکی نجات اور ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے وی۔ پی پوسٹ بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان اسسٹنٹ میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے بنائے ہوے سفید سرمہ ممیرے کا متواتر استعمال کیا۔ حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے۔ راقم۔ مہاراج کنور چتیر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھنگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۹۰۸ء کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

فرق امتیازی

آپ نے کچھ سُنا۔ حال مین ایک گورا مرکر زندہ ہوگیا۔ یہ یک لخت تین روز تک مردہ پڑا ہوا تھا۔ جب لاش چیرپھاڑ کی غرض سے الجیرز کے فوجی اسپتال مین ٹیبل پر رکھی گئی اور ڈاکٹر وغیرہ نے ہاتھ مین چھری لے کر آستین چڑھائی۔ تو گورہ فوراً ہڑبڑا کے اُٹھ بیٹھا۔ اور لگا اودھر اُدھر دیکھنے۔ کھانے پھر کیا تھا خوف و دہشت۔ حیرت و استعجاب سے لوگون کے ہوش اُڑ گئے ہین۔ یہ معاملہ کیا ہے! لیکن اُس نے یہ ثبوت اس کے کہ وہ واقعی ایک جیتا جاگتا گورہ ہے کوئی بھوت نہین۔ شیطان نہین۔ جن نہین۔ جھٹ پٹ میز سے کود۔ دوسرے کمرے مین جا۔ ایک کاغذ پہ کچھ ارقام کر۔ لوگون کو دکھا دیا جب جا کے کہین دل ٹھہرا۔ حواس ٹھکانے ہوئے۔ جان مین جان آئی۔

آپ شاید کہین گے اجی نہین گورہ حقیقت مین مرا نہ ہوگا۔ کسی وجہ سے دم سادھ کر مُردہ بن گیا ہوگا۔ یا نشہ شراب مین تین روز تک چُپ چاپ پڑا سوتا رہا ہوگا۔ یا نہین میدان کارزار علالت مین کسی غنیم عارضۂ دماغی کی اچانک بیقاعدہ حملہ آوری سے مجروح ہوکر غفلت غشی سکتے۔ بے ہوشی وغیرہ مین مبتلا ہوگیا ہوگا ورنہ سچ مچ مرکر زندہ ہو جانا چہ معنی دارد بھلا ایسا کبھی ہو سکتا ہے۔ ناممکن محال غلط اغلط۔ لیکن این جانب کے نزدیک تو یہ سب کچھ نہین۔ حیرت کی بات نہ استعجاب کی۔ کیا معنے کہ کالے جب مرتے ہین تو پھر کبھی جیتے۔ زندہ ہونے کا نام ہی نہین لیتے۔ ہرچند عزیز۔ قریب۔ دوست آشنا۔ مسکن سے لے کے مدفن تک صدائے الم۔ شور ماتم سے قیامت بپا کرنے مین کوئی کسر اُٹھا نہین رکھتے۔ مگر یہ حضرت مین کہ ذرا منکتے تک نہین۔ چون تک نہین کرتے۔ اب اگر گورے بھی ایسا ہی کرنے لگین تو فرمائیے گورون کالون مین فرق ہی کیا باقی رہے۔ دوسرے جب گورون۔ کالون کے حالات زندگانی معاملات حیات مین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے تو پھر واقعات ممات مین بھی آخر کچھ فرق امتیازی ہونا لازم ہے یا نہین۔ کہیے ہان۔ چلیے قصہ ختم۔

راقم۔ ظریف ہند

تلوّن

تلوّن اسوقت ہر شخص کی نگاہ مین بدنما نظر آتا ہے۔ یورپ کا کیا ذکر ہے انڈیا مین بھی تلوّن سخت معیوب ہے۔ سوت کا لڑکا اور تلوّن گویا ایک ہی چیز ہے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ ؎

گھڑی مین ماشہ گھڑی مین تولہ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

یہ تلوّن ہی کی صفت ہے کہ ابھی پیسہ کہین اور ابھی پون پیسہ۔ یہ تلوّن ہی کا شرف ہے کہ ابھی آٹے دال کو رو ئین اور ابھی اندرسبھا باون سبھا دیکھنے کو دوڑے جائین۔ مشہور ہے کہ ایک تلوّن مزاج نواب صاحب نے شب اولین دوڑ کر اپنی گھروالی کے قدمون پر سر رکھدیا۔ وہ بیچاری گھبرا کر شرم سے گھونگھٹ کو بالائے طاق رکھ کر حسرت بھری نگاہون سے دیکھنے لگی۔ اور کہنے لگی کہ میان قربان جاؤن۔ صدقے جاؤن اگر تم کوئی عذر رکھتے ہو تو کچھ پروا نہین۔ مین عمر بھر فقط تمہاری صورت ہی دیکھ کر بسر کرونگی۔ یہ سُنتے ہی نواب صاحب اور بھی گڑگڑانے لگے۔ اور فرمایا بیوی خدا کے فضل سے۔ مجھ مین صرف عیب یہ ہے کہ ذرا تلوّن مزاج ہون لہٰذا مین نے پہلے ہی تمکو آگاہ کردیا کہ آئندہ تمہاری شکایت کی جگہ نہ رہے۔ اب تو بیوی بہت گھبرائین اور جھنک کر بول اُٹھین کہ خدا حافظ چلتا دھندا کیجیے۔ اب میرے آپ کے

بناہ مشکل ہے۔
غرضکہ تلون ایک قسم کا خبط ہے یا جنون لیکن ذات شریف شعرا نے اسکو بھی ایک قسم کی صنعت سمجھ لیا ہے اور شاید سبب اس کا یہ ہے کہ اکثر معشوق تلوّن مزاج ہوا کرتے ہین۔ ذرا سی بات مین راضی اور ذرا سی بات مین ناراض ابھی وصل کا اقرار اور ابھی صرف بوسہ پر تکرار کبھی تیوریان چڑھارہے ہین اور کبھی ہنسی خوشی گلے سے لگائے لیتے ہین۔ اور یہ تلون کیونکر صنعت مین داخل نہ ہو کہ معشوق کا کوئی فعل برا نہین معلوم ہوتا اور بھی اعلے درجے کی صنعت ہے۔

فی الحال این جانب نے بھی تقلیداً اس تلون کو داخل صنعت سمجھ کے ایک ایسا شعر کہہ ڈالا ہے کہ یاد و شاید جس مین حد درجہ کا تلوّن بھرا ہوا ہے معشوق تو شاید مین دو ہی چار طرح کی لیتے ہونگے مگر یہ شعر ایسا ہے کہ گرگٹ کی طرح ہر روز بارہ رنگ بدلتا ہے یعنے ایک ہی وقت مین بارہ وزن پیدا کرتا ہے۔ اب دیکھا چاہیے کہ ناظرین اخبار بھی اس تلوّن کو داخل صنعت سمجھتے ہین یا نہین۔

شعر

جسم جو مین ہون تو ہے جان میری تو
کیون نہین آتا ہے اے آئینہ رُو

راقم
تلوّن مزاج۔ از مٹیا برج۔

الجواب

مزیدار خط نمبر ۴

(سلسلہ کے لیے دیکھو اخبار ۱۸۔ اگست ۱۸۹۵ء)

برخوردار نور چشم راحت جان سلمہ الرحمن۔ بعد ادعیہ وافیہ کے واضح رائے عالی ہو تمہارا فرحت نامہ پہونچا۔ متشکر و توجہات فرمایا۔ واقعی آج کل تمہاری والدہ نے تجھکو بہت اُلفت ہے۔ یہی وجہ ہے جو مین ایسے عرائض سے تاسر نامہ معاف فرمائیے۔ انشاء اللہ اب ایسا نہ ہوگا۔ درحقیقت مین چک کی سیر کو روزانہ جاتا ہون۔ اور تمہاری والدہ بھی۔ سلامتی سے ان دنون ان کا شوق بھی نہایت ترقی پر ہے تمہارے جانے کے بعد یہان پر ہو بھی تمہارے نہ ہونے سے سب ہی خوش ہین۔ اور تمہارا ہماری محبت کا مال منظر تک کرنا بجا اور بے شک تمکو اپنی نوجوان بیوی سے اُلفت ہونا چاہیے کیونکہ اُلفت کے یہی دن ہین مگر ہے

تمکو اے لخت جگر جان پدر
علم انگریزی نے کودن کر دیا

بہرحال اب تک تمہاری بیوی کو تم سے کچھ شکایت نہین ہے اور یہ بہت خوشی کا مقام ہے۔ تمہارے گھر مین چار فرزند پیدا ہوئے ہین۔ جو اب تک زندہ ہین مگر ان مین کوئی تمہاری صورت نہین ہے۔ بلکہ یہ مختلف الصورت ہین۔ اسکا تمکو تعجب نہ کرنا چاہیے کس لیے کہ تہذیب کی یہی آب و ہوا ہے۔ تمنے جو گستاخانہ الفاظ کی معافی مانگی ہے یہ تمہاری سعادتمندی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ لائق فرزند انہین الفاظ سے اپنے بزرگوار کو یاد فرماتے ہین۔ اور اسی طرح معافی مانگتے ہین۔ دراصل تم کو میری حرکت نازیبا نے بہت رنجیدہ کیا ہوگا کہ جس کا مین خود مقر ہون۔ اور اپنے لائق فرزند سے معافی مانگتا ہون۔ تم نے جو بڑھاپے کی محبت کا خاکہ اُڑایا ہے یہ البتہ غلط ہے کیونکہ بڑھاپے کی محبت۔ گرمی کی حدت۔ جاڑے کی سردی۔ بارش کی زردی بہت مشہور ہے زیادہ زیادہ تمہاری والدہ دعا اور تمہاری بیوی سلام کہتی ہین۔

راقم
تمہارا پدر بزرگوار از جبلپور

خود بینی

نمبر ۱

برسات کا پہلا دن ہے۔ پانی خوب برس کے نکل گیا ہے۔ مرجھائی ہوئی پتیان پھر سرسبز ہین۔ اُترے ہوئے چہرے بشاش۔ اُودی اُودی گھٹا مین۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین مرور دماغ کو طراوت و آسودگی۔ دل طپان کو تسکین و فرحت پہونچاتی ہین۔ ہمارا تخیل جو اب تک گرمی کی شدت سے منتشر تھا اب اُس مین یکسوئی پیدا ہوئی ہے اور وہ ہمین ایک عجب حسین منظر دکھا رہا ہے ہم ایک چھوٹی سی پہاڑی پر کھڑے ہین۔ کوسون تک سبزہ لہلہا رہا ہے۔ پیک نگاہ فرش زمردین پر قدم بڑھائے ہوئے چلا جاتا ہے۔ شاہد گل کا لباس بوقلمون کچھ عجب دلفریب اثر رکھتا ہے۔ رنگ کی

فتنہ خوابیدہ

شوخی نظر فروز حسن گلو سوز ہے۔ خوشبو سے دماغ
معطر ہے۔ نئی نئی طرح کی بیلین بہار قدرت کا سمان
دکھا رہی ہین۔ اس کوہچہ کی راہین دشوار گزار
نہین ہین۔ دور دور یہ سبز سبز جھاڑیون اور درختون
کی قطارین بہت بھلی معلوم ہوتی ہین۔
یہ پہاڑی اس سامان دلفریبی کے
ساتھ سبز پری بنی کھڑی ہے۔ برق و آبرو باد
اس سبزپری کے تماشائی خود رفتہ دل دادہ
ہین۔ مگر بعض کی رائے ہے کہ یہ کرشمہ ہاے
قدرت اس سبزہ زار کے عاشق دل دادہ
نہین ہین بلکہ پردۂ ابر مین کوئی اور ہی صاحب
پنہان ہین۔ کون صاحب ہین؟ حضرت پیر فلک
ہین جو از سر نو جوان ہو گئے ہین۔ ولولہ ہاے
شباب نے آتش عشق کو بھڑکا دیا ہے۔ وصل
یہ برق طپان طپش طلب۔ ابر باران سرشک
چشم نم۔ باد خنک آہ سرد ہے۔ یہ حال جو
ہوا تو ہم ہی جانتے ہین کہ یہ حسین منظر
ایسا فرحت ہے کہ دل کو اپنی طرف کھینچ لیجاتا
ہے اور محبت اور دل بخوشی کھنچا چلا جاتا ہے
ذرا بھی مچلتا نہین۔
اچھا پھر اب آگے سنیے۔ اس خوشنما
پہاڑی کی کشادہ چوٹی پر مشہور ساحرہ

"خطا" رہتی ہے۔ یہ ایک عجیب حسین شعبدہ باز
عربدہ ساز جادوگرنی ہے۔ اپنے تماشائیون
کو کن انکھیون سے دیکھتی اور نگاہ غلط انداز
سے نیم بسمل کرتی ہے۔
اسی کے ہمسایہ مین "دہرول عزیز راے"
کی بھی سکونت ہے۔ یہ بھی زبردست ساحرہ
دلبر اور دلفریبی مین شہرت عام رکھتی ہے
ان دونون کی کشش کچھ اس بلا
کی ہے کہ تمام مخلوق خدا "
رشتہ در گردنم افگندہ دوست
پڑھتی ہوئی بے اختیار اس چوٹی پر بڑھتی
چلی جاتی ہے مگر منزل مقصود اور جانے
کی راہین مختلف ہین۔
پلے سرے کے ظاہر پرست تراش
خراش کے لوگ سیدھے "خطا" کی طرف
جاتے ہین۔ نہ رہبر کے نشان قدم کو دیکھتے
نہ نقرون کی سنتے ہین۔
اور زیادہ سلجھی ہوئی طبیعت والے
پہلے "دہرول عزیز راے" کی خدمت
مین حاضر ہوتے اور اوس کے قدم لیتے
ہین۔
اب ہم اس چوٹی کے سب سے
زیادہ ہموار و کشادہ حصہ پر پہونچے ہین
یہ "راے" کا مسکن ہے اور دیکھتے
ہین کہ وہ "سالبون" کی خاطر تواضع مین
مصروف ہے۔ یہ عجب طرح کی پری جمال
خوش ادا۔ شیرین زبان۔ ہوش ربا خاتون
ہے۔ جو خوشبو کہ بوقت تکلم اوس کے
دہن سے نکلتی ہے اوس سے دماغ طبلۂ
عطار بن جاتا ہے۔ یہ بڑی خوش تقریر
لیڈی ہے۔ ہر بحث پر بہت خوبی فصاحت
بلاغت کے ساتھ تقریر کرنے پر تیار رہتی ہے
اس کی سحر بیانی سامعین کے دلون کو
مسحور کرتی ہے۔ چونکہ اس کا نام "دہرول عزیز"
ہے لہذا وہ ہمارے محاسن کو بیان کرتی

اور ایسا یقین دلا دیتی ہے کہ ہم اپنے کو
سب سے اعلیٰ خیال کر لیتے ہین۔ دیکھو
وہ اب اوٹھہ کھڑی ہوئی۔ ہم سب اوس کے
ساتھ ہین اور ایک سرسبز مقام پہونچے
ہین جس کے دروازے پر "خطا" متمکن ہے۔
اس مقام پر درخت بہت گنجان
ہین اور نشست کی ترتیب کچھ ایسی
حکمت اور ترکیب سے رکھی گئی ہے کہ
جسم "خطا" پر سایہ پڑتا ہے اور وہ کسی قدر
تاریکی مین آگئی ہے۔ "خطا" کا لباس سفیدی
مائل ہے۔ اور اس ملبوس سے اس کی
غرض یہ ہے کہ وہ سچائی کی مشابہت
پیدا کر کے فریب دے۔ جو روشنی کہ اوسکے
گرد ہے اُس سے اوس کی قدرتی جسمانی
خوبصورتیان نظر آرہی ہین۔
اس کے دست نازک مین ایک
جادو کی چھڑی ہے جس کی گردش سے وہ
اپنی شعبدہ بازی کے کرشمے دکھایا کرتی
ہے۔ ہان ذرا دیکھیے۔ وہ اوس نے چھڑی
کو اوٹھایا اور حکم دیا کہ عظمت و شان
جو پابند زنجیر سحر ہین حاضر ہون۔ جون ہی
کہ یہ الفاظ منہ سے نکلے۔ ہماری نظر آسمان
کی طرف اوٹھہ گئی ہے۔ ہم دیکھہ رہے ہین
کہ ایک نیلگون مد نظر زیر نظر ہے۔
لیجیے اب وہ کیفیت جاتی رہی
اور جس طرح گرمیون کی صبح کو بخارات
کے دور ہو جانے کے بعد پہاڑ نظر آتا ہے
اوسی طرح ہمکو ایک قصر دکھائی دیتا ہے
یہ قصر "خود بینی" ہے اس
محل کی بنیاد کو مشکل سے بنیاد کہہ سکتے
ہین۔ بجائے خشت و سنگ کے یہ
اُن بادلون پر قائم ہے جو کسی خوش کے
سیاہ گھونگھر والے بالون سے مشابہت
رکھتا ہو۔ اس عمارت کا قیام جادو کے
زور سے معلوم ہوتا ہے۔

جس راہ سے ہم اس پہاڑی پر پہنچے اوس پر قوس قزح کے رنگ آمیزی ہر طرف نظر آتی ہے۔ باد شبک کا اہتزاز اور معشوقانہ اٹکھیلیان ہمارے حواسون پر ایک سحر آمیز مسرت خیز اثر پیدا کرتی ہین اس قصر عالی شان کے در و دیوار پر نمایشی شنہرا ملمع کیا ہوا ہے اور ع۔

لاجوردی طلاست بر دیوار

کے مصداق ہین۔

سب سے نیچے ستون کی قطارین غیر مستحکم ہین اور اس رفیع عمارت کا بالائی حصہ ایسا گول ہے کہ اوس کو ہم شکل حباب کہہ سکتے ہین۔

ہم مسافرین کو پھاٹک پر نہ دربان ملا اور نہ ہم نے اتنا انتظار کیا کہ کوئی آئے تو ہم اوس کی اجازت سے اندر جائین ہر شخص اپنے ہی اوصاف کو پروانہ راہداری سمجھ کر آگے بڑھتا اور اندر گھستا ہوا چلا جاتا ہے۔ اندر کا حال سنیے۔

اول ہمین دیوان خانہ مین بہت سے شیاطین ملے جو ہمارے مجمع مین گھومتے پھرتے ہین۔ اور اپنے اپنے خیال اور محسوسات کے مطابق اپنی اپنی صحبتون مین شریک ہو جاتے ہین۔ یعنی اپنے ہم خیال کی رفاقت قبول کر لیتے ہین۔ اُن مین سے چند کا حال لکھا جاتا ہے۔

"عزت اجداد" یہ بھی وہان ہے جس کے پاس اب پرانے جامہ کے سوا کچھ بھی نہین باقی ہے اور وہ اوسی کو زمانہ فخر و مباہات سمجھتی ہے۔

تفاخر۔ وہی ہے جس کی مطمح خود اُسکی ذات ہے۔

شیخی آمیز عشق۔ بہت تن تن کے چلتا ہے اور زمین پر پاؤن نہین رکھتا دماغ آسمان پر ہے۔

اس دیوان خانہ کے بالائی حصہ مین تخت شاہی بچھا ہوا ہے۔ اور اوسپر بہت زرق برق شمگیرہ تنا ہے اُسکے نیچے "ملکہ خود بینی" بصد شان و شکوہ جلوہ افگن ہے۔ اوس کے لباس کی آرائش سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طاؤس زرین بال ہے۔

ایک حسین امرد اوس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہے۔ اور اُس کے آگے تمام عالم کا سر نیاز خم ہے۔ اسی کا نام خود پسند ہے۔ اوس کی نظرین تمکین کے ساتھ بار بار نیچی ہو جاتی ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس تمام مخلوق کے دیکھنے کی پروا نہین کرتا جو اوس کے گرد ہجوم اشتیاق کے ساتھ جمع ہے۔ جو اسلحہ کہ وہ بندگان خدا پر فتح حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے دراصل اونہین لوگون نے مستعار دیے تھے۔

علاوہ اس کے اوس کے پاس ایک دام فریب تھا جس مین تمام مدبران ملکی گرفتار تھے اور لطف یہ کہ خود انہین حضرات کا بُنا ہوا جال ہے۔ اور یہی تین خواتین اس تخت کے پاس کھڑی ہین۔

خوشامد۔ اس کے ہاتھ مین رنگ و روغن کا ایک پیالہ ہے۔

ظاہرداری۔ یہ ایک خوبصورت آئینہ لیے ہوئے ہے۔

خوش وضعی (یعنی وضع لباس) جس کے کپڑون کی وضع ہر لحظہ بدلتی رہتی ہے۔

یہ تینون مہ جبین خواتین خود پسند کے دل پر فتح حاصل کر رہی ہین۔ اور ہر ایک کا علم سیاست جدا ہے۔

خوشامد تمام چیزون کی صورت تبدیل کر دیتی اور سامُن کے چہرون پر نیا چمکدار رنگ و روغن پھیرتی ہے۔

ظاہرداری۔ نئی نئی صورتین پیدا کرتی ہے۔

خوش لباسی یا خوش وضعی چند جسمانی ذاتی عیوب کو چھپاتی اور اُس مین بیرونی اجنبی خوبصورتیون کو شریک کر دیتی ہے

جس حالت مین کہ ہم اس مشاہدہ پر غور کر رہے تھے ہمارے کان مین ایک جماعت کی آواز آئی جو خلق خدا کی حالت پر افسوس و واویلا کر رہی تھی۔ اور صدا یہ ہے:—

"افسوس کہ انسانی حالت پر اولاً ہر دل عزیزی اسے کا اثر رہا۔ بعدہ خطا نے فریب دیا۔ پھر خود پسند نے ہاتھ صاف کیا خود نمائی نے یہان تک اُسے زخمی بنایا کہ آخر افلاس نے آدبایا۔"

ہنوز یہ صدا موقوف نہ ہوئی تھی کہ اُس محل کی دیوار مین دفعتاً ایک شگاف پیدا ہوا۔ اور ہر طرف بے ترتیبی اور ہل چل مچ گئی۔

ایک سنجیدہ معمر بزرگ نظر آیا جس کے چہرے سے استقلال اور معقولیت مترشح ہو اُسکو کشان کشان تخت کے سامنے اس

یہ کون ہین

غرض سے لائے ہین کہ اوس کے الفاظ کی سزا دے دی جاسے۔ یہ ضعیف اپنی بریت کا ثبوت دیتا ہے۔ لیکن کوئی بھی اسکی نہین سُنتا۔ خودبینی اُس کو دیکھکر تبسم کر رہی ہے۔ خودپسند نگاہ قہر آلود سے دیکھتا ہے۔ خوشامد نے اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا ہے۔

ظاہرداری مُنہ چڑھا رہی اور خوب بنا رہی ہے۔ طرفداری اوسکا خاکہ اُڑاتی ہے۔ غرضکہ حاضرین جلسہ مین کوئی ایسا نہین ہے کہ جسنے اسے بُرا بھلا نہ کہا ہو۔

آخرکار اس توہین و ذلت کے ساتھ ضعیف العمر سنجیدہ بزرگ نکال دیا گیا ہے۔ اس مستقل مزاج نے باین ہمہ ذلت و خواری کہا کہ مین بُرائی کی ملامت ہرحالت مین کرونگا۔ اور جب کبھی مجھے اس قسم کے لوگ نظر آئینگے مین ہجو سے کبھی باز نہ آؤنگا۔

ہم لوگ اس بُڈھے کے نصیحت آمیز الفاظ پر غور کر رہے تھے کہ دفعتہً بہت غل و شور ہوا۔ قزاقون کا ایک گروہ جتھا باندھکر آتا ہوا نظر آیا۔ قبل اس کے کہ یہ داخل مکان ہون۔ حماقت و بے اعتباری پہلے آئین۔ مصیبت۔ ذلت و خواری شرم و رسوائی اور افلاس اوس کے بعد۔ ان کے دیکھتے ہی "خودبینی" پریشان ہوکر فغرود ہوئی۔ اور اُس کی تمام خواصین اِدہر اُدہر ہوگئین۔ جسکو جہان موقع ملا چھپ گیا۔ پھر جو غور سے دیکھتا ہون تو نہ وہ محل نظر آتا ہے اور نہ وہ جلسہ۔ گویا یہ سب ایک خواب تھا جس کا خیال عبرت انگیز اب تک دل کو متوحش کر رہا ہے۔ ع۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

راقم

ا - ع - ش -

از شاہ آباد - ہردوئی

اول بہ آخر نسبتے دارد

بھگوڑے کو بازاری لونڈے ستاتے ہین "بات تری دُم کترونگا" اس وجہ سے کہ بھاگتے کی دُم ہی پر پہلے دسترس ہوسکتا ہے۔ مثل مشہور ہے بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی بھلی مگر آپ جانیے مختلف ملک مختلف رسمین۔ مختلف طریقے۔ مہم مصر کا ہاتھی پیچھے سے شیر انگلستان سے منہ پھیر کرتا رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے اُسکی خرطوم بچی رہی۔ مگر آخر کب تک۔ حال کی خبرون سے معلوم ہوا کہ درویشون نے پیٹھ دکھائی فتح و نصرت انگریزی شیرون کے ہاتھ آئی شہر خرطوم بالکل مسمار ہوگیا۔ گویا فیل مہم کی خرطوم کی گرہ گرہ ٹوٹ پھوٹ کر علحدہ ہوگئی۔

انگوٹھا یا ٹھینگا

چند روز سے انگوٹھے کی بڑی قدردانی معلوم ہوتی ہے کیونکہ سبب بے پڑھے لکھونکے واسطے انگوٹھے کا نشان پڑھے لکھونکے دستخطونسے زیادہ معتبر پایا گیا ہے۔ سرہ صاحب نے چند اصول اس فن انگوٹھا بازی سے متعلق قرار دیے ہین اور ڈاکخانے والون نے منی آرڈر پر بھی اسکے نشانات منظور کرلیے ہین خیریہ تو تھا ہی تازہ سُنیے کہ قانون شہادت شہ مین ترمیم ہونیوالی ہے کہ انگوٹھے کا نشان قانونی طور سے داخل شہادت سمجھا جاے۔ واقعی انگشت شہادت کے قرب کیوجہ سے انگوٹھے کو خدا ہی کے ہان حق شفع حاصل تھا پھر نون شہادت مین داخل در معقولات کیون نہ کرتے۔ دیکھیے اکثر لوگ ہمارے ہانکی عورتونکو جاہل۔ ناقص العقل کہا کرتے ہین۔ حالانکہ اُنھون نے مدتہا مدید پہلے سے ٹھینگے کا استعمال اپنی روزمرہ مین رائج کر دیا ہے اور وہ وہ کام لیتی ہین کہ ناز و غمزہ کے کشتو کے پشتے کشتون کو کون پوچھے۔ خیر دیر آید درست آید۔ اگر اب بھی عدالت اختیار کرلینگی تو انکی کارروائیان دلچسپ ضرور ہوجائینگی۔

نہ کہین تور مسر نہ بریانی
نہ مزعفر نہ دال سلطانی
آبیون پر ہے حصر مہمانی
پاؤ بھر دال سیر بھر پانی
اس سے بڑھکر کے کیا دنائت ہو

ایک دم تھا بس اس ریاست مین
جسکا ثانی نہ تھا سخاوت مین
تھا نظیر اپنا آپ ہمت مین
فخر امثال شان و شوکت مین
کیا بیان اسکا رعب سطوت ہو

جب سے وہ صاحب عطا نہ رہا
اس ریاست کا اعتلا نہ رہا
جود و بذل و کرم فدا نہ رہا
کشتی باقی ہے ناخدا نہ رہا
روح اوسکی غریق رحمت ہو

ان کمینونکا تھا کبھی یہ وقار
کہ ہو اہل وضع مین انکا شمار
ایک سے ایک بڑھکے ناہنجار
کبر و نخوت کے نشہ سے سرشار
سر کبھی کم نہ کیف نخوت ہو

اک زمانہ ہے اور بھی گزرا
جسمین تھے مقتدر عبید و اما
حکم سلطان تھا مین حکم انکا
عبد و مولا مین تھا نہ فرق اصلا
بے تمیزی پہ ایسی لعنت ہو

آخر الامر جو ہوا انجام
اس سے واقف ہین کل خواص و عوام
تاج شاہی گیا بفرق غلام
ورثا تخت کے رہے ناکام
ان کی ذلت اور انکی عزت ہو

پھر گیا انسے چرخ مینائی
خوب نافہمی کی سزا پائی
یہ مثل سچ کسی نے فرمائی
سگ نشیند بجاے گیپائی
نور گم اور طلوع ظلمت ہو

الغرض میرزا خوب چل پھر کر
حادثات جہان پہ کی جو نظر
جتنے اشخاص تھے وہ ہون پرور
دیکھا برباد بس انھین کا گھر
جلد یا کچھ دنون کی مہلت ہو

وضع عالم جو منقلب دیکھی
ترک آبا کی پیروی کردی
دلکو بھایا لباس انگریزی
کچھ خدا کی بھی ہوئی مرضی
کر نصارے سے مجھکو بیعت ہو

بخت بیدار کی ہوئی جو مدد
پائی بیرسٹری کی مین نے سند
آیا ہندوستان مین بشد و مد
قبلہ و کعبہ ہین خفا از حد
کیا کرون مین جو ان کو نفرت ہو

مین جو لندن شریف سے آیا
وحشیونکی ادا سے گھبرایا
کھانا بے میز کے جو منگوایا
اپنے غصہ سے انھونے غم کھایا
روٹی سالن مین خاک لذت ہو

مجھ سے ٹھہرا گیا نہ وان مہ بھر
کوٹھی لی مین نے صدر مین جاکر
مانگ لایا کسی سے فرنیچر
خانساماں بھی رکھ لیا نوکر
اس غرض سے کہ میری شہرت ہو

آتے ہی مل گئے جو پیر مغان
کچھ نشہ بازی کا ہوا سامان
سکھایا انسے میکدہ کا نشان
شوق دل نے کہا یہ مجھسے ہان
مے سر جوش کچھ حلاوت ہو

کرو ایمان کو دور سے سلام
بادہ پیمائی کا یہ ہے ہنگام
نہین ممکن نبیرا سکے تمام
ترک تقوی پہ سبقت ہین تمام
تم کو دنیا ملے تو جنت ہو

چند ہی روز مین ہوا کچھ اور
شب کو چلتا تھا شامین کا دور
سینکڑون مست بنگئے ہمطور
غم سلطان نہ کچھ تو ہم جور
کیون ڈرے وہ جو پاک طینت ہو

حیرت افزا ہے یہ مری روداد
کوئی حاصل ہوئی نہ دل کی مراد
شاد تھا جب بنا اتنا ہون ناشاد
میری بیرسٹری ہوئی برباد
کیا بیان اپنا حال عسرت ہو

سخت حیران ہون کیا کرون تدبیر
دخل مفقود اور صرف کثیر
نہ تو ممکن ہے وضع مین تغیر
نہ موافق ہے آجکل تقدیر
کون سنتے ہیچون گر ضرورت ہو

تھی جو امید کتخدائی کی
شرط ہے اسمین پارسائی کی
مین نے رندون سے آشنائی کی
ہوئی بے وجہ نارسائی کی
ترک کیونکر بتون کی الفت ہو

جتنے ہین ساکنان . . . .
اب وہی ہین مقربان حضور
کیا کرین شکوہ ہم کہ ہے مشہور
ہر کہ از دیدہ دور از دل دور
خیر حاصل تمہین کو قربت ہو

لوٹ لیجا مین کل خزانہ و مال
نہ رہے انمین سے کوئی کنگال
نہ کرین کچھ ذرا کسی کا خیال
کبھی بیکا نہوگا ان کا بال
ہان مگر . . . کی شرکت ہو

گھر بنا لیجا کے رکھین جو کچھ پائین
شادیان ہون تو نوبتین بجوائین
دوستانہ رئیس کو بلوائین
اہل عصمت کو بھی طلب فرمائین
سلب بالکل حیا و غیرت ہو

پیٹ ہر اک کا ہوئے مثل تنیر
لین بلا وجہ خلعت و جاگیر
کرلین ایوان و بارگہ تعمیر
نصب ہون چاندی سونے کے شہتیر
مرتفع پایہ رضاعت ہو

جتنے خانہ ہین انسے ہین معمور
یہی کناس ہون یہی مزدور
جو طلب ہو جہان جائے ضرور
جو کہیدار ہی تمک کرین منظور
مہترون کی انھین حکومت ہو

ہمین بازار و نہین یہ ترکاری
ہون یہی ذمہ دار سنجاری
ہو انہین کو سپرد معماری
کرین باغون مین جا کے گلکاری
باغبانی ملے تو خلعت ہو

یہی خلاصی ہون یہی فراش
یہی ہون نداف یہی اوباش
کعبہ مین جو فرد کی ہو تلاش
یہی سب ہون غلام و جنگ تماش
ٹوپ سر پر پڑے تو عزت ہو

یہی قصاب ہون یہی نقال
یہی مطرب ہون یہی قوال
یہی خمار ہون یہی کلال
یہی ابلیس ہون یہی دجال
فتنہ کوئی کوئی قیامت ہو

یہی منشی یہی ہون خدمتگار
خانساماں یہی یہی سردار
یہی بہیرا یہی عصا بردار
یہی پیدل ہون اور یہی ہون سوار
کوچبانی ملے تو خلعت ہو

یہی نداف ہون یہی حداد
ہون یہی قلتبان یہی قواد
آل و اولاد اسقدر ہو زیاد
ایک بستی جدید ہو آباد
مثل زنبیل خواجہ وسعت ہو

ہے الگ نظم کا مری جادہ
مین بھی رنگ کا ہون دلدادہ
سعدیا افتادہ است آزادہ
کس نیاید بپاے افتادہ
کیون کسیکو مری شکایت ہو

راقم
ایک نامہ نگار

اپلیکیشن

بحضور ہز ہائینس مہلک الدولہ سپہ مرجاہ نواب مرزا انجار خان صاحب حرارت نواز جنگ بہادر۔

یور ہائینس۔ ہم لوگ ساکنان مٹیا برج واقع کلکتہ نہایت ادب سے آپ کے خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور (مرتا کیا نہ کرتا) بڑے شوق سے آپ کو مبارکباد دینے دوڑے چلے آرہے ہین۔ زہے نصیب اعدا کہ آپ ایسے صاحب خیر کا دیدار شریف پھر اس سال میسر ہوا۔ آپ کے شان ورود کی ادنی کرامتین یہ ہین کہ ڈاکٹرون اور حکیمون کے چہرے خوشی کے مارے چودھوین رات کے چاند کی طرح روشن ہوجاتے ہین۔ صدہا مردین

زار روس کی تجویز

یورپ ۔ ”دیکھوں ٹھیک بھی ہوتی ہے“

جو ہیجم صاحب کی گولیون کے مانند دل کی ڈبیا مین بند پڑی ہوتی مین خود بخود نکل آتی مین۔ دوا فروشون عطارون کی مصیبتین نو دو گیارہ ہو جاتی ہین جس گھر مین دیکھیے آپ ہی کا ظہور جس دل مین نظر کیجیے آپ ہی کا نور۔ جس زبان سے سنیے آپ ہی کے صفات امیر ہو یا غریب۔ سب سے آپ سے ملاقات۔ بوڑھا ہو یا بچہ یا جوان سب پر آپ کی نظر یکسان رہتی ہے۔ بقول آتش مرحوم ؎

ہمارا عالم نیرنگ کہتا ہے مزاج اپنا
جوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھا لڑکون مین لڑکا

مگر اس مرتبہ تو یور آنر کی مہربانیون نے حد سے بھی زیادہ تجاوز کیا ہے۔ اور کسی کا تو کیا ذکر ہے خود ڈاکٹرون کے ٹھیہ بھر ایک سوجھ کو ملے کیے ڈالتے ہین۔ حکیمون کی نبضین ساقط۔ شاعرون کے قافیے تنگ۔ ملاؤن کے علم عمل کے ساتھ بے اختیار نکلے چلے آتے ہین۔ اب وہ رحمت یور آنر کی پوری زحمت ہو گئی۔ جس گھر مین آپ تشریف لے گئے در و دیوار سے رونے کی صدا بلند کردی جسنے معانقہ کیا لپک کے طمانچہ رسید کردیا

کہ منہ ہو گیا۔ خلق خدا کو راہ چلتے گردن توڑ مرغی بنانا شروع کر دیا۔ جسے پکڑ پایا پڑیان پسلیان چکنا چور کر ڈالین۔ بڑے بڑے الغرض خواہ مخواہ مرد آدمی ایسا سنتے کہ دنگ پڑے کے کباب بھی شرما گئے۔ اگر کسی نے مجبوری علاج کی تلوار لیکر مقابلہ کی جرأت بھی کی تو حضور نے اوس کی کھوپڑی تک خبر لی اور پھر ایسی خبر لی کہ بیچارے کے طائر روح چین چین کرتا ہوا قفس تن سے اڑ گیا۔

یور آنر اس مین شک نہین کہ آپ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین مگر ہم لوگ نہایت انکسار سے عرض کرتے ہین کہ اس سال ذات شریف حضور سے سوا مردہ شو کے کسی اور کو کچھ نفع نہین پہونچا کیونکہ حضور اتنی مہلت ہی نہین عطا کرتے کہ ہم کسی ڈاکٹر یا حکیم تک جا سکین۔ حضور کو خیال کر لینا چاہیے کہ ہم لوگ عدم آباد ہی کو چل دیے تو ہماری مہربان گورنمنٹ عالیہ کا سب بڑا نقصان ہو جائے گا۔ میونسپلٹی کو اپنے ٹکس کے لیے سر پر ہاتھ رکھکے رونا پڑیگا کیونکہ جب آپ عموماً گلا گھونٹنا شروع کر دین گے تو بہت سے لوگ ''جان بچی لاکھون پائے'' سمجھکر اور ڈر کے چھو ہو جائین گے۔ اور کیون نہ بھاگین کہ ادہر آپ کا خوف اور ادہر گرد کا ڈر کہ کہین طاعون نہ تجویز کرین تو اور بھی مشکل ہو۔

کلکتہ مین جو آپ کے بڑے بھائی مرزا طاعون بیگ صاحب نے وحشیانہ حرکتین شروع کین تو وہان کے بہت سے لوگون نے روٹیون کے سہارے پیدا کر لیے ادہر آدھی رات گزری اور اپنی اپنی جھنڈیان لیکر بر آمد ہوئے۔ جس دروازے پر پہونچے دوہائی تہائی مچا دی۔ بعض کی زبان سے آپ کے سائل نے ایک مخمس بھی سنا ہے جس کے ایک دو بند تحریر کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون :—

طاعون ستا بیکے کیا مجھے اسکی حقیقت کچھ نہین
مین ہون عجب چیز کہ وا نہین سکتا قرین
اور مجھ پہ کیا جو غضب ہر شخص کو ہے یہ یقین
لی خمسۃ اطفی بہا حر الوبار الحاطمہ
المصطفیٰ والمرتضیٰ ابناہما والفاطمہ

ہوگا نہ ہرگز کارگر طاعون ترا کوئی سخن
مجھ تک رسائی ہے اسے تو لاکھ اپنی سر گردھن
جنکی حمایت مجھ پہ ہے نام مبارک ہیگے ہین
لی خمسۃ الخ

اس مبارک مخمس کے سنتے ہی وہ لوگ ہر گھر سے روزانہ روپیہ پیسہ پاتے اور گھر گھر سے اڑا لے جاتے ہین۔ پس جبکہ یور آنر کے بھائی صاحب کی وحشیانہ حرکات سے بھی عوام کو اس قدر نفع پہونچتا ہے تو حضور کے اخلاق سے نہایت بعید ہے کہ ہم اپنی جانون سے ہاتھ دھو بیٹھین۔ ہو سکتا تھا کہ دیکھا دیکھی ہم بھی کوئی مخمس آپ کے ذریعے حیلے سے تصنیف کرکے روپیہ پیدا کرتے مگر مشکل یہ ہے کہ آمدنی والون کو رنڈیون ناچ نغمون اور فضول خرچیون نے بھکاڑ بیگ بنا رکھا ہے۔ اور شعرا بیچارے تو ہمیشہ سے مفلس قلاش ہین۔ اسپر آپکی آواز ہو تو انسے سب پیشاب خطا کر رہے ہین۔ پھر اب کون ہماری سنیگا اور ہمکو دیگا۔

لہذا ہم لوگ امید رکھتے ہین کہ اپنا خادم دیرینہ سمجھکر حضور بہت جلد ہماری طرف نظر ترحم فرمائین ورنہ ہم لوگ مجبوراً عرض کرتے ہین کہ اگر یہی غضب آپ کا رہا تو سال آئندہ ہم مین سے کوئی بھی یہان نہ ہوگا جو حضور کے استقبال یا مبارکباد کو آئے اسوقت حضور کو ویسا ہی رنج ہوگا جیسا کہ اعلیٰ درجے کے حکام کو انڈیا سے جاتے وقت ہوا کرتا ہے۔

راقم
مردہ دل۔ از م۔ ک۔

اباجان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱

خیالات عالی خاندانی

میرا خاندان ایک قدیم اور تاریخی خاندان ہے اور چار سو برس کا عرصہ گزرا کہ میرے خاندان کے بابا آدم اس صوبے کے دار السلطنت مین آکر بسے تھے۔ میرے خاندان کے ارکین کی تعداد بہت تھی اور وہ لوگ برابر اپنے ولایتی چہرہ مہرہ اور قویٰ سے پہچانے جاتے تھے اور دادی اماں مرحومہ اکثر فرماتی تھین کہ ایک محلہ کا محلہ ہمارے ہی کنبے کے لوگون سے آباد تھا۔ میرے خاندان کی ابتدائی آمدنی کثیر تھی اور اوس کی فیاضی سیرچشمی اور خوش سلیقگی کا شہرہ سارے صوبہ مین تھا۔ مین نے اپنے خاندان کی گزشتہ شان و شوکت اور امارت کی کہانیان حسرت کے ساتھ بزرگون سے سنی ہین گو اب کسی اعتبار سے میرے خاندان کی وہ حالت باقی نہین رہی ہے مگر تاہم اباجان اپنی ایک متوسط درجہ کی آمدنی سے اپنے خاندان کا نام و نشان قائم رکھے ہوئے ہین اور اب تک اعلیٰ درجے کی سوسائٹی مین اپنی ذاتی قابلیت اور عظمت خاندانی کی وجہ سے ملتے جلتے ہین۔

اباجان کو اپنی عالی خاندانی کا نہایت بجا غرور ہے کیونکہ ہم لوگون کا ددھیالی سلسلۂ خاندان براہ راست خلفاے عباسیہ بغداد سے ملتا ہے۔ انکو خاندانی تاریخ اور حالات پر ایسا غیر معمولی عبور ہے کہ اگر اون کو ہم اپنے خاندان کا زندہ شجرہ کہین تو نہایت مناسب ہے۔ ہر ایک خاندانی حالت اور واقعہ کو کتب تاریخ سے حوالہ دیکر مستند کر دینے مین عجب طرح کا کمال ہے۔ ان مضامین کے غیر ضروری طور پر بھی اُن کو بیان کرنے کا نہایت شوق ہے اور جبکہ وہ اپنے خاندان کے بڑے بڑے ہیرو لوگون کو گنوانے لگتے ہین انکا چہرہ بشاشت سے سرخ گلاب کی طرح کھل جاتا ہے اور غایت شگفتہ مزاجی سے اُنکے بیان سے گویا پھول جھڑنے لگتے ہین فقط اُن کو اپنے خاندانی حالات ہی حفظ نہین ہین بلکہ شہر بھر کے تمام خاندانون کی حالت سے وہ تفصیلی طور پر واقف ہین اور شادی بیاہ مین اکثر شرفا اور رؤسا اون سے اس قسم کے حالات دریافت کرنے آتے ہین اور اس کو اباجان ایک فخر کی ادا سے بیان فرما کر اُن کو ممنون کرتے ہین۔ شاہی وقت کے اسناد سے بکس کے بکس اور بڑے بڑے ٹین کے خول بھرے پڑے ہین اور اُن کے دھوپ دکھانے اور اُن کی حفاظت کرنے کی بڑی تاکید اماں جان کو فرماتے رہتے ہین۔ اکثر جب حکام عالی مقام کی ملاقات کو تشریف لے جاتے ہین اسناد اور فرامین شاہی کا انبار ساتھ جاتا ہے۔ ان تمام فرامین اور اسناد کی تاریخ اور اکثر کی عبارت اباجان کو اس طرح یاد ہین جیسے میرے چھوٹے بھائی کو عم کے پارے کا سبق۔ اور اکثر خاندانی حالات کے بیان کرتے وقت وہ ان اسناد اور کتب تاریخ کی عبارت بھی فرفر پڑھتے اور اُن کا حوالہ دیتے چلے جاتے ہین۔

میری اماں جان کا خاندان بھی نہایت عالی شان ہے کیونکہ اُن کے دادا احمد شاہ دُرّانی کے خاندان سے تھے۔ اُن کا خاندانی غرور کسی طرح غلط نہین ہے بلکہ یہ مسرت بخش خیال اُنکے ساتھ اکثر معجون مقوی اور مفرح کا کام کرتا ہے اُن کے رگ و پے مین آج تک ہی خالص دُرّانی ولایتی خون دوڑ رہا ہے اور ہم لوگون کی رنگت کے کسی قدر خفیف میلے پن کو وہ ہمیشہ ملال کے ساتھ دیکھتی اور دبی زبان سے اس کا الزام اباجان کے ذمہ دھرتی ہین کسی طرح ان کے خاندانی غرور اور نازش کا خیال اباجان سے کم نہین ہے۔ مگر چونکہ وہ نہایت درجہ تجربہ کار اور ہوشیار ہین اس لیے وہ اپنے اس خیال کو چھپانے مین کوشش کرتی ہین کیونکہ اباجان کی رائے مین سوائے اُن کے دوسرا کوئی اون کے برابر درجہ کا عالی خاندان اس صوبہ مین نہین ہے (گو اُن کے اس خیال کی صحت مین اماں جان کو کسی قدر شک ہے) اور اگر کوئی کسی دوسرے شخص کی خاندانی عظمت عزت اور قدامت کو بیان کرتا ہے تو کبھی اباجان اوس کو رغبت سے نہین سنتے ہین اس لیے ہم لوگ برابر اُن سے گفتگو کرنے مین اس بات کا خیال رکھتے ہین۔

(باقی آیندہ)

راقمہ

تہذیب افروز بیگم

چٹپٹی غزل

واللہ ذرا غور فرمایئے گا۔ مابدولت نے ایسی پامال طرح مین کمال ہی کیا ہے یون تو حشرات الارض کی طرح ہو گئے ہین کے سعرا بے شمار نظر آئین گے مگر ایسے پست نشین کے شاعر کا مثل مابدولت کے دستیاب ہونا کیا نظر آنا غیر ممکن۔ بندہ اپنے مشوق شاعرانہ سے حجلا کر یون زمزمہ سنج ہے۔

حبیب البلا کر جلے مار دوائی آپ کی
پھر لیا کر موت نے گردن دبائی آپ کی
دل تو دل آنکھونکا کاجل تم چرا کر لیگئے
دیکھ لی ہمنے یہ دیدے کی صفائی آپکی
اس گوپے نے نچایا خوب ہی تگنی کا ناچ
مفلسی مین اسنے یہ کیا گت بنائی آپ کی
غیر سے اور آپ سے جوتا چلا تھا آج تو
لبی چوڑی آبرو مین نے بچائی آپ کی
بندہ پرور بھاگ کر اب جانہ سکیئے گا کہین
آگئی ہے ہاتھ مین میرے کلائی آپ کی
باپ سے لڑکے کے جا کر یہ کوئی کہتا نہین
ساری دولت چوک مین اسنے لٹائی آپ کی
اپنے کانون سے مذمت دخت رز کی سن لی کیا
شیخ جی رندون نے کیون گردن دبائی آپ کی
کیا سبب ہے آج جو سر مین نسیلتے ہین آپ
چھپنے کیا جاڑے مین غیرون نے رزائی آپکی
تلخ گزرے کس طرح مجھکو یہ اے شیرین دہن
ترش ہو کر غیر نے کھائی مٹھائی آپ کی
لوگ دوڑے آتے ہین دونے مین لیکر بریان
اچھو عاشق ہو گئی ساری خدائی آپ کی
مین گلا تو گھونٹ ڈالون کیا کرون مجبور ہون
پھر عدو چلا کے دیتا ہے دہائی آپ کی
سر اٹھایا تھا نہایت چینختے تھے رات دن
اب گلے کے درد نے گردن جھکائی آپ کی
غیر کے دل سے نکالین آرزوئین کس لیے
ایک مدت سے یہ تھی بستی بسائی آپ کی
بند کر کے غیر کو ڈربے مین ہولے ظریف
اب قیامت تک نہین ہو گی رہائی آپ کی

راقم
وہی جدید شوخ ظریف لکھنوی

لوکل علیہ الرحمة

پانی اب تک برسے جاتا ہے۔ گردہی بلی کی چال آنا اور رکتے کی جانا۔

آج کل تپ اور نزلے کا بڑا ندر شور ہے۔ جسکو دیکھو منہ تھتمایا ہوا۔ ناک کا پرنالہ جاری۔ ہر انسان واٹر ورکس کا بنا بنا ہوا ہے۔ سقف دماغ مین مفلس کی جھوپڑی کی طرح ٹپکا لگا ہوا ہے۔

الحمد للہ علے احسانہ جناب مولوی ندوة العلما صاحب نے اپنے قدوم تقدس لزوم سے اس اجڑے پجڑے شہر کو جو آشیانہ بوم و زاغن کے قابل رہگیا تھا۔ رشک بغداد و بلخ غرناطہ و قرطبہ بنایا۔ اور خیالی دارالعلوم کو بہ آمیوجود بالقوہ دارالعلوم کے دیباچے یا تمہید یعنی چھوٹے موٹے مدرسے کو موجود بالفعل بنانے کا ڈھچر ڈالا۔ تاکہ ثبوت مصداق۔ مشتے نمونہ از خروارے و دانہ از انبارے کچھ تو اندازہ کارگزاری کر سکین اور اگرچہ چھ سات مہینے تک کی تلاش مین کوئی مکان کرایہ کا نہ ملا تھا۔ مگر تائید ایزدی اور جناب منشی احتشام علی صاحب خلف جناب منشی محمد امتیاز علی صاحب مرحوم وزیر بھوپال کی عالی ہمتی سے راجہ سسینڈی کا مکان خرید کیا ہوا مل گیا ؎

خدا کی دین کا مذدے سے پوچھیے احوال
مکان کرایہ کا ڈھونڈھے خرید کا ملے

واقعی۔ ع۔ سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

اسی طرح مسلمانون کی خدا سے امید ہے کہ دارالعلوم بھی آپ ہی آپ قائم ہو جاے گا ؎

بیکار خفتگان لحد کو نہ جانیے
غنچہ مزار کھودرہے ہین پڑے پڑے

اعلان

کوئی شخص چھاؤنی لکھنو مین اسوقت تک کسی بنگلے مین قیام کرنیکا مجاز نہین جب تک پہلے سے بذریعہ صاحب مجسٹریٹ بہادر چھاؤنی جناب جنرل افسر کمانیر چھاؤنی سے اجازت نہ حاصل کرلے
دستخط مجسٹریٹ چھاؤنی۔ ۱۰۔ اگست ۹۸ء

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - المشتہر - پروفیسر سنیا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

تازہ سندات — تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سنیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگوں کو جنکی آنکھوں مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے اسکے روز کے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح سے مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ پوچھ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کرین - راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند - جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین - راقم - ڈاکٹر شو دت رام ڈپٹی انچارج ڈسپنسری پوکران (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب - سلام نیاز - ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مین نے آجتک آنکھوں کی بیماریوں کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی - ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - پردہ کا رینا اور الٹرس کوٹ مین سخت نقصان تھا - اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا - مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین - راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر - ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر -

(۴) جناب پروفیسر سردار سنیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخنہ - آنکھوں مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے مین آپکا سرمہ مثل لوٹیہ کو نین بذریعہ ڈاکخانہ جات اور ہر گاؤں کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے وی - پی پوسٹ بھیجدین - راقم - ڈاکٹر چودہری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۵) جناب پروفیسر سنیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے بہا سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا - حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی - آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے - واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے - راقم - مہاراج کنور جھنڈا سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۹۰۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

المشتہر - پروفیسر سنیا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۳

خیالات عالی خاندانی

دربار دن مین جانے کا شوق باوجود خرابی صحت اب تک کم نہین ہوا میرے فرزند مرحوم کی وہ مشہور تاریخی تلوار (جسکی کاٹھی نہایت درجے مین بد رنگ اور بے دست ہے) کمر سے باندھکر بڑے لاٹ صاحب اور چھوٹے لاٹ صاحب کے دربار مین جایا کرتے ہین۔ میرے بھائی اور بہنون کی شادی مین اون کے اس قسم کے غیر معمولی پرضرر خیالات کی وجہ سے بڑا بکھیڑا ہو رہا ہے گو یہ سب شادی کے قابل ہین اور اماں جان اور سارے کنبے کا اقرار ہے کہ لڑکیون کی شادی جلد ہونی چاہیے مگر وہ کہان کسی کا کہنا مانتے ہین۔ بیسیون جگہ سے اچھے اچھے پیام آتے ہین لڑکے تعلیم یافتہ سیرت۔ صورت سب قابل تعریف۔ بسیر مالدار اور صاحب جائداد مگر حضرت کہان ان باتون کی طرف خیال کرتے ہین اُن کو تو فقط نکتہ چینی اور عیب بینی سے کام ہے فقط یہی نہین کہ بہ لطائف الحیل ٹال دین یا سکوت اختیار کرین۔ قرابت منظور ہو نہ کرین۔ مگر یہان اس سے اُنکی تسکین کہان ہوتی ہے۔ جب تک دو چار آدمیون سے لڑ نہ لین۔ دو چار خاندانون کو اپنا دشمن نہ بنا لین۔ دس بیس مرتبہ اپنی گردن کو ازالہ حیثیت عرفی کی پھانسی مین نہ پھنسا لین۔ دو چار شرفا کا دل ناحق نہ دُکھا دین ان کو کسی طرح چین نہین پڑتا ہے۔ اور یہ پھر کیون وہی نکتہ چینی اور بے تکان رائے زنی کی خواہش انکے خیال مین کوئی بے داغ شریف نہین ہے جسکا ذکر آیا اوس پر اعتراض۔ فلانے کا دادا لونڈی بچہ تھا۔ فلانے کی نانی جلاہن تھی۔ فلان سن مین فلان کے پردادا نے ایک کسبی سے نکاح کر لیا تھا۔ اور اُس کی اولاد سب ایکدش ہے۔ فلان کے پردادا کے اطوار کسی قدر مشکوک تھے۔ اور فلان کا دادا بھٹیارے کی قوم تھا۔ فلان نیچری ہے۔ فلان وہابی ہے فلان لامذہب ہے۔ فلان خارجی ہے خلاصہ ان کی خاندانی اور مذہبی کسوٹی پر کسی کا پورا اُترنا بہت مشکل ہے۔ اس قدر دولت و ثروت اب باقی نہین ہے کہ کوئی دولتمند اور لائق آدمی آسانی سے میرے خاندان سے قرابت کرنا پسند کر سکتا ہے مگر ابا جان کہان ان باتون کو خیال کرتے ہین۔ وہ وہی پچاسی برس پہلے کے چشمے سے آج زمانے کو دیکھتے ہین۔ اور اس لیے کوئی چیز ٹھیک اُن کو نظر نہین آتی ہے۔ بڑے بڑے امرا اور خاندانی لوگون نے اس قسم کے دقیانوسی خیالات ضرورت زمانہ کو دیکھکر بدل ڈالے ہین۔ یہان تک تو نوبت پہونچ چکی ہے کہ اکثر نوجوان فرنگنون کو شادی کر کے ولایت سے لے آئے ہین۔ اور یہان بھی ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگون مین دھڑلے سے قرابتین ہو رہی ہین مرتبہ اور مقدرت مین صرف ایک قسم کی مناسبت ہونی چاہیے۔ اس کے سوا بہت سے غریب شرفا روز حاجتمندی کے لیے گھبرا کر اپنی ذات بیچ رہے ہین۔ یہ نہین کہ ابا جان کو شادی کے ذریعے سے روپئے کمانے یا پانے کی فکر نہین ہے۔ مگر اون کے خیالات ان امور کی نسبت موجودہ زمانے کی ضرورتون کی رعایت سے اس قدر ناقص واقع ہوئے ہین کہ آج تک وہ ایک قرابت بھی کامیابی کے ساتھ نہین کر سکے اور میرے بڑے بھائی (ق) کی شادی کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ آج ہم لوگون کے پیش نظر ہے۔ واقعی اون کو ابا جان نے لیکر صاف ڈبو ہی دیا ہے۔ معلوم نہین اور لوگون کی قسمت مین

کیا ہے۔ حضرت کا قول ہے کہ ہم لوگوں کا
ہاتھ لاچاری میں کسی غریب شریف کو بڑا
دیں گے۔ مگر دولتمند امیرزادوں اور بدنام
خاندان کے لوگوں سے ہرگز قرابت نہ کرنے
اماں جان کی عقل معمولی چونکہ بہت تیز
ہے اس لیے وہ اکثر ان کی غلط خیالیوں کے
نتیجوں پر غور کرکے متحسر رہا کرتی ہیں۔ ابا جان
سے اس خصوص میں کم وہ لا حاصل جانتی
ہیں کیونکہ مثل مشہور ہے تیر میں کہیں جونک
لگتی ہے۔ بعض دفعہ اسی اختلاف رائے
کی وجہ سے بدمزگی اور رنجش بھی دونوں
میں ہو چکی ہے۔ اس لیے اماں جان صبر
کرتی ہیں۔ اور براہ راست ان سے ایسے
مضامین پر گفتگو کرنا پسند نہیں کرتی ہیں
جہاں سے شادی کی بات آئی فوراً نسب نامہ
اور اسناد شاہی طلب کیے جاتے ہیں
اور اون کو ابا جان اس غور سے دیکھتے
اور جانچتے ہیں جس طرح کوئی نامی کونسلی
اپنے بریف۔ یا کوئی پرانا مجسٹریٹ کسی سنگین
مقدمہ کی مثل دیکھتا ہو۔ افسوس اون کو
آج تک اپنی نیکی کی وجہ سے یہ بھی معلوم
نہیں ہے کہ دنیا میں سیکڑوں جعلی مرصع
نسب نامے تیار ہو چکے ہیں اور روز تیار
ہو رہے ہیں۔ اور اسناد کے ڈھلنے کی بھی
بیسیوں کلیں آج اس ملک میں چل رہی
ہیں آج جعلی اور خانہ ساز نسب ناموں
اور شجروں کی ایک فہرست دی جا سکتی ہے
مگر اون کو کہاں اس کا یقین ہوگا۔ اس
خصوص میں انکی رائے اس قدر مضبوط ہے
کہ جناب قبلہ و کعبہ تک کی نہیں سنتے ہیں۔

راقمہ۔ تہذیب افروز بیگم

عشق و شاعری

منجملہ

عشق شاعری کا موجد ہے۔ یہ وہ
آفت خیز جذبہ ہے جس نے بڑے بڑے
وحشی مزاجوں اور جاہلوں کے خیال میں
بھی ہزار ہا فرضی مصائب اور صدہا
شاعرانہ شکایات پیدا کر دیے ہیں جو
ہاتھ کہ قتل و خونریزی۔ شقاوت و جفا داری
میں مصروف تھے۔ اب ہر وقت دل پر
ہاتھ رکھے ہیں۔ عشق وہ ریفارمر ہے جسے
بہت سے کندہ ناتراش شدید کو اروں
اور معمولی تاریک خیال رہنے والوں کو رام
کرکے ان میں کچھ نہ کچھ تہذیب ضرور
پیدا کر دی ہے۔ اور اگر ان کا سنگدل
بالکل موم نہیں ہو گیا ہے تو تھوڑی
بہت ترقی ضرور آ گئی ہے۔ اب ان لوگوں
کے باتیں بھی ایک شائستہ تعلیم یافتہ نوجوان
کی سی ہوتی ہیں عشق سے ایک قسم کی لطافت
اور رحمدلی انسانی طبائع میں ضرور پیدا
ہو جاتی ہے ضمیر انسان کی یہ اندرونی
ناتوانیاں اس نازکی سے ملکر تمام اعلے
و ادنے طبقہ پر ایک سی حالت پیدا
کر دیتی ہیں۔ اور قریب قریب ہر قوم اور
ملت کے نوجوان عاشق ہوتے ہیں
عالم استغفار میں "ہائے مرتے ہیں" کا
شور بلند کر دیتے ہیں۔ وہ قصص حکایات
جو مولانا عشق علیہ السلام کے تصنیفات
خاص میں سے ہیں اس قسم کے شاعرانہ
استعارہ آمیز امورات سے پر ہیں اور
اس قسم کے لٹریچر کا وجود اسی محبت سے
ہے۔

شاہ و وزیر و امیر و فقیر و مرد و زن
غرض ہر طبقہ اور جنس کے لوگ اس خونخوار
عشق کے ہاتھوں روز شہید ہو کر کفن بردوش
ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے لب
مسیحائی جنبش انہیں جلا دیتی۔ اور
قالب مردہ میں پھر جان ڈال دیتی ہے۔
بہت سے قابل یونانی شعرا نے
اس عشقیہ قتل عام کی وضاحت و صراحت
کے وقت یہ بیان کیا ہے کہ یہ خدائی کے
دشمن زمانہ کے قاتل حسین وہ مار سیاہ
ہیں جن کا نظر بھر کر دیکھنا ہی سم قاتل کا
کام کر جاتا ہے۔

مسٹر کارلی کہتے ہیں کہ حسین عورت
وہ کمان دار ہے جسکی ہر ادا تیر فگن ہے۔

اس عام کمزوری کا علاج اس سے
بہتر نہیں کہ انسان اس مرض کے اسباب
پر غور کرے عشق بھی کئی طرح کا ہوتا ہے
اگر وہ پاکبازی کے خیال سے کسی پاکباز
باوفا حسین کے ساتھ ہے تو کچھ مضائقہ
نہیں اس کا علاج خود مرض ہے۔ اور اگر
بیماری جراحت دل۔ طپش قلب۔ انتشار
حواس ایسے دنیا پرست۔ ظاہر دار۔
غمزہ فروش۔ معمولی پیشہ ور عورت کی بدولت
ہے اور اس انس نے ہمارے متواتر
خیال کرنے سے زیادہ پر تاثیر ترقی اوج
عشق تک کرکے اب ہمیں ایک مرض صعب
بنکر ستانے لگا ہے تو ہمیں اپنی معشوقہ
کی مصنوعی ناپاک ادا اون کے خیال کو
فوراً اول سے دور کر دینا چاہیے اور اسطرح
یہ بیماری جلد رفع ہو جائیگی۔

اب میں ذیل میں ان چند شاعرانہ
امورات کی تفصیل کرنا چاہتا ہوں جو عالم
خیال میں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ مگر یہ سب
بہتیرے نصیب مرحوم و مغفور عشاق اب
تک صبح و شام جنکے لیے موجود ہیں چلتے
پھرتے کھاتے پیتے۔ سوتے جاگتے اٹھتے
بیٹھتے ہیں۔ مگر وہ اپنے زندہ ہونے کا
اقرار کبھی نہیں کریں گے۔ مگر ہیں زندہ۔
میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ یہ تفصیل و
وضاحت اس غرض سے کی جاتی ہے کہ
ہمارے نوجوان حسن پرست ان مخدوش
پر خطر کوچوں سے کترا کے نکل جائیں
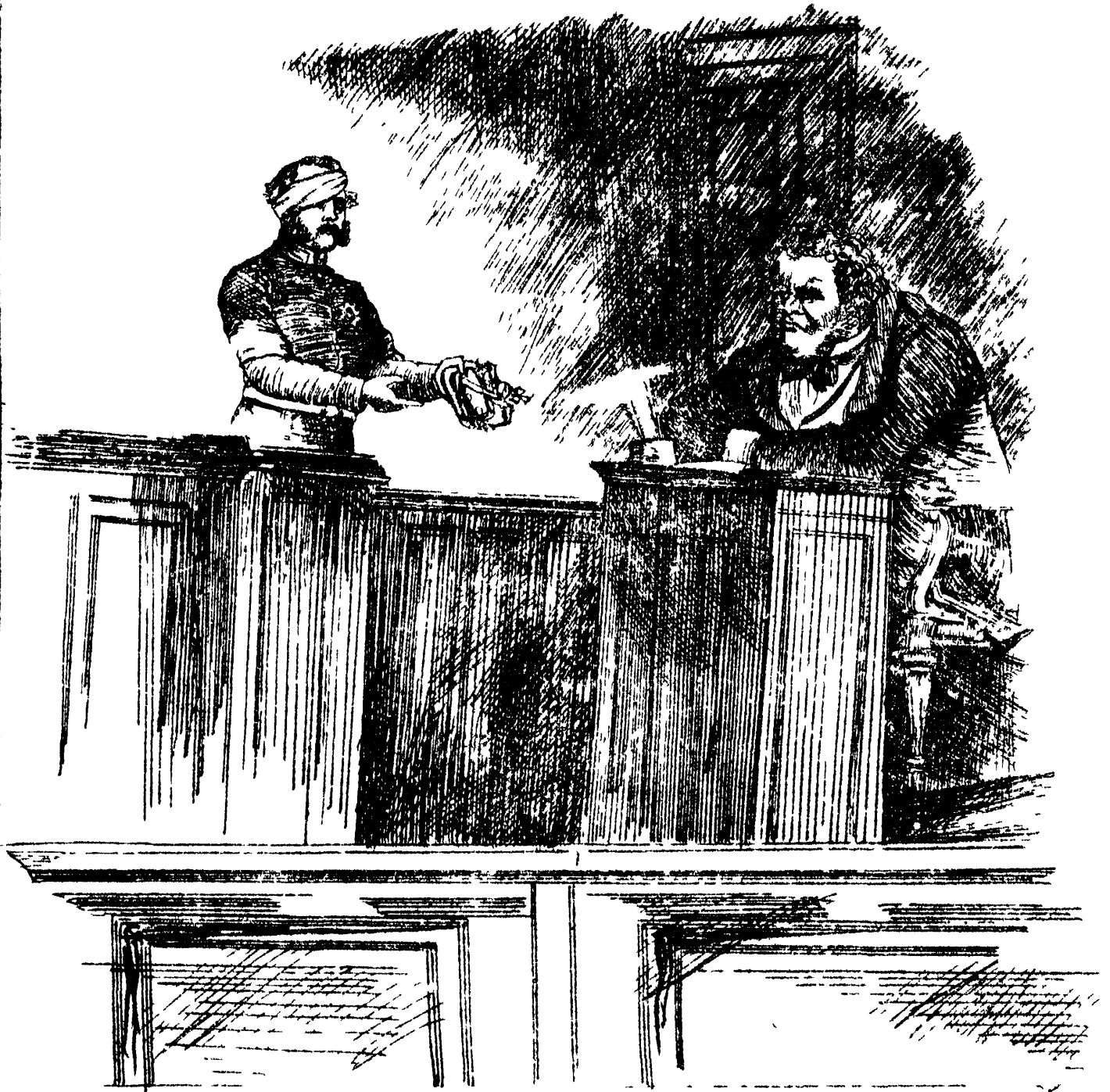
فریاد ہے فریاد ہے
کریٹ اور انگریزی عدالت

جہان جانے سے صرف یہ شاعرانہ موت ہی نہین بلکہ سچ مچ مولانا عزرائیل علیہ السلام کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ذرا سے غور مین معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ سکار عربدہ ساز۔ بیدرد ستمگر خوب صورت کن کن چالاکیون اور نظربازیون سے غریب بے پروا۔ غافل نوجوانون کو تباہ و برباد خراب و خستہ۔ ذلیل و رسوا کر کے بے چھری حلال کرتے ہین۔ اور اگر کوئی بے چھری حلال کرنے کو شاعری سمجھکر تسلیم نہ کرے تو کند چھری سے تو ضرور ذبح کر ڈالتے ہین۔ اونکو اور شمشیر تیز و بے آب سے زیادہ اس اپریشن مین تکلیف ہوتی ہے۔

ہان تو سنیے۔ مفصل عرض کرتا ہون:——

(۱) آج محمود چوک سے ہو کر نکلے۔ دفعتہً اُن کی نظر ایک قمری کے آشیانہ پر پہونچی۔ ملکا بیازی آب رواں دوپٹہ بے پروائی کے ساتھ ادہر ادہر شانون پر کچھ ایسے قیامت خیز انداز سے پڑا تہا کہ غریب کا دیکھتے ہی دم نکل گیا۔

(۲) کل حامد کا گزر ایک تنگ کوچہ سے ہوا وہان اون کو ایک شوخ نگاہ نے اس طرح گھور اکہ اوس سے وہ چار ہوتے ہی بکیس حامد کا قضا کا سامنا ہو گیا۔

(۳) خالد ایک جلسہ مین شریک تہا ایک جوان پریوش نے ہنگام رقص دو پٹا قرینے اس ادا کے لیے کہ خالد کا دل پامال اور جان فنا ہو گئی۔

(۴) زید بمبئی کی سفید گلی سے ہو کر نکلا وہان ایک سیم تن گلرخسار فرنچ لیڈی ہارمونیم بجا رہی تہی۔ شانشین کہ کے ستونے آتی ہین۔ میان زید عاشق بہی وہان کہڑے ہو گئے۔ قصہ طول طویل ہے۔ مختصر یہ کہ دست نازک و حسین کی جنبش نے حضرت کی قضا کو بلایا اور تب آپ وہان سے ہٹے۔

(۵) ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ نئے بیرسٹر سر کر کوٹ و پتلون سے آراستہ ہو کر لکھنؤ کے ایک بازار سے ہو کر نکلے۔ نظربازی کا لپکا تو پہلے ہی سے تہا۔ اور اب ولایت ہو آنے سے زیادہ مشتاق ہو گئے تھے۔ ادہر اودہر بیباک نگاہ دوڑانے لگے یکایک کسی کافر ادا کی چست آستینون کی پھنسی کرتی نظر آ گئی۔ اس نظارے سے ایسا دم گھٹا کہ نکل ہی تو گیا۔

(۶) عمرو آج گنگا جی کی طرف گیا میلہ تہا اور ہجوم۔ دفعتہً اوس کو ایک گلنار بنارسی ساری۔ اوٹھی اوٹھی چیزین اونپر آڑی ہیکل نظر آئی۔ عنفوان شباب کی بانکی ادائین۔ آڑی ہیکل کا انداز۔ گلنا ساری کا شوخ رنگ۔ ایسا نہ تہا کہ غریب عمرو کا خون نہ کرتا۔

(۷) پرسون شام کو مرزا ابلاتی بیگ پھول والی گلی سے آ رہے تہے۔ جب نکڑ پر پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک پانزدہ سالہ حسین خاتون کہڑکی سے بے حجابانہ نصف جسم باہر نکالے ایک ہمسایہ کی عورت سے باتین کر رہی ہے اونکو دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گئی۔ چار نگاہین ہوئین اور پھر یکایک چہپ جانے کی ادائین ایسی پُر تاثیر تہین کہ مرزا صاحب وہین لوٹ گئے۔

(۸) ہمارے نوجوان نعیم کو ایک برق وش نے ایسے ناز آفرین تبسم کے ساتھ دیکھا کہ بیچارے کے خرمن دل پر بجلی گر ہی تو پڑی اور وہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔

(۹) آج علی مرزا کو عالم فرقت مین اس قدر رقت ہوئی کہ طوفان سرشک مین غرق ہو کر جان بحق تسلیم ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

راقم

ا۔ ع۔ س۔ از شاد آباد ہردوئی

کنکوا بازی

جناب پنچ صاحب۔ طال اللہ ڈور نظر افتکم۔ تسلیم کی جہلجہل باندہکر کنکوا مدعایون جھپکایا جاتا ہے کہ ہمارا شہر لاکہ برباد ہو گیا ہے۔ مشاغل تفریح مثل بٹیربازی مرغ بازی۔ بیربازی۔ ودبازی سب مدہم پڑ گئے ہین۔ شوقین جیوڑے والے تباہی اور پریشانی کے بونڈلے مین پڑ کر کٹے کنکوے کی طرح ادہر ادہر ہوتے پہرتے ہین۔ مگر پہر بہی چھٹے چرہا ہے۔ دبے دبائے مشغلے اس طرح ادبہری آتے ہین جیسے پُروائی ہوا سے چوٹ۔ چنانچہ فی الحال پہر دو امیرون مین بڑی دہوم دہام سے کنکوا لڑے گا۔ غبارے کے ذریعے سے جنگ وجدل تو یورپ والے خدا جانے کب اختیار کرین سردست تو بذریعہ کاغذ باد ہنگامہ پیکار گرم ہوگا۔ تو وطوبے دمس وقامت یار ——

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

فریقین نے نظم مین اعلان جنگ یعنی اشتہار بھی دیے ہین- کاغذ کا رنگ سرخ رکھا ہے- شاید جنگ و خونریزی یا کنکوے کنکیا کے عقد کی جانب اشارہ کیا ہے- عبارت بھی نظم مین ہے- شاید کوئی شاعر صاحب مصرعے لڑاتے لڑاتے کنکوے کی جانب کنیا کر طبیعت کی بلندپروازی دکھا گئے- یون تو دونون اشتہار دن کی نظم کا لمڈورا دور تک نکل گیا ہے- مانجھے اور سادی دونون موجود ہین- مگر بطور نمونہ چند اشعار ویج ذیل ہین-

انتخاب اشعار اشتہار عبد الغنی صاحب

ساقیا پھر بہار آئی ہے
نکہت زلف یار آئی ہے
ہوگئی صبح جلد ہو ہشیار
نشہ خواب سے ہو اب جو نکار
فصل جاڑے کی ساقیا آئی
سن سے اس وقت کیا ہوا آئی
ساقیا منتظر تھے اس دن کے
شب گذاری وہ تارے گن گن کے
ابر غم دل سے چھٹ گیا یکبار

وہ ہو گیا چشم تر سے شب کا خمار
ہوگئی ہے پتنگ کی بوچھار
وہ گری ڈور- ہر طرف ہے پکار
چوک مین ہوگئی ہے آبادی
ہو گئے تیار کاغذ بادی
چرخیان آج کے روز بنتے ہین
جس طرف دیکھو تو ڈور سنتے ہین
موڑ کر منہ کو جس طرف دیکھا
نظر آتا ہے بوند کنکوا
گر کسی نے کہا کہ وہ کاٹا
دل مرا پیچ و تاب کھانے لگا
مین سمجھتا ہون ڈور کو رگ جان
مین یہی جوڑ توڑ نوک زبان
کپڑے پھٹ جائین کچھ نہین ہے غم
پر نہ چرخی سے دور ہووے کم
فضل خالق سے دن وہ آپہونچا
تھا مجھے انتظار جس دن کا
ہے مہینہ جمادی الاولے
دن ہے نوچندا جمعہ اور ہفتہ
دونون دن شغل ہو گا دن بھر کا
دیکھنے کا لڑے گا کنکوا
جتنے احباب ہین کرم فرمائین
سیر کرنے کے واسطے سب آئین
آپ اپنا سمجھیے راقم کو
کہتے عبد الغنی ہین خادم کو

انتخاب اشعار اشتہار فریق ثانی

شکر خالق کہ آئی فصل بہار
نخل ہر ایک ہو گیا گلزار
سارے طاؤس رقص کرنے لگے
دیکھ کر عندلیب کی رفتار
پریان آتی ہین سیر کرنے کو
ہو کے تخت نیر اپنے اپنے سوار
جس کے مشتاق تھے وہ دن آیا
پھلنے اور پھولنے لگے اشجار
اس مہینہ کی ہو جو نوچندی
روز جلسہ وہی دیا ہے قرار
شغل گانے کا رات بھر ہوگا
آئین گے وہ جو ہونگے میرے یار
اپنی اپنی وہ غزلین گائین گے
سب بجائین گے طبلہ اور ستار
اس طرح ساری شب گزارین گے
ہون گے ثابت جو صبح کے آثار
چرخیان لے کے باہر آئین گے
پیچ ایک اک لڑیگا ڈھونڈھ کا
لڑکے پھر یون کہین گے ہنس ہنس کر
لو بڑھا اس طرف کا جھنڈی دار
اس طرح سے بڑھے گا کنکوا
جس طرح پہلوان کی ہو رفتار
ڈور سب اس طرح کی ہے باریک
جیسے معشوق کی نظر کا تار
آپ لوگون سے عرض عاصی ہے
لائین تشریف گر نہ ہو دشوار

حقیقت ان سب مین تو مجھے یہ شعر حسب حال نظر آیا- حق بر زبان جاری ہے

کپڑے پھٹ جائین کچھ نہین ہے غم
پر نہ چرخی سے دور ہووے کم

راقم
ہوا خواہ

کم بختی ہو آئے اونٹ چڑھے کتا کاٹے

مشیر دکن پرانا حیدرآباد ولی اخبار تھا- سرکار مین تین سو پرچے ہی خرید کیے جاتے تھے- سر وقار الامرا مدار المہام سرکار عالی کا طرفدار بھی تھا- مگر شامت اعمال کہ کہین کسی لیڈی صاحبہ سے متعلق غلط خبر چھاپ دی تھی- اور اگرچہ بیچارہ تردید کر چکا تھا- مگر لی صاحب بہادر شاید اسی وجہ سے ناخوش ہی تھے- ایک روز اتفاقاً اڈیٹر اس دفتر مین گئے جہان

ی صاحب تھے۔ انھون نے گردن مین ہاتھ
دیکر نکال دیا۔ ملکہ ماشی نہ ائمہ مدارات
کی۔ اڈیٹر نے استغاثہ کیا کہ مجھ مارا اور
حضور بندگان عالی کا فوٹو جو میرے ہاتھ
مین تھا اوس سے بے ادبی کی۔ لی صاحب
کو انکار تھا مگر تیس روپیہ جرمانہ ہوئے
خیر اب ادہر کی کارروائی سنئیے
کہ لوگون نے زور لگا کر ینچ پیچ پرچہ سرکار
سے موقوف کرائے۔ اور دکن پوسٹ
نے پرچہ بھی بند کرا دیا۔ مشیر بیچارہ ورنہ تا
بلکتا چل بسا۔ اس کی سلامت روی
اور اعتدال سے ہرگز اس عارضے کا
خوف نہ تھا۔ بڑے بڑے انقلابات مین
سنبھلا رہا۔ مگر افسوس موت آ ہی گئی۔ اس
بارے مین دکن پوسٹ بڑا مردمیدان نکلا۔
این کار از تو آید و مردان چنین کنند

توکل علیہ الرحمۃ

سردی آ گئی۔ اور کہین نہ سہی۔ حیدرآباد مین تو ضرور ہے
تپ۔ نزلہ۔ کہانسی کی شدت ہے۔
ایک کوچہ گرد عورت بظاہر خرق عادت
کا تماشا دکہاتی پہرتی ہے۔

سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہو گئین
خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہو گئین

غالباً یہ خیال غالب کو اس وجہ سے
آیا ہو کہ شام اور ایشیا ے کوچک مین ایک
درخت ایسا ہوتا ہے کہ جسکی جڑ انسان سے
بہت مشابہ ہوا کرتی ہے اور پہر لطف یہ ہے کہ
عورت اور مرد کی بہی شناخت موجود اور جب
زمین سے نکالیجاتی ہین تو اونسے کراہنے کی آواز بہی
پیدا ہوتی ہے۔ ممالک مذکور مین یہ جڑین جب
وغیرہ کیواسطے بطور ٹوٹکے اور طلسم کے استعمال ہوتی
ہین۔ ہمارے ہندوستان مین بہی یہ جڑ العقم اور
ہتھا جوڑی بہی ایسے کامونکے واسطے مشہور ہین۔ یہ دو تصویر
جو ذیل مین ہین مسٹر اے کبلرڈ مقیم سکندریہ
نے اوتاری تہین۔

ہندوستانکا اعلی ترین
اُردو میگزین
” معارف “

یہ علمی رسالہ حاجی محمد اسمعیل خان
سابق ممبر لجیس لیٹو کونسل اضلاع شمال و
مغرب و اودھ و مولوی وحید الدین سلیم
سابق لٹریری اسسٹنٹ سر سید مرحوم
کی اڈیٹری مین جولائی سے ہر مہینے کی
یکم تاریخ کو علی گڑھ سے شایع ہوتا ہے
اس مین ہر قسم کے علمی۔ اخلاقی۔ مذہبی۔
تمدنی اور تاریخی مضامین لکھے جاتے
ہین۔ عربی۔ ترکی اور انگریزی وغیرہ
زبانون کی کتابون اور رسالون سے
بہی نہایت مفید۔ دلچسپ اور اعلے
مضامین ترجمہ کیے جاتے ہین۔
قیمت للعہ رسالانہ مع محصول
ڈاک ہے۔ جو کسی شخص کے لیے کسی حال
مین کم نہین ہو سکتی۔ اور پیشگی نقد وصول
کی جاتی ہے یا ویلیو پے ایبل کی اجازت
پر رسالہ جاری ہوتا ہے۔
نمونہ کا پرچہ بلا وصول پانچ آنہ
کے روانہ نہین ہوتا۔
قیمت اور درخواستین (مولوی
وحید الدین سلیم۔ دفتر معارف۔ علی گڑھ)
کے پتہ سے آنی چاہیئین۔ مگر نام اور
ٹائیٹل اور پتہ صاف خط مین لکھنا چاہیے
جواب طلب امور کے لیے آدھ آنہ
کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ ارسال فرماین

ابا جانکی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۳

خانہ دامادی کے مختلف شگوفے

جبکہ ابا جان کی شادی میری امان جان سے ہوئی تھی اُس وقت اما جان کی عمر پندرہ سولہ برس کی تھی اور ابا جان کی اٹھارہ انیس کی۔ وہ زمانہ وہ تھا کہ ابا جان کے خاندان سے نہ فقط دولت ہی جا چکی تھی بلکہ اون کا کوئی حامی اور سرپرست مربی بھی خاندان مین باقی نہ رہا تھا۔ اور علاوہ بریں سیکڑون قسم کے خواہشات اسباب زندگی کی محتاجات کثرکیوان سے جہانتک کہ اونکو متوحش اور افسردہ خاطر بنا رہے تھے۔ آمدنی کی شکلون مین صرف یہی قلیل پولٹیکل پنشن اور بعض املاک میں بہت تھوڑے حصے باقی رہ گئے تھے یہ آمدنی کسی طرح اون کے مرتبہ اور خاندان کے ایک شخص کے آرام اور عزت سے رہنے کے لیے ہرگز کافی نہ تھی اُس زمانہ مین خدا کے فضل سے میری امان جان کا خاندان ہر طرح پر اپنے اقران کا مایۂ رشک تھا۔ اور حسن انتظام کے اعتبار سے میری نانی کی ریاست نہایت ہی اعلی حالت مین تھی آمدنی کثیر، اسباب و سامان امارت وافر، لاکھون روپیے نقد خزانے مین۔ اور کارخانے مین روز افزون اور نمایان ترقی تھی۔ یہ سب میرے نانا مرحوم کے حسن انتظام اور خوش نیتی کی برکت تھی جنکا ذکر خیر آجتک شہر مین ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر جاری ہے نانا جان کے انتقال کے وقت امان جان کی عمر قریب سات آٹھ برس کے تھی اور وہ بھی اپنی اکلوتی پیاری بیٹی اور اپنی بیوہ (میری نانی جان) کو چھوڑکر جنت کو سدھارے تھے۔ بعد اون کے انتقال کے اتنی بڑی ریاست کو میری نانی جان نے نہایت عمدہ انتظام اور اہتمام کے ساتھ دس بارہ برس تک چلایا۔ اور اپنی ذہانت انتظامی کا سکہ بٹھا دیا۔ اس وقت اللہ کے فضل سے کسی بات کی کمی نہ تھی اور فقط اونکو اس بات کا کھٹکا تھا کہ میری امان جان کی شادی کسی عالی خاندان۔ قابل۔ خوش اطوار اور خوب صورت لڑکے سے ہو جو نہ فقط اس ریاست کے عمدہ انتظام کرنے کی قدرت رکھتا بلکہ تمام عمر اپنی سسرال مین بطور خانہ دامادی بود و باش کرتا اور جو اپنی مالی حیثیت کی وجہ سے اس ترقی کے قبول کرنے پر خوشی سے جلد راضی ہو جاتا۔ ابا جان کی خوش نصیبی سے یہ سب صفتین اُن مین موجود تھین۔ اور سوا ان کے اونسے دور کی برادری بھی پائی جاتی تھی۔ مدتون سے اُن کی جانب سے اس تقریب کی تحریک بھی ہو رہی تھی اور دونون جانب کے احباب اور ہوا خواہ اس کے خواہان تھے کہ جلد یہ شادی ہو جاوے۔ خلاصہ یہ کہ ایک مبارک تاریخ اور نیک ساعت مین نہایت دھوم دھام سے یہ تقریب انجام پائی اور قریب پچاس ہزار روپیے کے اُس مین خرچ ہوئے۔

اب ابا جان نے میرے ننھیالی مکان مین آنکر اوس آرام و آسائش کے ساتھ کہ جنکے اسباب دولتمند سسرالون مین کثرت کے ساتھ مہیا رہتے ہین سکونت اختیار کی۔ اور پھر کبھی بھولے سے بھی اپنے اجداد کے مکان مین جاکر قیام کرنے کا قصد کیا برس چھ مہینے تک تو گویا عید اور ہر دن عید اور رات شب برات کی کیفیت رہی اور ہمارے ابا جان اپنی زندگی کا وہ خواب خوشگوار دیکھا کیے کہ جو خوش نصیب آدمی کو اپنی زندگی مین ایک آدھ ہی مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اس قلیل ہی عرصے مین میری نانی جان اور دیگر بزرگان خاندان نے ابا جان کی نسبت نہایت عمدہ رائے قائم کرلی اور اونکو اپنی عنایتون اور شفقتون سے

ہر تن ہر مالامال کردیا۔ ایسے گُولار سے اور بیاہ سے داماد کی ایک شایستہ پُر تمنا نسبجھ عالی خاندان اور دولتمند ساس کیا قدر و منزلت اور کیا خاطر داشت کرسکتی ہے اسکو ناظرین اخبار خود خیال کرسکتے ہین۔ اس نسبت کی وجہ سے جو نسبت کہ میرے آباء جان کی سابق حالت کو اونکی اوس وقت کی موجودہ حالت سے ہوئی تھی یہ ہی زیادہ شرح طلب نہین ہے۔ کیونکہ ایسی شادیان عموماً ہم سارا نون سے دولتمند خاندانون مین اور خصوصاً ۔۔۔ مین کثرت سے مروج ہین۔ کوئی امیر اس پر راضی نہین ہے کہ اوس کی بیٹی شادی کے ذریعہ سے بھی اوس سے کسی طرح جدا ہو۔ اس لیے ہر ایسی بیگم کیلیے غریب شریف یا عالی نسب مفلس قدامت کی ضرورت دامادی کی کرسی کی زینت دینے کے لیے ہوتی ہے۔ اور مختلف طرح کے جواہر ریزے اور جواہر بہر داندن سے اس قسم کے لالچی مرشد زمانہ دامادی کے پُر عافیت دام مین پھنسائے جاتے ہین

راقم

تہذیب افروز بیگم

تہذیب نو کا قصہ مختصر

خیال قوم مین جو محو ہین اوسمصر و مکین
کہ آب ندکے ہے قابل ہماری یہ گفتار
نہ مدرسہ کی ضرورت ہے اور نہ کالج کی
کہ ان طریقون سے کچھ ہو۔ بہت ہے یہ وشوار
ذرا سمجھ کے سُنین سب ہماری باتون کو
ترقیون کا ہے پردے کے چھوڑنے پہ مدار
ہماری عورتین ٹھنڈی سڑک پہ سیر کرین
کبھی ہون گھوڑے پہ اور ہون کبھی فٹن پہ سوار
تھیئیٹرون کی کرین سیر بال مین ناچین
نگاہین تمغے اور چھپائین مثل ہزار
بغل مین ہاتھ کسی غیر کا ہو وقت سرود
اور ایسے طرح کہ خاوند ہو نہ دعویدار
ہو گون زیب بدن سر پہ ہیٹ پاؤن مین بوٹ
نہ ہے زیادہ دوپٹہ نہ کرتہ اور نہ ازار
کبھی ہو حُسن پہ نکتہ کبھی محبت پر
کبھی ہو ناز و ادا اور وصل مین تکرار
کوئی ہو تیر کوئی چست اور کوئی چالاک
کوئی ہو شوخ کوئی شنگ اور کوئی طرار
شب برات ہو شب کو تو دن کو عید مدام
حصول عیش مین گزرین ہمارے لیل و نہار
اور ایسی عیش کے ہمراہ ہو ترقی قوم
پہ خوشی بود کہ برآید زیک کرشمہ دو کار

راقم

ایک پرانا غیر مہذب

کل شیٔ یرجع علٰے اصلہ

"پیرس کی بعض عورتون نے آرایش اور سنگار مین انتہا درجہ کی ترقی کی ہے چنانچہ ایک ولایتی اخبار لکھتا ہے کہ ایک عورت جو ایک مشہور وضعدار اور متمول ہے دو چھوٹے چھوٹے بندر کے بچون کو جنھین مختلف رنگ اور کپڑون سے آراستہ کیا گیا تھا اپنے کاندھے۔ بازوؤن اور کمر پر بٹھائے ٹہلتی دیکھی گئی۔ خدا لیڈی صاحبہ کو اس اعلے درجے کی آرایش پر نظر بد سے بچائے"

یہ خبر پبلک نے نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے پڑھی۔ مجھ سے بھی اکثر حضرات سے اس معاملہ مین گفتگو آئی مین نہین سمجھتا کہ اس مین تعجب کی کونسی بات ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب علم و شایستگی و تہذیب اپنے معراج ترقی پر ہوتے ہین تو ماشاءاللہ اسی قسم کی اختراعات سوجھا کرتی ہین۔ تعجب تو اُس وقت ہوتا جب اس قسم کی باتین آج کل کے تہذیب اور ترقی یافتہ زمانہ مین نہ سُنی جاتین۔ آرایش اور سنگار کے معاملہ مین ایک ایسی بات نکالنا جواب تک کسی کو نہ سوجھی ہو اگر سچ پوچھیے تو موجد کے لیے باعث فخر ہے۔ ؎

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
پاپوش مین لگائی کرن آفتاب کی

لوگون کے تعجب رفع کرنے کے لیے مین ایک سائنٹفک مسئلہ پیش کرتا ہون جس کی وجہ سے ڈارون کا نام تمام ممالک یورپ مین نہایت عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ یعنے یہ کہ حضرت انسان کے مورث اعلے حضرت میمون تھے۔ اس مسئلہ پر سرسری نگاہ کرنے سے اس آرایش پر متحیر ہونیوالون کا تحیر بہت جلد رفع ہو جائے گا۔ چونکہ ڈارون کے مسئلہ سے یہ میمون خصال لیڈیان ایک نہایت مضبوط تعلق کے ساتھ بندرون سے وابستہ ہین۔ اس لیے ہماری ناچیز رائے مین پیرس کی عورتنا و لیڈیون نے یہ آرایش خون کے جوش اور دلی تعلق سے مجبور ہو کر ایجاد کی ہے۔ "کل شیٔ یرجع علے اصلہ" کے مشہور مقولہ پر خیال کرکے یہ امر بالکل قرین قیاس ہے۔ کہ اُنھون نے اپنے ان خاص عزیزون اور متعلقین کو اپنے ساتھ رکھنے کا اس طرح سے بندوبست کیا۔ اول خویش بعدہ درویش کی اس سے اچھی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ زیادہ مناسب تو یہ ہے کہ جس طرح لیڈیان ان معصوم عزیزون کو اپنے کندھون پر جگہ دیتی ہین فیشنیبل جنٹلمین اُنھین اپنے سر پر جگہ دین۔ خدا نے چاہا تو ایک مدت بعد حجام کی بھی ضرورت نہ رہیگی اس آرایش پر ڈارون کی روح بھی ضرور وجد کرنے لگی ہوگی۔

راقم

نعیم۔ ممالک مغربی شمالی

کریٹ کی خبر

عیسائی — ہم پر بڑا ظلم ہوا۔
مسلمان — حضرت ہم پر بڑا ستم ہوا۔

تحفہ موسم

نوجوان۔ شوخ۔ ستمگر ساقی | آ ادھر اے مرے دلبر ساقی
گوشۂ چشم سے بیخوار | مرہم زخم دوا سے بیمار
تاک مین رند ہے پیمانے کی | خیر ساقی ترے میخانے کی
طاق سے لاؤ سنہری بوتل | چرخ پہ آئے ہین کالے بادل
جھومتا ابر چلا آتا ہے | ہاتھ سے صبر چلا جاتا ہے
پارسائی سے ہمین کام نہین | ہاتھہ کیا جس مین کوئی جام نہین
جام کو اور سبو کو دیکھین | کرسیٔ ایکان وضو کو دیکھین
کشتیٔ شرع ہو روانہ ساقی | ... کشتی کا ہے زمانہ ساقی
خون توبہ کا نہ ہے شیخ شراب | حضرت شیخ ہون جل بھنکے کباب
آج واعظ کی خبر لی جائے | ذرا مے آئے تو وہ پی جائے
مے سے سیراب ترے مست رہین | محتسب جتنے ہین سب پست ہین
کین[1] صاحب کو بھی لکچر بھولے | ہر نشے اور نہ ساغر بھولے
آبکاری کا سررشتہ چھکے | آبکارون کا ستارا چمکے
خشک ہوجائے زمین کا پانی | ہر طرف مے کا ہو چشمہ جاری
دختر رز نہ کرے شرم و حجاب | تو لپیٹ جائے وہ ہو کر بیتاب
گر ڈھلے آنکھہ کا پانی مے ہو | بادۂ ناب سے جوشے ہو
برج خورشید بنے میخانہ | اور ہو مہر فلک پیمانہ

[1] واعظ ترک شراب۔

چپ ادھر سے ہو صفائی بڑھکر
رغبت ہو پیر مغان کا غالب
مہر کے بھل آئین عبادت والے
دیکھہ لین مے کو جو زاہد کہین
دیکھہ مشرق سے چلی سرد ہوا
بعد گرمی کے یہ برسات آئی
اک طرف باغ ہرے ہوتے ہین
میٹھے چھینٹون سے شجر ہرے ہوئے
بوند پانی کے ہرے پتون پر
راجہ اندر کا اکھاڑا ہے باغ
ابر رحمت کا کرشمہ دیکھو
رقص طاؤس صدائے بلبل
کیا قیامت ہے حسینون کا سنگار
جنبش برگ سے پیدا آواز
نیو بادل مین زمین سبز پری
مین ہر دم جام ہمین مستی ما
سینۂ یار پہ بدھی کی چھبن
ہائے یہ پھول یہ کلیان یہ ہار
شوخ ہے رنگ حنا ہاتھون میں
ہے کلائی کی نزاکت آفت
اوٹھتی کونپل ہے جوانی انکی
دیکھہ سرشے مین نمو کا عالم
چشم بدمست کا صدقہ دیدے
حیف بے کیف ہون تیرے میخوار
بیخودی چاہیے کچھہ تھوڑی سی
ہوشیاری پہ ہو مستی غالب
تجھکو دینا ہے تو دیدے جب تک
شغل ہو آج تو میخواری کا
پیاری پیاری ہے یہ صورت تیری
ہے یہ سرخی مین صباحت کیسی
مارمین بال یہ گھونگھر والے
آنکھہ مین تونے اگر ڈالی آنکھہ
سرخی رنگ پہ نکھرا جوبن
کیا نظر تیری اٹک جاتی ہے
ہے مسیحا کہین قاتل رفتار

خم گردون سے صراحی بڑھکر
صومعہ والے ہون مے کے طالب
لین قدم زہد و ریاضت والے
ہم سے مانگین تو کہین جاؤ نہین
دل مجبور مین پھر درد اوٹھا
یاد کیا جانیے کیا بات آئی
اک طرف داغ ہرے ہوتے ہین
دیکھہ کرتا ہے نظر سبز ہوئے
یازمرد پہ ہین سیپے گوہر
یا تھیٹر کا تماشا ہے باغ
اور قدرت کا تماشا دیکھو
اور پریون کی جگہہ غنچہ و گل
کس غضب کا ہے یہ سینہ ابھار
صحن گلزار مین بجتا ہے ساز
کالے کالے مین جو دہ یہ ہری
سبز بختی سے سیہ بختی ما
ہوگیا اور دوبالا جوبن
مالنین شوخ حسین گل رخسار
جم گیا خون وفا ہاتھون پر
اُس پہ گجرے کی قیامت زینت
قہر پوشاک ہے دھانی انکی
اور مے دے کہ نہ دیتا ہے ستم
پوری بوتل نہ ہو ادھا دیدے
پا مین دارو نہ ذرا بھی بیمار
دست بیر ہی نہ ملے گردش کی
پارسائی پہ ہو رندی غالب
مے نہ باقی ہو تو مے کی تلچھٹ
واسطہ تجھکو طرحداری کا
سنفے گلفام ہے رنگت تیری
ہے صباحت مین ملاحت کیسی
دل پکڑ لیتے ہین منت والے
مارہی ڈالنے کی متوالی آنکھہ
بن گئی مے کی صراحی گردن
کیا کمر تیری لچک جاتی ہے
دیکھنے کے ہے یہ قابل رفتار

نئی اُپج

اڈیٹر پنچ - مین ایک مدت سے اس فکر مین تھا کہ کوئی غزل ایسی تصنیف کرنا چاہیے جسکے قافیے ہمیشہ ناز معشوقانہ کی طرح یکسان اور ردیف حسب حرفت بھی بدلتی رہے فی الحال بفضل خدا سے وہ مراد بر آئی اور الحمد مین ایک غزل بھی تصنیف کر ڈالی جس کا قافیہ "دیکھڑا ور . . تڑ" اور ردیف "دیکھنا" ہے - جو ناظرین اخبار کے محظوظ ہونے کے لیے ارسال ہے - مجھے اُمید ہے کہ باقی غزلیں بھی وقتاً فوقتاً آپ ضرور درج اخبار فرماتے رہین گے -

وہ ہو منزا

آج مچ جائیگا شہر بندون مین ہُلڑ دیکھنا
شیخ جی آتے ہین سر پر رکھ کے پگڑ دیکھنا
آزمانے مانگ کر بوسہ تو اُس سے ابھی عدو
کسقدر مُنہ پر ترے پڑتے ہین تھپڑ دیکھنا
جذبۂ الفت سے انکو بھی ہے خود رفتہ کیا
اپنے دیوانون سے لڑتے ہین وہ پھکڑ دیکھنا
آمد و رفت رقیبان پر یہ کہتا ہے وہ شوخ
جوتیان کھائین گے سب اکدن تڑاتڑ دیکھنا
بچپنے مین اپنے عاشق سے یہ وحشت الحذر
سچ تو یہ ہے وہ ہمیشہ ہوگا الھڑ دیکھنا
بوسہ مانگا جب محفل مین نے رخ کا بارہا
ہنس کے فرمانے لگے مجذوب کی بڑ دیکھنا
لعل سی جان جب نکل جائیگی تن سے عاشقون
جسم ہوجائیگا دو کوڑی کا گودڑ دیکھنا
تیرے دیوانے جو تنگ آ کر کہین کہ بیٹھے آہ
آندھیان اُٹھکر چلینگے خوب جھکڑ دیکھنا
عہد طفلی اور بجائے رحم یہ ظلم و ستم
کس قیامت کا یہ ظالم ہوگا اکھڑ دیکھنا
گڑگڑا کے پینا ہمارے گھر کی بولا دفعتہ
غیر کے گھر جاکے اب پیتا ہے گڑ گڑ دیکھنا
اسے میں رونا پڑے گا اب جوانی کے یاد
فصل گل تو جا چکی لازم ہے پتجھڑ دیکھنا
عاشق گیسو کے پید ضعیف یہ کہتے ہین وہ
کیسا جالون مین پھنسا تا ہے یہ مکڑ دیکھنا
چھوڑ کر بسمل تجھے راہی ہوا تھا نہ گمر
تیر تک ایسا ان پھڑکتا جائیگا وہ تیتر دیکھنا
سلیقہ تفسیر یہ نہایت ہنر ... مین
کوٹ اگر آئیے یا غلاظت اور کیچڑ دیکھنا
راہ مین کیون آ ملے آفت نال دیتا ہے تو
بھول جائیگا کہین پر وہ بھونکڑ دیکھنا
مجکو انکے ساتھہ ہی غش آگیا بعد وصال
کس قیامت کی ہوئی ہے آن وہ دھڑ دیکھنا
تھی خطا اتنی لدا یہ عشق افشا کیون ہوا
آتے ہی اُس شوخ نے مارا دو ہتڑ دیکھنا

راقم - معیار الظرفا - از م - ک -

عجیب شلجم

انگلستان مین افسان کی پیدوار کا بڑا زور معلوم ہوتا ہے - مان کے پیٹ کا کیا حساب اب تو حضرت شلجم اور مولی کی جگہ اُگتے نظر آتے ہین - یہ مقام کیبرن ناردن مین ایک شلجم ایسا پیدا ہوا جو بالکل انسان کے ہاتھہ سے مشابہ تھا - جس کی تصویر ذیل مین درج کی جاتی ہے -

سر و ... تو ہاتھہ سے لگا لہا ... ایسی زندگی اُٹھ ... کے ... آدمی کے آدمی اُگنے لگے کو کوئی تعجب کی بات مین - کشمیری بھائیو اب ذرا شلجم دیکھ بھال کے کھانا تمہین بڑے شایق معلوم ہوتے ہو -

در پردہ مین پردے کی قلعی تمام کی
کیون شیخ جی ادھر تو ذرا ہاتھ لایئے

مسٹر پنچ۔ ڈپوٹیشن انجمن اصلاح نسوان کے معزز ممبر مسٹر خادم نسوان کی رپورٹ آپ کے اخبار مین نظر سے گزری۔ کیا بتاؤن کہ اوسکو پڑھکر کتنا نادم ہوا۔ اسپیکر تو بیچارے عرق انفعال کے سر پر پڑ گیے جی مین آیا کچھ کھا کر سو رہون۔ یا کنوئین تالاب۔ واٹر ورکس مین چلکر ڈوب مرون حماقت سی حماقت ابا جان نے کی ہنسی سی ہنسی کرائی۔ تہذیب نمار۔ خلق و مروت الغط۔ نہ ممبران ڈپوٹیشن کی عزت کا خیال نہ مسئلہ اصلاح کے مہتم بالشان ہونے کا لحاظ۔ بس آتے ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ لگے ممبران ڈپوٹیشن کو گالیان دینے۔ ان دقیانوسی تہذیب یافتہ آدمیون مین باپ تک بننے کی صلاحیت نہین۔ بالکل جامۂ انسانیت سے عاری۔ کوئی پوچھے بیوی کا میری یا آپ کی۔ مین اوسکو بانس پر چڑھاؤن۔ تگنی کا ناچ نچاؤن۔ تھیٹر مین لیے جاؤن۔ سڑکون پر ہوا کھلاؤن۔ دوستون سے شیکہنڈ کراؤن۔ آپ پرائی بیچ مین پاؤن دینے والے کون۔ دل مین آیا تھا پولس مین رپٹ لکھا کر مداخلت بیجا مین حضرت کا چالان کرادون۔ آخر میرے پرائیوٹ کمرے مین بلا اطلاع و اجازت اونکو قدم رکھنے کا منصب کیا تھا۔ اور میرے اختیارات جائز کی تحقیر کرنے والے وہ کون تھے۔ مگر پھر کچھ دُنیا کا نشیب و فراز سمجھکر خاموش ہو رہا۔ کالج کی زندگی کی ضرورتین اور قانون وراثت کی مصلحتین مجبور کر رہی ہین کہ یہ باپ بیٹے کا پولیٹکل تعلق چندے روز اور قائم رکھون۔ ضرورت کے وقت آدمی گدہے کو بھی باپ بنا لیتا ہے ان پُرانے خیال کے آدمیون مین عاق کرنے کی ایک بڑی واہیات رسم ہے۔ ڈپوٹیشن کے واپس جانے کے بعد بڈھے میان کوئی سیکڑون مرتبہ ہی تو عاق کرنے کی دھمکی دے چکے ہین۔ اور ان ہی پر منحصر نہین تمام اولڈ فیشن باپون مین عاق کرنے کا خیال مرض متعدی کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوان نسلین ان دھمکیون کی ذلت کو کس طرح گوارا کر لیتی ہین۔ شاید میری ایسی مجبوریان اون کو بھی اس بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دینے پر مجبور کرتی ہونگی مین نے پانیر مین ابھی ایک مضمون قابل توجہ گورنمنٹ لکھا ہے۔ اور اس مین اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ سبڈیشن کی طرح اس وحشیانہ رسم عاق کے انسداد کے لیے بھی تعزیرات ہند مین ایک خاص دفعہ ایزاد ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس کے لفظی استعمال سے نہ صرف نوجوانون کا ازالہ حیثیت عرفی ہوتا ہے بلکہ عملی صورت مین اونکو مالی نقصان بھی اوٹھانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے مغربی تہذیب اور آزادی کے نتائج اس ملک مین ادہورے رہ جاتے ہین اور یہ امر گورنمنٹ کی پالیسی کے بالکل برخلاف بلکہ بغاوت مین داخل ہے۔

خیر یہ تو ایک دوسرا معاملہ ہے۔ جس پر بشرط فرصت پھر کبھی لکھون گا۔ سردست اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون۔ اُس روز ڈپوٹیشن جانے کے بعد ابا جان نے مجھے بہت بُرا بھلا کہا نالائق۔ بیغیرت بےحیا۔ ناشدنی۔ سوختنی۔ گردن زدنی بلکہ ایک مرتبہ تو تلوار کھینچکر مجھپر جھپٹ ہی پڑے تھے مگر وہ تو نوکر چاکر دوڑ پڑے اور منت سماجت کرکے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ ورنہ موجودہ صدی عیسوی کی اصلاح و تہذیب کی تاریخ میرے خون سے رنگین نظر آتی۔ مین نے بھی مصلحت وقت سمجھکر باضابطہ معافی مانگ لی۔ اگرچہ ابا جان اولڈ اسکول کے تعلیم یافتہ ایسی معافی کو منظور کرنیوالے کب تھے۔ مگر خیر اون کا غصہ غضب فرو ہو گیا اور محلسرا مین جانے کی بندش کا جو نادر شاہی حکم لگایا گیا تھا واپس لے لیا گیا۔

اب پھر وہی مین ہون اور وہی میری حور وش اور پری چہرہ بیوی۔ اگرچہ مجھکو اس امر کا سخت افسوس ہے کہ معزز ممبران ڈپوٹیشن کو اپنا فرض ادا کرنے سے پہلے مجبوراً رخصت ہو جانا پڑا اور اپنا پور گیت جسکو اونھون نے نہایت لیاقت اور محنت سے خاص اس موقع کے لیے تصنیف کیا تھا سُنا نہ سکے۔ تاہم مین اس امر پر اظہار مسرت کرنے سے باز نہین رہ سکتا کہ اُس جزوی گیت کے سُننے سے جو عمدہ نتائج اس وقت تک برآمد ہوئے ہین وہ آیندہ کے واسطے بہت حوصلہ دلانے والے ہین۔ خوش قسمتی سے میری پیاری اور حسین بیوی پڑھی لکھی بھی ہے۔ اور آزادی کے دلخوش کن اور مزیدار نتائج محسوس کرنے کی بخوبی قابل ہے۔ اگرچہ حسب قاعدہ اسلامی سوسائٹی کی ناجائز بندش اور چہار دیواری کی حوالات نے اوس کو بھی شرم و حیا کی مجسّم تصویر بنا دیا تھا۔ اور شگفتگی اور زندہ دلی سے کوسون دور ڈال دیا تھا۔ لیکن شکر ہے کہ انجمن مصلح نسوان کے ڈپوٹیشن کی مبارک کوششون نے یہ کفر توڑ کر چھوڑا۔ ڈپوٹیشن کی شرکت کا جب اول مرتبہ مین پیغام لیکر گیا تو سکتہ کے عالم مین دم بخود ہو کر دیکھنے لگین چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین۔ گردن

چین کی قطع برید

ذلیل گئی۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔ ہاتھ جوڑ کر نہایت شرمائی ہوئی کانپتی آواز میں کہا۔ للہ اس ظلم سے باز آؤ۔ ہم بہو بیٹیاں ان مردوں میں جانا کیا تماشا دیکھو بڑی بدنامی ہوگی۔ خلقت کیا کہے گی خدا کا خوف۔ دُنیا کی شرم کرو اور مجھے ناحق بن ناحق کا نٹو نین نہ گھسیٹو۔ اللہ جانتا ہے میں پہر اکہا کر جان پر کھیل جاؤں گی پیش قبض سے پیٹ چاک کرلوں گی غرض بہت کچھ واویلا کیا۔ بہت منت سماجت کیا۔ مگر آپ جانیے بندو درگاہ اصلاح کے گھوڑے نا توبہ بائیسکل پر سوار۔ پُرانی رسوم کے جانی دشمن۔ مغربی تہذیب کے عاشق زار۔ ایسے لغویات کو کب خاطر میں لانے والے تھے۔ جھٹ سے گود میں اُٹھا کر جلسۂ احباب میں لے ہی تو آئے اور آتے ہی گھونگھٹ اوٹھا ہی تو دیا۔ اس کے بعد جو حال گزرا وہ معزز ممبران ڈپوٹیشن کو خوب معلوم ہے۔ صرف مختصراً اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ ڈپوٹیشن کے چلے جانے کے بعد اون کی شرم و حیا کی وہ افسوسناک حالت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اس کی وجہ کچھ تو ڈپوٹیشن کے لکچر اور گیت کی تاثیر تو کچھ میرے عمدہ اور مضبوط دلائل کا اثر ہے جو اُنکے دل پر ہوا ہے۔ فرط حیا سے مروت نیچے کر آنکھیں کیے رہنے کی بُری عادت اب اون سے بہت کچھ چھوٹ گئی ہے اور گھر کی چہار دیواری میں قید رہنے کا خیال بھی عنقریب اس طرح غائب ہوا چاہتا ہے جس طرح گدہے کے سر سے سینگ۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں آپ وہ صبح و شام بناؤ چناؤ کرکے کوٹھے پر جاتی ہیں اور پڑوس کے نواب صاحب سے گھنٹوں آنکھیں لڑاتی ہیں۔ مگر ابھی بالمشافہ ملاقات کی نوبت نہیں آئی کیونکہ کم سنی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ابھی تھوڑی سی جھجھک باقی ہے مگر میں اپنی کوششوں میں بدستور سرگرم ہوں۔ رینالڈز کی ناولیں اور مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن کا سب جلدیں میں نے اون کو خرید کر لادی ہیں اُمید ہے اُن کے مطالعہ سے رہی سہی جھجھک بھی جاتی رہے گی۔ مگر پوری آزادی تو اوسی روز ملے گی جب اباجان کا جنازہ نکلے گا۔ کیونکہ ان اولڈ فیشن لوگوں کا وجود ترقی کی چلتی ہوئی گاڑی کو روک دینے میں روڑے سے کم نہیں

آخر میں میں ممبران انجمن کو اُنکی کوششوں کے ان عمدہ نتائج پر مبارکباد دیتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ معزز ممبروں کو اباجان کی وفات کے بعد جو قریب الوقوع ہے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دیکر تلافی مافات کرونگا۔

راقم

وہی - بی - اے - کلاس

متعلم ن - ا -

اباجان کی کہانی ٹہنی صاحبزادہ کی زبانی

نمبر ۳

خانہ دامادی کے مختلف شگوفے

شادی کے بعد ہی میری نانی اماں کی طرف سے نواب دولہا کا پیارا اور معزز خطاب اباجان کو ملا اور وہ اسی خطاب سے اپنی سسرال بلکہ محلہ بھر میں پکارے جانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ اس خطاب کی ایسی شہرت ہوئی کہ سارے شہر میں اونکو اکثر لوگ اسی نام سے پہچانتے تھے۔ اس قسم کا خطاب اکثر بڑے گھروں میں دامادوں کو ملا کرتا ہے۔

جس زمانہ میں کہ اماں جان کی شادی ہوئی تھی اوسی وقت جناب نانی اماں کی عمر قریب ستر کے تھی اور اون کی صحت نے بھی اونکو بالکل جواب دیدیا تھا۔ شادی کے دو برس کے اندر ہی اندر اون کی حالت بہت زیادہ خراب ہونے لگی۔ اور اُن کے دماغ اور دل میں اتنی قوت باقی نہ رہی کہ وہ ایسی بڑی ریاست کے تمام انتظامی تفصیلات کو دیکھ سکیں۔ شادی کے قبل ہی سے اس کا چرچا تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ (یعنے نانی جان) ایک لایق بٹیا لا رہی ہیں اور سب انتظام ریاست و جائداد اونکے سپرد کرینگی۔ شادی کے دن ہی سے اباجان کی یہ دلی خواہش تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہ اوسی تخت پر بٹھا دیے جائیں جس کے لیے یہ لائے گئے تھے اور یہ خواہش اون کی محض طبعی تھی۔ مگر ہشیار آدمی کہیں ایسی بات زبان سے نکال سکتا ہے زیادہ تر تو اون کو اس کی اُمید تھی کہ نانی جان جلد باغ جنان کو سدہارینگی اور ادہر مطلع برابر

کے لیے صاف ہو جائے گا۔ مگر اون کی اس
فطرت ورنغل نے امید کے بر لانے مین عہدہ دارانِ
محکمۂ نزع روح نے کسی قدر پہلوتہی کی جس سے
اون کو ایک زمانہ تک انتظار کرنا پڑا اتنے مین
نانی جان ۔ کے مرنے کی طرف سے اون کو
مایوسی ہو گئی۔ اونہون نے اپنی کارروائی
خفیہ طور پر شروع کر دی۔ اماں جان اُس
زمانہ مین کہ ہنوز بوسے عروسی بھی اچھی طرح
اُن کے جسم سے نہین گئی تھی ابا جان کا
کلمہ دل سے پڑھتی تھین اور مثل ہر ایک
نیک نیت اور خوش اطوار شریف زادی
کے یہ جانتی اور مانتی تھین کہ ابا جان سے
بہتر دُنیا مین کوئی شخص کسی بات اور کسی
فن مین نہین تھا۔ وہ کیا جانتی تھین کہ
دس بیس برس بعد کیا ہو گا۔ اور ابا جان
دولت سے بغلگیر ہو کر کیا رنگ لائین گے
اماں جان کی طرف سے برابر اس کی فکر
ہونے لگی کہ جہان تک جلد ہو سکے ابا جان
کو کل انتظام جائداد کا دیدیا جائے اور بہی
جن ملازمین اور عزیزون کو بڑی بیگم صاحبہ
کے حضور مین رسائی اور اون کی طبیعت
مین دخل تہا وہ سب بہی گانٹھ لیے گئے

اور اب چار طرف سے اون کے کانون مین
یہی آواز جانے لگی کہ نواب دولہا سے
بڑا لائق منتظم۔ دیانتدار اور کارگزار
دُنیا مین کوئی نہین ہے۔ اور اُن کے
موجود رہتے ریاست کا اس قدر نقصان
عظیم کیونکر گوارا کیا جا سکتا ہے۔ نانی جان
کی تو پہلے ہی سے یہ نیت تھی کہ وہ عنانِ
انتظام ابا جان کے ہاتھ مین دیدین
مگر کچھ تو وہ اتنے دنوں تک ان کے
اطوار کا امتحان لیتی تہین اور کچھ پرانے
عمال نے بہی اون کو روک رکہا تہا۔
خلاصہ یہ کہ ابا جان کی تدبیرین بکار آمد
ہوئین اور نانی جان نے حکم دیدیا کہ
عام مختارنامہ کا مسودہ جلد تیار ہو کر
اون کی منظوری کے لیے پیش ہو۔ اس
خبر فرحت اثر کے ملتے ہی ابا جان کی
باچھین کھل گئین۔ احباب خاص مبارکباد
کے لیے آئے۔ عمال نے سلام کے لیے
الگ ہجوم کیا۔ خلاصہ یہ کہ ابا جان کے
جانی دوست خداداد خان وکیل (جو ایسے
مسودون کے لکھنے مین مشاق اور مشہور
تھے) نے جلدی سے ایک ایسا پُر معنی
با اثر اور لاجواب مسودہ تیار کر دیا جس مین
ابا جان کو نانی جان کے پھانسی دینے
کا بھی اختیار تہا۔ اور اگر چاہتے تو اُنکے
تجہیز و تکفین کے خرچ دینے سے بھی جائز
طور پر انکار کر سکتے تھے گو صاف لفظون
مین یہ مضامین درج مختارنامہ نہ تھے اور
نہ ایک نیم بدحواس اور نیم جان ستر برس
کی شریف بی بی اُن نکات کو سمجھ سکتی
تھی جن سے مسودہ بھرا ہوا تہا۔ ادھر
مسودہ تیار ہوا۔ اور صاف بھی ہو گیا برائے
نام اُنکو بعض بعض مضامین سُنا بھی دیے
گئے اور ثقل سماعت کی وجہ سے چونکہ
کم سُنتی تہین اس لیے بعض مقرب

لونڈیون نے قریب رہکر اون مضامین کا اعادہ
کیا جو کہ پردے کے پار پڑہے جاتے تھے
مسودہ کی منظوری ہونے پر اماں جان
بھی بہت خوش ہوئین۔ مگر اونکو کیا معلوم
تھا کہ اُن کے مقبرہ بننے کا نقش اوسی روز
اُس مختارنامۂ عام کی شکل مین خاص طور
پر تیار ہوا تہا۔ باقی آئندہ

راقمہ

تہذیب افروز بیگم

انتخاب لطیف

اس کتاب کی نسبت ایک ہمارے
مہربان اس طرح خیالات ظاہر فرماتے ہین
"آج مین نے یہ کتاب دیکھی مولف نے
گویا دریا کوزہ مین بھرا ہے۔ انتخاب لطیف
کیا ہے بیاض انتخاب بلکہ آئینہ رائے اولوالالباب
ہے اور تہذیب اخلاق کا لب لباب۔
فہرست ہی کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا
ہے کہ کس قدر حسن ترتیب سے مولف نے مرتب
کیا ہے

حصہ اول مین نثر دوم مین نظم۔ پہر نثر کے
اول حصہ مین مضامین اخلاقیہ دوسرے حصہ
مین مضامین متفرقہ۔ علیٰ ہذا النظم کے پہلے حصہ
مین ترتیب وار نظم کے دسون اقسام مین
پہر مضامین کے اعتبار سے اقسام کلام ہین

(الف) نثر کے حصہ اخلاق مین خداشناسی
فضیلت انسانی۔ تربیت والدین۔ اطاعت
والدین۔ اطاعت گورنمنٹ۔ درستی اخلاق
شرافت یا نیستی۔ یہ مضامین ہین جو لائق
مشہور دیار حضرات کے قلم سے نکلے ہین۔

(ب) نثر کے دوسرے حصہ متفرقہ مین
وقت کی قدرشناسی مصنفہ مولانا [illegible]
دہلوی۔ مصنفہ سروش سخن۔ علم تاریخ کے فوائد
و فضائل پر چہار درویش۔ سرور سلطانی

مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور سے مضمون نسانہ عجائب سے شدائد ... کیفیت صبح و شام ہے جو مختلف تشبیہات و استعارات کا کلام ہے۔ پھر گلزار سرور سے صوفیانہ مذاق کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس کے بعد رقعات سرور کے و مولانا غلام امام شہید کے و انشاے غالب کے درج ہیں۔

پھر مولانا شرر کے چند مضامین مین دنیا۔ رنج والم۔ خیال۔ باغ آرزو۔ پہول درج ہین۔ چونکہ حصہ نظم کا آغاز منظور تہا اس لیے مولانا آزاد کی کتاب آبحیات سے اردو نظم کی تاریخ لکہی گئی۔ پہر مولانا حالی کے دیوان سے شعر و شاعری کے حالات ہین۔ پہر نیچرل شاعری پہر چند مفید خیالات اوس کے بعد نظم کا حصہ آغاز ہوا ہے۔ جس کے پہلے حصہ مین نظم کے دس اقسام ہین۔ اس مین مشاہیر شعراے متقدمین و متوسطین کا اردو کلام بہ مجموعہ فردیات رباعیات و غزلیات کا ہے علی ہذا تشبیب و قصائد و قطعات وغیرہ۔ دوسرے حصہ مین سراپا۔ نامہ منظوم۔ غالب و ذوق وغیرہ کے مقابلے کے سہرے۔ پہر میر انیس وغیرہ کے نفیس مرثیے۔ پہر داغ کا شہر آشوب۔ قدر مرحوم کا واسوخت۔ مناظرہ جان۔ ساقی نامہ مومن دہلوی۔ مشاعرہ حب الوطن مخصر یکسان طرح مین سب کا شعر سخن ہے۔ پہر تاریخات مومن مناجات مسکین۔

اگرچہ نارمل اسکولون کی تعلیم کے لیے یہ کورس تیار ہوا ہے۔ مگر حقیقت مین جمیع مدارس ملکے مین جاری ہونے کے لائق ہے۔ نہ ایسا سہل ہے کہ بالکل پانی ہو نہ ایسا مشکل کہ جو استاد کو پریشانی ہو میری راے مین جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر اور ممبران ٹکسٹ بک کمیٹی نے جو اس انتخاب کو داخل کورس مدرسین بجا فرمایا ہے اگر یہ کورس ضلع اسکول اور مدارس قصباتی کے اونچے درجون مین جاری ہو جاسے تو ملک کو کس قدر لطیف خیالات کا خزانہ ہاتہہ آ سئے۔

ہم نے اکثر دیکہا ہے کہ جو کتاب مدرسہ مین جاری ہوتی ہے وہ وہین تک محدود رہتی ہے۔ غیر مدارس و مقامات مین من حیث العبارۃ والخیالات کوئی اوسے نہین پوچہتا۔ اور یہ کتاب اس طرح پر مدون ہوئی ہے۔ کہ عام خلایق بہی اس کی دل سے شایق ہو سکتی ہے

راقم

الف

محبوب الکلام

بہلا یہ بہی کوئی بات ہے کہ سارے ہندوستان مین گلدستون کی بہرمار ہو اور سرزمین دکن جہان سے ولی دکنی کی بدولت اردو شاعری اُگی ہو یوہین خالی خولی مُنہہ مین گُنگنیان بہرے بیٹھی رہی۔ خدا کی عنایت سے شعرا کی کمی نہ فرصت ڈبل بادی اور مضامین رنگارنگ کی قلت اور نہ ملکے معطیاے نیکو الی ملک حضرت بندگانعالی تک شاعر اور شاعر بہی زرا شکست عنبرین ہو نہ ہو تو ایک خوان آہو ورد و سرا گلین کا دو۔ اسیطرح اگر دولت نظام مین شاعرانہ نظم بہی نہو تو صرف ایک ملک زرافتادہ ہے۔ چنانچہ حال مین ایک گلدستہ محبوب الکلام جناب راجہ جناب ارشاد صاحب بہادر خلعت مہاراجہ جناب بہادر پیشکار کے حکم سے شایع ہوا ہے۔ چہپائی او کاغذ تو خیر جیسا کہ بادی ڈہنگ کی معمولی ہی۔ کاتب نے اگر قلم بے تکلف نہیں کی ہے تو نقاش نے بہی خوب گہوندا رنگا ہے۔ مگر حضور بندگانعالی کی تصویر پر تنویر البتہ اچہی چہپی ہے کہ زیب نشستن لقاے شریف پہ ہزار ہزار دفعہ نثار ہوتی ہو اور سیری ہوتی۔ کلام بلاغت نظام حضرت بندگانعالی سے ابتدا ہے۔ سبحان اللہ شاعری اسطرح چکا چوند لگائے ہے جیسے ہندوستانی ریاستون مین قلمرو آصفیہ۔ چنانچہ چند اشعار سند آیہان نقل کیے جاتے ہین:——

کُشتے کو اپنے قاتل دے ہاتہہ سے جو اپنے
خلعت سے ہو زیادہ اُسکو کفن مبارک

دُشنام یاد عادو جو کچہہ دو سب ہے بہتر
عاشق ہون مین تمہارا ہر اک سخن مبارک

کیا کیا کیے تہے وعدے وہ سنگدلی کے ہمسے
غیرون کو جام دینا پیمان شکن مبارک

جب دل دیا کسی کو تقدیر یہ پکاری
درد و الم ہو غم رنج و محن مبارک

گلشن مین جب ملے تہے گل اور شاخ گلشن
بلبل نے دین صدائین دولہا دُلہن مبارک

ماشاء اللہ ردیف کی رتی کیا کیا چمکی ہے سبحان اللہ شاخ گلشن فرط مسرت سے کیا کیا اُچکی ہے۔ شاعر اگرچہ واجد علیشاہ اختر اور ظفر شاہ ظفر بہی گزرے مین مگر ہمارے بندگانعالی حضرت آصف کی شاعری نحوست سے پاک ہے اسی وجہ سے کلام مبارک اس قدر صاف ہے۔ زیادہ حد ادب۔ مہر خموشی برلب۔

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دہند ۔ جالا ۔ پروال ۔ غبار ۔ پہولا ۔ سبل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روزکے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی ۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکہی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بہر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ ۔ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین ۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔

المشتہر ۔ پروفیسر متیا سنگہ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار متیا سنگہ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھونمین ذرا بہی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دہند خارش ۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بہاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکہ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور ۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دہند ۔ جالا ۔ سوزش ۔ پہولا ۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر شودت رام ویدیہ انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب ۔ سلام نیاز ۔ میرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے ۔ مینے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا ۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تہی ۔ پردہ کارنیا اور آئرس کوٹ مین سخت نقصان تہا ۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا ۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید بیرنگ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین ۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہٰی بخش صاحب پنشنر ۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۔

(۴) جناب پروفیسر سردار متیا سنگہ صاحب تسلیم ۔ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند ۔ دہند ۔ پہولا ۔ ناخنہ ۔ آنکھونمین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ۔ ان مریضونپر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تہی ویسا ہی استعمال مین سفید اور زیر بدف پایا ہے ۔ میری راے مین آپکا سرمہ نعل اوڑیہ کو مین بند بعیر ۔ انکی ضرورت ہر گاؤن کو نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے وی ۔ پی پوسٹ بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر محمود بری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔

(۵) جناب پروفیسر متیا سنگہ صاحب ۔ تسلیم ۔ مینے آپکے بہائے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا ۔ عمدہ درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی ۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے ۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے ۔ راقم ۔ مہاراج کنور چہتر پال سنگہ صاحب بہادر ریاست مہگوان اودہ ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بہی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا ۔ جولا ہور کے نیشنل بنک مین مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے ۔

المشتہر ۔ پروفیسر متیا سنگہ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ابّا جان کی کہانی بری صاحبزادی کی زبانی

بقیہ نمبر ۴۰

خانہ دامادی کے مختلف شگوفے

مسودہ کی منظوری کے دوسرے ہی دن مختار نامہ اسٹامپ پر صاف ہو گیا اور شام کے قبل رجسٹرار صاحب اقرار لینے کے لیے نانی جان کے مکان پر آفت ناگہانی کی طرح نازل بھی ہو گئے رجسٹرار صاحب سے ابّا جان سے مدت کی ملاقات و محبت تو تھی ہی اس کے سوا سابق الذکر وکیل صاحب نے اون کو اس کام کے عجلت سے کرنے کے لیے اور تدبیروں سے تیار ہی کیا تھا۔ جس وقت کہ رجسٹرار صاحب پردے کے پاس بیٹھکر نانی جان کا اقرار لینے لگے میری والدہ کے ماموزاد بھائی نے اونکی شناخت کی رجسٹرار صاحب نے نہ تو مختار نامہ کے کل مضامین پڑھکر سنائے نہ ضروری اور اہم مضامین کا خلاصہ کہا جس وقت یہ اقرار لے رہے تھے نانی اماں صاحبہ عالم نیم خوابی مین تھین اور چونکانے پر مشکل سے ایک آدھ "ہوں ہوں" "ہاں ہاں" اون کے منہ سے نکل جاتی تھی۔ ایک آدھ مرتبہ تو رجسٹرار صاحب کے پوچھنے اور شہزنگ لونڈی کے چونکانے پر انہوں نے ہوں ہاں کچھ کردی اور دو ایک بار بی محمدی بیگم صاحب پیش خدمت نے بڑی صفائی سے پردے مین سے نانی جان کی طرف سے اقرار کر دیا رجسٹرار صاحب دستخط وغیرہ ہو کر خوش خوش وہان سے بامراد روانہ ہوئے۔

اس مختار نامہ کی رجسٹری کو گویا ابّا جان کی تخت نشینی سمجھنا چاہیے۔ گویا یہی مبارک دن تھا کہ جس روز وہ تخت خانہ داماد پر بیٹھے تھے۔ اماں جان کا وہ زمانہ کس ہوش صحت کا ہو سکتا ہے۔ اس کو خود ناظرین لذت کے ساتھ معصومانہ طور پر تصور کر سکتے ہین۔ اب اوسی اندازے سے اون کو ابا جان کی تخت نشینی کی خوشی بھی ہوئی۔ اور وہ دل مین غلط طور پر سمجھ گئین کہ اون کی ریاست ابّا جان کے حسن انتظام سے چمک جائیگی۔

مختار نامہ کے رجسٹری ہونے کے دوسرے ہی دن سے ابّا جان کی صورت بدل گئی اور ایک عجب اقبالمندی کی روشنی ان کے چہرے پر پھیلی ہوئی دیکھی گئی۔ ہفتہ روز کے اندر ابّا جان کے دربار مین ہر قسم کے لوگون کی کثرت ہو گئی۔ مہاجنان۔ نمبردارن۔ وکلا۔ عمال اور مختار سب اپنے اپنے منفعت کے خیال سے حاضری دینے لگے۔ کیونکہ سالہا سال سے ان لوگون کی نظر اس ریاست کی طرف تھی اور یہ لوگ اس ریاست کو شکار نہین بنا سکتے تھے۔ اب گویا اس خوش نیت جماعت کی مدت تمنا پوری ہوئی کہ نواب دولہا مالک و مختار بنے۔

مہینے دو مہینے کے اندر جو دیانتدار اور خیرخواہ ریاست عمال تھے اونکو ابّا جان نہایت صفائی سے چھٹ کر گئے۔ اور جو بد دیانت خوشامدی اور ریائی تھے وہ اونکے ساتھ رہ گئے۔ اور ان کی ہر غلط کاروائی کی داد دینے اور ان کی ہر جھوٹ بات کے ثابت کرنے مین ہزار ہا تحسین کمانے لگے۔

قلیل ہی عرصہ مین تمام کارخانے زور و شور سے کھلنے لگے۔ اور احباب کی تعداد مین بھی دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہونے لگی۔ اب کیا تھا نواب دولہا ساری ریاست کے خود مختار مالک ہو گئے آج کبوترخانہ کھلا۔ کل سے مرغ خانہ کی تیاری شروع ہو گئی۔ پرسون بٹیرباز نوکر ہوئے اور چوتھے دن میر کلو (جو سب سے عمدہ کنکوا شہر مین بناتے تھے) سرکار کے

کنکوے بنا رہے ہین۔ گاڑیان کلکتے اور بمبی سے منگوائی گیئین۔ گھوڑے کوک ہنٹر جہاندار خان کے اڑ گئے اور چنیر کے میلہ مین خرید ہونے لگے۔ عیاشی کا شوق بھی یکایک بھوت کی طرح سر پر سوار کرا دیا گیا۔ حاجی اور آبادی بھی حلقہ بندی ماہوار تنخواہ پر نوکر ہو گئین۔ چُسکی کا چسکہ بھی یارون نے لگا دیا۔ دختر رز سے بھی ملاقات بڑھی۔ خلاک سیر نے بھی دماغ کو فلک ہفتم تک پہونچا دیا۔ جوے کی بھی سخت عادت پڑ گئی۔ خلاصہ یہ کہ کوئی کھیل ایسا نہ تھا جس کو ابا جان نہ کھیلتے ہون۔ اب اوج دولت پر پہونچکر ابا جان بالکل ہی مست ہو گئے اور ان کے دوستون کا یہ کام تھا کہ اپنے نفع کی غرض سے اس نشہ کو قیامت تک قائم رکھین۔ اب اکثر ابا جان اپنی سابق امارت کا ذکر کرتے تھے اور جو شخص کسی طرح بھی اون کی قدیم حالت کو بالکنایہ یا غلطی سے بھی یاد دلانا چاہتا تھا اُس سے سخت بگڑ جاتے تھے بلکہ اسکو اپنا بڑا دشمن جانتے تھے یہ بھی اپنی مجلسون مین کہتے تھے کہ اس ریاست کی حقیقت ہی کیا ہے۔ مین نے تو ایسی آمدنی کی ریاستین ایک ایک ہولی اور عید مین پھونک دی ہین۔ دو برس تو نقدیات سے کل خرچ چلا۔ بعد اس کے پھر قرض کی نوبت پہونچی۔ اون کو قرض دینے کے لیے تو لوگ اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔ ادہر اس خبر کا شہر مین مشہور ہونا تھا کہ دغا باز مہاجنون۔ دلالون۔ اور بدمعاش اور بدوضع وکیلون نے انکو گھیر لیا اور مختلف طرح کے وثیقے روز آمد تعمیل پانے لگے۔ اب کوئی چار برس کا زمانہ نانی اماں مرحومہ کے انتقال کو ہوا تھا اور اماں جان خواب خرگوش مین پڑی ہوئی تھین۔ نصف معاش سے زیادہ برباد ہو چکی تھی اور ابھی تک اماں جان کو اس کی بھی خبر نہ تھی کہ ان سے بعد انتقال نانی جان کے ابا جان نے کس قسم کا مختار نامہ لکھوا لیا تھا۔ خلاصہ یہ ان کے مختار نامے مین اور بھی زیادہ برباد کرنے والے شرایط تھے۔ یہان تک کہ جائداد کے مکفول کرنے اور مقرری دینے تک کا اختیار تھا اور اس کی والدہ کو مطلق خبر نہ تھی۔ اور خبر ہوتی * تو کیونکر۔ یہ تو پردے کے پاس چپ سی بیٹھکر چپ رہی ہون اور ہان ہان کرنے کی مالک تھین۔ اور اس کے علاوہ پشت در پشت سے گویا اس کی تعلیم ہوئی تھی کہ بی بی کی جائداد کا مالک و مختار شوہر ہے اور وہی بی بی زیادہ جوہر شرافت سے آراستہ ہے کہ جو شوہر کے اپنی جائداد عیاشی مین اڑانے پر اُف نہ کرے۔ اور اپنی اور اپنی اولاد کے فقیر ہونے کے خیال کی طرف سے ایسی بے التفاتی دکھائے جیسی سوڈانیون نے امڈرمان کی لڑائی مین موت کی طرف سے دکھائی ہے۔ اس خیال پر اماں جان اس قدر پختہ تھین کہ اگر کبھی کسی عزیز یا ہوا خواہ ملازم نے اونکے خیال کو اس تباہی کی طرف رجوع بھی کیا تو صاف کہدیتی تھین کہ وہ (یعنے ابا جان) کیا میری قسمت لے جائین گے یا میرے رزق کے ضامن ہین۔

جب سے ابا جان کے ہاتھ مین انتظام آیا تھا باہر کے کارخانے مین اس قدر غیر ضروری ترقی ہوئی تھی کہ لوگون کو اوس مکان اور اوس کے مکین کا پہچاننا مشکل تھا۔ مگر زنانے مکان مین اوس ترقی کی کوئی جھلک تک نہین پڑی تھی۔ روشنی کا تو کیا ذکر۔ مرمت کے نہ ہونے سے ہر مکان زمین سے بغلگیر ہونے کے لیے اخلاقی طور سے جھکا ہوا۔ دیوارین اکثر سر بسجود۔ کھپریان گندہ۔ مکان مین قلعی کی اُمید کیسی اکثر پتیلیون مین مہینون سے قلعی ندارد۔ پائین باغ کی چراگاہ کی قطع پلنگ۔ چوکی۔ تخت۔ فرش فروش اور دیگر اسباب بھی وہی تھے کہ جو نانی جان مرحومہ کے وقت سے گھر مین موجود تھے کھانے پینے۔ لباس پوشاک۔ الغرض کسی قسم کے سامان آسایش مین ایک ذرہ بھر بھی ترقی نہ ہوئی تھی۔

نانی جان کے وقت کے اکثر نذر نیاز وغیرہ کے اخراجات کم کر دیے گئے تھے۔ مگر ان باتون سے اماں جان کو بحث کیا تھی۔ دن بھر پان چبانا اور ہم لوگون کی پرورش مین مدہوشانہ مصروف ہوکر خوش ہونا اون کی تسکین کے لیے یہی کافی تھا۔ اس کے سوا اگر کبھی اونھون نے اتفاق سے کوئی بات پوچھی یا کسی امر کے متعلق وجہ دریافت کی۔ ابا جان نے فی البدیہہ ایک پُر بلاغت کیفیت دیدی

راقمہ

تہذیب افروز بیگم

وہ وصل کے وعدے تو یہ ہجر کے صدمے
مرنے نہین دیتے مجھے جینے نہین دیتے

آج کل ایسے زمانے مین جبکہ سلطنت چین حالت نزع و نزاع مین ہے شہنشاہ کو مرجانے کی سوجھی۔ یعنے پہلے خبر آئی کہ مر گئے اور وہ بھی یونہین۔ نہ کسی عارضے کی شرکت نہ کسی معرکہ جنگ و جدل کی وساطت سے پھر معلوم ہوا مار ڈالے گئے۔ بعد کو مشہور ہوا

مسئلہ مشرقی کی ہانڈی چھپرے پر چڑھی

خودکشی کی آپ ہی نے اپنے کو مار ڈالا اسے لیجیے- اب فرق آن پہنچا زندہ مین بھی مرادہ موت کے ساتھ چھپا چھلی کھیلتے ہین- حیات وممات ٹھہری انگریزی اور روسی پالیسی ٹھہری-

خیر اس کشمکش سے اتنا اطمینان تو ہو گیا کہ دو شہر مین چندے بہرحال ٹکے رہین گے کشش دونون طرف برابر سرایت ہے-

---

ایک قابل قدر وصیت

ایک بوڑھا نہایت غریب آدمی مین اپنے بستر مرگ پر اپنے بچون سے اس طرح وصیت کر رہا ہے-

"اے میرے پیارے بچو! اے میرے دل کے سرور اور میری آنکھون کے تارے بچو! مین اپنے آخری وقت مین تم سے چند وہ باتین بیان کرنا چاہتا ہون جو مین نے مدت ہائے دراز کے تجربہ کے بعد حاصل کی ہین- دیکھو اگر تم کو دنیا مین کامیاب اور سرخرو ہونا ہے تو ان باتون پر عمل کرو- ورنہ میرے بعد تم کو پچھتانا اور دقت اٹھانا پڑیگا- میرے پیارے بچو! یہ دنیا نہایت مکار اور ظاہر پرست ہے- زمانہ زمانہ تم سچائی- بے ریائی- خلوص نیت اور دیانتداری کو اس دنیا مین اپنی زندگی کا مقصد اور مدار نہ سمجھنا- ہرگز ہرگز تم ان عادات اور خصائل کو جنکو لوگ خصائل حمیدہ بتاتے آئے ہین اختیار نہ کرنا- اس لیے کہ وہ زمانہ گیا جب اس قسم کے عادات سے کسی قسم کا فائدہ مقصود تھا اب جب تک کہ تم ورد غگوئی- مکر بدنیتی اور بے ایمانی کو اپنا معیار زندگی نہ خیال کروگے- تم ہمیشہ اپنے تمام کامون اور اپنی تمام زندگی مین ناکامیاب رہوگے- کیا تم نے اپنے باپ کی اول حصہ زندگی کا حال کسی سے نہین سنا- میرے نورچشمو! مین بھی تمہاری طرح سے نہایت بھولا اور نیک مزاج تھا- کتابون مین پڑھ پڑھ کے بزرگون کے اقوال سن سن کے اور ان کے افعال دیکھ دیکھ کے مین نے راستی اور بے ریائی کو اپنا شعار بنایا- لیکن افسوس کہ جتنا مین نے ان خصائل کو اختیار کیا اتنا ہی مین اس مکار اور ظاہر پرست دنیا مین ذلیل و خوار رہا- تجربہ سے آخرکار مجھے صاف معلوم ہو گیا کہ اس دنیا اور اسکے رہنے والون کا طرز معاشرت اب اس قدر بدل گیا ہے کہ ان پرانے نیک اقوال پر عمل کرنا گویا اب اپنے پاؤن مین کلہاڑی مارنا ہے جیسا کہ مین ویسا ہی ہون- مین نہایت قابل قدر اور زرین قول پر عمل کرکے مین نے وہ تمام عادات جنکو برگزیدہ بزرگان زمانہ ماضی نے حمیدہ اور نیک بتایا تھا بالکل ترک کر دین اور اب تم دیکھتے ہو کہ مین اپنے معصر دن مین اپنے حریفون مین اور اپنے تمام دوستون اور عزیزون مین کس قدر ممتاز ہون- اس تمام تمہید کے بعد مین تمہین چند نہایت ضروری باتین بتائے دیتا ہون جنکو تمہین اپنا جزو زندگی سمجھنا اور اپنا فرض مین خیال کرنا چاہیے-

اول یہ کہ جب کسی سے ملو تو اس قسم کی باتین بیان کرو گویا کہ تم اوس کے محب صادق ہو- چاہے وہ تمہارا کیسا ہی دشمن کیون نہ ہو- لیکن اسکا ضرور خیال رہے کہ اس کی غیبت مین تم ہمیشہ اس کی تخریب کے درپے اور اس کی برائی کی طرف مشغول رہو- اور ایسے موقعون کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو جن مین تم دربردہ اس کو نقصان پہونچا سکتے ہو- ظاہر مین تم اسپر ایسا ظاہر کرو گویا کہ تم ہر طرح سے اس کی مدد کرنا چاہتے ہو- لیکن لو فرضا اگر اس کو تمہاری مدد کی ضرورت پڑے تو مدد سے انکار کر نا درکنار- اور اس کو ایسی صلاح دو جس سے اسکو سراسر نقصان پہونچے اس کی دولتمندی کے زمانہ مین تم ہمیشہ کوشش اس امر کی کرتے رہو کہ تم کو اوس سے کچھ حاصل ہو- اور جب اس پر عسرت اور غربت حملہ کرے تو تم بھی اسپر مخاصمانہ حملے کرنے لگو-

دوسری نہایت ضروری نصیحت یہ ہے کہ تم ہمیشہ نہایت زرق برق بیش قیمت لباس استعمال کرو- چاہے تمہارے گھر مین فاقہ کے مارے چوہے قلابازیان کیون نہ کھاتے ہون- ظاہری ٹیپ ٹاپ اور طمطراق مین کوئی کسر نہ اٹھا رکھو- بڑے بڑے افسرون حکام سے ہمیشہ ملتے رہا کرو- چاہے انکے ملنے سے تمہین ان کے ملازمون بیرون اور خانساماؤن کی جوتیان کیون نہ اٹھانی پڑین- اس سے تمہاری عزت روز افزون ترقی کرے گی- اور لوگون کی آنکھون اور خصوصاً حکام کی آنکھون مین تم معزز اور

موقر ہو گئے -

تیسری بات یہ ہے کہ جب کبھی تم کسی خبر کو بیان کرنے بیٹھو تو اوس خبر مین جہوٹی سچی ہزارون باتین اپنی طرف سے بیان کر دو اور سے رائی کا پہاڑ بنا دو - اور اوس کو اس قدر لفاظی کے ساتھہ بیان کرو کہ لوگ تمکو بالکل سچا اور ایک اعلے درجے کا مقرر سمجھنے لگین - خبر کے بیان کرنے مین یہ بھی ضروری ہے کہ تم اوس کا ثبوت اور تصدیق کرنے کے لیے بڑے بڑے انگریزی اخبارون مثلاً پائنیر - ٹائمز - مارننگ پوسٹ وغیرہ وغیرہ کا نام لیدو اس سے لوگ تمہاری وسعت معلومات اخبار بینی اور قابلیت کے اچھی طرح سے قائل ہو جائینگے -

چوتھی بات یہ ہے کہ جب تم کوئی کتاب یا کوئی مضمون پڑھو - چاہے تم اوسکو سمجھو یا نہ سمجھو - تم ہمیشہ اُس پر اعتراض کر دیا کرو - اور دو چار نام ہیانے مصنفین کے اپنے بیان کی تصدیق مین بیان کر دیا کرو - تا کہ دُنیا کے ظاہرین حضرات تم کو ایک اعلے درجے کا فاضل اور علامۂ دہر خیال کرین - اس کے ساتھہ ہی اتنا اور ضرور ہے کہ تم ہر بات مین اپنی ٹانگ اڑا دیا کرو - چاہے تمہین اُس سے کوئی واسطہ ہو یا نہ ہو - اور ایسا ظاہر کیا کرو گویا کہ تمہین ہر امر مین ایک خاص دلچسپی اور پولیٹکل جاسوس ہے -

پانچوین یہ ہر شخص سے نہایت اخلاق اور تواضع سے پیش آؤ - لیکن یہ خلق اور تواضع بالکل ظاہرداری کی ہونی چاہیے اور اس کے ساتھہ ہی بالکل خشک - اگر کوئی تم سے کوئی چیز طلب کرے تو اُس سے فوراً وعدہ کر لو - لیکن اُس وعدہ کو کبھی پورا نہ کرنا چاہیے - اور اس طور پر اپنی حالت کو رکھنا چاہیے گویا کہ تم نے کوئی وعدہ کیا ہی نہین - اسی ضمن مین ایک نہایت ضروری بات جو سب سے آخری لیکن سب سے زیادہ مہتم بالشان ہے یہ ہے کہ تم ہر پبلک جلسہ مین جس مین فلاح عام و ترقی و بہبودی قوم مدنظر ہو شامل ہونا ایک لازمی اور ضروری امر سمجہ لو - ایسے جلسون مین نہایت زور شور سے تقریرین کیا کرو - اگر احیاناً ایسے جلسون مین کبھی کوئی فہرست چندہ کھولی جائے تو اُس مین اپنے نام کے مقابل سب سے زیادہ رقم لکھا کرو - لیکن تم جانتے ہو کہ ہاتھی کے دانت کہانے کے اور ہوتے ہین اور دکہانے کے اور - اس موعودہ رقم کو تمہین کبھی نہ ادا کرنا چاہیے - کارکنان جلسہ و فہرست چندہ سے ہمیشہ کبھی آج اور کبھی کل کے وعدے کر دیا کرو تاکہ آخرکار وہ ایک روز تقاضا کرتے کرتے تھک جائینگے اور اُن کو پھر کبھی تقاضا کرنے کی جُرات نہ ہوگی - اگر موقع ہو تو بعض اوقات اس قسم کی رقم چندہ ضرور لکھ دیا کرو جس سے تمام ملک مین تمہاری شہرت اور تمہارا نام ہو جائے - اس رقم کو بھی ادا کرنا تمہارا کام نہین ہے بلکہ یا تو متذکرہ بالا امر یا کسی اور حکمت عملی سے اپنے آپ کو ایفائے وعدہ سے بچا نا چاہیے اور ہرگز ہرگز اس قسم کے وعدون کو پورا نہین کرنا چاہیے - اس قسم کے وعدون سے تمہاری شہرت تمام ملک مین ہو جائے گی لوگ تم کو ہمدرد انسان - مخدوم قوم - نونہال اور [illegible] کیا کیا خیال کرنے لگین گے اخبارات مین تمہاری دل کھولکر تعریفین ہونگی - موٹے حرفون مین تمہارے نام لکھے جائینگے - اور تمکو ہمیشہ نیک الفاظ کے ساتھہ یاد کیا جایا کرے گا - بس اسے میرے نور چشم یہ وہ باتین ہین جن سے تم ہر دل عزیزی شہرت - نیک نامی اور بقائے دوام کا معزز تمغہ اس زمانۂ پُر آشوب مین نہایت آسانی سے حاصل کر سکتے ہو - شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تمام باتین تمہارے ضمیر کی کانشنس کے خلاف ہین - بیشک ایسا ہے - لیکن اس موقع پر تم اپنے ضمیر کا کبھی خیال نہ کرو - اس لیے کہ ہم کو زمانہ کے ساتھہ ساتھہ چلنا چاہیے اور جدہر زمانہ ہمین لے جائے اسی طرف اپنے قدم بڑھانے چاہئین - اس لیے کہ دُنیاوی کامیابی حاصل کرنے کے یہی اصول ہین - مشہور مقولہ ہے - کہ اگر تم روم مین ہو تو ایسا ہی کام کرو جیسا کہ روم والے کرتے ہین - پس جب دُنیا کی حالت اس قدر ظاہرداری پر مبنی ہو گئی ہے تو کوئی وجہ نہین کہ تم بھی اوس کو اختیار نہ کرو - میری باتون کا خیال رکھو - اور میری وصیت پر ہمیشہ عمل کرو - اس لیے کہ یہ تمام باتین سراسر تمہارے ہی نفع کے لیے ہین -

راقم
ایک تجربہ کار

داغی شعر

آنسو نہ پیے جائینگے اے ناصح ناوان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

جناب پنچ صاحب. تسلیم. کئی مہینے ہوئے مین نے شعر مندرجہ عنوان شعرِ ہٰذا پر اپنا شبہہ ظاہر کیا تھا- اُس پر چند سخن فہمون اور سخن دانون نے خامہ فرسائی کی وہ مین نے دیکھی- مگر نہایت افسوس ہے کہ بجز دو ایک صاحب کے جن مین اول الذکر ا-ح صاحب کا اور دوسرا ش ج کا ہے کسی صاحب نے داد انصاف وسخن فہمی نہ دی بعض حضرات مستفسر کو معترض سمجھ کر اول فول بکنے لگے- اور بعض رفع شبہہ کے عوض شعر کے معنے سمجھانے پر مستعد ہوئے- اور ایک صاحب تو بگڑ کر یہان تک فرما گئے کہ ہمین نے سخن فہمی اور اعتراض کا ٹھیکہ لیا ہے- دوسرا اعتراض ہی کیون کرتا ہے مگر یہ تصفیہ نہ ہوا کہ مصرعہ ثانی بطور ضرب المثل استعمال ہوا ہے یا خود حضرت داغ کا کلیہ اگر شق اول ہے تو ثبوت کی محتاج ہے یہ جملہ بطور مثل نہین بولا جاتا- اور اگر ثانی کا کلیہ ہے تو غلط ہے کیونکہ مصرعہ مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ ہیرے کی کنی بے جانے کھائی جاتی ہے جان کر نہین کھائی جاتی ہے- حالانکہ ہیرا سم نہین ہے جیسا بعض نادانقت سمجھے ہین- صرف اوس کے ٹکڑون کی نوکین ایسی تیز اور مضبوط ہوتی ہین کہ وہ زخم ڈال دیتی ہین- اور اُس سے آدمی مرجاتا ہے- پس ہیرے کے واسطے لازم ہے کہ نوکدار رہے تب اوس کا کھانا مہلک ہو اور چونکہ نوکدار سخت چیز اکلا یا شربا بمشکل دھوکے سے کھائی جاسکتی ہے- لہذا مثل اور سمیات کے اوسکو نہین دیتے اور اگر اس قدر باریک کرڈالا جاے کہ باریک سفوف ہوجاے اور استعمال کے وقت محسوس نہ ہو تو کوئی ضرر نہین کرتا- اسی وجہ سے ہیرے کی کنی وہی کھاتا ہے جو جان بوجھکر خودکشی کرتا ہے پس ایسی بات جو نہ ہوتی ہو اور نہ ہوسکتی ہو کیونکر ایسے موقع پر کہی جاسکتی ہے جہان عام قاعدہ بیان کرنا چاہیے-

باقی رہا یہ خیال کہ اس تشکیک سے شعر مذکور پر کوئی اعتراض منظور ہے محض بعض حضرات کا حسن ظن ہے- اگر مجھے اعتراض ہی منظور ہوتا تو جس قدر اعتراضات اس شعر پر ہوسکتے ہین سبھی درج کرتا- مثلاً آنسوؤن کی تشبیہ ہیرے کے ساتھہ تو اساتذہ نے استعمال فرمائی ہے- مگر کئی آنسو اور ایک ہیرے کی کنی درست نہین- علے ہٰذا اوپر کے مصرعے مین آنسو پینا ہے اور دوسرے مین کنی کھانا- اور کھانے پینے مین جو فرق ہے ظاہر ہے- مگر اسی قسم کے اعتراضات اُردو کی اول جلول شاعری پر ہوسکتے ہین نہ کسی خاص شاعر پر- اور بقول حضرت ا-ح کے یہ اُردو شاعری کی وہ خرابیان ہین جنہون نے اس کو اس پست حالت مین پہونچا رکھا ہے-

مجھے آپ کے ناظرین سے اُمید ہے کہ اس بحث مین من قال پر لحاظ نہ فرمائینگے بلکہ ما قال پر غور کرینگے کچھ ایک آدہ شعر مشکوک ہوجانے سے کسی استاد مسلم الثبوت کی اُستادی مین خلل نہین پڑسکتا- ادنے ادنے قواعد کی کتابون مین صدہا اغلاط اساتذہ کے ایسے ملینگے جو مثال مین عموماً مذکور ہوئے ہین- پھر کیا معاذ اللہ اُنکی اُستادی مین کوئی فرق آیا ہے- شاگردان طرفداران حضرت داغ کو برہم نہ ہونا چاہیے- بلکہ داد انصاف دینا چاہیے

راقم- مستفسر

صلاے عام

صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کے لیے
ربط ضبط
پہلا حصہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض چشم کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پروال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کراتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلٰے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرے فی ماشہ بیس روپیہ - سعری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - المشتہر - پروفیسر رتیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار رتیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے - دھند - خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے اس سفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی بیماریون سے نجات حاصل کرین - راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا - دھند - جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین - راقم - ڈاکٹر شیو دت رام وید انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب - سلام نیازانہ - ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مینے آجتک آنکھون کی بیماریون کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی - ایک لیف پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اسکی آنکھین باعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - پردہ کا رنگ نیلا اور آئرس کوٹ مین سخت نقصان تھا - اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا - مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین - راقم ڈاکٹر شیخ الہٰ بخش صاحب پنشنر - ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر -

(۴) جناب پروفیسر سردار رتیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخنہ - آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے مین آپکا سرمہ مثل لوٹیہ کو نین بذریعہ ٹھیکہ انکا نہ جات ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلٰے - وی - پی پوسٹ بھیجدین - راقم - ڈاکٹر چودھری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفا خانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۵) جناب پروفیسر رتیا سنگھ صاحب تسلیم - مینے آپکے بہا سفید سرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا - صد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی - آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے - واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے - راقم - مہاراج کنور چنچل سنگھ صاحب بہادر ریاست جھگوان (دھنا) -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین تاریخ ۶ شعبان کو جمع کیا گیا ہے -

المشتہر - پروفیسر رتیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

جواب نہین سُنا گیا۔ آپ بدوست ہر چہ ہی تشبیہ ہی کو نہین سمجھے ہین۔ وہ کیونکر جواب لا سکتے ہین۔ اور چند دنون خود ہی مستفسر صاحب کی معیت مین منتظر جواب ہے۔ دیکھا چاہئے کیا سنئے شعر ٹوٹے جاتے ہیں۔

راقم
ص ح م ک۔

کارروائی انجمن پردہ شکن سوسائٹی

کیسا حجاب کیسی حیا اور کہان کی شرم
پردہ سے ہاتھ۔ ہاتھ سے پردہ اُٹھایئے

مائی ڈیر اودھ پنچ۔ انجمن کے جلسہ منعقدہ یکم اکتوبر کی کارروائی ارسال خدمت ہے۔ ازراہ عنایت اُسکو شایع کرکے تو دو ملک کو ممنون فرمائیے۔

نقل کارروائی

۱۔ پریسیڈنٹ نے حاضرین کے سامنے اودھ پنچ مطبوعہ ۲۹ ستمبر ۱۸۹۸ء سے ایک مضمون پڑھکر سنایا جس کا عنوان ہے

"کیا وصف کہ غیر پردہ کو لے
جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے"

اور اسپر ان مفصلہ ذیل گفتگو کی: ——

حضرات۔ جس کام کو صدق دل سے شروع کیجیے اُس کے لیے تائید غیب سے سامان ہو جاتے ہین۔ ہمارا مقصد تہذیب نسوان ہے۔ اور اس کے لیے سب سے مناسب طریقہ ہماری سمجھ مین یہی آیا تھا کہ ہندوستان کی پردہ نشین خاتونون کو پردے سے باہر نکالا جاسے اور خدا کی عطا کردہ لذائذ سے متمتع ہونے کا اونہین موقع دیا جاسے۔ عورتون کی تعلیم دینے کا مسئلہ بھی ہماری سوسائٹی مین پیش ہو چکا ہے۔ کیونکہ عورتون مین خیالات آزادی پیدا کرنے کا ذریعہ تعلیم سے بہتر کوئی نہین لیکن اُس وقت کوئی اس مشکل کو حل کرسکا تھا کہ انھین تعلیم کون دے۔ استانیان نایاب اور جب تک پردہ ہے استادون کو کوئی گھسنے نہین دیتا۔ لیکن الحمد للہ کہ اس مشکل سے نکلنے کے اب سامان نظر آتے ہین۔ چنانچہ جو مضمون مین نے آپ صاحبون کو پڑھکے سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون مین شادی کے قدرتاً ناقابل خیال کرتے ہین۔

حضرات۔ اسے کہتے ہین تائید ایزدی اور مدد صمدی۔ خدا کرے کہ یہ خیال عام ہو جاسے۔ اور ہم بلا روک ٹوک سب گھرانون مین آمد و رفت کرسکین۔ (چیرز۔ بڑی دیر تک) انشاء اللہ وہ زمانہ قریب ہے جبکہ ہماری سوسائٹی کا ہر ایک ممبر رات کو گھرون مین جاکر علم کی روشنی پھیلائے گا۔ (چارون طرف سے نعرۂ انشاء اللہ انشاء اللہ)

حضرات۔ مین نے رات کی قید اس وجہ سے لگائی ہے کہ دن مین ہمارے ممبر معیشت کے دہندون مین پھنسے رہینگے اس وجہ سے فرصت اور اطمینان کا وقت رات سے بہتر کوئی نہین۔ اور ہم سے کوئی بدگمان تو ہو ہی نہین سکتا کیونکہ

جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

حضرات۔ نخل آرزو سے میری مراد نخل آرزوے ازدواج ہے۔ آخر مین مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ سوسائٹی فوراً اس نئے کام کی طرف توجہ ہو۔

۲۔ سکرٹری نے یہ تجویز پیش کی کہ عملی کارروائی کی غرض سے سوسائٹی کا ایک ڈیپوٹیشن راقم مضمون مطبوعہ اودھ پنچ مورخہ ۲۹ ستمبر کی خدمت مین حاضر ہو۔ اور ان سے درخواست کرے کہ چونکہ آپ کو ہم لوگون پر کامل اطمینان ہے اس لیے اپنے شہر اور اپنے محلہ (اور اپنے قریب اور قریب تر بلکہ زیادہ مناسب ہو کہ قریب کا لفظ بھی نہ کہا جائے) کے گھرون مین ہماری آمد و رفت جاری کرانے مین مدد دین۔ اور خود فیاض خیالی کی مثال قائم کرین۔ یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

نہایت خوشی سے اطلاع دیجاتی ہے کہ ڈیپوٹیشن کے معروضات پر انہون نے توجہ فرمائی اور اس کی آخری غرض کو بطیب خاطر منظور کیا۔

چنانچہ ہماری سوسائٹی کے کل ممبر جسمانی اور روحانی تعلیم دینے مین مصروف ہین۔ اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے سے اون کو ایسی خوشی حاصل ہوتی ہے کہ وہ سب یکزبان ہو کر کہتے ہین کہ "اگر ہمارا ہر دن عید نہین تو ہر رات شب برات ضرور ہے"

راقم
وہی خادم نسوان۔ مردوا

ہمارے ویسرائے آئندہ مستقبل

یہ دونون تصویرین جو صفحہ ۳ مین درج ہین ہمارے آئندہ ویسراے اور ویسرائن کی ہین۔ کم سنی کی وجہ سے لوگون کو فی الجملہ اس تقرر پر تعجب ہوا تھا۔ مگر دنیا مین بزرگی بعقل است نہ بسال۔ آپ اول درجے کے مغزز۔ شیرین زبان۔ ذہن کے پکے۔ جری۔ جہاندیدہ۔ معاملات وسط ایشیا و ایران و یورپ کے واقفکار ہین۔

آپ ۱۸۵۹ء مین پیدا ہوئے۔ ایٹن اور بلیل کالج مین تعلیم پائی ۱۸۸۲ء مین بی۔ اے۔ ۱۸۸۵ء مین ایم۔ اے۔ کا درجہ پاس کیا۔ اور پارلیمنٹ مین صوبہ لنکاشائر کے شہر سوتھ پورٹ کی طرف سے

نئی آتشبازی

ممبر ہوئے ۔ ۱۸۹۱ء مین انڈر سکرٹری وزیر ہند ہوئے ۔ چند روز تک آپ انڈر سکرٹری دول خارجہ بھی رہے ۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہین ۔ خصوصاً معاملات وسط ایشیا و چین مین آپ کی رائے بہت کچھہ وقیع سمجھی جاتی ہے ۔ آپ نے امریکہ کے ایک متمول خاندان مین شادی کی

آپ کی لیڈی صاحبہ نہایت حسین اور زیور علم سے آراستہ و پیراستہ ہین ۔

مثنوی حسن و عشق

سادہ ۔ عام فہم ۔ صاف عبارت نظم کی مثنوی تصوف کے رنگ مین ہمارے پاس بغرض ریویو آئی ۔ اس کے مصنف ایک شاعر بیرک تخلص ہین ۔ اس مین ایک شخص کے عشق کا بیان ہے جو عاشق ہوکر درویش ہوا ۔ اور درویشی کی حالت مین اپنے پہلے عشق کو بھولکر حقیقت کی طرف مایل ہوا ۔ اور معشوقہ کو بھی عارفہ بناکے اپنا مرید کرلیا قصہ کے اعتبار سے تو معمولی چیز ہے ۔ مگر خوبی صرف یہ ہے کہ عبارت ایسی صاف ہے کہ ہر ایک شخص کے ذہن مین بخوبی بے غور و تامل آجاتی ہے ۔

زنانہ ترقی

لے اب ہندوستان کی ترقی مین بال برابر کسر نہ رہے گی ۔ ترقی اور تہذیب کا سلامتی سے وہ طوفان اوٹھا ہے کہ سارا ملک عنقریب شرابور ۔ لت پت بلکہ مستغرق ہوتا نظر آتا ہے ۔ جس طرح طوفان نوح بڑھیا کے تنور سے نکلکر عالم گیر ہوگیا تھا اوسی طرح اس ترقی نے بھی گھرون سے آج کل خروج کیا ہے ۔ دکن مین ہمارے مہربان محب حسین صاحب نے زنانہ دکالت کا جامہ پہنا ۔ پردے کے پیچھے ستو باندھکر پڑے ہین ۔ مشرق مین ایک دلی وال بیگم نے عورتون کی مظلومی اور مردون کے مظالم کی داستان چھیڑی ہے اور اوس وقت تک تجلی طبیعتی نظر نہین آتین جب تک جی کھولکر ان حضرات کو سنا نہ دوتین واللہ اون کی زنانہ تالی سنکر تو مجھے اخوان الصفا کی وہ تقریرین یاد آگئین جو حیوانات سے متعلق ہین

وکیلون- بلبل ہزار داستان اور لوطی
وغیرہ نے شاہ جمن کے اجلاس پر حضرت
انسان کے خلاف کی ٹھہین- رہا سہا اودھ
تھا سو وہ اودھ اخبار کی بدولت خون لگا
شہیدون مین داخل ہوا جاتا ہے- اس کے
نامہ نگارون اور نامہ نگارنون نے اسی
مبحث پر صفحات کے صفحات رنگنا شروع
کر دیے- پھر آپ جانیے مولینا پنچ ایسے
پر لطف بحث مین کیون خاموش بیٹھنے لگے
تھے- ان کے نامہ نگار بھی پھر بیٹھے- نہ فقط
آج کل حد پھر دیکھیے بی گھر بسی کا بول بالا ہے
اب فرمائیے ان کی ترقی اور تہذیب مین کس
مرد خدا کو شبہہ ہو سکتا ہے- علمی ترقی تو
ظاہر ہے ایسی ایسی پڑھی لکھی اب بھی کونے
کھدرے مین پڑی ہین کہ بہتیرے مردون
سے اچھا لکھتی ہین- رہا پردہ وہ سمجھ لیجیے
چندروز کا مہمان ہے- جالی یا تار عنکبوت
کا رنگ یاب ہے- باقی زنانہ صدا تو اخبارون
کے ٹیلیفون سے بلا تکلف آ ہی رہی ہے
اوسکے علاوہ زبان اور طرز خیال سے یہ بھی
آئینہ ہے کہ اس کانے پردے مین سلامتی

کئی ایک وہ بھی مونچھون والی عورتین دوپٹے
اوڑھے بول رہی ہین- بس یا تو نیچر نے
بھی ان نیک بختون کا ساتھ دیکر اپنا رنگ
مین پھیر بدل شروع کر دیا ہے یا داڑھی
مونچھ والے مرد عورت بن گئے ہین- بہرصورت
ہے یہ بھی ایک ترقی کی شکل- مرد جاتے
رہو مین ہٹین کہ ہمارے گروہ کے لوگ
فریق ثانی سے ایسے ملے جاتے ہین جیسے
فاتح کی فوج سے مفتوح کے آدمی- مگر فرقہ
اناث مین ترقی ضرور ہو رہی ہے- بہرحال
زن پرستون کو بیدل نہ ہونا چاہیے اطمینان
رہے چند ہی روز مین اون کی مان بہنین
جورو بیٹیان ایم- اے اور بی- اے ہو کر
بازار- سرکار- دربار مین پڑی پھرتیان
ہونگی- اور اونکو بہت سی باتون مین محنت
نہ کرنی پڑے گی-

اور یارو سچ پوچھو تو بڑی خیریت ہوئی
ہندوستانیون نے ابھی پڑھنے لکھنے پر بہت
محنت بھی نہ کی تھی- خدا ان نیک بختون
کا بھلا کرے کہ سویرے اوٹھ کھڑی ہوئین
اور سب کو محنت سے بچایا- خدا ایک
ایک کو میم صاحب کے درجے پر پہونچائے
اور ان کے بچون کو ان کے بابا بنائے-

اب ہمارے نزدیک اس گروہ
کو اپنی کارروائی کا دائرہ اور وسیع کرنا
چاہیے- محض اخبارون مین چہ میگوئیون
سے کام نہ چلے گا- سر دست دو معاملے
ایسے پیش ہین جن مین کچھ ہاتھ پاون
ضرور ضرور ہلانا چاہیے- اول تو ایک مقدمہ
بارہ بنکی کے ضلع کا ابھی فیصل ہوا ہے
اس مین ایک مرد صاحب پر اپنی جورو
کے کارندے کے قتل کا الزام لگایا گیا تھا
اور بیوی صاحب نے اپنے سہاگ کی طرف
سے منہ موڑ کر گواہی بھی دیدی تھی کہ ہان
مین نے لب بام سے نظارہ کیا تھا کہ سر

کار کارندے کو مارنے کا حکم شوہر صاحب
دے رہے تھے- مگر مرد صاحب اپنی
سخت جانی کے صدقے مین سطح دار پر عمود
بننے سے بچ گئے- اور یہ نیک بخت منہ دیکھ کر
رہ گئین- پس انکی ہمدردی کا ایک جلسہ
کرنا اور پیام تازہ بھیجنا چاہیے- کہ افسوس
کارندہ مر گیا اور تمہارے شوہر زندہ رہے
دوسرا مقدمہ فی الحال آگرے مین
پیش ہے- ایک میم صاحب پر الزام ہے
کہ انھون نے حیا- یا ورچی سے آشنائی
کر کے اپنے صاحب کو سنکھیا دیدی اور
ڈھونڈھے ٹھنڈے ملک عدم چالان
کرا دیا- عدل تو عجب اندھی آنکھون کی
چیز ہے- اس نے آو دیکھا نہ تاو- باورچی
اور میم صاحب کو الزام کے چولیے کے دریا کے
قرار دیکر مقدمے کی ہانڈی چڑھائی تو دی
پس اس مصیبت مین میم صاحب کی ہمدردی
اون کی ہندوستانی ترقی کردہ بہنون کو
ضرور کرنی چاہیے- لازم ہے اس کی
بابت بھی جلسہ کرین اور ان بچاری کے
صحیح سلامت چھوٹ جانے کے واسطے
دوپٹے کے آنچل دونون ہاتھون سے اوٹھا
کے دعا مانگین- کیا وجہ کہ اس رسم کے
اختیار کرنے کی ضرورت اس وجہ سے
اور زیادہ ہے کہ مردون کی شرارت
سے ہم کو اندیشہ ہے کہ جب یہ اسی طرح
عورتون کے ہاتھ سے منہ کی کھاتے رہینگے
تو آئے دن جلد جلد اس معصوم مظلوم گروہ
کے واسطے ایسی وقتین پیدا کرتے رہینگے
اور دعا کی ضرورت پیدا ہوتی رہے گی-
پس اس ہاتھ کا بنیا اوس ہاتھ آئندہ
ہوتا رہے گا-

لوکل غایۃ الرحمۃ

سردی مہذب چال سے چلی آتی ہے۔ یعنے آہستہ آہستہ غیر محسوس طریقے سے۔ جیسے بعض یورپین طاقتین ممالک غیر مہذب مین۔

وہ غورت جو مٹی چیوسے پیسے بناتی تھی یہان سے غائب ہے جیسے ریت مین ٹٹیان۔

مسٹر ہارڈی کمشنر قسمت لکھنؤ داخل شہر ہوئے۔

شہر کے ایک حصے مین صفائی کا لگا لگا ہے۔ جابجا مکانات پر سفیدی ہو رہی ہے۔ لفٹنٹ گورنر کی تشریف آوری کا زمانہ قریب ہوتا جاتا ہے۔ ان قدمون کی بدولت جو ایک طرح کی چہل پہل ہوجاتی ہے اوس کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

التماس

اگرچہ اکثر معاونین پنچ تو ایسے ہی ہین کہ بلا طلب یا دہانی امداد کارخانہ فرماتے ہین۔ مگر پھر بھی چند حضرات کچھ ایسے بھلکڑ ہین کہ پرچہ تو ہفتہ وار ملاحظہ کرتے ہین۔ اور یہ یاد نہین آتا کہ آیا قیمت بھی بھیجی ہے یا نہین لہذا ان سے امید ہے کہ اپنا حساب ملاحظہ فرمائین گے۔ اور اگر اپنا حساب نہ ہو تو دفتر سے بھیجا ہو دیکھین یہ التماس تمام باقیدار حضرات کی خدمت مین ہے۔ کوئی صاحب مستثنے نہین۔

اشتہار

نمبر مقدمہ ۷ ۳۶ سنہ ۱۸۹۰ء

عدالت خفیفہ الہ آباد ضلع الہ آباد

بابو آشوتوش متر ولد نجانند متر و مسماۃ ہری داسی زوجہ بابو اومیش چندر دت قوم کایستھ مالکان دوکان موسومہ مانٹ اینڈ کمپنی الہ آباد مدعی

بنام

محمد قمر الدین ولدیت و قومیت نامعلوم رجسٹرار شہر جونپور مدعا علیہ

بنام قمر الدین ڈپارٹمنٹل سب جسٹرار تحصیل کھٹہل ضلع جونپور۔

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت دلاپانے مبلغ عہ ۱۳ کے دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۹۔ ماہ نومبر ۱۸۹۰ء وقت ۱۰ بجے (ساڑھے دس) بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے انہ سے جی ترتیب ضابطہ کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے اسئلات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعوے مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اوسی روز اپنے جملہ گواہون کو حاضر کرو اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہاری مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۵۔ ماہ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو جاری کیا گیا۔

صلاے عام

صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کیلیے

ربط ضبط

پہلا حصہ

ایک سچا اور دلکش ناول مصنفہ مرزا محمد عباس حسین ہوش لکھنوی جو حال مین چھپکر تیار ہوا ہے۔ مختلف واقعات کا مخزن دلچسپ تصویرون کا البم۔ پُر تاثیر سینون کا معدن۔ قیمت باوصف ضخیم ہوجانے کے چار روپیہ ۴

نوٹ۔ جو صاحب اس اشتہار کو چار پانچ مرتبہ چھاپ کر اخبار مرحمت فرمائین گے ایک کاپی دفتر اودھ پنچ کی وساطت سے نذر کی جائیگی۔

المشتہر

محمد عسکری۔ لکھنؤ۔ جھوائی ٹولہ لکھنؤ

سچا فوٹو

کیا بات ہے اُس انجمن ناز کی غالب
ہم بھی گئے وان اور تری تقدیر کو رو آئے

ڈیر پنچ - کسی زمانے مین البرٹ ڈیورر کو اپنی نقاشی پر بڑا ناز تھا - وہ ملک جرمنی مین مصورون کا گرو گھنٹال مانا جاتا تھا اوسکی بنائی ہوئی تصویرون پر قدردانی آنکھین یون کھبکی پڑتی تھین جیسے آج کل یورپ کی چھٹ بھیّا سلطنتین ٹرکی پر - بڑے لاٹ صنعت حرفت پر - اطالیہ والے ان حسن کی دیویون کو ہاتھون ہاتھ لیتے تھے - والد فکر کی تصویر نے مشہور مصورون کا چہرہ [illegible] بگاڑ دیا - نقاشون کے قلم کیا ہاتھ پاؤن بھی ٹوٹ گئے - اپاہج ہو کر کسی وین کے نذر ہے - شہنشاہ وینس کا نوجوان دل دودون کا شیر خوار بچہ بن گیا - ایک عورت کا زمین پر بیٹھنا - گورے رخسارون پر ہاتھ رکھنا - چارون طرف علمون کی علامتین اور تحصیل کے اسباب نظر آنا یہ سب باتین مُردے سے مُردے دل کو زندہ کر سکتی ہین - فکر کی تصویر تو خیالی تھی ہم آج ایک نرالی بزم کا فوٹو لین گے - الفاظ کی سادگی پہاڑی مینا کی طرح بول اوٹھیگی -

دیکھیے وہ سامنے والا کمرہ مریضان عشق کا دار الشفا بنا ہوا ہے - فرمایشی جوتون سے کھوپڑی پر نقرئی خاصدان کا تشبیہ ہوتا ہے - فریب کی ہوا مین غبارے کے پھریرے اُڑ رہے ہین - نشست کے لیے ایک گدیلا بچھا ہے - کیون جی یہ کسی مردہ کا مال ہے ؟ خیر کیا مضائقہ ہے - جب مجموعی طاقت کا اثر پڑتا ہے تو مرنیوالا کبھی کبھی خواب مین دست درازی کی ٹھہرا دیتا ہے - گاؤ تکیہ نے بھان متی کے تھیلہ کا پارٹ لیکر کان مین چلتا ہوا منتر پھونک دیا ہے - اُگالدان ہے یا چندہ لینے والا خیراتی بکس - جو چاہے منہ بڑھا کے تھوک دے - طاقون مین چار پانچ بوتلین رکھ لی ہین جن مین مسامات کا پسینہ یا نشہ جوانی کی لال پری بند ہے - درمیان مین ایک پیاری صورت براج رہی ہے - رُکن اعظم ہے تو یہ - جان ہے تو یہ - ایمان ہے تو یہ - دوا ہے تو یہ - آتا ہے تو یہ - غرض جتنے مُنہ اُتنی زبانین - ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اس پیکر مین عقل - خوف - شوق - یہ خداداد قوتین یون گوٹ گوٹ کے بھری ہین جیسے سُرخ لال چوڑیون مین جھنکار بادہ خوارون کی آنکھون مین میٹھی میٹھی نیند سبزہ مین باغ نیچر کی شادابی - بندر مین شرارت عقل پر ببول کیا جنگلون کی خاک دھول [illegible] کا کوڑا ابھی قربان ہے - جس طرح ہماری اُڑتی ہوئی ہریالی - کامنی طبیعت کا عالم خیال مین بول بالا ہے - ایسے ہی عقل نے تاریک دلون مین نئی روشنی کی اندھی لالٹین روشن کر دی ہے - جس طرح ہماری پاک روح عالم کے وجود پر مینا کاریان کرتی ہے اسی طرح یہ بھی کسی کی چودہراہٹ پر روغن قاز ملتی ہے - یہ بھی عقل کا اونٹ معجزہ تھا کہ گزشتہ سال مین نافرمانی پر چند روز تک جیل آباد کیا -

پولیس والون نے بڑی غلطی کی ایسے نازنین کے ساتھ جیل کے ڈربہ مین ہمین بھی بند کر دیتے تو عمر بھر کے ارمان ذرا دیر مین نکل جاتے - خوف کے جذبات سے ہوش بھاگے جاتے ہین - اندھیرے اُجالے کسی بدنصیب کی نظر لگ جائے تو جلوہ مستانہ پردے پردے مین پناہ مانگتا ہے - یہ کیون ؟ پابندی ہے یا نہین - اور پابندی بھی کس کی - ایک دہقانی رئیس کی - جس کا نسب نامہ درست کرنے کو اودھ پنچ کی پرانی جلدین دیکھ لو - خوف کا موکل یا دولت حسن کا محافظ ہر وقت مسلط رہتا ہے - ؎

کس ناز سے کہتے ہین چلو جاؤ ہوا ہو
چھوڑو مرا آنچل کوئی آجائے تو کیا ہو

اُٹھنے بیٹھنے- چلنے پھرنے سے منع ہین
بات کرتے ہی رپورٹ گزرتی ہے- ہائے ایسے
آزادی اور چار دیواری مین رہین- آخر
نئی تہذیب کے رسیا ان ظالمون کو کیا
کہین گے- دہائی ہے معلم نسوان کے سیکرٹری
دہائی ہے منشی محب حسین کی- دہائی ہے مولانا
شرر کی- ع-

مدد کو مولوی پہونچو مرمشکل کشائی ہے

آنکھین سینکنے والے ترس رہے ہین- کوئی
خوف سے باہر قدم نہین رکھتا-

شوق اللہ رے شوق- شطرنج نے
اسباط الٹ دی ہے- قمار بازی کا بازار
گرم ہے- دوسرے شوق کے تماشے مین
کچھ عذر ہے- کیون؟ پیرستان روٹھ
جائین گے جنکے ہان سے سوا دو روپیہ والی
طنبورے کے غلاف مین بند ہو کر جاتی ہے
مزا تو جب آئے- چاندنی رات مین کوئی
پیئے ہوئے پڑا ہو اور یار لوگ کبوترون کی
چھتری پر بیٹھے نشانہ لگا رہے ہون- آپ
سچ کہیے اس کینڈے کا حسین پیار کے
قابل ہے یا نہین- آگے سنیے- ابھی
جھلک کہان دیکھی ہے- اے تیری شان
اے تیری قدرت- جل جلالہ- قد ہے یا
ملک جاپان کی سادہ چھڑی جس کی تعظیم
کے لیے زیتون کا خوشنما درخت جھکا جاتا ہے
بال فیروزی ریشم کا لچھا بنے ہوئے ہین
جو سرکو یون گران کرتے ہین جس طرح
مجرد پر جاڑے کی راتین ان بالون سے
خوشبو نکل کے سونگھنے والے دماغون
کو کلوروفارم کا کام دیتی ہے- منہ پر ہلکی سی
نقاب ہے- جس کے ایک گوشے مین ہماری
نگاہ بھی دب دبا کے بیٹھ گئی ہے- آ رے لو
ہوا نے نقاب اوٹھا دی- آہا ہا ہا-
پیشانی پرافشان ہے یا دنیا جہان کے
جگنو اکٹھا ہو کر دن دہاڑے اپنی پارلیمنٹ
قائم کر رہے ہین-

فرینالوجی والون کا دماغ تک خالی
ہو گیا- اوس اس اوندھی کھوپری کے نشیب
فراز نہ سمجھے- ابرو وہی محراب ہین جنہین
دمشق مین جامع اموی کے مشرقی دروازہ
پر پہونچکر علامہ جنید نے دیکھا تھا- آنکھین
ولایتی شراب کے بھرے ہوئے گلاس
بن گئی ہین- جن پر بڑے بڑے مولویون
پنڈتون- پادریون نے اپنی توبہ توڑدی
ہے- ان جادو کمنیون سے ترچھی نظر
چلبلی چتون مستانہ ادا کے ساتھ نمودار
ہوتی ہے- سرمہ کی تحریر نے اور بھی
باڑھ پر رکھ لیا ہے- اگر ہمارے غم مین
دو آنسو نکل پڑتے تو بیا خستہ آنکھون کو
جہاز ران اور دنبالون کو قطب نما کہتے ہیے
پتلی پتلی نوکدار پلکین الپین کی طرح
دل مین چھپی جاتی ہین- ناک (بارومیٹر)
کا نمونہ ہے جو نکلنے والی سانسون کو سلیقے
سے ناپ لیتی ہے- رخسارون نے
شفق کی گلابی روشنی چھین لی ہے نہین
نہین حسن کی میز پر دو گلدستے رکھے
ہین- رخسار جب اپنی والی پر آ جاتے
ہین تو اس طرح چمکتے ہین جیسے گیس کے
لیمپ مین بتی روشنی- اگر ہمارے ماتم
مین کوئی روئے تو اس جگہ ایک آنسو نہ
ٹھہرے- کیونکہ پروفیسر مارشل کا خیال ہے
سورج کی روشنی سے پانی صاف ہو جاتا
ہے- اس موقع پر گولڈ اسمتھ نے بھی کہدیا
ہے در شبنم اور درختون کی کلیان جو نیلا پن تہ
خوبصورتی کے ساتھ چمکتی ہین اُن کی
صفائی ان رخسارون مین ہے کانون
سے وہ پھول نہین اُٹھتے بالی پتے بنے تو
ہین مگر معلوم ہوتا ہے اب گرے اب گرے
لب مزے مین شہد سے زیادہ شیرین
لبس چومنے کو منہ بنایا اور منہ مین فالودہ
بھر گیا- کیا جگہ ہے- گردن ایک قیمتی ڈبا ہے
جس مین نیلم- یاقوت- پکھراج- زمرد ایسے
پتھر بھرے گئے سب کے سب موجود- کھلا ہے تو پھر
کھلا ہی ہے- اسپیچ سنیے- لکچر سنیے- اپنے
بزرگون کو گالیان سنیے- قسم قسم کے جانورون
کی بولیان سنیے- بند ہے تو پھر بند ہے لاٹھی
پر لاٹھی- ڈنڈے پر ڈنڈے- بانس پر بانس
ڈالیے جواب ندارد- ٹھوڑی مقناطیس کا
رنگ دیا ایک ایسا ڈھانچا ہے جس نے پڑھنے
والے گلے کے عیوب کو چھپا لیا ہے-

(باقی آیندہ)

راقم

جو آتے نامہ بر رشک عدو کا ذکر کہدیتا
یہ کینہ صاحب غیرت کے دل سے کم نکلتا ہے

لقلم زاغ بدایونی-

ابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۴

طرز بود و باش

ابا جان کی طرز بود و باش مین ایک
قدامت سلاست اور استقلال نہایت
درجہ قابل تعریف ہے- باوجود ملاقاتیون
کی کثرت کے بھی ابا جان گھر سے بہت کم باہر
نکلتے ہین- اور جب وہ گھر سے کہین باہر
گئے تو ضرور یہ خیال کر لینا ہوگا کہ کسی خاص
ضرورت شدید سے باہر گئے ہین- اُنکے
مکان پر روزانہ احباب کثرت سے آتے
جاتے رہتے ہین- اور اون کی آمد و شد
کے لیے کوئی وقت مقرر نہین ہے- مگر
جون جون دن ڈھلتا چلا جاتا ہے اُنکی
کثرت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور آدھی
رات گئے تک گویا خاص اور ہم مذاق
احباب کی چاے چوزی اور حقہ کشی کا جلسہ

مہم مصر اور انگلینڈ

گرم رہتا ہے۔

دیوان خانہ مین ایک جانب تخت بچھے ہین اور پشیز فرش لگا ہے دوسری طرف نواڑکی اور بان کی بنی چارپائیان ایک درجن کے قریب پڑی ہین کسی پر سوزنی اور کسی پر دری پڑی ہے۔ اور کوئی خالی بھی ہے ایک تخلیہ کا کمرہ یا خوابگاہ بھی ہے اوس مین شطرنجی بچھی ہے اور اوس پر سے جاجم کا فرش ہے۔ اس کے سوا اور بھی چند کمرے ہین۔ برآمدے مین چند کرسیان اور متعدد جھنڈے رکھے ہوئے ہین مگر کل منتشر پان کی پیک سے سارے کمرون کی زمین اور در و دیوار رنگے ہوئے ہین اور تنبا کونے پان کے ساتھ ملکر اکثر رنگت مین ایک غلظت اور تاریکی پیدا کر دی ہے شاید تلاش سے ادہر اودہر دو ایک اگالدان بھی کمرے مین ملین مگر اون کا استعمال بہت کم ہوتا ہے اور خریدنے کی تاریخ سے وہ شاید کبھی دہوئے نہین گئے ہین

ہر ایک ایک پرانی سنڈاس کی بدبو کا آسانی سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ خدمتگار آٹھ دس ہین مگر کمرے مین شاید ہفتہ مین ایک آدھ ہی بار جھاڑو دینے کی نوبت آتی ہو تو ہو۔ ہر چوکی اور چارپائی کے نیچے سے شاید دو چار ٹوکرے کوڑے کے نکل سکتے ہین۔ ان چارپائیون اور تختون کا اپنی جگہ سے ہلانا اور ہٹانا بھی بہت مشکل ہے کیونکہ چوبیس گھنٹے مین کوئی وقت ایسا نہین ہوتا ہے کہ جب دو چار اشخاص ان پر سوتے یا بیٹھے ہوئے اونگھتے نہ ہون لیمپ وغیرہ اور دیگر آرایش کے اسباب بھی ہین۔ مگر ہر ایک میلا۔ بے مرمت اور کسی نہ کسی جگہ سے ٹوٹا ہوا ہے۔ عمدہ ولایتی ہنکس کا لیمپ جب رات کو کمرے مین جلتا ہے تو اوس کی روشنی ایسی دھندلی اور وحشت انگیز ہوتی ہے کہ باہر سے دیکھنے والون کو [illegible] گورغریبان کی روشنی کا دہوکا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے جھاڑ اس طرح سے پنبہ دار ملبوس مین ملبوس ہین کہ اون پر کسی پرانی مقدس ضخیم کتاب کا دہوکا ہوتا ہے۔ فقط تقریبات شادی وغیرہ مین جب کبھی محفل وغیرہ ہوتی ہے یا محرم کے زمانے مین ان کا لباس اوتارا جاتا ہے اور انکے صاف کرنے کی نوبت آتی ہے۔ ورنہ اور کبھی ان کو اس حبس بیجا سے رہائی نہین ملتی ہے۔

انگنائی کمرے کے برابر ایک متوسط درجے کی ہے۔ نئے فیشن کے مطابق آپ کمرے کی سیڑھی کے آس پاس دو چار پھول پتیون کے گملے آپ کو نظر آئینگے اس کے سوا ایک نیم کا درخت اتر جانب واقع ہے اور دو آم اور چند رنڈ خربزے کے درخت۔ نوکرون کے پاخانے کے متصل موجود ہین۔ ان کے سوا ایک

گھانس تک اوس صحن مین نہین۔ زمین اکثر مقام مین پست و بلند دو طرف اوس کے گہری خندق ہے جس سے اندر کے پاخانون کا میلا پانی شبانہ روز اس طرح بہتا رہتا ہے جس طرح کسی پرانے ناسور یا کال زخم سے مادہ ریزش کرتا رہتا ہو۔ اس مختصر انگنائی کے ایک جانب باورچی خانہ اور جیسا کہ مین بیان کر چکی ہون خدمتگارون کا پاخانہ ہے دوسری طرف خاص اور مہمان لوگون کا پاخانہ ہے۔ دونون مین وہی قدیم کھڈیون کا انتظام ہے۔ اور اون کا میلا پانی بھی انہین خندقون مین آنکر پڑتا ہے۔ ان مین سے خدا جھوٹ نہ بلوائے ہر ایک صحت خانے مین دو دو ہزار کیڑون کی آبادی ہے۔ اور مختلف رنگ اور فیشن کے مکڑے ان مین پشت در پشت سے بسے ہوئے ہین۔ لال بیگیون کی فوج کی چھاونی ان مین الگ پڑی ہے۔ اور نہایت تر و تازہ اور عالی خاندان چوہے کھڈیون کے آس پاس کے تہہ خانون مین الگ آباد ہین۔ خلاصہ یہ کہ یہ پاخانے کیا ہین ایک قسم کے مختصر زو (ZOO) ہین اس انگنائی مین شبانہ روز ایک قسم کی شدید اور دماغ پراگندہ کرنے والی بدبو ایسی پھیلی رہتی ہے کہ جس کا تحمل صحیح المزاج آدمی کے لیے سخت مشکل ہے اور جو اپنی سمیت کی تیزی سے طاعون کی سمیت کو بھی ایک دم مین بھگا دے سکتی ہے۔ ہوا جب تیز چلتی ہے اوس وقت یہ صحت سوز اور جانفرسا بو کمرے کے اندر بھی پھیلتی ہے۔ مگر چونکہ اوس مکان کے رہنے والون کا دماغ اوس بو کا عادی ہو گیا ہے یا شاید اونکے شامہ مین کسی قسم کا نقصان ہے اس لیے اون سے کبھی اس کی شکایت سُنی نہین گئی ہے۔ اوسی انگنائی مین ہر روز سر شام ابا جان ساتھ اپنے تمام مصاحبین اور احباب کے بیٹھتے ہین اور

گرمیون مین تو آدھی رات تک وہان صحبت
گرم رہتی ہے اور اکثر جاڑے اور خشکی کا دورہ
بہی چلتا ہے۔

راقم

تہذیب افروز بیگم

شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب
اے تو غائب ز نظر جب تو ایمان منست

ڈپ پنچ - جلتے پہرتون کا سلام لو اب جنگل
بنگالہ مین ہون اور بنگالہ کے سنیٹیریم مین -
یعنے دارجیلنگ پہ -

یار عزیز دارجیلنگ عجب جگہہ ہے
تمہارے مخلص نے خدا جانے کتنے پہاڑ
روندے ہین - کچہہ تمکو خود بہی معلوم ہے اور
کچہہ تمہارے خدا کو - مگر حق یہ ہے کہ دارجیلنگ
اپنی خاص کیفیت مین ایک ہی ہے - ہمالیہ
یعنے ہماچل کے دکھن نشیب مین واقع ہے
کنچنگ جنگا کے سفید سر اور یسٹ کی سفید
داڑھی - اور ٹی پلانٹرس کے چہوٹے چہوٹے
رقبے کہین نشیب مین کہین فراز پر عجب کیفیت

دکہاتے ہین -

جب کبہی کسی باہر نکلے ہوئے چٹان پر
کہڑا ہوجاتا ہون اور شرق کی طرف نظر
ڈالتا ہون تو نیچے نیچے پہاڑ پشت شتر کی
طرح جیسے کوئی عرب کا کاروان جاتا ہو
نظر آتے ہین - اور اونپر دہوپ اور سایہ
کی دہوپ چہان عجب دلربا منظر دکہاتی
ہے -

کبہی بازار کی طرف چلے جاؤ تو عجیب
قسم کے آدمی نظر آتے ہین - تبت کے -
ہندوستان کے - بہوٹان کے - نیپال
کے - اور لطف کہ عورت مرد مین فرق ہی
نہین کرسکتے - سب سادہ رو اور سادہ
صورت - مختصر یہ ہے کہ عشق کو صلائے عام
ہے - نظر اوٹہی اور معشوق صورت نظر آگئی
میرے پیارے یہ تو سب کچہہ ہے
مگر تمہارا مخلص بہی خوش ہے یا نہین -
اس کو کبہی پوچہا - ناخوش نہین ہے - کہو
کیون ؟ کاکنہ سے طاعون کے قواعد سردست
کچہہ سوچ سمجہہ کے ابہی تجارت کی خاطر سے ہی
اوٹہا دیئے گئے - اب خوش نہ ہونے کی
وجہ کیا ؟ وجہ یہ کہ میونسپل ایکٹ یا بل نے
ہوش اڑا ائے ہوئے ہے -

جان میری - اس ترمیم مین تو جو کچہہ ہو
سو ہے - مگر ہمارے ہندو یعنے بنگالی بہائی
بہی عجب اوت ہین - ایک بڑی بہاری
مجلس ٹون ہال مین ان حضرات کی ہوئی
اور ہوا یہ کہ - دو اے ایک آدہہ سپیچ کرنے
کے سب نے اس زور سے جہک مارا کہ
حضور لفٹنٹ گورنر خفا ہوگئے - اور کیون
نہ ہوتے - ادب بہی کوئی چیز ہے ؟

اس مجلس مین میرے عزیز دلی
شیخ محمد علی صاحب نے بہی جو ایکسٹرا
اعظم کلکتہ ہین ایک تقریر پیش کی تہی نہین
تمہارے پاس بہیجتا ہون - خدا کے واسطے
انصاف کرو اور اس تحریر کی داد دو اور رحم
کو جس کے حوالہ جی چاہے کرو - میونسپل
ایکٹ ضرور پاس ہوگا - چاہے بنگالی رو رو کے
جمع کرین چاہے لندن نہین عرش تک
لڑین - لو غائب -

تقریر مذکورہ

لوگ کچہہ سمجہتے ہون - مگر واقعی سچی بات
یہ ہے کہ جب سے ہند مین سرکار دولتمدار
انگلشیہ نے اپنا قدم جمایا ہے ہند کی قسمت
کہل گئی ہے جو راحتین اور جو امن و امان
ہم اہالی ہند اسوقت دیکہہ رہے ہین کبہی
شاید دیکہنا نصیب نہ ہوا ہوگا -

کیا امن راہ قطع سفر کے ذرایع
سریع الاثر نگہبانی مذاہب مختلفہ تہوڑی سی
چیز ہے کہ ہم اوس کو محسوس نہ کرسکین اسلام
ہمین سکہاتا ہے کہ خذ ما صفا ودع ما کدر
ہم سے زیادہ اچہی باتون کا دریافت کرنیوالا
کون ہوسکتا ہے -

تقریباً دو سو برس سے سرکار دولتمدار
کا تصرف ہند پر ہے اور برابر سرکار نے
اس امر کا لحاظ رکہا ہے کہ حقوق رعایا
مذاہب رعایا - رسم و رواج رعایا کو صدمہ
نہ پہونچے - اور جہان تک مطالب گورنمنٹ
کو سمجہتے ہین دیکہہ رہے ہین کہ آئندہ بہی
گورنمنٹ کا منشا یہ ہے کہ حقوق اور مذاہب اور
خیالات اور آسودگی مین دست اندازی
نہ کرے گی -

شامت اعمال کہون یا کوئی اور چیز
بہرکیف ان دنون میونسپل ایکٹ کی ترمیم
زیر نظر ہے - ہمکو نہ مجال ہے اور نہ ہماری
خواہش ہے کہ ہم کبہی کسی انتظامی امر مین
دخل دین - مگر ہمارا فرض یہ ہے کہ جس بات کو
مضر اور عیب ناک دیکہین اوس کو ادب کے ساتہہ
گوش گزار حکام اعلے کردین - اس لیے آج ہم
جرات کرتے ہین کہ اس ایک بات کوشش کرین

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱ہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ المشتہر۔ پروفیسر سردار سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سردار سنگھ صاحب نے بنایا ہی خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہی مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہی اور سچ ہے آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہی۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔ راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا الکہ دھند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش ۲ تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر شودت رام ڈپٹی انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ ممیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہی۔ مینے آجتک آنکھون کی بیماریون کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی۔ پردہ کا رنیا اور الرس کوٹ مین سخت نقصان تھا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھون مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری راے مین آپکا سرمہ مثل پوڑیہ کو نین بند بعیدڑ اکی نجات اور ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی دو تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے وی۔ پی پوسٹ بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر سردار سنگھ صاحب تسلیم۔ مینے آپکے بہاے سفید سرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا۔ صد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہی بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہی۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہی۔ راقم۔ مہاراج کنور جتیندر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جولاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۸۹۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر۔ پروفیسر سردار سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

شیکسپیر اُردو نظم مین

حضرت سلامت - کورنش عرض - مین شیکسپیر کے ایک اچھوتے ڈراما کو اُردو نظم مین ترجمہ کر رہا ہون - نصف کے قریب ترجمہ ہو چکا - ترجمہ کا ایک مختصر جز کہ جو بحیثیت خود ایک پورا مضمون خیال کیا جا سکتا ہے "صبح یاس" کی سرخی سے آج کی ڈاک مین آپ کے معزز اخبار مین بھیجکر مکلف ہون کہ اس ترجمے کی نسبت آپ اپنی رائے ظاہر کرکے مجھے ممنون فرمائین -

ناظرین اخبار کی خدمت مین بھی بکمال ادب التماس ہے کہ بذریعہ تحریر خاص یا بذریعہ اخبار مجھے ترجمے کے حسن و قبح سے مطلع فرمائین گے -

اگر پبلک میری اس ناچیز محنت کی کوئی قدر کرنے کا بھروسہ دلا سکیگی تو مجھے امید ہے کہ عنقریب پورا ڈراما ایک جلد کی صورت مین ناظرین کی معزز میز تک پہونچنے کی عزت حاصل کرے گا -

اپنے نزدیک تو مین نے یہی کوشش کی ہے کہ

(۱) صاف سلیس روزمرہ کے بول چال مین ترجمہ کیا جائے

(۲) یورپین مذاق ایشیائی مذاق کے سانچے مین ڈھالا جائے - اور

(۳) یہ امتیاز نہ ہو سکے کہ واقعی ترجمہ ہے یا تصنیف -

مجھے معلوم نہین کہ مین کہان تک ان کوششون مین کامیاب ہوا ہون -

بشرط فرصت آئندہ کوئی دوسرا جزو بغرض اشاعت بھیجونگا آپ کے معزز ناظرین مین سے جو حضرات خریداری پسند فرمائین اپنا نام نامی معہ پتہ کے صاف خط مین میرے پاس بھیج سکتے مین - قیمت کی نسبت مین سردست کچھ عرض نہین کر سکتا - حجم وغیرہ کے اعتبار سے مناسب قیمت رکھی جاویگی -

"صبح یاس"

(شیکسپیر اردو نظم مین)

صحبت یار خواب ہے صاف ہو پوچھیے اگر | آئی کہان سے وہ گھڑی دیکھو کہان گئی کدھر
وصل و فراق کا مزا دل سے ہمارے پوچھیے | عیش اگر ہوا ایکدم درد مین عمر ہو بسر
تابش سوز دل بڑھی آہ لبون تک آگئی | آہ لبون سے نکلی جب عرش کی ہاتھ آئی خبر
دلبر شوخ اوا کا دل اب نہ پسیجے تو روا | ہم بھی یہی کہتے کہ ہان آہ مین ہے کہان اثر
سوز و گداز عشق سے موم ہوا وہ سنگدل | داغ نے سینے دل کے ہان سکہ جما لیا مگر
صبح امید کا نشان دیکھو زحل سے گر رہا | آئی سواد کہکشان تھا الگ الگ نظر
تارے مین ماند پڑ گئے چاند نے منہ چھپا لیا | چاندنی کھیت کر چکی سبزے کے فرش نرم پر
باد خنک سحر سے چل رہی پھولی ہے سر کلی کلی | نکہت گل کی ہے دھما بنکے چلی ہیا سبر
غنچے مین کھلکھلا رہی ہنستے گل اڑا رہے | بلبل بے نوا ہے مست پھر رہی شاخ شاخ پر
یان ہے کچھ اور ہی سمان کیفیت نشاط ذوق کا | مست شراب شوق مین آن ملی گلے تیغ بر
صاف سواد شرق پر دیکھو سفیدی آگئی | مرغ نے اٹھکے بانگ دی ہو گئی دیدہ سحر
چونکا اور انگڑائی لی اٹھکے ہوا ملکی مل کر | سوتا تھا شب کو جو حسین سامنے ماہتابی پر
تن کے چلا وہ باغ کو مست خرام ناز سے | تھا وہ تمام سے پھر رہا شوخی مین ادھر ادھر
سر سے ملکے تھا کھڑا چھپے پھر جھک اٹھا | سنبل بحیدار کی زلف تھی چھو رہی کمر
سایہ گل ہے دوش پر اس بت مست کی پڑا | جھاڑ کے شاخ گل کیطرح جھپا ادھر
توڑا وہین سے ایک گل اف کو تیر سے یہ نے | اتنا جھکا دیا مجھے وہ تکھنے لگی موئی کمر
گیند بنا کے پھول کا تھا وہ ابھی اچھالتا | رو بسری ہوئی حجاب گیا کہان نہ ملی کہین کمر
پتلی کمر کی وہ لچک کان کے بند کی جھمک | رخ سے شعاعین حسن کی پڑ رہی تھین ادھر ادھر
کیسی ہوا چلی مگر کیا ہوا دیکھو یک بیک | کیا ہوا ماہ پر فروش ڈھونڈو کہان گیا کدھر
دیکھو دبیر عجب کٹرا گوشہ مین کیا ہے سن ہا | رونگی اف کوئی صدا کان مین آگئی مگر
لیجیے خاتمہ ہوا آج ہوائے ذوق کا | ہائے لو اوس پڑ گئی کیف سرور شوق پر

برق بلا چمک گئی - بجلی تونٹے سینہ پر ٹوٹ پڑی جلا گئی - سارا بسا بسایا گھر
مستون کی پڑی ہوئین دیکھئے نشیبین کھون چھوڑ بادو دل منے بھی خونین نشان اٹھا جگر
کیسی بہی بہین ایک سے ایک انفین ہائے یہ جھلا جلا دل - ہائے یہ ننہا سا جگر
ہائے وہ ڈور نور اسا سینہ ترا اٹھا ہوا حسرتو تکا تہا جو سکان ایک کا لحمہ پیشتر
حیف لحد ہو گیا وہی لبِ ایک لحمہ میں دفن نرے بچے حسرتین جسمین ہائے ہم بہر

اور اسی لحد سے ساتھہ جا کے لحد مین قبر کی
خاک مین مل کے خاک سی اُرتی پہرینگی دربدر

پورا پتہ - محمد اظہر علی - آزاد - کاکوروی - —آزاد—
نائب تحصیلدار - تحصیل ہاٹا - ضلع گورکھپور -

شاخدار مضمون

یہ تو آپ جانتے ہی ہونگے کہ یہ عالم موجودات جہان آپ اینڈتے پہرتے - چرند پرند اچکتے پہدکتے - شجر حجر ہوتے ہوتے نظر آتے ہین - تین قسمون پر منقسم خیال کیا گیا ہے - نباتات - جمادات - حیوانات جن مین ایک ایک کے الغاروں اقسام - انباروں انواع موجود اب ان مین سے حیوانات کو دیکھیے جن مین جناب انسان بہی داخل ہین - یہ حضرت اپنی قوت ممیزہ - عقل سلیم - کانشنس - خصائل حمیدہ شمائل پسندیدہ - صفات ملکوتی - اوصاف فرشتگی وغیرہ کی بدولت اشرف المخلوقات - افضل الموجودات کے لقب سے ملقب فرمائے جاتے ہین - مذہبی باتون - دیوتاؤن - اوتارون کا تو یہان ذکر نہین - لیکن آپ جانیے حضرت انسان سے یہ سب کچہہ ہونے پر بہی مادہ حیوانیت تو کہین تشریف نہین لے گیا تہا - وقت بیوقت - موقع بے موقع - ضرورت بے ضرورت - جب جی مین آئی - دماغ مین سمائی بے دھڑک دوڑ دھوپ - اُچہل کود - پہلانگ پہلانگ مارا ہی کرتے تھے کہ اتنے مین کچہہ تو جبلی حیوانیت - خلقی وحشت - اور کچہہ غلبہ ذکاوت - وفور ذہانت سے سر مین جو سودا سمایا تو آپ نے اور بڑھ کے لات ماری - خواہی نخواہی - بے فائدہ - ناحق - مفت خدا گائے بیل - بہینس بہینسے - بکری بکرے - وغیرہ کی طرح سر پہ سینگ اُبہار شاخ نکال - پورے پورے گاؤدی - ٹھیکم ٹھاک بچہیا کے باوا آدم ہی تو بن بیٹھے - اونچی کچہی - رہی سہی صفت حیوانیت سے بہی سرتاسر متصف ہوکر سربلندی حاصل کر لی -

ظاہر ہے انسان مین تو نر مادہ دونون ہوتے ہین - بہلا عورتین اس سردارانہ موقع سے کیون سرتابی اختیار کرکے مردون کے خلاف بے غلطی کے ساتھہ بے چارانہ زندگی بسر کرتین - صحبت کا اثر - سنگت کی تاثیر مسلم - پس یہ بہی اپنی لمبی لمبی کاکلون اور گندہی ہوئی چوٹیون سے عُمر کی کسر مٹانے کے بعد مردون کی طرح بلکہ ان سے بہی کچہہ بڑہ چڑہ کر سرباتہے - پیشانی پر سینگ نکال - شاخ نمودار کر - اچہی خاصی طرح بچہیا کی امان جان ہو بیٹھین - پھر کیا تہا - سنیا جوان سو رخون - جہانیان جہان گشتون - دنیا بہر کے محققون کو شگوفہ ہاتہہ لگ گیا - قلم پنسل سنبہال - کاغذ دوات لے - سرگرمی کے ساتھہ - سرگرمی امور - شاخ در شاخ حالات ڈہونڈہ کر لکہہ ہی تو ڈالے اور کیون نہ لکہتے - بات ہی تعجب - حیرت - استعجاب - یا شان و شوکت عظمت کی تہی -

آپ یون تو اس کا یقین آنے کا نہین - لہٰذا رسالہ "ریویو آف ریویوز" ملاحظہ فرما لیجیے - اور اگر یہ نہ ہو تو ہم سے سُنیے مگر شرط یہ کہ کان تک نہ ہلائیے - ایک صاحب بہادر - مسٹر ولی نیو نے ایک کتاب رقم فرمائی ہے جس مین اکثر شاخدار آدمیون کا تذکرہ عالی ہے - ان مین فیصدی پچاس آدمی ایسے ہین جن کے سینگ جانورون کی طرح پیشانی پر تھے - پھر برٹش میوزیم مین انسانی سینگ کا ایک سب سے بڑا نمونہ آٹھہ انچہ کا لمبا رکھا ہوا ہے جو کسی زمانے مین ایک انگلش رئیس کے سر کو عظمت بخشتا تہا - کیسے ہے نا ٹھیک اب مزے کی بات سُنیے کہتے ہین شمار سے یہ بہی ثابت ہوا ہے کہ شاخدار عورتون کی تعداد مردون کی بہ نسبت زیادہ ہے - ہاہا لاریب - لاکلام - جب ہی حضرت امیر مینائی لکھنوی فرماتے ہین ؎

ادہر ہے عکس ادہر دو دونون بانکے بن کے بیٹھے ہین
غضب جوبن ہین دو دو گز تانے تن کے بیٹھے ہین

جوبن اوبن کچہہ چیز نہین - گز ورز کوئی شے نہین - یہ سب شاعرانہ تشبیہات ہین - فی الحقیقت یہ وہ شاخ نما سینگ ہین - جو حسینونکی ہر لمحہ خود بینی - حسن پرستون کی ہر لحظہ گہور گہوری سے سر سے سرک ماتھے سے کھسک کر سینے پر آ ڈٹے ہین - یہی تو سبب ہے کہ عشاق معشوقون کو دیکہہ کر ڈر کے مارے دونون ہاتھون سے کلیجہ پکڑ لیتے ہین - کہ کہین وہ وحشت حسن مین آکر یہ ڈبل نوکیلے اوس مین بہونک نہ دین - اور وصال دلبر کے عوض وصل سالوتر نصیب ہو

اچہا آگے بڑھیے - بیان ہوا ہے کہ ایک انگریزن کے دو سینگ تھے - جنہین وہ اپنے حسن کا مزید جزو سمجہتی تہی - اوسنے ان سینگون کو چار مرتبہ کٹوایا بہی - مگر ہر بار وہ نکلتے ہی آئے چنانچہ ایک مرتبہ اوس نے اپنے سینگون کا ایک جوڑا بادشاہ فرانس کے بہی نذر کیا تہا جو غالباً قبول فرمایا گیا ہوگا - فی الواقع یہ تہی بہی ایسی ہی نادر - انمول - عجوبہ شے کہ بادشاہون شہنشاہون

یوری کے بندر

ڈارون - ہمچو میمون بارہا روئیدہ ام -

کی نذر دی جاتی۔ بھلا عوام کو اس کی قدر و قیمت کیا معلوم۔ اجی قدر دور تو درکنار وہ تو اسے دیکھتے ہی مارے ڈر کے لگتے کہنے کہ یہ ہے کیا بلا۔ لیکن کیون صاحب ایسی نیچرل حُسن افزا۔ قابل قدر۔ شے پسند چیز کا مکرر۔ سہ کرر۔ چہ کرر کٹوانا۔ بار بار ناخن کی طرح ترشوانا چہ معنے دارد۔ دیکھیے ایک ادنےٰ ساجزو حُسن حسینون کی زلف چلیپا بھی جاتی ہے۔ پہرا بیجا ہنے نے توکبھی نہین سُنا کہ کسی حسین مہ جبین نے اپنے کاشانہ حُسن پر حجام بلاکر خوشی شادمانی کے ساتھہ اُلٹے استرے سے اپنا سارا سر منڈا اچھلا ہوا کسیرو بنا کے مزید دلربائی پیدا کی ہو اور ترشے ہوئے زلفون کا جوڑا یا جُوڑا براہ راست یا بہ سلسلہ کسی بادشاہ کے حضور مین نذر بھیجکر بے فائدہ ادسے اُلجھن مین فی الا ناحق پریشان کیا ہو۔ ہان شاید صفائی پسند حسینان انگلستان۔ جدت پسند لیڈیان یورپ۔ کبھی کبھی اگر میونسپل کمشنر بن کے نائیون کے استرے سے

جاروب کشی کے کام لیکر اکدم تمام جنیدیا بانارہ۔ مانگ اسٹریٹ۔ چوٹی روڈ کے علاوہ سارے محلات سر کوچہ جات کھوپری۔ مفصلات کنپٹی کی صفائی بلکہ صفایا بول دیا کرتی ہون توکچہ عجب نہین کیا معنے کہ صفائی ہے بہی بہ ذات ایک خوشنما اور دلکش چیز۔ پہر جب یہ حسینون کے سر چڑہے تو اس کی مزید خوبصورتی اور دلآویزی مین کیا شُبہہ دیکھیے نا اسی سبب سے ہندوستان کے بُڈہے فلاسفر چہہ سو برس پہلے ہی ہندی عورتون کے لیے ہدایت فرما گئے ہین ؎

صفائی کند نیک بخت اختیار
کہ زن از صفائی شود طرحدار

(باقی آئندہ)

راقم
ظریف ہند

سچا فوٹو

تتمہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء

گلے کی تعریف کرتے کرتے بہت سے ڈومون کی آوازین بیٹھہ گئین۔ گلے مین باہین توکسی خوش نصیب کی پڑتی ہونگی اس وقت تو بخشی کمپنی کلکتہ کا نولکھا پڑا ہے۔ بہرے بہرے بازو بہولون کی نکبیان ہین۔ نازک کلائیان چوڑیون کے بوجہ سے دب دب جاتی ہین۔ ہاتھہ سے جام بہی نہین اوٹھتے۔ چمارون کا چودہری یا طویلہ کا سردار قسین دے دیکر پلاتا ہے۔ اُنگلیون مین انگریزی ساخت کے چھلے ہین۔ آرسی مین مُنہ دیکھہ کر ناز کیا جاتا ہے۔

زعفرانی رنگ کا دوپٹہ بیل بتی گوکہرو سمیت اُبہرے جوبن پر فتح حُسن کی جہنڈیان اُڑا رہا ہے۔ شکم پر جلی قلم سے کسی فلاسفر کا یہ مقولہ لکہا ہے۔ دُنیا مین جب تک بیوقوف ہین روپیہ کی کمی نہین ہے۔ مگر ایک توسپولون کے بار ادٹہاتے اوٹہاتے

چھوٹی موٹی ہوگئی۔ نرانو سادی ساڑی مین یون نظر آتے مین جیسے جعلی نوٹ پر معنوعی رقین ڈھیلے ڈھالے پاینچے غبارہ ہین۔ کاش حکیم چارلس اور ابرٹ نے اسی طلسم ہوائی مین تجربہ کیا ہوتا۔ گل بوٹے والے پائچون پر گوٹ یون لگی ہے جیسے باغ کے کنارہ دوب۔ مخملی گہاس۔ پاؤن مین جمنا ہین ہین اُن میں رٹہ کا جوتا عشاق کے سر مین گُدگُدی کرتا ہے۔ چال چلنے مین بائیسکل۔ رُکنے مین مست ہتھنی۔

اس پری پیکر کے دائین بائین پاک شُہدے چپٹے ہوئے بدمعاش رئیس کے نمازی باپ زمانہ بہر کے بُہرے بنے بیٹھے ہین۔ رہے حضورہ وہ شراب کے نشے مین مسہری پر نہین پڑے ہین۔ خبر بہی نہین کہ مصاحب کیا کر رہے ہین۔ یون تو آپ نے اور جلسے بہی دیکھے ہونگے۔ مگر یہان کا باوا آدم ہی نرالا ہے نادان۔ سیدہے سادے۔ بہولے بہالے آدمیون کو اپنی روزگاری ماتا کی پوجا کراتے ہین۔ جہان صبح ہوئی یہ اس طرح آدہمکے جیسے میان چوہاری صاحب مریل گہوڑی پر سوار ہوکر خرامان خرامان دہیات مین پہونچتے ہین۔ اگر ایسا ہی بیکاری نے مجبور کیا ہے تو دونرخ کی شبستان مین چراغ عصیان کی بتیان بُجہتی چلی جائین۔ جائین کہے وضعداری کا قانون ٹوٹ جائیگا۔ انہین تو خوشامد کے سایہ عاطفت مین زندگی گزارنی منظور ہے۔ جغرافیہ مین کوئی ایسا مقام نہین جہان کی آب وہوا موافق ہو۔ عزت اس سے کیا بہتر ہوگی۔ صبح وشام جوتیان پڑتی ہین۔ حضرت فہم وذکا۔ دوراندیشی۔ دانشمندی۔ کچہ ملکہ

الغرض تبہ کے مصاحب لارڈ کرزن ہی کے لیے موزون نہ تھی۔ اس خس خانہ مین بہی دو ایک صناع - لائق - فائق - گرِی ہوئی ٹٹی کی طرح پڑے ہین۔ اعلے درجہ کی چوٹی گوندہنی آتی ہے۔ مرحبا کیا بات ہے اس صنعت کی۔

ذہانت کا یہ حال ہے۔ ادہر کسی نے کوئی ٹھمری - ٹپہ - دادرا - خیال الاپا ادہر نوک زبان ہے ۔

او بالم تورے بل بل جاؤن
رکہیو شرمت ہمار ہی

یورپ کی چلنے پھرنے والی تو تہوڑے دنون مین تمام دنیا کا دورہ کرتی ہین۔ یہ زنانہ چار و ناچار گھوم گھام شہنج حسین تلاش کرنے مین سرگرم ہین۔ دیکہیے بدچلنی کے عادات کیونکر سنبھلتے ہین۔

فرنکلن جس نے اپنی عادتین بدلنے کے لیے ایک فہرست تیار کی تھی۔ سعی عمل کے خانے مین لکہتا ہے کہ اپنے وقت کو نہ ضائع کرو۔ اور ہمیشہ کار آمد باتون مین مشغول رہو۔ ان حذائی خوار دن کو اس قابل قدر مقولہ سے نیک سبق لینا چاہیئے۔

راقم

جو آئے نامہ بر شکب عدو کا ذکر کہہ دینا
یہ کمینہ صاحب غیرت کے دل سے کم نکلتا ہو
نقلم - زاغ بدایونی -

مقدمہ بارہ بنکی

وہ مقدمہ قتل جس مین شیخ عبد الغفور صاحب ماخوذ ہو کر سشن سے رہا ہو چکے تھے۔ اب پھر رنگ لایا ہے۔ مادہ فاسد کے نکلنے کے واسطے بلا کا نفیج ہو رہا ہے۔ نائب ناظر کا جیل مین فراج قرار واقعی قار ورہ ہے۔ ایک سب انسپکٹر کا تنقیہ کامل ہو گیا - میان مسیح الدین سررشتہ دار پر مقدمہ بعض مسہل کی طرح چل رہا ہے اور سنتے ہین حکیم صاحب پھر وہرے گئے ہین۔ غرضکہ منصب علی کارندے کا قتل خون سیاوش ہو رہا ہے۔

لب معشوق معروف بہ حقہ نامہ

خلیل مرحوم نے طلسم ہوش ربا جیسے افیون نامہ جس طرز پر لکہا تہا اوسی ڈہنگ پر مزاج بنارسی نے حقہ نامہ نظم کیا جس طرح حقہ مونس تنہائی ہے اوسی طرح اس کے اشعار بہی بے شغلی مین موجب تفریح ہو سکتے ہین۔ آئندہ کوئی صاحب گلوری نامہ پر توجہ فرمائین تو حقہ پان کا اچہا جوڑ ہو۔

اطلاع

ا - ص - داغی شعر سے متعلق مستفسر صاحب - کہہ جواب یہ ہے جو کچہہ آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ ضرور درج صحیفہ ہوتا۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نے اپنے صحیح اور اصلی نام سے اڈیٹر کو بہی آگاہ نہین فرمایا۔ اگر مطلع فرمائین تو ضرور درج ہو۔ اور اطمینان رہے بدون آپ کی مرضی کے کسی اور پر نام ظاہر نہ کیا جائے گا۔

بہی خواہ قوم - آپ ایک واقعہ رشوت لکہہ کر بہیجتے ہین کہ اس کو ضرور درج اخبار کیجیے۔ حضرت آپ بڑے بہی خواہ ہین تو اپنا نام ہم سے کیون چہپاتے ہین۔ ایسے پردہ نشین ڈرپوک کا بیان خود تصدیق طلب ہے۔ جو اپنا نام ہم سے بہی چہپاتا ہے۔

ربط ضبط

یہ قابل دید انیسے مناسب نام کا ایک دلچسپ اور موثر ناول ہے جسکو منشی مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش لکہنوی نے لکہا۔ علاوہ ان باتون کے جو ہمیشہ ابتدائی حالت اس مین باقی رہ گئی ہین جہان تک ہمنے دیکہا ناول مذکور ان تمام خوبیون سے بہرا ہوا ہے جو ایک اعلے ناولسٹ کے خیالون مین ہونا چاہیے۔ عشق و محبت ایک معمولی اور ضروری الفاظ ہین جن پر ناول کا دار و مدار ہے۔ مگر اس کے ساتہہ غیرت و تہذیب جب شامل کر دیجیے تو سونے مین سہاگے کا لطف ہو جاتا ہے۔ ربط کو عشق کے ساتہہ تعلق اور ضبط کو حسن کے ساتہہ ملا کر جس دقت پسندی اور دقیقہ سنجی سے بنایا ہے وہ ایک قابل قدر اور لائق ذکر بات ہے۔ عام عشق کے لفظ پر جو عام و خاص کے اعتراض تہے اس ناول نے بالکل اوٹہا دیے اور تمام عالم جس کو شہد الحیا خطاب دیتا تہا اس لاانی مولف نہین نہین مصنف نے

اعلےٰ مہذب او سچے اصلیین بنا کر دکھایا سلطان عالی اور آسیر الفسا بیگم کا کالمہ۔ ان سبحان اللہ۔ دیکھنے اور سمجھنے ہی کے قابل۔ وہ سکا ٹھا ہوا سچا مہذب عشق۔ وہ ادب و غیرت۔ وہ حسن و حمیت۔ وہ مستہر سے خیال۔ وہ پاکیزہ تصور نئے نئے سبق اور اعلےٰ درجے کی تعلیم دیتے ہین۔ حبیب کی ظرافت مین جرات سعدی کی بات چیت مین ولایتی ادا جمال مین ہندوستانی آن۔ کمال مین لیاقت کی شان۔

ایک دو نہین بلکہ سینکڑون تصویرین کھینچی ہین۔ اور ملک و قوم کے لیے وہ مرقع تیار کیا ہے جو آج تک دیکھنے مین نہین آیا۔

سچ پوچھیے تو باعتبار زبان و بیان و خیال و کمال ایک ایسی راہ دکھائی اور بنائی گئی ہے کہ اگر آنکھ بند کر کے چلنے والے اس رستے سے جائین گے تو کبھی ٹھوکرین نہ کھائین گے۔ جب تک کسی افسانہ اور قصہ مین کوئی جدت و لطافت نہ ہو تو کر یا تعریف کس بات کی کی جائے۔ ناولون کی کثرت نے گو پبلک کو دھوکا بکر تذبذب مین ڈال رکھا ہے۔ مگر ہم نہایت وثوق کے ساتھ اپنے ملک کے معزز روشن خیالون اور شوقین قدردانون کو اس نئے ناول کی خریداری پر توجہ دلاتے ہین۔ اگر محروم رہین گے تو صرف اس ناول ہی کی زیارت سے محروم نہ رہ جائین گے بلکہ یہ نبش بہا ذخیرۂ خیالات اُن کے دیکھنے مین نہ آئے گا۔

راقم

قوم کا سچا خیرخواہ۔ د۔ گ۔ ش۔ از کاسگنج

لوکل علیہ الرحمۃ

مولوی ندوۃ صاحب مدظلہ نے ابتدائی درجونکی تعلیم تو آپ جانیے شروع ہی کر دی ہے کل ۲۲ نومبر ۱۸۹۵ء کو اسی افتتاح کا باضابطہ اعلان تھا۔ تمامی عام شہر و حکام ہندوستانی و انگریز مدعو تھے۔ جناب خان بہادر منشی اطہر علی صاحب کی مساعی جمیلہ اور حسن نیت کی برکت سے بہت شاندار جلسہ تھا۔ خدا وہ دن لائے کہ اسی طرح ہم اپنی زندگی مین دار العلوم کے افتتاح کا سامان دیکھین ؎

ہمارے شہر مین ایک گریٹ بنگال سرکس آیا ہوا ہے لال باغ مین تماشے کرتا ہے۔ نٹون کے کرتب زن و مرد بازیگرون کی کثرت۔ گھوڑون۔ بندرون کتون کے کھیل نہایت اعلےٰ درجے کے ہین اور ببر یا ول جنہ کا شیرون سے لڑنا تو بڑی ہی بہادری اور جسارت کا کام ہے واقعی اس سرکس نے یورپین سرکسون کو مات کیا ہے۔ ہر شب کثرت کے ساتھ تماشائی جاتے اور تماشے سے محظوظ ہو کر بہت اور کرتب پر نعرہ ہائے تحسین و آفرین بلند کرتے آتے ہین۔

اشتہار

حسب دفعہ ۸۲- ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء

بنابر اطلاع و آگاہی شیو نرائن لال مدعاعلیم بحکم جناب منصف صاحب بہادر منصفی اٹاوہ

نمبر ۱۳۳

عدالت دیوانی بمقام منصفی اٹاوہ۔

گنگا دین ولد سیوک رام قوم برہمن ساکن قصبہ اٹاوہ محلہ کرن سرائے پرگنہ اٹاوہ — مدعی

بنام

۱- کاشی دین ولد سیوک رام } اقوام برہمن ساکن قصبہ اٹاوہ محلہ کرن سرائے

۲- سرجو پرشاد } پسران بھوانی دین } مدعاعلیہم

۳- لالتا پرشاد

۴- بنسو ولد درگا } اقوام برہمن ساکن موضع بہرہ

۵- بیج لال ولد ٹھو } تھانہ سہایل ضلع اٹاوہ مدعاعلیہم

دعویٰ

ڈگری و خلیابی مکان و باغات و اراضی معافی واقع اٹاوہ و موضع روپیہ گستہ اٹاوہ برت بید پائی یابی ماہ

مقدمہ مندرجہ عنوان مثل مقدمہ عدالت اپیل سے حسب دفعہ ۵۶۲ ضابطہ دیوانی عدالت ہذا مین واپس آیا ہے اور سمن سمیان بنسو و بیج لال مدعاعلیہم نمبر ۴ و ۵ ضلع اٹاوہ سے بلا تعمیل واپس آئے ہین لہذا بذریعہ اشتہار ہذا بہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ سمیان بنسو و بیج لال مدعاعلیہم نمبر ۴ و ۵ بتاریخ ۱۷- نومبر ۱۸۹۵ء اصالتاً یا بذریعہ وکیل و مختار مجاز کے حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کرین ورنہ کارروائی مقدمہ اونکی عدم حاضری مین یکطرفہ کی جاوے گی۔

۳۱- اکتوبر ۱۸۹۵ء

دستخط حاکم

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دہند۔ جالا۔ پروال غبار۔ پھولا سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرہ کا سفید سرمہ اعلے قسم کا مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی اور جعلی ممیرہ کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر۔ پروفیسر رتیا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار رتیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں ان لوگوں کو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دہند غبار۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ ہے آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے منظور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور سب طرح آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔ راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند تولہ طلب کرکے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دہند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدیں۔ راقم۔ ڈاکٹر شیودت رام ڈوبے انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ میرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہے میں نے آجتک آنکھوں کی بیماریوں کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہیں دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھیں بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہو گئی تھیں صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ میں موجود تھی۔ پردہ کا رینا اور الرس کوٹ میں سخت نقصان تھا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہو گیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائیں۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہٰ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار رتیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھوں میں خم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے میں آپکا سرمہ شل یوڈیہ کو نین بند میں ڈاکٹر انکی نہ جانے اور ہر گاؤں کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو دعاے خیر سے یاد کریں براہ مہربانی ایک تولہ ممیرہ کا سفید سرمہ اعلے۔ وی۔ پی پوسٹ بھیجدیں۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان انسپکٹر میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر رتیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے بیان سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا۔ صد رجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بعض کو طاقت بخشا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ راقم۔ مہاراج کنور جتیندر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست جھگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں مارچ ۱۹۱۶ء کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر۔ پروفیسر رتیا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۵

طرز بود و باش

گھوڑون کی کثرت سے اصطبل کی قطع ایک متوسط درجے کے اڈے کی۔ گاڑی خانے مین مختلف کارخانون کی اتنی گاڑیان کہ ناواقفکار آدمی کو اوسپر رون کمپنی کے نیلام گھر کا دھوکا ہوسکتا ہے۔ گاڑی خانہ کیا قدیم انیگلوانڈین حکام اور گزشتہ نصف صدی کی گاڑیون کے فیشن کے متعلق ایک مفید اور دلچسپ تاریخ ہے۔ گف صاحب کے وقت سے لیکر ہیڈلی صاحب کے زمانہ تک جتنے حکام عالی مقام اس شہر مین کرسی حکومت پر جلوہ افروز رہے قریب قریب ہر ایک کی یادگار ایک گاڑی گاڑی خانے مین موجود ہے۔ مگر استداد زمانہ اور آب ہوا کے مختلف گرم و سرد اثر سے اون کی حالتون مین ایسا انقلاب عظیم واقع ہوگیا ہے کہ اس سے مسئلہ تناسخ کی فی الجملہ تصدیق ہوتی ہے۔ اب اُن کی موجودہ حالت اس قدر مشرقی فیشن اور مذاق سے ہمکنار ہے کہ بردہم پر عمارہ اور وسیع رتھہ کا گمان ہوتا ہے اور رتھ کو یہ مین اگر بیل جوت دیے جائین تو اوس کو لوگ ضرور بنظر سرسری دیکھنے سے معمولی خیال کرین گے۔ اس قسم کا غیر معمولی تغیر سواریون کی شکلون مین کم دیکھنے مین آیا ہے۔ بعض گاڑیون کا اکثر حصہ ملازمین کی بے تمیزی سے مطبخ کے نذر بھی ہوچکا ہے۔ اور آج تک گویا یہ سلسلہ کسی قدر جاری ہے۔ اور جب کبھی کریمن کی مان کو جلانے کے لیے سوکھی لکڑی کی ضرورت ہوتی ہے وہ جلدی سے گاڑی خانے کی طرف جاکر وہان سے نہایت عمدہ لکڑی کے ٹکڑے لے آتی ہے۔

ابا جان کو جہان اور ہزارون باتون کا غرور ہے وہان سواریون اور گھوڑون کے نایاب اور متعدد ہونے کا بھی کم غرور نہین ہے۔ گو روز تو ہوا خوری کی ان کو ویسی عادت نہین ہے جیسی انگریزون کو۔ مگر تاہم اکثر منگل تالاب چوک اور لان کی ہوا کھانے اور شہر کی سیر کرنے گاڑی پر نکلا کرتے ہین۔ ڈایک کے کارخانے کی ڈھائی ہزار کی بیروش اوس مین دو ہزار کی ویلر کی جوڑی لگی ہوئی مگر ایک ہندوستانی رئیس کے استعمال مین ایک زمانہ تک رہنے کی وجہ سے اوس کی حالت نہایت درجہ لایق عبرت اور افسوس ہوگئی ہے۔ جب سے گاڑی خریدی گئی ہے آج تک شاید اوس کے جھاڑنے اور صاف کرنے کے لیے کوئی جھاڑن یا سابر چمڑے کا کوئی ٹکڑا نہین ملا ہے۔ اوپر ڈالنے کے لیے کوئی پردا یا گھٹا ٹوپ نہین ہے۔ گاڑی خانہ اس قدر مرطوب سیلا اور تار عنکبوت سے بھرا ہوا کہ وہان کوئی چیز صاف اور اچھی حالت مین رہ نہین سکتی گاڑی خانہ کیا ادھا بازار کے تیسرے درجے کے دوکانون کا غلیظ اور ردی گودام جھاڑن اور سابر کے عوض سائیس اپنی میلی دھوتی اور چادر سے سواری سے قبل کسی قدر گاڑی کو صاف کر دیتے ہیں بچون سے اور تیل چربی سے برسون ملاقات ندارد۔ مختلف مقامات سے بکثرت رنگ کے چھٹ جانے و تیل اور روشنائی اور پان کی پیک کے سیکڑون جھبون اور داغون کے پڑنے سے گاڑی کی جلد کی قطع ایک مجذوم کی سی ہوگئی ہے اور اوس کی طرف دیکھنے مین تکلیف ہوتی ہے۔ ہر پہیے مین مختلف طرح کی رسیون کی تپھی آڑی اور ترچھی پڑی ہوئی۔ ٹپ فرط

بوسیدگی اور پوسیدگی سے اس طرح مشابہ ہے اور اُس مین اتنی شکنین اور سوراخ پیدا ہو گئے ہین کہ ایک پرانی پسند عالم ٹوپی کی طرح نہایت مایوسی سے گاڑی کی گردن کے پیچھے ایک کس مپرسی کی تصویر بنا لٹکتا ہے۔ پھر اس مین مختلف قسم کے کیڑون مکوڑون کا ایسا پرانا آشیانہ ہے کہ عجائب خانے کا ایک حصہ اُن سے آباد ہو سکتا ہے۔ فرط ہمدلی سے ایا جان کو جاندار چیزون کا خیال ایک جینی سے کم نہین ہے اور یہی سبب ہے کہ ٹپ کے اندر کی مخلوق آج تک کسی طرح گھٹائی یا ہٹائی نہین جا سکتی ہے۔ بعض جگہ سے کوئی لوہے کا پرزہ لکڑی یا پٹرے کو پھوڑ کر ایک مدت درازی کی اوسے اپنے کالے اور ٹیڑھے دانت نکالکر حیا ناک رہا ہے جس کے دیکھنے سے نظر کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اُن مین جو پیوست جو مدقوق کے لبون مین ملسکتی ہے۔ ناہمواری مین تیرہ کی کوہستانی بلندی و پستی اوس کے مقابل مین سطح آب سے زیادہ مسطح ہے۔ اور ان گدیون مین برسون سے ایک معصوم اور خوبصورت چھوٹی قسم کے چوہے رہتے ہین جو کبھی اپنی کمین گاہون سے نکلکر گاڑی کے بیٹھنے والون پر حملہ آور نہین ہوتے بلکہ اکثر گدی کے سوراخون کے اندر خوشخرامی سے ایک قسم کی مزیدار حرکت پیدا کرکے گدی نشینون کے چوتڑون کو آہستہ آہستہ نادانستہ جھولا جھلاتے اور گدی کی تکلیف سے کسی قدر بچاتے ہین ایسی گدیون پر آرام اور آسانی سے بیٹھکر ہواخوری کرنے کے لیے چوتڑون پر بھی واقعی سینٹ لیدر کے غلاف کی ضرورت ہے۔ یون کثرت استعمال سے گھسون سے غلاف کی سی حفاظت ہو جائے ہو تو ہو۔ مگر معمولی "" کا تو ایسی موٹی گدی پر تھوڑی دیر تاب بھی دہرے رہنے سے ٹھہرتا ہی بچانے گا۔

کوچ بکس کی حالت مین بھی ایک نئی طرح کا انقلاب واقع ہوا ہے۔ اوس کی کل آرایش اور نمایش کے اسباب اس طرح جھڑ گئے ہین جس طرح پتجھڑ مین سوکھے پتے درختون سے گر جاتے ہین کسی طرح یہ یقین نہین کیا جا سکتا ہے کہ اسپر چمڑا تھا یا اس کے اوپر کوئی جھالردار گدی بھی رکھی جاتی تھی۔ اس شدت سے اوس سے رنگ اور پالش کو اڑا دیا گیا ہے کہ جس طرح کسی ملّا کے سر سے بال اور کسی ننی مذہبی طور پر چھیل جاتے ہین اور اس کو بالکل منڈا کرکے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اب دور سے دیکھنے سے کوچ بکس کی جگہ ایک شراب کا خالی بکس اُلٹا رکھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لالٹین کی جگہ پر دونون طرف دو شامہ کے چھوٹے چھوٹے پنجرے لٹک رہے ہین۔ مگر یہ فقط دھوکے کی ٹٹی ہے کیونکہ ان غلاف دار پنجرون سے شامہ کے جھکنے کی آواز نہین آتی ہے۔ گاڑی کی رفتار مین اُس خاص قسم کی سامعہ گداز اور ہنگامہ در جلو آواز جو اکثر کلکتہ کے دو چار پرانی اور بڑی بانی کی گاڑیون کے بے تحاشا ایک ساتھ دوڑانے سے نکلتی ہے ایک نئی صنعت اس گاڑی مین اب سرکاری کوچبان (جو خان صاحب کے معزز لقب سے مشہور ہین) نے یہ کی ہے کہ جس رخ سے اور جس جگہ سے آپ گاڑی کو دیکھین کچھ نہ کچھ سمی کی آرایش آپ کو نظر آئیگی مگر خان صاحب گاڑی نے ممانعت کیا

کے رنگ سے اسی کی رنگت کو اکثر ملا دینے کی کوشش کرتے ہین۔

گھوڑون نے کم خوری مین اپنے مالک کی ایسی تقلید کی ہے کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہوا پیکر جیتے ہین اور اسی انداز سے اون کے جسم مین نزاکت بھی پیدا ہوئی ہے ڈبلر کی نسل کے گھوڑے مگر وہ اس قدر دُبلے ہوئے ہین کہ اونکی ہڈیان گن لیجا سکتی ہین۔ وحشی گھوڑے جو برسون نیم فاقہ کشی کے عالم مین دن بھر میلے کی گاڑی مین جتے رہتے ہین وہ بھی ان سے ہزار درجہ ترو تازہ اور جاندار ہین بعوض اس کے کہ گاڑی مین یہ مظلوم چلائے جائین اُن کو علم تشریح کے ترقی دینے کے خیال سے میوزیم مین جگہ دی جا سکتی ہے۔ ساز کے چمڑے کی خشکی روزہ دار کی زبان سے ہرگز کم نہین۔ ہر ایک اُس کا ٹکڑا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ برسون سے اُس مین تیل کا ایک قطرہ نہین پڑا۔ وہ چمڑا کہ جسکی پالش مین ایک وقت مین منہ نظر آتا تھا اوس کے گوشے کے بگڑے ہوئے چمڑے کی صورت بن گیا ہے۔ اور چاندی کے پلیٹڈ پرزون پر زنگ آلود لوہے کے پرزون کا دھوکا ہوتا ہے۔ دُمچی دُم سے نوک دُم بھاگ رہی ہے۔ باوجودیکہ اُس کی گردن بھی رسیون سے بندھی ہوئی ہے۔ حلقہ سکڑ کر اور اندر کے سن کے گودڑ سے اپنے پیٹ کو خالی کرکے اور چمڑے کی مڑ کو پھینک کر گھوڑے کے گلے کی پھانسی بنا ہوا ہے جوت کا کام باگ ڈور سے لیا گیا ہے اور باگ دو چار جگہہ رسیون سے بندھی ہوئی ہے۔ اس کے سوا سارا ساز رسیون اور چیتھڑون سے اس درجہ آراستہ ہے کہ چمڑے اور رسّی مین رنگت کی مماثلت کے سبب تمیز کرنی مشکل ہے۔ گھوڑون کی

دیوالی کے کھلونے

ایال اور بال کی آرایش فطرت کے حجام کے حوالے کی گئی ہے۔ اور اُس میں کسی کو دست اندازی کا حکم نہیں۔ دُم بڑھتی بڑھتی ستارۂ دنبالہ دار ہو گئی۔ سارا بدن اس کثرت سے بالون سے بھرا ہوا کہ گھوڑے اپنی پرپشمی سے خرس کو شرمندہ کر سکتے ہیں۔ ایال بکھرے ہوئے شیر کے جال کی طرح گردن پر منتشر پڑے ہیں۔

راقم

تہذیب افروز بیگم

نئی اُپج

سلسلہ کے لیے اخبار ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء ملاحظہ ہو۔

ردیف الباء

رہا جس کو بلبل سے وبیٹر سے مطلب
اُسے کیا سیار اور گیدڑ سے مطلب
عدو کو اُٹھا دین گے محفل سے اُس کی
نکالین گے ہم ایک تھپڑ سے مطلب
اگر چھینٹ پہناؤن سمجھے غنیمت
نہین اُس کو مشروع چوپڑ سے مطلب
دکھا کر دلِ سوختہ کا تماشا
نکالین گے شب کو اس اکڑ سے مطلب
دوشالہ میسر ہے جس کو وہ اوڑھے
یہان تو ہے جاڑون مین گودڑ سے مطلب
قناعت کی سوجھی اُنہین میرے گھر مین
نکلتا ہے روز ایک پاپڑ سے مطلب
یہان تو سگار اور سگرٹ ہین پیتے
نہ قلیان سے مطلب نہ گڑگڑ سے مطلب
رُخِ گلبدن پر جو دل سے فدا ہے
اُسے کیا خزان اور پتجھڑ سے مطلب
کسے خُم کی حاجت ہے پیری مین ساقی
نکل جائے گا ایک کلھڑ سے مطلب
پھنسے تا کہ پائے نگاہِ حسینان
یہ ہے میری آنکھون کا کیچڑ سے مطلب
غرض ہے کہ چپکے سے آؤ مرے گھر
نہین شور سے اور بلڑ سے مطلب
طلب مین نے بوسہ کیا تو وہ بولے
مجھے کیا ہے دیوانے کی بڑ سے مطلب
اُسے لا کر بیٹھیہ پہ گھر کو بھاگا
نکالا عجب مین نے کوبڑ سے مطلب
جو نازک ہے تو اسے پری ہو نہین لاغر
نکلتا ہے مکڑی کا مکڑ سے مطلب
اُٹھالین گے غیرون کی صحبت سے اُسکو
نکل جائے گا ایک دو ہتڑ سے مطلب
مرے دل کے ٹکڑے لگا نو نگون مین
تجھے کیا ہے یاقوت کی کھڑ سے مطلب
اُنہین تبض نے ہے ستایا صداقت
نکالین گے چھوٹی بڑی ہڑ سے مطلب

راقم

معیار الظرفا۔ از ٹیا برج۔

شاخدار مضمون

تتمۂ ۳ نومبر ۱۸۹۸ء

خیر۔ اور آگے چلیے۔ مسٹر لیمپری فرماتے ہین کہ مین نے ۱۸۷۵ء مین افریقہ مین نہایت عجیب و غریب مرد و عورت دیکھے۔ اِن مین ایک قوی ہیکل حبشی تھا جس کی ناک کے ہر پہلو پہ ایک سینگ نکلا ہوا تھا۔ اسی طرح میکسا کے رہنے والے ایک شخص کے تقریباً سات انچہ کا لمبا سینگ تھا جس مین کئی شاخین نکلی ہوئی تھین۔

معلوم ہوتا ہے کہ انسان میدان ترقی مین چھلانگ پھلانگ مارتا ہوا کبھی کبھی بارہ سنگھا بھی ہو جایا کرتا ہے ورنہ یہ شاخدار سینگون کا نکلنا کیسے جیہ۔ ہان صاحب یہ سب سینگ تھے اور ضرور تھے خواہ وہ سر پر رہے ہون یا ناک۔ منہ۔ پیٹ پشت۔ دُم سُم۔ پاؤن ٹنگڑی پر۔ اور پھر فی الحقیقت وہ سینگ بھی ضرور ہی کہے جائین گے۔ اس طور پر ہاتھی کے بڑے بڑے لٹھے وار دانت۔ لمبی نوکدار سونڈ۔ غالباً سینگ ہی سمجھی جائے گی۔ جو شاخ درخت کی طرح سر پر دم لٹکی رہا کرتی ہے۔ بندہ نواز ماہد ولت کی رائے مین تو سینگ دینگ کچھ بھی نہین۔ یہ کوئی جسمانی روگ۔ عارضی شاخ۔ نمایشی مَسّے مفضے۔ بتولی غدود گلٹی گومڑا غیرہ وغیرہ کے مانند بعض لوگون کے سر۔ ناک۔ ماتھے۔ پیشانی پر اُبھر آئے نکل پڑے ہونگے یار لوگون۔ دیکھنے والون نے حیرت و استعجاب مین اُس کی وضع قطع مشابہت۔ مماثلت سے سینگ نام رکھکر خود کو مطمئن کر لیا ہوگا۔ اور کیا عجب اسی سبب سے نازک اندام انگریزن نے اوسے ناقابل برداشت بار سمجھکر مدرسہ کر کٹوانے کی بہی درد سری گوارا کی ہو اور پھر اُس کی عجیب الخلقت عجوبہ ہیئت ہونے کے لحاظ سے کسی بادشاہ کی خدمت مین بھی بھیجدیا ہو۔

اب رہی یہ بات کہ کیا یہ شے یا سینگ آبائی ہوتے ہین۔ بیان ہوا ہے کہ جن

CHAMBERLAINS
COUGH REMEDY.

چیمبرلینس کف ریمیڈی
(چیمبرلینس صاحب کی کھانسی کی دوائی)
(امریکہ مین بنائی ہوئی)

ہر قسم کی کھانسی زکام۔ نزلہ بچون کی کھانسی۔ کالی کھانسی سل۔ گلے کی کھرکھراہٹ۔ اور ہر وقت کی تھوڑی تھوڑی کھانسی کو بالکل دفع کر دیتی ہے۔ امریکا مین تمام ڈاکٹر اسکا استعمال کراتے ہین۔ ایک مرتبہ اسکو آزمایئے اور صحت پایئے۔

قیمت چھوٹی بوتل ...... ایک روپیہ
بڑی بوتل ...... دو روپے

تمام انگریزی دوائی فروشس فروخت کرتے ہین

FOR SALE BY W. C. KIDD

حکیمون نے ان چیزون کے تجربے کیے ہین اونکی راے ہے کہ گو عموماً یہ بات نہ ہو لیکن بعض حالتون مین یہ سینگ آبائی ہوا کرتے ہین۔ سبت ٹھیک۔ یہ تو تسلیم این جانب بھی فرماتے ہین کہ ہان ہوتے ہین اور ضرور ہوتے ہین۔ لیکن پھر کیا۔ اور یہ سینگ ہونے کی دلیل کیونکر ایک سے زیادہ کرورون سے کم بیماریان۔ امراض۔ روگ۔ عارضے ہین جو سلامتی سے حضرت انسان مین پشت در پشت نسلاً بعد نسل اس طرح قیامت تک مسلسل اور منسلک چلے جاتے ہین جیسے گیہون سے لدی ہوئی مال گاڑیان کراچی کو۔ باپ کو آتشک نکلی۔ بیٹے کا حلق پھوٹ گیا ناک بیٹھ گئی۔ پدر بزرگوار کا خون بگڑا۔ جذام ہوا۔ صاحبزادے نیب کی ٹہنی کا مورچھل کر رہے ہین۔ دونون ہاتھ مکھیان ہنکانے مین مجبور کی بنکھی بنے ہوئے ہین۔ امان جان مسلول۔ مدقوق ہو کر دُنیا سے سدھارین۔ صاحبزادی رات دن کھانس کھانس۔ کھنکھار کھنکھار کر حضرت عزرائیل سے آنکھین لڑا رہی ہین۔ برخوردار کو نقرس۔ وجع مفاصل گٹھیا ہوا۔ بیٹے صاحب گھٹنا پھاڑے کمر پکڑے۔ کڑی کمان ہو رہے ہین۔ نوتی مدعوبا سفید داغ مین مبتلا ہوئین۔ نواسیان چتلی ناگن بنی ہوئی ہین۔ دادا جان تپ دق کے باعث بار بار چوکی پر جایا کرتے تھے۔ میان سعادت مند بیٹے پوتے گھنٹون بیت الخلا مین جلوہ افروز ہو کر دھوان دھار چرٹ اُڑایا کرتے ہین۔ اسی طرح اس شاخ نما مرض کو بھی سمجھ لیجیے۔ یہ بھی اگر باپ سے بیٹے۔ بیٹے سے پوتے۔ پوتے سے پر پوتے پرپوتیون تک ملکہ پشتہا پشت گھسیٹا ہوا چلا جاتا ہو تو اس مین تعجب ہی کا ہیکا خیر اسے بھی چھوڑیے۔ اور آگے سُنیے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ انسان کی طرح بعض ایسے جانورون کے بھی سینگ ہوتے ہین جن کے عموماً سینگ نہین ہوتے۔ چنانچہ کتّون۔ گھوڑون۔ خرگوشون یہان تک کہ ایک بلّی کے بھی سینگ ہونے کی مصدقہ نظیرین موجود ہین۔ آل رائٹ۔ کوائٹ ول۔ کتّون بلیون پر کیا منحصر۔ اجی پرندون۔ پتنگون حتے کہ حشرات الارض کے بھی سینگ ہوتے ہین۔ دیکھیے نا۔ مرغون تازون۔ بلبلون۔ چنڈولون۔ ہدہدون واقون۔ طاؤسون وغیرہ کے سرون پر یہ سینگ نہین تو اور کیا ہے جسے لوگ غلط فہمی سے کاکل۔ تاج۔ چوٹی۔ کلغی وغیرہ کہا کرتے ہین۔ اسی طرح موسم برسات مین کسی روز رات کے وقت لیمپ لیکر دم بھر کے لیے گھر کی انگنائی مین بیٹھ جائیے پھر دیکھ لیجیے کہ کیسے کیسے لمبے سینگ والے شاندار پتنگے۔ پروانے۔ حشرات۔ نمایش سینگ کے اشتیاق مین لگاتار چٹاخ پٹاخ ایک پر ایک گرتے۔ اُچھلتے کودتے دندناتے چلے آ کر آپ کے تلے اوپر۔ آگے پیچھے دائین بائین۔ گرداگرد حلقہ باندھ لیتے ہین۔ اور تاوقتیکہ آپ خاطر خواہ طور پر تحقیق۔ تجربہ۔ نظیر مصدقہ حاصل کرکے لیمپ نہ بجھا دین یا فی الفور وحشت تحقیق مین آ کر کان پھٹپھٹاتے ناک جھاڑتے۔ چندیا کھجلاتے۔ کُرتہ پھڑپھڑاتے۔ پائجامہ سڑسڑاتے کسی اندھیرے کمرے۔ کوٹھری مین نہ جا چھپین اُن سے پیچھا چھڑا لین تو شرط۔

حضرت یہ سب تو ہوا اور ایسا ہوا کہ تو نے کہا اور مین نے مانا۔ لیکن تعجب اور سخت تعجب تو یہ کہ کمبخت گدھے کے سر سے سینگ بدستور اُڑنچھو کے اُڑنچھو ہی رہے۔ کسی نے بھی نہ بتایا کہ گدھون کے بھی سینگ ہوتے ہین یا دُنیا جہان مین کہین کسی گدھے کے سر پر بھی سینگ مشاہدہ فرمائے گئے۔ معلوم نہین کسی صاحب نے گدہا سمجھکر ان مسکین۔ غریب چوپایون پر نظر تحقیق معطوف ہی نہین فرمائی یا فی الواقع بیوقوف گدہے بذات خود یہ شان سرداری نہ حاصل کر سکے کچھ ہی ہو۔ اینجانب تو یہ ضرور ہی فرمائین گے کہ واہ رے ہندوستان۔ تیرا کیا کہنا۔ شاباش۔ ذرا ادہر تو آ۔ ہم تیری پیٹھ ٹھونک دین۔ زمانہ میدان حیوانیت بیابان وحشت مین لاکھ بکر کود۔ دھما چوکڑی مچائے مگر کیا مجال کہ تیری ضرب المثل مین سر مُو فرق تو آ جائے۔ ذرا جنبش تو ہو جائے۔ واہ وا اور پھر واہی واہ۔ لیکن حضرت سُنیے۔ در اصل یہ تو کوئی انصاف کی بات نہین کہ نیچر کی اس غیر معمولی اور اشد ضروری خوانچہ اُلوالعزمی۔ خوان فیاضی سے کتے بلیان تک حصہ پا کر سربلندی حاصل کرین اور بیچارے گدہے کشت حماریت صحرائے خریت مین حدھر جی مین آئے۔ سینگ سمائے مُنہ لٹکائے۔ گردن جُھکائے۔ صرف

ممیرے کا سرمہ

مصدقۂ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچوں سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرونی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ مع خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار ستیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت مفید ہے اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں ان لوگوں کو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے مشورہ دیتا ہوں کہ استعمال کریں اسکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ پوچھو آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند تولہ طلب کرکے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے

براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدیں۔ راقم۔ ڈاکٹر شیودت رام ویدیہ انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ ممیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے۔ میں نے آجتک آنکھوں کی بیماریوں کیلیے ایسی مفید دوائی کبھی نہیں دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھیں بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہیں صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ میں موجود تھی۔ پردہ کا رنگ اور آئرس کوٹ میں سخت نقصان تہا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائیں۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھوں میں زخم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تہی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے میں آپکا سرمہ شل پوٹیہ کو نین بذریعہ ڈاک آئی نہ بات [illegible]

ہر گاؤں کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعائے خیر سے یاد کرے بلا وہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ۔ وی۔ پی پوسٹ بھیجدیں۔ راقم۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے بنائے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا۔ صد درجہ کا فائدہ ہوا اور صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ راقم۔ مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں بابت ۵۰۰۰ کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

الہ آباد کا محکمہ قضا

(رخشی تجھے بجبت چہ راست)

ہائی کورٹ دار القضا میں ہر ماہ حال کا عجب قضیہ نامرضیہ پیش ہوا - یا تو آپ اوروں کی قضا سے چکایا کرتے تھے یا آج خود آپ سے باضابطہ ہونے پہ جھگڑا اوٹھ کھڑا ہوا - ایک اجمالی اپیل میں جو قائم مقام قاضی القضات اور قاضی نہرجی کے اجلاس پر پیش تھا پنڈت موتی لال نہرو نے اعتراض جڑ دیا کہ ہائی کورٹ ہی باضابطہ نہیں کیا معنے کہ اکٹ دار القضا معدہ ۱۸۶۱ء کے ضمن ۲ دفعہ ۳۴ و ۵ ۳ وکٹوریا کی روسے یہ محکمہ باضابطہ نہیں کہا جا سکتا عدالت مذکور اور معترض میں بڑی حجت رہی - خوب خوب بال کی کھال اور کہال کے بال نکالے گئے - اور بات دوسری تاریخ پر اوٹھا رہی چلتی گاڑی میں روڑا آتو بہت کچھ اٹکتا مگر مسٹر سی سی طولین کے فوراً جج ہو جانے سے دوسرے دن پنڈت جی نے سوچ بچار کے اعتراض اوٹھا لیا اور کام میں نکلا -

بھئی واہ - حجت بھی عجب چیز ہے اسی کی بدولت آج کل انصاف فروشی کے کاربار میں بڑی چہل پہل مچی ہوئی ہے اگر ہمارے وکلا اور بیرسٹر آج اس لطیف چیز کو کام میں نہ لائیں تو انصاف کی دوکانوں پر سہرگز رونق نہ ہو - اور اس قدر گا ہک بھی نہ جمع ہوں -

شکریہ مسٹر منلی بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال

(عرضداشت)

بحضرت سلیمان زمان دانیال دوران سر جان وڈبرن بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ - دُم اوٹھا کھیسین نکالکر نہایت ادب سے دونون ہاتھوں سے آداب عرض ہے -

اگرچہ ہمارے ایک نوعمر نے ملک افریقہ مین رہکر ہماری زبان کے قواعد ایسے مدون کر لیے ہین کہ ہمارا مافی الضمیر حضرت انسان بخوبی جان سکتے ہین - مگر یہ بھی شومی بخت ہے کہ اب تک حضور یا حضور کے سکرٹری ہماری زبان سے ناواقف ہین لہذا ہم اسی زبان مین عرض معروض کرنے کی جرات کرتے ہین تاکہ جوش مسرت ہمارا آپ پر بخوبی حالی ہو جاسے -

واضح راسے عالی ہو کہ پورے سکے بعض لوگون نے ہمارے پورے قلع قمع کرنے کا سامان کیا تھا اور یہ اندیشہ ہو چلا تھا کہ اگر یون ہی استیصال کا لگا لگا تو اجودھیا متھرا - آگرہ عیش باغ وغیرہ سب مقامات ہمارے قدوم میمنت لزوم سے خالی ہو جاینگے مگر خدا آپ کو ترقی روحی وجسمانی عطا فرماسے آپ نے ہماری پوری قدردانی کی اور ہماری جان بچالی -

اگر ہمارے لہو کے پیاسے ایک الٹرہ بھی تحقیقات حکیمانہ واقوال مورخانہ وروایات مذہبی کو نظر انصاف سے دیکھتے تو انکو معلوم ہو جاتا کہ ہم کیا ہین اور ہمارے نہ ہونے سے کیا کیا خرابیان ہونگی -

اول تو خیال کرنے کی بات ہے کہ حضرت انسان جو آج اس نا خلفی پر تلے ہین وہ آخر ہین کون - جہال اہل سلمان سمجھتے ہین ہم حضرت موسی کی امت تھے - پلنگ پر نماز پڑہی اس سے مسخ ہو گئے - رہے یورپ کے پڑھے لکھے اون کا تو قول ہے انسان ہمین سے پیدا ہے - رامائن مین دیکھیے ہنومان اور سگریو نے راجہ رام چندر کا کیسا ساتھ دیا ہے - اور اس سب پر خاک ڈالیے اور

آدمی را بچشم حال نگر

پر نظر کیجیے تو بھی قلندرون - مداریون سرکس والون کو دیکھیے کیسے ہم انکے کام آتے ہین یہ ہماری ہی جوتیون کے صدقے مین پیٹ پاتے

مین - بابا لوگ اینڈ اسنگار دربی لموری
کے تماشے دیکھ کر کس قدر محظوظ ہوتے
ہین- اور تماو... ری نقلی صورت بیٹے
... کے ... پیچھے کس قدر رکھتے ہین
بہر کیف ہم ہین انسان ہین رو رشتہ
قرابت - واسطہ ہے کہ باوجود وفاداری
کے کتے کو بھی نصیب نہین - پھر ایسے عزیزون
کو تیغ کرنا کون سی عقل کی بات ہے
گر حضرت انسان پر اور کسی پیدا ہوا ہے
ہابیل قابیل کا قصہ مذہبی کتابون مین-
... ان ... کی دغابازی ضرب المثل
ہے ... اس ... اس نے اپنے ان
... یون پر ہاتھ صاف کرنا چاہا تھا - مگر
آپ نے ہم لوگون کے ساتھ ہمدردی
اور ... پروری کی ہے - خدا آپ کو ...
... صاحب اور بچون کے ترقی کے بلند ترین
درجے ... دکھائے اور کبھی ... کام ... ہو-
غرضکہ ... ان ہنومان - بوزنہ میمون
اور مسٹر منکی - بھون ... اور ... اینڈ ... ٹانگ

ایمان کی نہ پوچھو ایمان ہی تو لیا ہے

(پہلا دور)

ارمیان لو بھئی - ہم تمہارے من بھر
غلے کے قرضدار ہین یہ اپنا غلہ لو-
آپ کو دھوکا ہوا - مین نے آپ کو
کبھی غلہ نہین دیا - صورت آشنا بھی نہین
اور بھئی میرے پاس غلہ آیا کہان سے-
جب سے آنکھ کھولی یہی ادھر ادھر سے
لکڑیان توڑ لایا شام کو بیٹ بھر کھانے
کو مل گیا-
جی نہین - آپ کو نہین معلوم-
مین آپ کا قرضدار ہون-
واہ یہ اچھا قرضہ جو مجھکو نہین معلوم-
آپ ہی کا نام ہرتیل ہے نا!
ہان نام تو ہرتیل ہے -
آپ کے باپ کا نام چھوڑا اور اُن کے
باپ کا نام اقنوح تھا-
جی ہان تھا تو-
بس اقنوح اور میرے دادا سے
ملاقات تھی - ایک گانون مین رہتے تھے-
تمہارے دادا کی کھیتی مین ایک سال
بہت غلہ ہوا اور ہمارے ہان اُس سال
کچھ نہین ہوا - اُس وقت اُنہون نے
من بھر غلہ قرض دیا تھا - اس کے بعد ہم
لوگ ایسے تباہ اور فلاکت زدہ ہوئے کہ
ایک ملک کو نکل گئے - مگر جب دادا مرنے
لگے تو اُنہون نے ہمارے والد کو وصیت
کی کہ جب تمکو خدا دے اقنوح کے
بیٹے کو قرضہ ادا کرنا - مگر عمر بھر اون کو
اتنی استطاعت نہ ہوئی - جب وہ مرنے
لگے تو اُنہون نے مجھے وصیت کی پھر
ہان غلہ خدا نے دیا - مین دور دور تم کو
تلاش کرتا رہا - آج بڑی وقت سے اس
ملک مین تم مجھکو ملے - چلو اپنا غلہ لے آؤ-

(دوسرا دور)

لو بھئی یہ ہزار روپیہ کوئی بیس پچیس
برس ہوئے ہمنے تم سے لیا تھا - اب خدا
نے ہمکو دیا - حاضر ہے-
بھئی مین تمسے کوئی تقاضا کرتا ہون
انسان سب بھائی بھائی ہین - جب ہمکو
ضرورت ہوگی تم مدد کر دینا - ابھی تو تمہاری
دعا سے مجھے کوئی ضرورت نہین-
ہان یہ تو تمہاری مہربانی ہے مین
بھی ایسا ہی سمجھتا ہون مگر قرضہ ادا ہی
ہو جانا اچھا ہے - تم کو ضرورت نہ سہی مجھپر
تو بار ہے - مین نے اسی واسطے بیس برس
تک ایک وقت کھانا کھا کر اس قدر بچایا ہے
اگر تم لیلوگے تو میری محنت سوارت ہوگی-
اچھا جو تمہاری یہی خوشی ہے تو خیر کیا مضائقہ-

(تیسرا دور)

بھئی ہم کو آج کل ضرورت ہے وہ
پانچ سو روپیہ جو کوئی دس برس ہوئے دیا
تھا - اگر دیدیجیے تو مہربانی ہوتی-
ہان بھئی تمہارا پانچ سو روپیہ
میرے ذمے فرض ہے مگر کیا کہون ابھی مین
نہین دے سکتا - مکان ذری چھوٹا ہے
ہوا دار کم ہے - اسکو بنوالون تو ادا کرونگا
مگر بھائی مجھے آج کل بڑی ضرورت
تھی - جوان لڑکی گھر مین بیٹھی ہے اور
والون کا تقاضا ہے - اگر دیدیجیے تو اس فرض
سے سبکدوش ہو جاتا-
ابھی تو کیا کوئی مرا جاتا ہے - کیا
دینگے نہین - مگر جب ہوگا تب ہی تو دینگے
آپ عجیب آدمی ہین - آپکو اعتبار نہین آتا

(چوتھا دور)

کیا مین ہمکو سو روپیہ کی ضرورت ہے
اگر تمہارے پاس ہون تو بھائی ہم کو دیدو
مہینہ بھر مین ادا کر دینگے-
بہت اچھا - آپ کیون اس قدر
متردد ہین سو کیا مال ہین ہزار بھی اس وقت
حاضر ہین - روپیہ پیسہ آخر ہے کس دن کے
واسطے - بسم اللہ کیجیے - صرف ایک کاغذ
پر لکھ دیجیے جتنے دن مین ادا کرنا ہو-
اور ہان دستخط کر دیجیے - اور دو آدمیون
کی گواہیان کرا دیجیے-
بہت بہتر
(بعد میعاد)
حضرت آج مہینہ ختم ہوگیا - روپیہ
دیجیے گا-
جی ہان - مگر جن گواہون کے سامنے
لیا ہے اُن کو تو آپ لائے نہین روپیہ نہین
مل سکتا-
(گواہ آئے - ایک ایک گنا گیا - تب دیا
گیا - اور اوسی کاغذ پر لکھوا لیا گیا سب روپیہ

تعلیم ہندستان

اجی مجھ جیسے کیسی کام کی باتین سکھاتی ہون

گواہوں کے سامنے وصول پایا کچھ باقی نہیں رہا۔)

(پانچواں دور)

ہم کو روپیہ کی حاجت ہے۔ کوئی پچاس روپیہ قرض دیجیے۔

ارے بھائی کہاں روپیہ۔ لوگ سمجھتے ہیں مجھ کم بخت کے پاس بہت روپیہ ہے۔ خدا آگاہ ہے مجھے خود ضرورت ہے۔ دیکھوں دو ایک سے کہوں شاید فکر ہو جائے۔

بھلا اگر پچاس نہ ہوں کچھ کم ہوں تو کام نکل جائے گا۔

کام تو پچاس ہی کا ہے۔ باقی خیر جو آپ سے ہو سکے اور کسی سے معاملہ نہیں اب اسوقت کس سے کہوں۔

میرے پاس تو ہے نہیں۔ جا کر فکر کرتا ہوں مگر وہ یوں کیوں دیں گے منافع بھی مانگیں گے۔

اچھا دو آنہ روپیہ سود سہی۔

اور یہی ہمارا حق السعی۔ ضرور۔

اچھا آپ کو بھی سہی۔

(دستاویز لکھائی گئی۔ علاوہ گواہوں کے حاکم نے بھی گواہی کی اور وعدہ لکھا گیا۔ مع سود۔ اور اگر نہ ادا ہو تو سب مال اسباب۔ جائداد بکوا لیں۔ بلکہ قید کرا لیں)۔

اجی حضرت۔ میعاد ختم ہو گئی کئی برس ہو گئے۔

کیا بکتے ہو۔ کیسا روپیہ؟

اے میاں وہی دستاویز رجسٹری شدہ کا۔

تو دینگے جب ہوگا۔

کب دو گے۔ وعدہ تو پورا ہو گیا نالش ہو جائے گی۔

جاؤ نہیں دیتے۔ اب تم نالش ہی کر کے لینا۔ اور غصہ دلاؤ نہیں دیتے

نالش ہو گئی۔ دعوے ہو گیا۔ دستاویز رجسٹری شدہ گواہ بھی موجود۔

جواب دعوے گزرا

مدعی علیہ نے ایک حبہ نہیں پایا محض فریب دیکر دستاویز لکھائی۔ کہا تھا چلکر روپیہ دیں گے۔ پھر نہیں دیا۔ علاوہ اس کے مدعی کو اتنی مقدرت نہیں کہ اس طرح دین لین کر سکے۔ اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ تمادی ایام عارض ہے

فیصلہ

مدعی علیہ بحلف مظہر ہے کہ اوسنے روپیہ نہیں پایا۔ اور نہ رجسٹرار نے لکھا کہ ہمارے سامنے روپیہ دیا۔ گواہ غیر معتبر ہیں۔ اور واقعی مدعی کی ظاہری حیثیت نہیں کہ روپیہ دے سکے اگرچہ وہ کہتا ہے خشک سالی میں تباہ ہو گیا۔ مگر عدالت کے نزدیک وہ دشتینی مفلس ہے اور اگر یہ سب صحیح مان بھی لیا جائے۔ تو تمادی ایام عارض ہے یہ قانونی عذر ہے لہذا دعوے مع خرچہ ڈسمس۔ خرچہ مدعی علیہ ذمہ مدعی۔

راقم

جیتا جاگتا اونگتا گر گرا

ترقی نسواں

معلم نسواں عورتوں کے واسطے گوشۂ محل حیدرآباد دکن سے نکلتا ہے دکنی زبان میں گوشہ بمعنی پردہ مستعمل ہے معلوم نہیں مستورات سے یہ ہمدردی مقام کی تاثیر سے ہے یا خلقی تقاضہ ہے۔ یا الرجال قوامون علی النساء نص قرانی کو الٹ کر النساء قوامون علی الرجال کر دکھانا منظور ہے۔ ہمارے نزدیک اگر مولوی محب حسین صاحب (اس رسالے کے بانی مبانی) بجائے اس جھنجھٹ کے ایسی کوئی ترکیب نکالیں کہ بجائے عورتوں کے مردوں کے پیٹ سے بچے نکلا کریں۔ تو سب مشکلیں آسان ہو جائیں۔ قانون قدرت میں بھی نر مادہ کا جھگڑا نہ رہے۔ مذہب سے بھی شرک کی جڑ اکھڑ جائے۔ عالم ذاتی و صفاتی میں ہر جگہہ وحدت الوجود ہی جلوہ دکھائے کاش مولوی صاحب اوس وقت بالفعل موجود نہ ہوئے جب حضرت آدم نے رفیق کی فرمائش کی تھی۔ ورنہ دادا جان مرحوم بہت سی زحمتوں سے امین رہتے۔ خیر اب تشنیکہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد۔

کوئی دیکھے لالے گلالے کے پھول

ہم اپنے کسوجی کی جڑ دیکھتے ہیں

بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ تخئیل کی کمہ دستی سپکاری کے جوش نامیہ سے سرزمین شعر پر گدستے یوں چکیا کے اگیں اور صرف رنگین خوشبودار ہی پہل چن لیے جائیں۔ باقی برگ وریخ

داغ

افسوس یہ پیچے جائینگے ای ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کہائی نہین جاتی

ماننڈ دیر پنچ - اودھ پنچ مطبوعہ ۱۳- اکتوبر ۱۸۹۸ء نمبر ۴۱- صفحہ ۶ مین ایک صاحب (مستفسر) نے شعر مندرجہ عنوان کے متعلق چند باتین دریافت کی ہین - لہذا مین ممدوح الصدر کی خاطر سے خامہ فرسائی کرتا ہون - جہان تک میرے امکان مین ہے اچھی طرح سمجھانے کی کوشش کرونگا اگر اسپر حضرت مستفسر نہ سمجھین تو میری قسمت مگر کامل تشفی ہونے کی غرض سے شعر کے سننے مجھکو جا بجا بیان کرنے پڑینگے جسکو حضرت مستفسر ایک فضول امر بتاتے ہین لیکن مین اسکو نہایت ضروری سمجھتا ہون - آپ یہ تو غور فرمائین کہ جب تک شعر کا مطلب صراحت کے ساتھ نہ بیان کیا جائے گا رفع شبہہ کیونکر ممکن ہے -

مہربانی فرماکر اس تحریر کو اودھ پنچ کے کسی گوشے مین جگہ دیجیے -

استفسار - مصرع دوم شعر مندرجہ عنوان کا کیا ضرب المثل ہے یا کلیہ حضرت داغ - اگر شق اول ہے تو محتاج ثبوت ہے - اگر شق دوم ہے تو غلط ہے کیونکہ ہیرے کی کنی ہلاکت کی غرض سے کہائی جاتی ہے اور اس صورت مین ظاہر ہے کہ کوئی شخص دہوکے سے اوس کو نہین کہا سکتا ہمیشہ جانکر کہاتا ہے - ہان ہیرے کے سفوف کا کسی اور چیز کے دہوکے مین کہا لینا ممکن ہے - مگر سفوف ہوجانے کی حالت مین ہیرا کوئی ہلاک اثر پیدا نہین کرتا -

جواب - مصرع دوم نہ ضرب المثل ہے نہ کلیہ - بلکہ روزمرہ کی بول چال ہے اور لوگون کا مقولہ - عام قول کے واسطے ضرب المثل یا کلیہ کا ہونا کوئی لازمی امر نہین ہے - اگر یہ مصرع کلیہ ہوتا تو اسکی تردید محال ہوتی مگر ہم سیکڑون جگہ اسکی تردید موجود پاتے ہین (جیسا کہ حضرت مستفسر نے خود ہی فرمایا ہے) ہیرے کی کنی بے شبہہ جانکر ہی کہائی جاتی ہے - مگر اس سے مصرع زیر بحث کی تردید کسی طرح نہین ہوسکتی - کیا یہ فقرہ نہین بولا جاتا کہ "جیتی جان بوجہکر تو جان نہین بچاتی" پہر جو لوگ خودکشی کرتے ہین کیا وہ اس قول کو عملاً باطل نہین کردیتے - اس امر کو سب کو حتماً اقرار ہوگا کہ فقرہ خط کشیدہ عموماً بولا جاتا ہے - لہذا ہم حضرت مستفسر ہی سے دریافت کرتے ہین کہ آیا وہ ضرب المثل ہے یا کلیہ - اگر شق اول ہے تو ثبوت چاہیئے اگر شق دوم ہے (یعنے کلیہ) تو بالکل غلط ہے اس لیے کہ ہزارون آدمی خودکشیان کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ خودکشی جانکر ہی کی جاتی ہے لہذا حضرت مستفسر کے ہی اعتراض کے موافق یہ فقرہ بالکل غلط ہوا جاتا ہے اور اس لیے آج سے اُس کا استعمال ترک کرنا چاہیے - یا فقرہ خط کشیدہ غلط ہے - یا خودکشیون کا ہونا - ان دونون مین بقول حضرت مستفسر ایک صحیح ہے اور دوسرا غلط حالانکہ ہرگز ایسا نہین ہے اور دونون صحیح ہین - اس لیے نتیجہ یہ نکلا کہ اس قسم کے اقوال نہ داخل کلیہ ہین اور نہ ضرب المثل اور نہ یہی سمجھ لینا درست ہے کہ اس قسم کے اقوال کے خلاف ایک آدھ مثال لاکر اُس کی تردید ممکن ہے - دُنیا مین جان کی حفاظت بھی کی جاتی ہے اور دیدہ و دانستہ جان دی بھی جاتی ہے - جب یہ دونون باتین موجود ہین تو پھر مصرع دوم کو واقع کیونکر کلیہ سمجھ سکتے تھے - نہ وہ ضرب المثل ہے اسلیے کہ ضرب المثل بھی ایک قسم کا کلیہ ہے - اس مصرع مین حضرت مستفسر نے ہیرے کی کنی کو اُس کے اعلےٰ معنون مین یعنی ریزہ سنگ الماس سمجھا ہے جب ہی یہ شبہہ پیدا ہوا - یہان ان معنون سے ہرگز کوئی واسطہ نہین

(اگرچہ ظاہر میں آنسو اور ہیرے کی کنی کی مثال کی وجہ سے ضرور تعلق ہے مگر وہ مثالیہ تعلق ایسا نہیں ہے کہ جس کا معنون میں خیال کیا جاے) اس مقام پر ہیرے کی کنی کو بے خیال سنگریزہ الماس ایک ایسی چیز سمجھ لینا چاہیے جس کے استعمال سے جان ضایع ہو جاتی ہے شاعر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایسی کوئی چیز نہین کہاتا جس سے جان جانے کا اندیشہ ہو۔ اگرچہ یہ کوئی کلیہ نہین ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھہ چکے ہین مگر یہ شبہ زیادہ تر یہی ہوتا ہے کہ جان بہت عزیز سمجھی جاتی ہے جو بمنزلہ کلیہ کے ہے۔ کیا اب بہی حضرت مستفسر کی تشفی نہین ہوئی

اعتراض۔ کئی آنسو اور ایک ہیرے کی کنی درست نہین۔

جواب۔ کنی بظاہر یہان واحد مگر معناً جمع ہے یعنے واحد نے معناً فائدہ جمع دیا ہے۔ اور اس لیے دونون مصرعون مین مطابقت ہوگئی "آدمی اشرف المخلوقات ہے" کیا ایک ہی - آدمی اشرف المخلوق ہے۔ یہان لفظ واحد نے معناً فائدہ جمع دیا ہے۔ یا "اوروں کو اپنی پڑی تہی مجھے اپنی پڑی تہی" یہان بھی واحد نے فائدہ جمع دیا ہے۔ اس شعر مین اگر آنسو کی وحدت اور کنی کی جمع کا استعمال کیا جاتا تو دونون حد درجہ خلاف محاورہ ہوتے۔ دراصل فصاحت کے لحاظ سے یہ دونون لفظ اسی طرح بولے جاتے ہین۔ کنی کی جمع بہی بعض موقع پر آسکتی ہے۔ مگر جب کہانا اُس کے ساتہہ آتا ہے تو یہ لفظ واحد ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ حسب منشاے معترض یہ شعر یون ہوتا ؎

آنسو نہ پیا جائیگا الخ + ہیرے کی کنی الخ +

(تطابق وحدت) یا یون ہوتا ؎

آنسو نہ پیئے جائنگے الخ + ہیرے کی کنیان الخ۔

(تطابق جمع۔ اگرچہ مصرع دوم ناموزون ہے) حاشا ہم نے یہ زبان ولندیزی آجتک نہین سُنی۔

اعتراض۔ مصرع اول مین آنسو پینا ہے اور دوسرے مین کنی کہانا۔ اور کہانے اور پینے مین جو فرق ہے ظاہر ہے۔

جواب۔ حسن ظاہری تو اس شعر مین یہ ہے کہ صنعت تقابل موجود ہے "پینا" جب آنسو کے ساتہہ آئے گا اُس کے معنے ضبط اشک کے ہونگے یہی معنی یہان بہی ہین۔ "پینا" کے اصلی معنون سے یہان مطلق کوئی غرض نہین۔ جب "پینا" یعنے ضبط آیا ہے تو پہر "کہانا" کے ساتہہ اوسکے لانے مین کیا قباحت ہے حضرت مستفسر کا شُبہہ اُس وقت درست ہوتا کہ جب یہ لفظ اپنے اصلی معنون مین باندہا جاتا۔

مطلب یہ ہے کہ آنسوؤن کا پینا یعنے ضبط کرنا تکلیف قابلیت کے لحاظ سے ہیرے کی کنی کہانے کے برابر ہے اب مین بلا تصنع دست بستہ حضرت مستفسر سے دریافت کرتا ہون کہ حضرت کیا کوئی طالب علم ہین یا مولوی یا فلسفی۔ اور حضرت کو مذاق شاعری کہان تک ہے۔ اور دولت خانہ کس شہر مین ہے تعصب کا ذکر نہین۔ اگر فی الواقع تسکین ہوگئی ہو تو بذریعہ اودھ پنچ اوس کی اطلاع دینی چاہیے۔ کہ مجکو بہی اُسکا حال معلوم ہو جاے۔

راقم

ل۔ ص۔ ازش۔ ا۔

ٹیڑھی کھیر

ایک بیچارے بابو صاحب بنارس سے تازہ کرامت کی خبر لکہہ کر آئینہ فروش شہر کو رلا رہے ہین۔ آپ نے دیکھا ایک سوامی جی آگ پر چہل قدمی فرماتے ہین آپ نے خود بہی تکلیف فرمائی۔ ذاتی تجربہ بہی کر لیا۔ اور یہ سارا حال پائونیر مین چہپوا دیا آپ جانیے آج کل تو اسے باطن کے شعبدون کی فصل تو رہی نہین۔ جس قدر تخلیق انسان کے زمانے سے بعد ہوتا جاتا ہے اوسی قدر یہ قوت بہی گہٹتی جاتی ہے۔ علاوہ اس کے مصداق "نقد را بہ نسیہ گذاشتن کار خردمندان نیست" نیوٹن کے فلسفے کے صدقے مین مادے پر انسان ایسا ریجہا ہوا ہے جیسا نر مادہ پر۔ اوس کو ان وہمی خیالی معاملات مابعد الطبیعات کے مسائل پر غور اور توجہ کرنے کی مہلت ہی کم ملتی ہے بہلا اس زمانے مین ٹکو ہنسنے کے سوا اور کیا حاصل تہا۔ لوگون نے ہزارون شبہے شروع کر دیے۔ اور کہنا شروع کر دیا۔ کہ سوامی جی نے محض ڈہکوسلا سا کیا ہو۔ ایک مسلمان بہائی نے اپنا تجربہ بہی بیان کر دیا کہ اسی طرح میرے سامنے بہی ایک شاہ صاحب نے آگ کی لاگ دکہائی تہی۔ سوامی جی صرف چلے تہے اور شاہ صاحب نے تو سر پر بہی آگ ڈلوائی تہی۔ گویا پورے دم پخت ہونے کے سامان تہے مگر انگارے گل گل تہے اور شاہ صاحب کے پاؤن سخت اس سے صدمہ نہ پہونچا۔ سر پر ایک ٹوپی تہی وہ فائر پروف تہی۔ انہون نے بہی اور لوگون کو تجربہ کرنے کی اجازت دی تہی مگر جب مین نے تجربہ کرنا چاہا تو میرے پاؤن جلنے لگے۔

کریٹ میں امن

ہان صاحب ہان۔ جو آج کل ایسی
عقلمندی کرے وہ اسی لائق ہے۔ اگر کسی
مین ایسی طاقت ہے تو ہمکو کیا۔
ہان اگر کوئی کوٹ پتلون ٹوپی ایسی
بناتے کہ آگ سے آدمی نہ جلتا اور پھر اسکو
پیٹنٹ کراکے ملبوسون مین بیچتے تو البتہ بنی نوع
انسان پر احسان ہوتا۔ جب ہم اتنا نہین
جانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہین
کہ علم باطن ہے کیا۔ تو ہمکو ان تماشون کے
دکھانے سے حاصل۔ ہم سمجھ ہی کیا سکتے
ہین۔ دہریت۔ [illegible] ی۔ شک تو ہمارے
دماغ مین جاگزین ہے اگر ہم اس کی قدر نہ
کرین بلکہ اسکو فریبی اور شعبدہ بازی سمجھین
تو ہمارا ماننے کی بات نہین۔ اندھے سے
کہا کھیر کھاؤگے۔ اُس نے پوچھا کیسی ہوتی
ہے۔ کہا سفید۔ سفید کیا۔ سفید جیسے بگلے
کا پر۔ بگلا کیا۔ بگلا وہ جس کی لمبی گردن
اور بڑی سی چونچ ہوتی ہے۔ کہنی تک
ہاتھ اونچا کرکے بتایا۔ اندھے نے ٹٹول کر
دیکھا۔ بہت گھبرایا کہنے لگا بھائی یہ ٹیڑھی کھیر
ہے۔ میری حلق سے نہ اُترے گی۔

کانگریس کی بہار رزولیوشنون کی ٹنگا

جس طرح لکھنؤ مین میوہ فروش
"جاڑے کی بہار مونگ پھلی کی ٹنگا۔"
کی صدا گلی گلی لگاتے پھرتے ہین اوسی
طرح آج کل پبلک جلسون کے منادی
رزولیوشنون کی ہانک پکار مچائے
ہوئے ہین۔ جاڑون کی فصل بھی والله
ہندوستان مین عجب فصل ہوتی ہے
سرمائی لحاف۔ رزائی۔ حلوا مغزی۔ باجرے
کی ٹکیون۔ یاقوتی۔ معاجین۔ کنکوے
بازی۔ کبوتربازی۔ گھوڑدوڑ۔ دریائی جانورون
کا شکار وغیرہ تو مشاغل مدت سے تھے
مگر اوس پر بیس بارہ سال سے کانگریسون
کانفرنسون کا خبط بھی ہندوستان کے سر
سوار ہوا ہے۔ اور ہر دسمبر کا قرب ہوا اُدھر
انہون نے ریچھ خلا کی طرح شکم ملک مین
گڑگڑاہٹ شروع کردی معلوم ہوتا ہے
ہر متنفس نے گویا اس کا کوہ آتش فشان
نوش جان کرگیا ہے۔ بقول شخصے ڈھیلا
اوٹھاؤ تو کانگریس ہی پر ہاتھ پڑتا ہے
کوئی صاحب ملک کی آزادی اور دیگر
حقوق کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہین
کوئی تعلیم کے واسطے سر سے زمین دے
ڈالتے ہین۔ گرمی بھائی اپنے ڈھائی
چاول جدا پکا رہے ہین۔ ہمارے مشفق
مہمان کایستھون نے بھی کانفرنس کی
روشن باقی پیش کردی۔ غرضکہ جس گروہ
کو دیکھیے اپنی اپنی ڈفلی سینکا سانک
اپنا اپنا راگ گاتا چاہتا ہے۔ اور چونکہ
ان کانگریسون۔ کانفرنسون مین رزولیوشنون
کی حاجت رہا کرتی ہے اور بعض لوگون
کو اس چیز کے تیار کرنے مین دقت
پڑا کرتی ہے۔ لہذا ما بدولت یعنی اپنی جناب

یعنے راقم الحروف نے ایک کارخانہ رزولیوشن
سازی کا کھولا ہے۔ جس جلسے کو ضرورت
ہو اطلاع دے۔ بمعاوضہ معقول ہر طرح کا
رزولیوشن ایک سطری دو سطری سے
لیکر دس بیس پچاس صفحے تک کا بذریعہ
ویلیو روانہ ہوسکتا ہے۔ اول تو ہزارہا
رزولیوشن بنے بنائے ہر وقت موجود رہتے
ہین۔ اگر خاص فرمائش کسی طرح کی ہوگی
تو اطلاع پانے کے پانچ سکنڈ بعد اچھا
خاصا۔ ڈھلا ڈھلایا رزولیوشن روانہ
ہوسکتا ہے۔ بطور نمونہ چند رزولیوشن
بلا قیمت درج ذیل ہین۔ مشتے نمونہ از
خروارے دانہ از انبار تصور فرمائے جائین
ورنہ اصل مین تو دماغ کے گدام مین منون
انبار لگے ہوئے ہین۔

(۱) ابر۔ باد۔ برق۔ سردی گرمی
دُمدار ستارون۔ شہاب ثاقب۔ زلزلہ
اور اسی طرح کے نوادرات روزگار کی
کارروائی۔ کمی بیشی۔ طلوع غروب۔ حدوث
کا کوئی قاعدہ مرتب نہین۔ پس ایک
نقل اس رزولیوشن کی معہ عرضداشت
بحضور جلالت العلی یعنے لارڈ فرسٹ کاز
کسی آنے جانے والے کے ہاتھ روانہ
ہو اور اگر ممکن ہو تو ایک پورا ڈپوٹیشن
معرفت مسٹر بلیک روانہ کردیا جائے
مصارف زاد و راہ یعنے تجہیز تکفین کانگرس
کی جانب سے روانہ ہونگے اور قیام
کے واسطے ممبران ڈپوٹیشن کو اپنا اپنا
نامہ اعمال پیش کرکے منتظر رہنا ہوگا ۔۔۔

(۲) چونکہ پلیگ یعنے طاعون
یعنے حضرت نے حسب عادت صفائی کا
کام بخوش اسلوبی ادا کیا لہذا اوس کا
شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

(۳) بعض اوقات مفلسون کو دولت
نالائقون کو لیاقت۔ بیوقوفون کو عقل نہ میسر ہونے کی

وجہ سے سوسائٹی مین طرح طرح کی خرابیان پیدا ہوتی ہین۔ لہذا معدلت پسند یادرِ نیچر سے سفارش کی جاتی کہ یہ وہ ایک کمیٹی مین طریما ایکسٹے مین خدا کا قہر ”انصاف“ سے بعید ہے۔ اپنی لطف بخشی سے کچہ میول قائم کیجیے اور اوس کی پابندی لازم کیجیے کیونکہ ہم سوشلزم کو اب بجہنے لگے ہین۔ ہمارے ساتہ الگیا برتاؤ چاہیے جو موجب اطمینان و شکر گزاری ہو۔

(۴) جاڑون مین سردی بہت ستاتی ہے۔ غربا ٹہٹکر اٹہرن ہو جاتے ہین۔ لہذا سرما کی اس کارروائی سے ناراضی ظاہر کی جاتی ہے۔

(۵) گرمیون مین آفتاب کی تپش حد اعتدال سے متجاوز ہو جاتی ہو لہذا ایک ملامت کا ووٹ اوسکے واسطے ضرور پاس کرنا مناسب ہے۔

(۶) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ مادر زاد اندہون۔ بہرون۔ گونگون کا علاج کرکے بینا، شنوا اور گویا بنانا چاہیے اور کبہی بہت نہ ہارنی چاہیے کہ ہم ان

لوگون کی حالت سنوارنے سے معذور ہین

انتباہ۔ زیادہ روپیہ پیسے اندی چندے کی بابت کوئی رزولیوشن سرے سے نہین ڈہالا گیا ہے۔ کیونکہ ملک مین اس کا چلن چلتا معلوم نہین ہوتا۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ اس قسم کی تجویزون سے حاضرین کا دماغ پریشان ہوگا اور دو ایک ایسی تجویزون کے بعد جلسہ شکست ہو جائیگا خصوصا وہ جلسے جن مین مسلمان شریک ہون۔ کیا وجہ کہ اول تو یہ لوگ خدا کے ہان سے مفلس اترے ہین دوسرے ان کو سرسید موریل فنڈ اور ندوۃ العلما کے واسطے مع مبالغہ کروڑون کی سخت حاجت ہے۔

(۷) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ مرنے والون کو اپنی تجہیز و تکفین۔ مہر ترکے۔ دین قرضے سوال جواب منکر نکیر۔ پرسش اعمال کی کوئی فکر کرنی نہ چاہیے۔ بلکہ سب سے پہلے اپنی ساری دولت جلسہ ہذا کے نام ہبہ کر دینی چاہیے۔ اول تو اس جلسے کی خوش قسمتی سے وہ بچین گے نہین اور اگر خدا نخواستہ ملک الموت کے چنگل سے نکل گئے تو نکٹا جیا بُرے حوال یہی جلسہ پیٹ بہر روٹی کہانے کو دیگا۔

جلسہ رحلت ہز اکسلنسی نواب طاعون بیگ بالقابہ علیہ ما علیہ

چونکہ بظاہر اسباب خیال کیا گیا کہ یہ ذات شریف بہت دنون ہمارے ملک کو غارت غول کر چکے اب یہان کا لامنہ نیلے ہاتہ پاؤن کرنے والے ہین لہذا ایک یوم نحس ساعت شوم مین انکو ملک کردل کے مجاز ات نکالنا تجویز ہوا اور

اون سے یہ بہی اُمید کی گئی کہ جب مہذب طور سے الوداع نذر کی جاے گی تو حسب دستور یہ بہی کچہ زہر اگلین گے۔ چنانچہ باقیات صالحات نے جمع ہوکر یہ اڈریس پیش کیا۔

اڈریس

ہز اکسلنسی وبپشدستان حضرت

عزرائیل۔ آپ نے جب پہلے پہل اس ملک مین قدوم نحوست لزوم رکہے ہین تو ہم کو ہرگز یقین نہ تہا کہ آپ اس قدر استقلال کے ساتہ سفاکی روا رکہین گے اور ہمارا ملک آپ کی بدولت ان آفات کا آما جگاہ بنے گا۔ تفصیل گنانے کی مہلت نہین۔ آپ کی ہیبت اور دبدبے سے ہمارا لہو خشک ہوا جاتا ہے اور روح خانۂ تن سے نکلی بہاگتی ہے۔ آپ کی صورت منحوس پر نظر ڈالنے سے روحی نفرت ہوتی ہے۔ مگر مجبور ہین۔ یہ بہی ضرور ہے کہ چلتے وقت دنیا کی رسم کے مطابق آپ کو وفان کرین اصل یہ ہے آپنے اپنی کارروائیون سے بخوبی تمام یقین دلادیا کہ آپ بالکل گول زیرو ہین۔ اور خدا نے بجز شرارت اور خباثت کے عقل اور سمجہ ذاتی رتی بہر نہین دی آپ کے مردم خور نابکون نے جو کچہ کہدیا وہ آپ کر گزرے۔ اچہے بُرے کی تمیز خدا نے آپ کو دی ہی نہین۔ سب کو ایک ہی لاٹہی ہانکا۔ اور آنکہ بند کرکے تیغ تغلّم چلانی شروع کی۔ ملک بہر پہ ایک آفت اُداسی کی چہا گئی۔ آپ کم بخت اور کسی وجہ سے نہین تو اس وجہ سے ضرور مبارکباد یا لعنت ملامت کے مستحق ہین۔ کہ آپ نے اس ملک کو اتنے دنون تک خوب گوڑا۔ شامت تہی اس ملک کی کہ یون گدہے کا ہل اتنی مدت تک چلا کیا۔ اب آپ وفان ہوتے

رہتا۔ اس دنیا مین پھر ہم رہ مین گے اور فنا
جانے ہم پس ماندون کی زندگی کس پست
و خواری سے کٹے۔ ہم آپ کے اس
احسان کو ہرگز کبھی نہین بھول سکتے کہ
ہم مین سے بہتون کو آپ نے اس خراب
زندگی کے عذاب سے بچا لیا۔ خدا اسی طرح
آپکو بچائے۔

اسپیچ ہز اکسلنسی بجواب اڈریس

میرے پیارے گشتو۔ مین نہایت
مسرت بھرے دل سے اس وقت زبان
کھولتا ہون۔ تم کیا کہتے ہو مجھے خود افسوس
ہے کہ اچھی طرح اس ملک مین گدھے کا چل
نہ چل سکا۔ کچھ شیت ایزدی ہے کہ اکثر مجھے
کم قیام کی اجازت ہے۔ کبھی کسی جگہ زیادہ
ٹھہر گیا تو وہ شاذ ہے۔ مگر عام قاعدہ یہ ہے
کہ مجھے کم ہی قیام کرنا ہوتا ہے۔ تم نے جو
کچھ میری نسبت کہا وہ ابھی سے بہت کم ہے
اور اگر تم انصاف کروگے تو تمہارا دل بول
اٹھے گا کہ یہ امر میرے لیے فخر کا ہے کہ تین
اور دن کے کہنے پر چلا۔ کیونکہ اگر نہ چلتا تو
تو لوگ مجھے خود سر کہتے۔ میرے نزدیک
اتنی ہونا اچھا اور مغرور اسے ہونا ہرگز
اچھا نہین۔ خود سر اسے کو اُس کے تحت
اُتو بنا کر زیچ کر دیتے ہین۔ پس مین فخریہ
کہتا ہون کہ مجھے زیچ ہونے کی نوبت نہین
آئی۔ فضل خدا سے عالم بالا میری سرپرستی
کرتا رہا۔ اب رہا تمہارا نفع نقصان وہ
تمہارا مقدر۔ مجھے یقین ہے کہ جب مین
چلا جاؤنگا تو تم مجھے بہت یاد کروگے۔
اور اگر چہ یون چٹ پٹ نہ مروگے مگر ایسے
ایسے عارضون مین پھنسوگے کہ نہ مرنے
نہ جینے کا نہ جینے۔

بعد اس ولاوزیہ تقریر کے چیرز
کے شور مین جلسہ برخاست ہوا اور سب
اسطرح بیٹھے منتظر بیٹھے رہے جیسے کسی کھیتر
کے انتظار مین بندر۔

لوکل علیہ الرحمۃ

ہمارے مدعم صوبجات کے لفٹنٹ گورنر بہادر
۲۲- کو اغرض تدریف تشریف لے گئے زمین
غالباً آپ تعلقدار حضرات ہی ایک ایک کے
اپنے اپنے علاقے پر نہضت فرما ہون۔

سرکس ابھی تک تماشے دکھا رہا
ہے۔ مگر لال باغ سے اٹھکر شاہ مینا کے
میدان مین پہونچا ہے شہر کی حالت جانچکر
ٹکٹ کی قیمت نصف اور کرتبون کی خوبی
دونی کر دی گئی ہے۔

پاٹے نالے پر مردون کا غسل خانہ ہے
محمد عسکری جنکو مالک صاحب نے تجارت
بود و باش کی اجازت دی تھی ملکیت کا
دعا کر بیٹھے۔ چار مہینے قید کی سزا ہو گئی
اس بیوا دنیا کے "بوڑھے غمزے"
اپنے مرنیوالون کے زندہ "جنازون کے
ساتھ ہی سزاے ہوتے ہین۔ اگرچہ
مرنے کے دن یہان آکر زبان حال
کہہ جاتے ہوگے کہ دیکھو وہ گز زمین ہمکو خود بوا کر
جاتی ہے مگر بعض اسی زمین پر لڑ مرتے
کئی روز ہوئے ہر نصف کی وقت پنڈت منشی گوپال
راے بریلی کے وکیل کو کسی سنگدل نے مار اور
منہ جھلس کر سعادت گنج سے بہت دور شہر کے
کے پاس پھینکدیا۔ قاتل کا پتا نہین۔ متوفی
راے بریلی سے ایک مقدمے کی پیروی کے
واسطے آئے تھے یہان یہ واقعہ پیش آیا
کہان کا مردہ نانا مئو کا گھاٹ۔

الحمد للہ دار العلوم ندوہ مین انکو اپنے ہی
شافین نکلے گئین۔ محلہ گنیش گنج کا ایک مدرسہ
وابستہ دامن مقدس ہو گیا۔

بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ ساری دنیا کے گدھے
جتھے۔ خر نے اپنا اپنے افسر چودھری۔ کمہار کمین
گلتے یونہین بے سردار مین۔ ہنسے سنا ہی ایک صاحب
نے یہ کام اپنے سر لیا ہے مگر سر دست نوغنا ماما
سے تھے پر چینک ہو گئی۔ انجمن چوہر کستین مین پہنچے
سکندر نامہ والے الٰہی کی طرح شنیدہ زبان نیاز سنج
کر ننند کشد رجان رنج گنج + کا مطلب ان کی سمجھ مین آ
آ پھر کہتے دیکھو کا معاملہ بیکار ہے۔ سکین
یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے

صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کے لیے

ربط منبط پہلا حصہ
ایک سچا اور دلکش ناول مصنفہ
مرزا محمد عباس حسین ہوش لکھنوی جو حال
مین چھپکر تیار ہوا ہے۔ مختلف واقعات کا
مخزن۔ دلچسپ قصے پیرون کا البم۔ پُرتاثیر سینون کا
معدن۔ قیمت باوصف ضخیم ہو جانے کے
عبارہ دو ٹکٹ ہر

نوٹ۔ جو صاحب اس اشتہار کو چار یا پانچ
مرتبہ چھاپ کر اخبار مرحمت فرمائین ایک
کاپی دفتر اودھ پنچ کی وساطت سے نذر
کی جائے گی۔

المشتہر
محمد عسکری۔ لکھنؤ جھوائی ٹولہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سفیر انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ لیڈی ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ مفید ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرو فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۸ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - المشتہر پروفیسر رتیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار رتیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے کئی شخصون اور بہت سے بیمارون پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھونمین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بشدت اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند غبار سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اسلیے جو آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائین اور ہر قسم کی بیماریون سے نجات حاصل کرین - راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کر کے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند - جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش ۱۲ تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین - راقم - ڈاکٹر شوودت رام قصبہ انجارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب - سلام نیاز - ممیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی - ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہو گئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - بیرونی پردہ کا ابتدائی اثر کسی قدر سوزش کیوجہ سے سخت نقصان تھا - اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہو گیا - مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرو قیمت طلب پارسل روانہ فرمائین - راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر -

(۴) جناب پروفیسر سردار رتیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو موتیا بند - دھند - پھولا - ناخنہ - آنکھونمین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے مین آپکا سرمہ مثل پوڑیہ کو نین بیعدہ ڈاکٹری ادویات

ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو ہمیشہ خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے درجہ کی بذریعہ وی پی پوسٹ بھیجدین - راقم - ڈاکٹر محمد چودھری خیر علی صاحب میڈیکل انچارج شفا خانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۵) جناب پروفیسر رتیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے بنائے ہوئے سفید سرمہ ممیرے کا انگو لگا استعمال کیا - صد درجہ کا فائدہ ہوا - آنکھ کی جالا دور ہو گئی - آپکا سرمہ جالا اور دھند چشم کو مفید ہے - طاقت بینائی کے تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے - موتی کے سرمہ سے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے - راقم صاحب سنگھ صاحب چیف میڈیکل صاحب بہادر ریاست مجگران ادھ -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے نیشنل بینک مین بحیثیت شفقہ کو جمع کیا گیا ہے -

المشتہر پروفیسر رتیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

داغی شعر

عزیز بھائیو- اب ہم سے کہی کہنی کی بحث کو چھوڑو- جو اس شعر کو بے داغ کہتے ہین اُن پر کچھ الزام نہین ہے- اُردو شاعری ایسی ہی ہوگئی ہے- اور داغ کا یہی رنگ ہے بلکہ سامعین کا یہی رنگ ہے- جو اس شعر کو ناپسند کرتے ہین اونپر زبردستی نہین ہوسکتی کہ خواہ مخواہ پسند کرین- زبان اور محاورات اور اصول بلاغت کی نسبت بہت کچھ بحث کی گنجایش ہے شعر کا یہ مطلب ہے کہ ہم رونا ضبط نہین کرسکتے ورنہ مرجائین گے- اگر کوئی پوچھے کہ پھر مرجائیے گا توکیا ہرج ہے؟ مرنے سے احتراز اور خوف عشق کی شان نہین ہے جواب ہوگا کہ وصل کا انتظار ہے اُسکی اُمید ہے- اور سوا اس کے اور بھی بہت سے شاغل ہین- انسان جملہ تعشق بھی- اس وجہ سے مرنا منظور نہین- اور خودکشی شرعاً ناجائز ہے- اور سو بات کی یہ بات ہے کہ اپنا اپنا مذاق ہے- کسی کو مرنا منظور- کسی کو مرنا نہین منظور- محتاط آدمی عشق مین ایسی تکلیف کیون اُٹھائے کہ مرجائے- اس جواب کا کچھ جواب نہین ہوسکتا بجز اسکے کہ ہمکو یہ مذاق پسند نہین- اچھا آپ کو پسند نہ ہو- خاموش رہیے- کیا اُستادون کے تمام شعر ہر ایک کو پسند ہوتے ہین؟

حضرت ل-ص- کا آخری فقرہ طعن آمیز ہے- اس کے سوا اُنکی ساری تقریر تہذیب اور عمدگی کے ساتھ ہے یہ دوسری بات ہے کہ اُس کی حجت تسلیم نہ کی جائے-

راقم
ا-ح-

سرو دستان یاد دہانیدن

جناب حاجی محمد سعید خانصاحب نے بھی اس بُڑھاپے مین عجب دلگی سوچی ہے- اور اگر اللہ نے چاہا تو اُس کا لطف ہم آپ بھی دیکھین گے- یعنی آپ نے حال مین ایک اشتہار پایونیر مین دیا ہے کہ دو مین ہزار روپیہ ماہوار کی جائداد زمینداری عطیہ دیا چاہتا ہون اُس کی آمدنی ایسے کام مین لگائی جائے جس سے اُن مسلمانان ہند کی حاجات باحسن وجوہ رفع ہوسکین جو رعیت گورنمنٹ ہند ہین- اور اس کام کا سرانجام کوئی انجمن یا شخص واحد بحیثیت ٹرسٹی کیا کرے دوسرے یہ کہ زمینداری مذکور کی رعیت کے حقوق بمطابقت قانون لگان ایکٹ ۱۲- ۱۸۸۱ء محفوظ رہین تاکہ اُنپر کوئی ظلم و جبر نہ ہونے پائے اور وہ مرفہ حال رہین- اس کی تجویز کی نسبت مسلمان انجمنین عام جلسے کرکے اپنی اپنی رائے سے آخر جون ۱۸۹۹ء تک مطلع کرین- کسی شخص کی ذاتی اور شخصی رائے نہ لی جائے گی"

یہ تو ظاہر ہے کہ مسلمانون کی انجمنون کی کمی نہین اور بعنایت افلاس سب کو ایسی جائداد کی سخت حاجت- جس جلسے- انجمن- ایسوسی ایشن کی دیکھ ہوس جوش مین نہ آئے تعجب ہے- پہلے تو سر سید میموریل فنڈ ہی خاص علی گڑھ مین جہان حاجی صاحب بھی ہین موجود ہے- اور اُسکو حق شفع بھی حاصل ہے اور حاجی صاحب نے پہلے پہل اُسی کے

کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ

سرمایہ (وصول شدہ) ایک لاکھ- ریزرو فنڈ- مقامات آڑہت- الہور- الہ آباد- کانپور- کلکتہ- لکھنؤ- دہلی- میرٹھ- فیروزپور- بمبئی- آگرہ- امانت ہائے میعادی پر سود حسب شرح ذیل دیا جاتا ہے شرح سود ۳ سال بعد ڈیڑھ سال ہے- ... فیصدی سالانہ **نو ماہ** کے واسطے ... فیصدی سالانہ **چھ ماہ** کے واسطے للعہ فیصدی سالانہ- ایک صد روپیہ سے کم بد امانت میعادی نہین جمع ہوسکتا

سود امانت ہائے میعادی کا یکم جولائی و ۲- جنوری کو یا جس وقت کہ روپیہ کی میعاد ختم ہو بشرط درخواست امانت ادا ہوسکتا ہے-

ہر ایک احاطہ کے کرنسی نوٹ بند امانت میعادی برابر قیمت پر جمع ہوسکتے ہین- امانت ہائے غیر میعادی یعنی (فلوٹنگ) پر سود بحساب ... سالانہ دیا جاتا ہے-

ایک صد روپیہ یا اس سے زائد کے قرضہ جات قابل اطمینان شخصی ضمانت پر دیکھا لب (اراضی و مکانات حصص جسٹری شدہ کمپنی و گورنمنٹ زیورات نقرئی و طلائی) دیے جاتے ہین- شرح سود دفتر کمپنی سے دریافت ہوسکتی ہے تمام خط و کتابت متعلق کمپنی ہذا بنام سکرٹری کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ فیض آباد ہونی چاہیے- مشرح قواعد کمپنی درخواست آنے پر بھیجے جاسکتے ہین۔

المشتہر
سکرٹری کشمیری ٹریڈنگ کمپنی لمٹڈ فیض آباد اودھ

ایک جلسہ مین اپنا مکنون بھی ظاہر کیا تہا اُس کے بعد ہمارے ندوہ صاحب بحر العلوم کے واسطے وہی لائق کابل ہے۔ وسیع قلب کی زکوۃ دے رہے ہین۔ انکے بعد حکیم محمد اجمل خان صاحب اپنا مطب دہلی مین جانے مین مدرسہ طبیہ کے واسطے شربت دینار کے منتظر ہین۔ ان کے علاوہ اور بہی بہت سی انجمنین حقدار اُمیدوار موجود ہین۔ اگر حاجی صاحب دینے پر آمادہ ہین منٹ بہر مین دے سکتے ہین۔ یہ نہین کہ کس کو ترجیح دی جائے۔ اوس کا یہ حال ہے کہ ہر انجمن و ایسوسی ایشن یہی دعوے کرتی ہے کہ ہم سے بڑھکر کوئی مستحق نہین۔ جو بیچاری اب تک خاموش ہین۔ وہ اس صلائے عام کو سنکر اب بول اوٹہین گی۔ اور آخر کو اپنی ہی عقل اور سمجہ پر زور ڈالکر کسی نہ کسی کو دینا ہوگا۔

باقی اسکا اطمینان کہ جس کام کے واسطے یہ عطیہ دیا جائیگا وہ باحسن وجوہ انجام پائے گا یا نہین۔ اسکے واسطے بہر حال

خدا سے دعا مانگنی پڑیگی۔ دُنیا کا کوئی انتظام ایسا نہین جس کی نسبت پورا اطمینان ہو سکے۔ بادشاہون۔ شہنشاہون کے انتظامات مابعد تو ہم چلتے دیکھتے ہین اور یہ تو ایک بیچارے زمیندار کی خواہش ہے۔ اوقاف کی حالت دیکہیے۔ اسی ہندوستان مین اگلے بادشاہون نے کیسی کیسی جائداد دین خیر کے کامون کے واسطے دین۔ اور اون کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ اگر آج اونکی آمدنی کا ہزاروان حصہ تعلیم مین صرف کیا جائے تو نہ سرسید موریل فنڈ کو گداگری کی ضرورت پڑے نہ ندوہ کو فقر کی فکر ہو۔ اور نہ حاجی صاحب کے عطیے کی کوئی خواہش کرے۔

اور اب تو بجز اس کے کچہ نہین ہوتا کہ یہ سب انجمنین للچائین اور وہ ہم بھی للچائین کہ حاجی صاحب کا یہ "خواب" بہی "کثرت تعبیرہا سے" "پریشان" ہو جائے۔ اور ان کی وہی حالت ہو جو سرائین شام کو تھکے ماندے مسافر کی ہوتی ہے۔ کہ چارون طرف سے بہٹیارے گہیرے اپنی اپنی کوٹھری کی تعریف مین شور غل کرکے کان کے پردے اُڑائے دیتے ہون۔ یا جیسے کوئی مسافر قلیون۔ اِکے والون۔ گاڑی والون کے گروہ مین پہنس جائے اور بیچارے کو لوگ بولائے دیتے ہون۔

مسودہ درکار ہے

چونکہ بندہ بہی اس دُنیا کا انسان ہے۔ اور دنیا کی رسم کے مطابق یہ خواہش ہے کہ جو کچہ میری دولت ہے اوسکا انتظام میرے بعد بہی میری مرضی کے مطابق رہے لہذا جو شخص کسی ایسے انتظام اور دستاویز کا مسودہ بہیجے گا جس سے یہ مقصد تاقیامت حاصل ہوتا ہے وہ بجلدوے اس حسن خدمت کے اُس جائداد کا ٹرسٹی کر دیا جائے گا۔ راقم

امین طلب

جواب

مسودہ مطلوبہ ابہی تیار ہو سکتا ہے اور رعایت بہی قبول کی جا سکتی ہے۔ صرف ایک ذرا سی آسان شرط البتہ پوری ہونی چاہیے۔ یعنی اس امر کا اطمینان ہو جانا کہ پولیٹیکل سوشل۔ مذہبی۔ اخلاقی حالت تا قیامت ایک ہی رہے گی اور ٹرسٹی بہی تا قیامت یہ بورے سمیٹنے کو زندہ رہیگا۔

المشتہر محمد امین۔

ایک گدہا اور اوسکا مالک

ایک صاحب کو بعالیج گہوڑے کی ضرورت پڑی۔ نوکر کو حکم دیا۔ ہماری سواری کو ایک گہوڑا لاؤ۔ نوکر تہا دلگی باز۔ نخاس گیا سرا تو گیا نہین۔ جہان ایک سے ایک عربی۔ ترکی۔ کاٹھیاوار کہڑا ہنہنا رہا تہا سیدھا چلا گیا پڑاوے پر۔ اور ایک مریل۔ کانا گدہا ہانک لایا۔ اور کہدیا حضور اس ملک مین ایسے ہی گہوڑے پیدا ہوتے ہین انہون نے بہی بندہ باعتبار لالہ و لالہ باعتبار مینک اوسکو سچ مچ کا گہوڑا سمجہکر پورا اہتمام انتظام کر دیا۔ تہان بہی اچہا خاصہ۔ دانہ گہاس بہی بافراط۔ سائیس بہی۔ گراس کٹ بہی۔ زین بہی چارجامہ بہی۔ اور سلامتی سے اکثر سواری بہی

عجب تختہ ہے ہموار ہی نہیں ہوتا

ایک مدت اسی طرح گزر گئی۔ اتفاقاً کہین
ایک روز عین سواری مین شامت جو آئی
میان گدھے صاحب نے سیفون سنیہا
کی صدائے دلکش سنائی۔ اور گستاخی کیا
مدد و دولتیان بھی جھاڑ دین۔ آپ بہت
چراغ پا ہوئے۔ تماشائیون نے سمجھایا حضور
گدھے سے اور کیا امید ہو سکتی ہے۔ تعجب ہے
گھر واپس آئے۔ اور مضبوط میخ مین جکڑ کے
مارنا شروع کیا۔ دے سانٹا۔ دے سانٹا
دے سانٹا۔ اور ایسے تو تو پورا گدھا نکلا۔ دانہ
گھاس موقوف۔ نکال دو اصطبل سے
اُتار۔ لو اس پر سے زین۔ یہ تو پنڈا دے
کی راکھ کھجوے کی مٹی۔ پرانی انٹیٹین آ
کوڑا کرکٹ ڈھونے کے لائق ہے جنٹلمین
کی سواری کے قابل ہرگز نہین۔

اب تو گدھے سے نہ رہا گیا۔ سمجھا
پانی سر سے اونچا ہو گیا۔ "ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید" جان پر کھیل
کے بزبان حال یون گویا ہوا۔
"سنیے خداوند۔ مین گدھا۔ میرا باپ
گدھا۔ میری مان گدھی پشتینی گدھا۔ ہوا گدھا
ابے گدھا۔ سب گدھا۔ اس مین کیا شک
ارے گدھا کرو۔ اگر مین نے کبھی گدھے
ہونے سے قولاً فعلاً۔ ظاہراً باطناً کسی
طرح انکار کیا ہو تو جو چاہے سزا دو۔ مگر
آپ نے کسی مصلحت یا نادانی سے
مجھ خر ناشخص کو گھوڑا سمجھ کر اصطبل مین
جگہ دی تو کس کا قصور۔ اگر میرے لمبے
لمبے کان آپ کو نہ سوجھے تو کس کی نظر
کی خطا۔ اگر میری بدشکلی۔ بدصورتی۔ کوتاہ
قد۔ دُم۔ سم۔ چال ڈھال۔ نہ پہچان سکے
تو کس کا اندھاپن۔ دس بارہ برس
آپ کے ہان رہا۔ برابر سواری دی
اور ایک دن بھی تمیز نہ ہوئی تو کس کی
حماقت۔

اب آپ اگر چابک۔ ہنٹر۔ سانٹا
کام مین لائین تو اون لوگون پر جو مجھ بیچارے
کو پہلے اودے سے پکڑ لائے اور نخاس
اور بازار کی طرف لے گئے۔ اگر سزا دیجیے
تو ان کو جنہون نے دھوکا دیا کہ اس ملک
مین ایسے ہی گھوڑے ہوتے ہین۔ رنج
کیجیے تو اپنی نادانی پر جس نے آنکھ پر
پردے ڈال دیے۔ اور گھوڑے گدھے
کی تمیز نہ رہی۔

خیر۔ مجھ پر تو جو کچھ گزری اور گزرے گی
وہ تو مین نے جھیلی اور شامت اعمال
سے جھیلونگا۔ لیکن اگر آپ کو اب بھی
شناخت نہ آئی تو یقین جانیے آپکو
ان لوگون کے ہاتھون ہمیشہ گدھے ہی
کی سواری نصیب ہوگی۔ دھوبی۔ کمہار
چوہڑے اور اونکے گھاٹ۔ آنوین۔
پزاوے سلامت رہین بہت سے
گدھے ملتے رہین گے۔ جب تک نوکرون پر
تاکید نہ ہوگی اور آپ کو تشخیص اسپ و خر کا
سلیقہ نہ آئیگا تب تک یہی رونا رہیگا اور
یونہی گدھون کے ہل چلین گے۔ آپ نے
اوس دھوبی کی بھی کہانی سنی ہو جو نپور کے
قاضی کو گھاس دکھا کر پاس بلاتا تھا۔ بھلا
اوس سے ایک مولوی نے اتنا تو کہا تھا
کہ تیرا گدھا پڑھ لکھ کر جونپور کا قاضی ہو گیا
آپ نے تو میری تعلیم و تربیت بھی نہ پوچھی
اور خواہ مخواہ گھوڑا مان لیا۔"

ہم خرما و ہم ثواب

"پانی پیجیے چھانکر اور گرو کیجیے جانکر"
پرانی مثل ہے۔ زمانے کی ہوا دیکھتے تو اسکا آخری
حصہ پرانے سانپ کی دُم کی طرح گھس پس کر
تخفیف مین آیا۔ جملہ مرخم ہو گیا۔ اب صرف
ملکا پہلا کا پہلا ٹکڑا باقی رہا۔ پس یورپین
معلومات اور تحقیقات کی بدولت اسی پانی
پوچھیات کا نزلہ آرہا۔ اور آجکل خوب ہی
دیدہ ریزی ہونے لگی۔ کنوین۔ دریا۔ سمندر
تالاب۔ گڑھیان۔ جھیل۔ سب معرض
آزمائش مین آئے۔ حتٰی کہ مسلمانون کے
چاہ زمزم بھی اس زد سے نہ بچے۔ لوگون نے
ساری بیماریان۔ دُنیا کی وبائین سب اسی
مین لاکر ڈھکیل دین۔ پس ایک ایک قطرے
کی تحقیقات لازم ہوئی۔ اور پانی صاف
کرنے کی ترکیبین ایجاد ہوئین۔ مگر اب تک
کچھ نہ کچھ دقت باقی تھی۔ الحمدللہ۔ پارک ڈاکٹر
صاحب نے ایسی سہل ترکیب شناخت کی
نکالی ہے کہ اور دن کی تو ہم نہین جانتے
ہمارے شہر کے مُنہ مین پانی بھر آیا۔ ڈاکٹر
صاحب کے مُنہ مین گھی شکر۔ خدا کرے
"مچھر تو اونپر نہائین اور پونڈوں پھیلین۔"

پیٹے سے لگے ہوتے تو پلوں کی جاوا۔ لحاف اور توشک۔ یعنے آپ نے تجویز کیا ہے کہ ایک گلاس پانی میں شکر ڈال کر شب کو رکھدیا جاوے اگر صبح پانی سفیدی مائل گندلا نکلے تو خراب ہے اور شفاف نظر آئے تو صاف۔

صاد واہ۔ صاحب ہی اچھی ترکیب ہے۔ اب لاکھ واٹر ورکس جاری ہو۔ پانی سرکاری کل سے صاف کرکے دیا جاوے مگر بندہ تو بغیر اس امتحان کے ایک گھونٹ نہ پیئے گا بلکہ دریا تک کو قندی کے کوزے میں بند کریگا۔ راقم۔ الفیونی۔

کوئی دیکھے لائے گلابے کے پھول | ہم اپنے کسونجی کی جڑ دیکھتے ہین

(نمبر ۲)

اس دفعہ تیمناً تبرکاً ہم تازہ وارد نئے گلدستے محبوب الکلام کے انتخاب کو طرۂ دستار مضمون بناتے ہین۔ کیا وجہ ہے اس لئے سرزمین دکن کے شعرائے بلند مقام۔ خسروان اقلیم سخن کا کلام فصاحت نظام درج ہوتا ہے اور ولی دکنی کی بدولت اردو شاعری کو یہین سے خلعت ترویج عطا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ نظم و نظام مین تعلق مصدری بھی ہے۔ پس سب پر اسی کو ترجیح دیجاتی ہے

محبوب الکلام ۶۔ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ

شاعر	شعر		حاشیہ
حضور بندگانعالی حضرت آصف	حال دل کہکے جو ہنستو نکو رلا دیتے ہین دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تھی	تو ہنسی ہنسکے وہ رو تونکو ہنسا دیتے ہین ہم جلا دیتے ہین وہ شمع بجھا دیتے ہین	سبحان اللہ کیا شب لیلۃ القدر کا سمان بندھا ہے بارک اللہ۔ کیا ظلمت و نور۔ اندھیرے اجالے کی دلگی ہے۔ مصرعہ اول مین تھی بمعنی ہے مستعمل ہوا ہے۔
"	وہ گئے دن جو اسے کوستے تھے آٹھ پہر	اب تو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہین	میر صاحب اگر اپنے اس شعر مین کہ سرہانے میر کے آہستہ بولو ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے معشوق کی طرف اشارہ کر دیتے تو سودا کو بھی مجال گستاخی نہ ہوتی۔ ترقی عشق کے مدارج مین شفقت بھی ہے۔
افرح ارشاد	خوف فرہاد کو ہرگز نہ ہوا تیشہ کا جب کبھی تول کے تلوار وہ آجاتے ہین	مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین ہم ادہر شوق سے گردن کو جھکا دیتے ہین	فرہاد نے شاید آپ سے کہا ہوگا۔ دنیا کو تو خبر نہین ادہر اور جھکا دینے سے تلوار آنے والے کی گردن مراد ہے یا ادہر اور جھکا دیتے ہین کی گردن ردیف نے ماری ہے۔
"	حضرت شاد نے ارشاد کو شاگرد کیا	مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین	واقعی بڑی مردانگی کی۔
افضل	خون سے غسل کرائین گے مہ کامل کا	اپنے ناخونون پہ وہ رنگ حنا دیتے ہین	ناخونون کے ناخن لیجیے
بارق	دل لگایا ہے یہ تقصیر ہے کیسی تقصیر	جو سزا دیتے ہین مجکو وہ بجا دیتے ہین	واہ تقصیر۔ ان کے دل سے اسکا لطف آپ پوچھیے
بیدل	وصل کی شب مین غضب ڈھاتے مین ان کا سحر	صبح ہوتی ہی نہین ہے کہ جگا دیتے ہین	سب ٹھگون کے مرغے ہین۔
بشیر صیغہ دار	بے اثر آہ کو ہرگز نہ تصور کیجیے	یہ وہ نالے ہین کہ جو عرش ہلا دیتے ہین	آہ نالہ نکرہ بصیغہ جمع کیا خوب آئی ہے۔
حافظ	ناز و انداز ترے آگ لگا دیتے ہین	سچ تو یہ ہے کہ وہ جلبتون کو جلا دیتے ہین	مرے کو مارین شاہ مدار۔ جلون کو نہین جلایا بلکہ جلبتون کو جلا دیا۔
داد سرور	نقد دل اپنا تجھے اہل وفا دیتے ہین نہین امید جبا آنے کی واں جیتے ہرگز	پاس جب کچھ نہین رہتا تو دیا دیتے ہین پہلے کرکر کے مرے خط کو اڑا دیتے ہین	اسی طرح جھک مارتے ہین۔ زر نیست عشق ٹین ٹین عمل تہل کاف ہے یا شعر

سید افراد — خاک قاصد کو ملیگا مرے نامہ کا جواب | خط دو سو مرتبہ لکھ لکھکے مٹا دیتے ہین

خط مٹانا نہ سمجھ کر ڈالنا یا حروف چاٹ لینا اصل شعر یون ہوگا ؎ خاک تم قاصد کو ملیگا مرے نامہ کا جواب ✢ خط دو سو مرتبہ سلیٹ پر لکھ لکھ کے مٹا دیتے ہین ✢ مضمون سنگین تھا۔ وزن کی ترازو کی دونون ڈوریان ٹوٹ گیئن۔ مگر بڑی بات یہ ہے مضمون تو پورا آ گیا

نواب امام الدولہ بہادر — مانون کیونکر نہین غیر پہ نہین پی آپ ڈر	ڈورے آنکھونکے تو کچھ اور بتا دیتے ہین
وشتیہ — کیا عجب ہو کر بنا دین تمہین انسان	دم مین حیوان کو جو انسان بنا دیتے ہین
ہنر — سر کے بل راہ مین ہم چلتے ہین کبھی	مثل نقش کف پا ہمکو مٹا دیتے ہین

ڈورونسے تو دیوثی کا پتا چلا۔ مگر الغیر فی الذہن ابہ سبحان اللہ کیا انکسار ہے۔ قلابازی نہین پیکریان کیجیے پیکریان۔ اور یہ مٹانے والے مین کون بزرگوار جن کی راہ مین چلنے سے یہ سر الملق ہے اور شعر مین کہین اُن کا نشان تک نہین۔ غالباً سیاست حضرت احقف کے خوف سے کہین فرار ہو گئے۔ جب تک ردہ کا وارنٹ جاری ہوگا پتا نہ چلے گا۔

اعلان۔ چونکہ ریاست دکن مین مدتون سے تخفیف کا بازار گرم ہے لہذا صیغہ شاعری مین عموماً لبی ٹانگ والی یاے مجہول معرض تخفیف مین آئی۔ چنانچہ شعراے ذیل کے ہیے یہ قاعدہ جاری ہو گیا۔

مثلاً

حضور بندگان عالی — بیوفا یاد نہین تمکو وفا کا شیوہ	یاد رکھو تو کہ یہ ہم تمکو سکھا دیتے ہین	(سکھائے)
” — خط پہ خط بھیجتے کچھ تو کبھی آئے کا جواب	آج سے ہم بھی یہی تار لگا دیتے ہین	(لگائے)
رمز — دام اس مجہوُ دنیا کا بلا تھا اے رمز	پھر نہ پہنسا کبھی ایکی جو بچا دیتے ہین	(بچائے)
رسا — تم بھی بدنام نہ ہو ہمکو بھی رسوا نہ کرو	دیکھو پچھتاؤ گے ہم تمکو جتا دیتے ہین	(جتائے)
” — واعظ شہر نہین ہم ہمین کس بات کا	لاؤ پی لیتے ہین گر آپ پلا دیتے ہین	(پلائے) یہ بھی قابل داد ہے

گریہ بُت

مدراس مین ایک مقام پورنگ سپٹ ہے۔ وہان ہنومان کا ایک مندر ہے۔ بُت ہے تو پتھر کا مگر دل موم کا رکھتا ہے۔ مشہور ہے آج کل دن رات رویا کرتا ہے لیکن رونا بھی صرف آنکھون سے نہین سارے جسم سے۔ یعنی شورے کی طرح ہر وقت آپ پسینے پسینے رہتے ہین۔ معلوم نہین اس رقت کا کیا سبب ہے۔ آپ کو اپنے حال پر اتنے دنون کے بعد بکاؤلی کی طرح رونا آیا یا ہمارے ملک کی حالت پر۔ یون تو دنیا بھر کی حالت رونے کے لائق ہے۔ مگر آج کل دل کے گداز ہونے کا سبب نہین کھلتا۔ ہم تو یہی کہتے ہین ان کے پوجنے والے ضرور منائین سمجھائین کہ خدا کے واسطے رونا بند کیجیے۔ نہین خدانخواستہ اگر اور بتون نے بھی رونا شروع کر دیا تو سارے ملک کی خیر نہین۔ ایک بُڑھیا کے تنور نے تو طوفان نوح پیدا کر دیا تھا اور اب تو ہر مندر اندر کس کا بسا ہوتا نظر آتا ہے۔ خلقت کا تھل بیڑا کا ہیکو ہندوستان مین لگے گا۔

لوکل علیہ الرحمۃ

قتل۔ اقرار جرم۔ نمک حرامی

لیجیے صاحب راے بریلی کے وکیل شنگوپال جو یہان بیرون شہر قتل ہوئے تھے اون کا قاتل مل گیا۔ اور وہ بھی کون۔ ان نہین کا محرر۔ تازہ خبرون سے معلوم ہوا کہ سوامی دیال آپ کا محرر تھا اور اسپر وکیل صاحب بہت مہربان تھے۔ مگر انکی بیوی نہایت ناخوش تہین حتےکہ اسکو گھر سے نکال دیا تھا اور اب وہ یا ہو گے زمیندار کے ہان

اناؤ مین نوکر بھی ہوگیا تھا مگر وکیل صاحب ویسے ہی مہربان تھے۔ جب لکھنؤ آنے لگے مین تو انھون نے اس کو بھی یہان بلوایا وہ بھی قتل پر کمر کس کر یہان پہونچا۔ دن بھر تو مالک جو ڈیشیل مین رہے۔ شب کو گیارہ بجے ایکہ منگوا کر محرر کے ساتھ شہر کو گئے۔ محرر نے وہین پٹو سے کی معرفت یہ کار روائی کر رکھی تھی کہ نادر نامے ایکتے والے کو پہلے سے ٹھہرا رکھا تھا۔ اور یہ طے پایا تھا کہ ایک زمیندار ایک ہزار روپیہ ان کے قتل پر دین گے۔ اوس مین ہم تینون شریک ہون گے۔ اور جو روپیہ اسباب بروقت قتل مالک کے پاس نکلے۔ وہ تم دونون لینا۔ چنانچہ وہی نادر حسب صلاح گیارہ بجے ایکا لے کر جائے قیام کی طرف سے نکلا اور اوسی پر مقتول اور محرر سوار ہوکر چلے مگر کہان۔ سہوانی پور شہدرے کے پاس۔ جہان قاتل نے بیان کیا تھا کہ اوس کی ایک نہایت حسین بھتیجی رہتی ہے۔ حالانکہ سہوانی پور محض فرضی نام ہے۔ اور بھتیجی کا حال سوامی دیال جانے۔ بہرحال پنڈت جی محرر کی بھتیجی کے ہوائے شوق مین روانہ

ہوگئے۔ جب شہدرے کے میدان مین پہونچے ایکہ والا راس ٹوٹنے کے بہانے سے ایکا روک کر اوتر پڑا۔ اور ان دونون سے کہا تم بھی اوترو۔ مقتول تامل کرکے اوترے اور پیشاب کرنے بیٹھے تھے کہ سوامی دیال نے بندوق مار دی۔ بجائے گیتری کے دہانے سوامی دیال کہتے پنڈت جی گرے۔ قاتل نے منہ دبا دیا اور بیکنٹھ باش ہوگئے۔ نادر نے ٹٹول ٹٹال کر مال لیا۔ اور لاش اوسی دو شالے مین جو چند لمحہ پہلے زیب دوش تھا لپیٹ کر وہین ڈال دی۔ دونون ایکہ مارے واپس آئے۔ توڑے انگوٹھیان وغیرہ گلا کر صبحدم اکاون گنی آنے پٹو سے اور اکہ والے مین بالمناصفہ تقسیم بھی ہوگئے۔ محرر جائے قیام پر آکر سو رہے۔ دن ہوا مگر پنڈت جی غائب۔ محرر ان کے سمدھی کو لیکر تلاش کو نکلا اور کہا مین تو تھوڑی دور پہونچا کر چلا آیا تھا وہ کسی رنڈی کے ہان دینگے۔ چلیے سب رنڈیون کے ہان پوچھین۔ (خیر گزری انکو بھی بھتیجی کے پاس نہ پہونچایا) مگر وہ اسپر راضی نہ ہوئے چونکہ انھون نے تھانے مین رپورٹ کردی تھی۔ جب نعش بغرض شناخت آئی ہے تو ان کو خبر دی گئی۔ انھون نے پہچانی۔ بابو الیشری دیال (جن کے مکان پر مقتول و محرر مقیم تھے) کے شبہات اور دو ایک نوکرون کے شک پر جنھون نے محرر کے پاس رقل اور کارتوس دیکھے تھے محرر گرفتار ہوا۔ اور تیسرے دن اُس نے سب اقبال کیا۔ اور وجہ عداوت یہ بیان کی کہ چونکہ وکیل صاحب نے اوس کے گھر کی سب عورتون کو عدالت سجبی یوشتے شوہرون کی طرف سے وکالتاً کارروائی کی تھی لہذا قانون غیرت نے خود کشی ... دیا۔

مگر میری رائے ہوئی کہ بیٹ انکو قتل کردو اس سبب سے مین نے ایسا کیا۔ پٹو سے اور ایکہ والے نے بھی تائید کی ہے۔ دیکھیے اب کیا حشر ہو۔

سرکس جو یہان تماشا کرتا تھا اپنا خیمہ و خرگاہ لپیٹ لپاٹ کر نو دو گیارہ ہوگیا۔

نواب سراج الدولہ کے چشم و چراغ سردار صاحب پر مقدمہ دائر ہے کہ حضرت نے ایک جگہ تلاشی کرا کے عدالت کو فضول تکلیف دی۔

اطلاع

سال ختم ہوتا ہے۔ باقیدار حضرات قیمت مرحمت فرما کر اعانت فرمائین۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم دہند - جالا - پروال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۸ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - المشتہر - پروفیسر سنیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار سنیا سنگہ صاحب نے بنایا دیکھ کر اور بہت بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت مفید ہے اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دہند خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے - ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور طرح طرح کی بیماریون سے نجات حاصل کرین - راقم - ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈائرکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا لکہ دہند جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین - راقم - ڈاکٹر شو دت رام ڈسپنسری انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب - سلام نیاز - ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی - ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - پردہ کارنیا اور آئرس کوٹ مین سخت نقصان تہا - اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا - مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین - راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر - ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر -

(۴) جناب پروفیسر سردار سنیا سنگہ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھندہ پھولا - ناخنہ - آنکھ مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضونپر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تہی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری راے مین آپکا سرمہ شل پوٹیہ کو نہین تبدیلی جو بڑا اکی ذات ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے - وی - پی پوسٹ بھیجدین - راقم - ڈاکٹر چودہری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۵) جناب پروفیسر سنیا سنگہ صاحب تسلیم - مین نے آپکے بہاے سفید سرمہ ممیرے کا استعمال کیا - عمدہ درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی - آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بینائی کو طاقت بخشتا تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے - واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے - راقم - مہاراج کنور جتیندر لال سنگہ صاحب بہادر ریاست محمگوان اودھ -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو جمع کیا گیا ہے -

المشتہر - پروفیسر سنیا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

داغی ہیرہ

آنسو نہ پیے جائینگے ای ناصح ناداں
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہیں جاتی

مائی ڈیر پنچ- آپ کے اخبار مطبوعہ ۲۴-نومبر ۱۸۹۹ء مین حضرت داغ کے شعر مذکور کے متعلق مستفسر صاحب کے شبہ کی تردید مین ایک جواب ل-ص ازش کی طرف سے بعد مدت دیکھا گیا-

مجیب صاحب کے نزدیک یہ جواب ایسا ہی ہوگا جیسے پارلیمنٹ مین کوئی قانون مسینون زیر تجویز رکہہ کر وقت اشاعت خوب چار دن لپون سے درست نظر آتا ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ پھر بھی اس جواب مین بعض مقامات پر پہلوتہی ہوئی ہے اور اسی خیال سے شاید مستفسر صاحب کو اطمینان ہونا بھی مشکل ہے-

سبب اس پہلوتہی کا یہ نظر آتا ہے اور یہ صاف بات ہے کہ مجیب صاحب نے مستفسر صاحب کے شبہ کو پورا اعتراض تصور کیا ہے جیسا کہ خود مجیب صاحب بالفاظ اعتراض دوم و اعتراض سوم اپنی عبارتین تحریر فرماتے ہین- اس کے عوض مین مستفسر کو سمجھانے ظاہری یعنی در اصل مستفسر سمجھکر مجیب صاحب صرف ارادۂ کلام مصنف و مطلب صریح سمجھا دیتے تو یقیناً کافی ہو جاتا- مگر شاید مجیب صاحب کا کلیہ یہ ہے کہ الفاظ کے ظاہری مطالب اور اعلےٰ معنون کو چھوڑ کر ایک نیا مفہوم پیدا کر لینا بہتر ہے "جیسا کہ انکے بعض فقرات ذیل سے ترشح ہے اسی سبب سے لفظ مستفسر کے معنی معترض دکھانا انکے مذاق کے خلاف تھا-

وہ لکھتے ہین کہ "اس مصرع مین حضرت مستفسر نے ہیرے کی کنی کو اوسکے اعلےٰ معنون مین یعنی ریزۂ سنگ الماس سمجھا ہے جب ہی یہ شبہ پیدا ہوا یہان ان معنون سے ہرگز کوئی واسطہ نہین" اور پھر بعد چند فقرات کے تصریح فرماتے ہین کہ

"اس مقام پر ہیرے کی کنی بخیال سنگریزۂ الماس ایک ایسی چیز سمجھ لینا چاہیے کہ جس کے استعمال سے جان ضایع ہوتی ہے"

اب انہین کے مذاق کے موافق یون کہنا چاہیے کہ بول چال کے ظاہری معنے لینا خطا ہے بلکہ اونچے اور بعید معنے گو ترجیح مرجوح ہو لیے جائین اور المعنی فی بطن الشاعر کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا جاے یہ امر ممکن ہے کہ بعض روزمرہ بول چال کے اعلےٰ معنے اور بعض کا مفہوم پیدا کرنا مناسب مذاق شعرا ہے- لیکن ایک ہی بول چال کے کبھی ظاہری معنی اور کبھی باطنی معنی مراد لینا یعنی چہ- اور اس سے شبہ مستفسر صاحب کا کیونکر رفع ہو سکتا ہے بلکہ اور بھی مستحکم ہوا جاتا ہے-

کیا معنے کہ خود ہی مجیب صاحب لکھتے ہین کہ "ہیرے کی کنی در اصل ہیرے کی کنی نہ سمجھی جاے بلکہ دوسری مہلک چیز" اور بالآخر خود ہی یہ بھی لکھتے ہین-

"مطلب یہ ہے کہ آنسوؤن کا پینا یعنی ضبط کرنا تکلیف تا تلانہ کے لحاظ سے ہیرے کی کنی کھانے کے برابر ہے"

یعنے گو مصنف شعر نے بسبب وجہ تشبیہ کے وہی ہیرے کی کنی مراد لی ہے جسے مستفسر صاحب سمجھے ہین لیکن مجیب کے نزدیک یہ معنی غلط ہین بلکہ کوئی دوسری چیز مراد لینا چاہیے- اور یہ تمام سامان اس امر کے لیے ہے کہ "دو جان بوجھ کے جان نہین دی جاتی" کے افراد مین اس مصرع کو بھی سمجھنا چاہیے- یہ بات مجیب صاحب کی درست ہے کہ "دو جان بوجھ کے جان نہین دیجاتی" روزمرہ کی بول چال ہے لیکن اسکے افراد مین ہیرے کی کنی الخ کا

بلم ٹیر بابو

خیرخواہی کے جذبات اور بہادری کی مچھلی نے بابو صاحب کے پیٹ مین زور باندھا - بلم ٹیر بننے و النٹیرشپ کا شوق چرایا - بندوق داغنے کی مشق فرمانے لگے - علاوہ مجرات ہمت کے چار مدد ملازمین کی ضرورت پڑی - ایک چھتری لگائے ہے - دھوپ کی تیزی چربی پگھلائے دیتی ہے - دوسرا پنکھا جھل رہا ہے - پسینے کے مارے مچھلی کا تیل نکلا آتا ہے - محنت سی محنت ہے ! تیسرا بڑے زور سے کمر پکڑے ہے - بندوق کے بوجھ کے مارے دبے جاتے ہین اور کوئی اندیشہ نہین صرف گرجانے کا ڈر ہے - چوتھا بڑا لمبا توڑا اٹھائے ریجمنٹ اڑانے پر ہے -

بابو نے زور سے آنکھین بھینچ لی ہین اور اوس وقت تک بھینچے رکھین گے جب تک یہ آفت ٹل نہ لے - خدا انجام بخیر کرے

داخل ہونا مشکل ہے کیونکہ " جان بوجھ کے جان نہین دیجاتی " کو اس قدر قدامت حاصل ہو چکی ہے کہ گویا ضرب المثل کہنا چاہیے اور ثبوت اس کا یہی بہت ہے کہ خود مجیب صاحب کے قلم سے ٹپک پڑا - لیکن یہ قدامت بالفعل " ہیرے کی کنی الخ " کو میسر نہین ہو سکتی - البتہ دس پانچ برس کے بعد ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ " جیتی مکھی جان بوجھ کے کھائی نہین

جاتی " کے عوض مین مستعمل ہو جائے کیونکہ مکھی ایک کریہہ چیز ہے اور اس مین کراہت نہین -

مجیب صاحب کے نزدیک مصرع اول کی تصحیح گویا اس طرح ہے - ضبط اشک ہون کس طرح سے ای ناصح نادان +

اس بنا پر اون کو چاہیے تھا کہ جان " پینا " کے معنے ضبط کرنا اور " ہیرے کی کنی " کے معنی کوئی دوسری چیز مہلک تجویز کیے

تھے وہان آنسو کو بھی کوئی اور چیز تجویز فرماتے تو سارا قصہ ختم ہو جاتا - نہ مستفسر صاحب اعلے عنوان پر گر پڑتے نہ شبہہ پیدا ہوتا - حکیم جی بھی مرجاتے کہانی بھی اچھی ہو جاتی -

راقم

ص - ص

از ک - م

ہموں در کاسہ

زندہ یا مردہ

شہنشاہ چین کی نسبت مدت سے سُنا جاتا ہے ملک عدم کو کوچ کر گئے۔ مگر اب لوگ کہتے ہین زندہ ہین۔ سلامتی سے یہ گتھی نہین سُلجھتی کہ در اصل ہے کون بات صحیح۔ سلطنت کی طرف سے کوئی اطلاع رحلت ظاہر نہین ہوئی۔ خلقت اپنی جگہہ تذبذب مین گرفتار ہے۔ حال مین ایک فرانسیسی ڈاکٹر کو اجازت ملی تھی کہ بچشم خود زیارت کر لین۔ مگر وہ فرماتے ہین۔ دیکھا تو بے شک۔ مگر اوکی صورت کے دو تین آدمی ہین۔ خدا جانے میرے روبرو اصل تھی یا نقل۔ دوسرے مین دوربین تھا نہ بُرد ہوتا تو غور بھی کر سکتا۔

خیر صاحب شہنشاہ چین یا الشعر لے گئے۔ اس جھگڑے کو تو ہم نہین رہنے دیجیے۔ اب آپ کو جو کچھ کرنا ہو کیجیے چین کے شہنشاہ تو مدّت سے زندہ مردہ تھے ویسے ہی اب بھی بجھیے۔ زیادہ یکسوئی کار روائی مین درکار ہو تو زندہ مانیے۔ جب تک تمام باتین اوسی طرح واقع ہوتی رہتی ہین جس طرح شہنشاہ کی حیات مین ہوتی تہین اوس وقت تک کیا ضرور مردہ سمجھیے۔ آدمیون کے کام دیکھے جاتے ہین۔ ورنہ گوشت پوست کیا۔ جیسا ایک انسان کا ویسا دوسرے کا اور اگر فواد مخواہ ادھیڑ بُن ہی مین مصلحت ہو تو ایک اشتہار دیجیے کہ اگر کوئی شہنشاہ چین کی موت حیات کے جھگڑے کو سُلجھا دے تو دو سکہ سلطنت چین انعام مین دی جائے گی۔ ابھی لیجیے موت کی تصدیق ہو جائے گی۔ اور اگر خدانخواستہ زندہ بھی ہونگے تو چند روز کی مہلت مین مردہ ہو جائینگے۔

اور جو یہ بھی وقت سے خالی نہ نکلے تو کسی کو مقرر کیجیے ملک الموت کے سب رجسٹر معائنہ کر ڈالے۔ یا ملک عدم چلا جائے شہنشاہ کو وہین ڈھونڈھ آئے۔ ملجائین سلام بولے۔

سچ ہے کہ مالزادی کی رسی دراز ہے

پُرانی مثل ہے ”حرامزادے کی رسّی دراز ہے“ مگر حال مین جو طاعون کا کمیشن بمبئی مین بیٹھا تھا اوس مین کرنیل ٹی۔ ایس ویر افسر حفظان صحت نے جو بیان فرمایا ہے اوس سے اس ترمیم کی ضرورت معلوم ہوئی۔ کیا معنے کہ آپ نے طاعون کی دراز دستیون کی داستان مین کہا کہ اور لوگ تو ۹۰ فیصدی طاعون سے مر گئے۔ اور رنڈیون مین ایک بھی نہ مری لو یار و معجزہ دُنیا پر مرنے والو زری طاعون کی اس طرفداری کو غور سے دیکھو کہان تو مولوی۔ پنڈت۔ پادری اور دیگر مذہبی لوگ فرماتے تھے کہ یہ سب تمہارے اعمال سیہ کی سزا ہے۔ توبہ کرو استغفار پڑھو کہ خدا اس عذاب سے بچائے اور کہان یہان طاعون صاحب مُحِبّ مُحِبّ کے انہین کو چھوڑتے جاتے تھے جو سیات کے دلدل مین لت پت تھے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ ان منڈیون کو جنت کی قمریان کہنا شلطیات مین داخل ہے۔ مگر ان حضرت کی کارروائی سے معلوم ہوا کہ جنہون نے یہ خطاب اُنکو دیا ہے اُنہون نے کچھ سمجھ بُوجھ لیا ہے۔ اب خلائق اور مذہبی علما کچھ ہی فرمائین اور یون اشک شوئی کرین کہ نیک لوگون کو خدا نے اپنی محبت مین کھینچ لیا ہے اس سے وہ منذر طاعون ہوئے مگر بھائی صاحب مرنے جینے کے معاملے مین ان باتون سے ہر ایک کو تسکین نہین ہو سکتی اور شیطان ہزار ہزار وسوسے دل مین پیدا کر سکتا ہے۔

یون تو ہو شگافی کا ہر ایک کو ختیار ہے جو جی مین آئے کہے۔ مگر ہمارے ذہن مین تو اس ترجیح بلا مرجح کی وجہ یہ آتی ہے کہ حضرت طاعون بھی مثل عزرائیل فرشتہ تھے اور ہندوستان پر اس سزا سے خاص کی غرض سے اسپشل ڈیوٹی پر بھیجے گئے ہونگے۔ شدت فرشتگی یعنے معصومیت کی وجہ سے رنڈیون کی طرف رُخ نہ کر سکے۔ اور کیا عجب ہے ہاروت ماروت کا قصہ سُن چکے ہون جو حضرت دور رنڈیون زہرہ مشتری کی چاہ مین اب تک ٹپرے کنوئین جھانک رہے ہین۔ پس انہون نے مناسب یہی خیال کیا ہو گا کہ اس طرف رُخ ہی نہ کرو۔ برادر عزرائیل آئینگے ان کے کام کرنے والے انکو دیکھہ بھال لین گے۔ اور سمجھنے والے سمجھہ لین گے کہ اس گروہ کا دُنیا جہان مین کوئی پوچھنے والا نہین۔ حتے کہ موت بھی کم پوچھتی ہے۔

کانپور مین جوتون کا مینہ

آپ نے اولے - خاک - بالو - خون کا مینہ سنا ہوگا - اور دکن مین ایک دفعہ ہن برسنے کا بھی قصہ شاید گوش زد ہوا ہوگا مگر آپ جانئے اس طرح کے نیچرل فنامناسے بہت کچھ آب و ہوا کے اثر کو ملحوظ رکھا کرتے ہین اسوجہ سے کانپور مین جہان چرمی اسباب کے بڑے بڑے کارخانے ہین ایک دفعہ جوتون کا مینہ برسا - آپ شاید اعتراض کرین کونسل کی رپورٹ مین اس واقعے کا کہین تذکرہ نہین - مگر اس سے ہم کو کیا علاقہ کسی کے چھاپنے نہ چھاپنے سے واقعے پر کیا اثر پڑ سکتا ہے - ہان صحت کے البتہ ہم ذمہ دار ہین - اگر کسی صاحب کو شک ہو اخبار عام پڑھ لین - اور پھر آج کل اس مقدمہ کی چہل پہل سے خود ہی معلوم ہو جائے گا -

پورا قصہ یون ہے کہ کانپور مین ایک ڈاکٹر تیواری نے ٹھیکہ لیا تھا کہ کمسریٹ کو ایک قسم کے بوٹ مہیا کر دینگے چنانچہ آپ نے جب بوٹ تیار کرکے بھیجے - تو کمسریٹ والون نے ان مین سے تین سو رد کر دیے اور ڈاکٹر صاحب کو لکھا گیا کہ یہ ناکارہ مین لے جائیے - انہون نے کہا میری جوتی کی نوک کی پھٹ بھٹ سے بقول شخصے آ بیل تو مجھے مار کیون عمل کرون اور خسارہ اپنے سر لون - محکمہ کمسریٹ نے دیکھا یہ نقصان اسی محکمہ کے سر پڑتا ہے اور جوتیون مین دال بٹتی نظر آتی ہے - جج ایڈوکیٹ جنرل سے صلاح لی - انہون نے مشورہ دیا کہ لاجبریش خاوند ٹھیکہ دار اگر نہین لیتے تو اونکے گھر بھجوا دو -

گر نہ ستانی بہ ستم میرسد

چنانچہ کمسریٹ نے تین چھکڑون پر لاد کر اور دو یورپین افسرون کو سپرد کرکے ٹھیکہ دار کے ہان بھیج دیے - اور پہلے سے خبر دی کہ جوتے آتے ہین - کہین جائیے گا نہین - مگر ہوشیار اور بات کے پہلو کو بچانے والے ڈاکٹر صاحب ایسے کب تھے کہ اس حکم کی تعمیل بسر و چشم کرتے - جس وقت جوتے قریب پہونچے ہین یہ مزاحم ہوئے سپاہی تھے گورے انہون نے ایک نہ سنی اور جس طرح بنا سر راہ مکان کی روکار کے سامنے ہی ڈھیر کرنے لگے - ادھر سے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا گیا یعنی سارے بوٹ اوٹھا اوٹھا کر سڑک کے سر مارے گئے مول گنج کی سڑک پر گویا جوتون کا مینہ برس گیا جب اس پاپوش باری کی خبر پہونچی تو صاحب جائنٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ عام گزرگاہ سے جوتے ہٹا لیے جائین ورنہ ان کے مارے رستہ بند رہیگا چنانچہ آخرکار پھر کمسریٹ ہی والون نے اوٹھا کر لادے - جبراً قہراً اپنے گودام کے روبرو ڈھیر کر دیے - اور مقدمہ چلانے کی تدبیرین ہونے لگین -

اب کملی نہین چھوڑتی

سردی شروع ہوئی اور سرحدی گرمی نے ابتدا کی - ملاستان خدا جانے کم بخت کس کونے مین پڑا تھا کہ آج کل پھر اپنے ساتھیون کو لیکر سرحد پر بکر کو دمچانے اور نواب دیر کو دھمکانے لگا - بلکہ تازہ خبرون سے معلوم ہوا کہ ایک آدھ جھڑپ بھی ہوئی نواب دیر ہمارے دوست ہین - ہم انکو چترال کی سڑک کی حفاظت کو روپیہ پیسا بھی دیتے ہین - بس یہی وجہ ہے کہ ملا صاحب ان سے بگڑے ہین - اب دیکھنا یہ ہے کہ نواب صاحب ہماری طرف سے کیا کار نمایان کرتے اور ہمارے روپیہ کو کیونکر حلال کرکے کھاتے ہین - پایونیر تو اس بات پر خفا ہو گیا کہ نواب نے دیر کی - مگر اس کو شاید معلوم نہین کہ اون کا نام ہی نواب دیر ہے - اون سے دیر ہوئی تو کون بیجا بات ہوئی فارسی مثل ہے " دیر آید درست آید " دوسرے فوجی کارروائی مین ایکبارگی تین کام ہر جگہہ نہین ہو سکتے -

بعض لوگ واویلا مچانے لگے کہ سرحدیون کو چھیڑ کر گورنمنٹ خواہ مخواہ زیربار ہوتی ہے - جانین جاتی ہین - روپیہ خرچ ہوتا ہے - اور مفت خدا کی ٹھائین ٹھائین کھاتے ہین - مگر اونکو شاید معلوم نہین کہ سرحدی آویزش کچہ گورنمنٹ کی پیدا کی نہین ہوتی - اکثر اوسی طرف سے شرارت شروع ہوتی ہے - پھر شان شہنشاہی کیونکر گوارا کرے کہ کہا بے - ورنہ انعام اکرام مراسم خسروانہ مین ہماری سرکار کو کبھی تامل ہوا ہے اسے یار دمین سے ایک دم بیٹھنے تو دو پھر اپنے ملک کی اندرونی حالت درست کرنا ملک کے محاصل آخر ہین کس کے واسطے

کیا کوئی تم سے بڑھکر مستحق ہے۔

اب رہگیا یہ اعتراض کہ سرکار دبائی جاتی ہی کیون ہے جو وہ لوگ اپنے ملک کی آزادی کی طمع مین لڑ بیٹھتے ہین۔ سو اول جواب تو یہ ہے کہ یہ سب پچھلی باتون کا نتیجہ ہے۔ اب اُن کے تذکرے سے حاصل نہین۔ رنڈی کی کرائی محنت اکارت ہوتے دیکھی جاتی ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ اب وہ کب مہلت لینے دیتے ہین۔ اون کے سر پر شامت سوار ہو تو کیونکر سرکوبی نہ کی جائے تیسرے آخر اتنی فوج اتنا سامان ملک مین مہیا ہے۔ اگر کبہی کبہی کام نہ لیا جاے تو پہپوندی نہ لگ جائے فوج کے واسطے کوئی نہ کوئی مشغلہ ضرور رہنا چاہیے۔ ؎

رُکا وُ خوب نہین طبع کی روانی مین
کہ بُو فساد کی آتی ہے بند پانی مین

اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ اچہا آپ کی خاطر سے سب گوارا۔ مگر سرحدی کم بخت تو خود کوٹ کا دامن گستاخی کرتے ہین۔ فتنہ و بغاوت کی کہلی خواہ مخواہ

برن سے چھٹی جاتی ہے۔ پہر آخر کچھہ تہ بالا سرکار ہلائے یا نہین۔

داغی شعر

پنچ صاحب۔ تسلیم۔ مین نے بہی ل۔ ص۔ کی تحریر دیکھی اور سب باتون کا جواب تو حضرت مستفسر ہین مگر ایک امر مین البتہ مین بہی کچھہ عرض کرنے کی جراٴت کرتا ہون۔ جیسے جو معنی ارشاد ہوئے ہین آیا وہ کسی قسم کے قواعد مسلمہ سے نکالے گئے ہین یا بطور خود ہی قرار دیے گئے ہین۔ یا جن قواعد کی رُو سے شک رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ کسی اُستاد یا اساتذہ کے مسلمہ ہین یا خود ر و اصول پر ضرورتاً بنائے گئے ہین۔ مثلاً ارشاد ہے کہ ع

ہیرے کی کنی جان کے کہائی نہین جاتی

کے معنے یہ سمجھہ لو کہ کوئی جان بوجہ کر جان نہین دیتا۔ اور مصرعے کے الفاظ پر لحاظ نہ کرو۔ آخر یہ کن اصول پر ارشاد ہوا ہے۔ اور پہر اوس مصرعے کے الفاظ پہ بہی بحث ہے ہیرے کی کنی اور آنسو وغیرہ سے بہی بحث کی گئی ہے۔ اسکی وجہ ذہن مین نہین آئی کہ ایک جگہہ الفاظ مصرعہ نظر انداز کرنے اور دوسری جگہہ ملحوظ رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ اگر جناب ایسے اصول رائج ہو جائین تو مین تو دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ مین غلط سے غلط اور لچر سے لچر شعر کو اعلے شعر ثابت کر سکتا ہون۔ اور جو عیب از روے فن نکلے مین اُسی کو ایک قاعدہ قرار دے سکتا ہون چلیے فیصلہ ہے اور وہ بہی میرے موافق۔

راقم۔ تماشائی۔

ڈہر جا سے کب گون تا فتن
کہ جا با سپر باید انداختن

کلکتے مین تو اکثر رنڈیان بگہیون پر نکلتی ہین۔ لکہنؤ مین بہی بدایون کے چودہری مرحوم کی بدولت بی چودھرائن دو اسپہ لینڈو پیسوار ہوا کرتی تہین۔ ان مقامات پہ کوئی خرخشہ نہین ہوا۔ مگر علیگڑہ کی آب و ہوا شاید اس سواری پہ رنڈیون کو راس نہین۔ کیا سنتے کہ بی سُندر ایک دفعہ نکلین اور وہ بہی اس طرح کہ دو آگے سوار اور دو پیچھے سوار۔ حسن اتفاق سے کہین کنور لطف علی خان صاحب آرہے تہے۔ آپ سمجہے کوئی حاکم ضلع آرہا ہے گاڑی روک لی۔ دیکہا تو رنڈی۔ اور وہ بہی ایسی گستاخ کہ سلام تک نہین۔ بہت بگڑے اور رؤسا سے مشورہ کرکے دعوے کر دیا۔ بی صاحب کو ایک ہفتہ قید اور سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہو گئی دی گئی۔ رنڈی ہائی کورٹ ملکہ معظمہ تک پہونچی وہان سے حکم ہوا۔ تم بدستور سواری کرو۔ اب بی سُندر کی باچھین مارے خوشی کے تابناگوش پہونچین۔ اور مدار صاحب کے

جو طلب مین نے کیا مجھکو عنایت سے ملا
تیرے قربان مرے ناز اُٹھانے والے

گاتی بجاتی پہونچین۔ اس پر کنور صاحب اور کلکٹر صاحب کو اور بہی غصہ آیا۔ اور توہین کی نالش دائر کر دی ہے۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ مقدمہ دونون طرف زور دار ہے۔ دیکہین کون فریق رہتا ہے کون کہیس سے رہجاتا ہے۔

انسان کے حالات

حال مین ایک مختصر سا رسالہ منشی بشیر حسین صاحب تعلقدار گدیہ نے شایع کیا ہے جس کا نام ہے انسان کے حالات پر وقتاً فوقتاً خیال وغور کا سلسلہ۔ اس مین صاحب مضمون نے شگفتہ سہل طرز بیان مین انسان کی ابتدائی حالت متعلق بہ علم بیان کی ہے۔ اور جا بجا سائنس وغیرہ کی ابتدا و ترقی کی جانب بھی اشارہ کیا ہے۔

ہمارے نزدیک اس طرح کے مضامین اُردو کے کورس کی کتابون مین اگر لیے جائین تو نہایت ہی مناسب ہو۔ اور طلبا کو بہت فائدہ پہونچا ئین جن صاحب کو شوق معائنہ ہو مصنف صاحب سے طلب فرمائین۔

اطلاع

سال ختم ہو رہا ہے۔ باقیدار حضرات قیمت مرحمت فرما کر اطاعت فرمائین۔

ناول مرزا استا

یہ ناول جو سابق مین ہمراہ اودہ پنچ شایع ہوتا تھا آخر سال مین اُن حضرات کی خدمت مین روانہ ہوگا جو پورے سال بھر تک خریدار رہین گے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کیلیے

ردیف ضمیمہ پہلا حصہ

ایک سچا اور دلکش ناول۔ مصنفۂ مرزا محمد عباس حسین ہوش لکھنوی جو حال مین چھپکر تیار ہوا ہے مختلف واقعات کا مخزن۔ دلچسپ تصویرون کا البم۔ پُرتاثیر سینون کا معدن قیمت باوجود ضخیم ہوجانے کے ایک روپیہ

نوٹ۔ جو صاحب اس اشتہار کو چار یا پانچ مرتبہ چھاپ کر اپنا اخبار مرحمت فرمائین گے ایک کاپی اس ناول کی دفتر اودہ پنچ کی وساطت سے نذر کی جائے گی۔

المشتہر
محمد عسکری لکھنو
جھوائی ٹولہ

---

(۱)

بمبئی بڑودہ سنٹرل انڈیا راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خرید شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹورکیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خریدنا سال شیشم۔ انبہ۔ دیودار اور ببول کے لٹھون کا منظور ہے۔ لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت مین صاحب موصوف کے بمقام اجمیر معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کے روانہ کرے۔ ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار لٹھونکا معہ شرائط ضروری کے موجود ہے۔ یہ ٹینڈر تاریخ ۲۰ - دسمبر ۱۸۹۷ء کو دوپہر دن کے وقت سے قبل دفتر صاحب موصوف مین پہونچ جانی چاہئین۔ بعد [illegible] جائین گے۔ اور کل [illegible]

دئیے ہونگے۔

ٹھیکہ دارون کو بعد ارسال ٹینڈر معہ زربیعانہ اپنا اسٹاک لٹھون کا بہ لحاظ اس کے کہ لٹھہ کس قسم کے ہین لیعنے اچھے ہین یا خراب معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جائے گا۔ ٹینڈر کے لفافہ پہ یہہ الفاظ انگریزی مین لکھین

Tender for supply of Timber Logs.

اور اوسکے ساتھہ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زربیعانہ پورے کرنسی یا پرامیسری نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر کچھہ لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا جائے تو بنام اجینٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی و راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے۔ در انحالیکہ کسی ٹھیکہ دار کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے اور وہ عہد نامہ کمپنی پر ٹکٹ چسپان کر کے دستخط کرنے سے انکار کرے گا تو ایک ہزار روپیہ زربیعانہ ضبط کیا جاوے گا۔ اور جس کا ٹھیکہ منظور کیا جاویگا اوس کا زربیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت کے تا اختتام ٹھیکہ جمع رہیگا اور اگر ٹھیکہ دار لٹھہ مہیا نہ کر سکیگا یا کوئی بد معاملگی ظہور مین آوے گی تو ٹھیکہ اُسکا فوراً منسوخ کر کے زرضمانت ضبط کیا جاویگا اور اجینٹ صاحب بہادر کو اختیار ہے کہ بہ نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹھیکہ چاہین گے قبول اور منظور کرین گے فقط

دستخط انگریزی
صاحب ڈپٹی اسٹورکیپر

Ajmere 1st Dec.
97

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہی ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ غبار وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی ہی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سے فائدہ اٹھاسکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ معمولی سرمہ فی تولہ ۸ علاوہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر شیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار شیا سنگھ صاحب نے بنایا دیا خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھوں مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے مشورہ دیتے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند۔ غبار ش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے سچ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے۔ مزید ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔ راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند تولہ طلب کرکے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا دھند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر شیودت رام ویٹرنری انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے۔ مینے آجتک آنکھوں کی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین مرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی۔ پردہ کا نیا اور اکثر حصہ کوٹ مین سخت نقصان تھا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار شیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھ مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضونپر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور بہتر ثابت ہوا میری راے مین آپکا سرمہ مثل لوٹیہ کو نہین بذریعہ [illegible] ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے ویلیو پے ایبل پوسٹ بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خاں انچارج میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر شیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مینے آپکے بیان سفید سرمہ ممیرے کا شوق کرکے استعمال کیا۔ حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے۔ راقم۔ صاحبزادہ کنور جیت پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین پانچ سو فیصد کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر شیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

یاران ؟

مسٹر پنچ کے بیسیوں کا مدد اغی تیر کے، دو قمچ تین کا سے ہو گئے۔ ہمارے حضرت مستفسر کی جدت پسند طبیعت نے ایک ننھا سا چٹکلا چھوڑ کے ایک شعر کی بدولت سارے دیوان کو داغی بنا دیا۔ وہ وہ نشانے بازی اور تیر اندازی ہوئی کہ مصل جل۔ دلائل صحیحہ پر تاویلات رکیکہ اعتراض پر ڈھونڈے جواب نہ سر نہ پاؤن۔ حق یہ ہے کہ مستفسر صاحب کا استفتا یا استفسار نہایت صحیح اور درست۔ مضمون تخئیل بندش شعر مذکور کی ضرور ہی قابل اعتراض آنسو بحیثیت جمع اور میان ہیرے کی کنی بصورت واحد استعمال ناجائز ہین اگر سقم پیدا کر گئے۔ لاکھ لاکھ نہ ورلگائیے جاتی کچھ شنوائی نہین۔ یہ داغ کلنک کا ٹیکا ہو گیا مگر لفجوائے کل جدید لذیذ اب اُن آنسوؤن کو پی جانے دیجیے اور ہیرا اگرچہ بوجہ قلت کنی کے نام سے پکارا گیا ہے مگر آپ اسکو عجائب خانے بھجوا دیجیے۔ شعر مذکور کی جان داغ کا پیچھا چھوڑیے۔ اور ذرا متوجہ ہو جائیے اس جانب جو خاکسار عرض فرماتا ہے۔"

گلزار داغ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ صفحہ ۹۳ مین اس شعر پر مجھے بھی استفسار کی ضرورت آ پڑی۔ آپ حضرات فرمائین کہ آیا بندش غلطی پر ہے؟ یا داغ؟

وھو ہذا

آپکی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہین
یہ تو مجھ کم بخت کا حال پریشان ہو گیا

اگر "یہ" کی ضمیر برہم مزاجی کی طرف پھیرتے ہین تو علاوہ اس سقم دعلت کے کہ ضمیر برہم نہین پھرتی "حال پریشان ہو گیا" سے جوڑ لگا جاتا ہے۔ اگر ٹھکانے کی جانب بخیال اقرب ضمیر مذکورہ کو زبردستی پھیر دین تو معنی و مطلب بے ٹھکانے ہوئے جاتے ہین۔ ٹھکانا حال پریشان ہو نہین سکتا اگر "اُنکی برہم مزاجی کو" "اسکے" حال پریشان سے گڈمڈ کر دین تو ہو گئی چاہیے۔ نہ ہو گیا۔ بہرنہج شعر مذکور اس قابل ضرور معلوم ہوتا ہے کہ لائق نامہ نگاران اودھ پنچ اپنی اپنی راے لکھ کر مجھے یا کسی دوسرے کو قائل کرین۔

راقم
خبط مین گرفتار

غزل بے بدل

جناب پنچ صاحب۔ تسلیم۔ بسرمری بھی ایک غزل چھاپ دیجیے۔ اگرچہ گلدستے اتنے نکلتے ہین مگر کوئی حسب مہربانی نہین کرتے۔ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے میرا کلام دقیق اور ابلغ ہوا کرتا ہے۔ کوئی سمجھتا نہین آپ کے ناظرین کسو ٹی کی جڑ والا مضمون پڑھتے پڑھتے غالباً سمجھدار ہو گئے ہون اُن سے داد ملنے کی اُمید ہے۔

میان شکوہ بت خانہ غل اللہ اکبر کا
تعجب ہے کہ ہو کعبے مین طوطے کو مقدر کا
چھپاے نرگس شہلا کو اپنے دیدۂ دل مین
تماشا ہو گل خورشید مین شربت گل تر کا
میان مردم چشمک نرالا گل یہ پھولا ہے
گل زنبق کی آنکھون مین کھلا ہی گل صنوبر کا
خیال گیسوے جانان ہے دلمین اپنے اِن دنون
گمھمان زردیا ہے آجکل اللہ کے گھر کا
گریبان قضا نے موت کے نیچے مین کھینچا ہے
بچھونا ہے گل خاشاک کے بیہون پہ بستر کا
رسالہ قسمت تقدیر کا پڑھنا ہے ناممکن
لکھا ہے سرنوشت بخت نے قصہ مقدر کا
کٹورا انگشت شبنم کا دود چشم جیحون پر
حساب بحر گردون ہو نمونہ غم کے خوگر کا
عرق آلود مسی ہے لب گلہاے رنگین پر
پسینہ بنکے ٹپکا ہے یہان کبریت احمر کا
کسی شیرین ادا کے شربت دیدار نے دنکو
ہوا سے قمر دھوان چھپکا ہے نم بنکر گل تر کا

سفاہت سے غرض تھی اک سفیہ پھر بان ورنہ
ریاض دہر مین قصہ نہ پایا خونکے محضر کا

راقم
سفیہ

مار کھانے کی باتین

ایک صاحب مفتی پنچ کے [...] پر
پاؤن کا سیجھڑا اتار نے تبت کی سیر کو تشریف
کا پورٹ لینڈ [...] گئے۔ وہان اچھی طرح معانی
ہوئی۔ پکڑے گئے۔ قید ہوئے۔ سزا پائی۔
مصیبت سہی اور خدا خدا کرکے سخت جانی
کی بدولت اور صولت برطانیہ کے صدقے
مین معہ ناک کان صحیح سلامت واپس
آئے۔ اب آپ نے رائے دینا شروع
کی ہے کہ تبت کا ملک بہت اچھا۔ آب
ہوا بہت اچھی۔ قابل رہنے بسنے قبضہ
کرنے۔ یعنی فتح کر لینے کے ہے۔

بات تو بہت اچھی نہایت مفید
بے حد نفع کی ہے۔ نہ فتح کرنا مشکل۔ نہ
لے لینا دقت طلب۔ دنیا مین یہی ہوتا
آیا ہے۔ اور یہی ہوتا چلا جائے گا۔ مگر
جب تک یہ منصوبہ پورا ہو تب تک
یہ بات ہے مار کھانے کی۔

تبتیے اسی خیال سے تو وحشی ملکون
مین اجنبی سیاح کو اپنے ہان آنے نہین
دیتے۔ اور اگر کوئی کسی حکمت سے پہونچگیا
تو پھر اسکو سزا بھی خوب دیتے ہین بلکہ
بعض مقامات پر تو نوش جان تک کر جاتے
ہین۔ الغرض۔ انکو راستہ ابھی تبت والے
[...] کس قدر جانے سے باہر
[...] ۔ اور پھر اگر کوئی صاحب اُدھر ہو
نکلیں تو اچھی طرح چھٹی کا دودھ یاد دلا دین
مگر ایک بات یہ بھی اچھی ہے کہ
اپنے [...] دیکھ کر ہر شخص کی رال ٹپک پڑتی ہے

اور جس کا مقصد بس چلتا ہے اُس قدر
اُس کے حاصل کرنے کی فکر مین کرتا ہے
اگر یہ بات نہ ہو تو شہنشاہان اولوالعزم فاتحان
کو دوڑ ہین۔ نہ قزاق اور ڈاکو رہین۔ کہ [...]
دنیا سے ہنگامہ کی چہل پہل۔ رونق۔ دھوم
دھام۔ سب سرد ہو جائے۔ اور شاید زندگی
بھی بہت کچھ پھیکی۔ بے مزہ۔ سیٹھی ہو جائے
اس کے علاوہ مثل مشہور ہے
آرزو در جوانی عیب نیست۔ اب اس
مین جا ہے ایک فرد بشر ہو جائے کوئی
قوم یا گروہ ہو۔ چونکہ قوم انگریزی کا
سلامتی سے شباب ہے۔ اسکی اُمیدین
بڑھی ہوئی ہین۔ اگر سیاح صاحب نے
تبت ہی کی آرزو کی تو کون دنیا سے
نرالی بات کی ہم تو یہ شعر سن چکے ہین۔

دولت حرم بود و مرا [...] نیست
این کعبہ [...]

اگر خدا نے ایسا کیا اور تبت کی قسمت
جاگی۔ انگریزی مقبوضات کا جزر سمالیہ
طے کرتا تبت پر چڑھگیا تو سمجھو انگریزی
عملداری کا بول بالا ہو گیا۔ کیا معنے کہ
یہ ملک کرہ زمین کی ساری سطح کے
بہ نسبت بدرجہا بلند تر ہے۔ وہان کی
نعمتین جو سبکو نصیب ہونگی اونکا کوئی حد
شمار ہو ہی نہین سکتا۔ اور چونکہ صحرائے
گوبی بھی قریب ہے اور وہان کے لق و دق
ریگستان کی گرم و خشک ہوا صبح شام
جیسا کہ مین اُون بنکر خلا پیدا کرتی
اور سمندر کی مرطوب ہوا کو کھینچتی ہے
جس سے بادل ہمالیہ سے ٹکرا ٹکرا کر
ہندوستان مین بارش کے باعث
ہوتے ہین۔ اس سے یہان مینہ برسانا
بھی سائنس کی مدد سے بہت کچھ احاطہ
اختیار مین ہو جائے گا۔ اور یہ جو ہمارے
وطن کی خشکسالی سے قحط کا رونا رہا کرتا ہے

وہ بھی کم ہوگا۔ اور سب سے اہم بات تو یہ
کہ لامہ گرو سے ملاقات کی ٹھہرے گی۔ جنکا
یہ حال ہے کہ سیکڑون برس کے بعد اگر مرتے
بھی ہین تو تناسخ کا عملی ثبوت دینے کو کہین
نہ کہین پھر پیدا ہو جاتے ہین۔ پس ہم
ہندوستانی جو بودھ مذہب سے ہزار ہا
برس سے نا واقف ہو گئے ہین پھر اوسکے کرشمے
دیکھین گے۔ اور کم سے کم تھیاسوفسٹ تو
بہت ہی خوش ہونگے۔

ایک صاحب نے تو یہ بھی ظاہر کیا
ہے کہ انہین لاما لوگون مین کسی کے ہان
ایک نسخہ انجیل بھی بہت پرانا قدیم موجود ہے
اگرچہ اہل کتاب کے ہان کہین
پتا نہین چلتا کہ حضرت عیسے تبت تک
تشریف لائے تھے مگر نبیون پیمبرون کی سب
ہی باتین سمجھ مین نہین آ سکتین اور
آپ کی اُمت تو
خدا کی باتین خدا ہی جانے
تک کہہ سکتی ہے۔ پس کیا عجب آپ نے
انجیل کو بطور مثل خیمہ۔ پا تراب۔ ہراول
براعت الاستہلال۔ تمہید۔ دیباچہ
پوسٹ کر دیا ہو۔ اور آپ قریب قیامت
وہین سے نزول اجلال فرمائین۔ اگر ہماری
گورنمنٹ کی عملداری ہوئی تو بڑی آسانی
سے سب سے پہلے ہم ہندوستانیون کو
زیارت نصیب ہوگی۔

اب رہے وہ لوگ جو خواہ مخواہ
منہ ہی کی چندی نکالین گے کہ ملک مین اتنا
روپیہ کہان کہ مہم تبت مین صرف ہو۔ اور خواہ
مخواہ چین اور نیپال سے جھگڑا مول لیا
جائے۔ اُنکے واسطے یہی جواب کافی ہے کہ
چین تو عنقریب چین بولا جاتا ہے اُس کی
سلطنت روس اور انگلستان مین ضرور
ہی تقسیم ہوگی۔ رہا نیپال وہ ہمارا دوست
ہے۔ گاڑی بھر راستہ بہرحال دے ہی دیگا

تبت کی تھاہ

پھر اسد سے تفا یا اشک کی وہ
بھرمار ہوگی کہ اوس اشک کے بجائے گا
اور غالب کے اس شعر کے پر غلط نسخ کھینچ دیا
جائے گا۔ ع
اشک اگر مہنگا ہے تو کیا اون کا بھی کال ہے
اسد یار الفیو لی بھائیو تم کو بھی وہ ۔۔۔ لاسہ
ویت کی جو رہلائی ہو کہ تم بھی یاد کرو ہر
گورنمنٹ پر سرکار کو نہایت گرم جوشی سے
دعا دیتے رہو۔

البرامکہ

بیچارے ملّا دو چار دہ تو صرف الفا
لکھ کر الف لام کی بہت پھبتیان ایک دفعہ
داغ کر آتشبازی کا تماشا دکھا گئے تھے
مگر ہمارے مولینا شبلی ایک بہت دور
تک الف لام کی سُرنگ لگانی چاہتے
ہین۔ المامون۔ الفاروق۔ الجزیہ
الا غیرہ۔ الوغیرہ۔
پھر آپ جانیے چراغ سے چراغ
جلتا ہے۔ مہتاب سے پھلجھڑی سے
انار گمٹن چکر چرخی مین آگ دیجاتی ہے

قلعے واشے جاتے ہین۔ بس اسی طرح
ہمارے مولوی عبدالرزاق صاحب نے
بھی المامون کو دیکھکر وزارت عباسیہ
کے چشم و چراغ البرامکہ پر نظر توجہ فرمائی
جناب شبلی نے بادشاہت چاہی تو مولوی
صاحب نے وزارت اختیار کی۔ اور
یہ کتاب آل برمک پر لکھ ڈالی۔
عربی فارسی کے علم ادب والے
بخوبی آگاہ ہین کہ ان برمکیون کی سخاوت
سے کس قدر لٹریچر بھرا پڑا ہے اور
اس کی وجہ یہ ہے کہ انہون نے اہل علم
فضلا اور خاصکر شعرا مغنیون پر کرورون
اُڑا دیئے تھے اُن بیچارون کے پاس
بجز قلم کے اور کیا تھا۔ انہون نے بھی
احسان کا بدلہ وہ کیا کہ حاتم۔ رستم
نوشیروان اور خدا جانے کس کس سے
جا بھڑایا۔ اور ساتھ ہی اسکے اپنے
کمال کو ظاہر کر گئے۔
لائق مصنف نے برامکہ کا حال
بڑی تحقیق تدقیق اور تنقیح سے جمع کیا
اور جہان تک ہو سکا اُس کو مورخانہ
طرز سے ادا کیا۔ اگر کوئی شخص آج کل
کے فن تاریخ نگاری کے معیار سے جو
یورپ نے اختیار کیا ہے جانچے تو البتہ
کچھ چون و چرا کر سکتا ہے۔ باقی حالات
جمع کرنے اور اُن کو سلسلے کے ساتھ
بیان کرنے کا کام تو اس خوش اسلوبی سے
انجام دیا ہے کہ بے تحاشا کلمہ تحسین زبان
سے نکلتا ہے۔
اس کتاب کی جان قتل برامکہ کا
واقعہ ہے اور جعفر و عباسہ کا قصہ اس
ساری برات کا دولہا۔ اس مین لائق مصنف
کو بہت کچھ مورخانہ قابلیت صرف کرنی پڑی
ہے اور بلاشبہ اکثر ناظرین کے سامنے بہت
کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ مگر ہم ایسے [illegible]
کو مذہبی تعصب کی نجاست سے (جو آزاد
مورخ کی شان کے بالکل خلاف ہے)
پاک نہین پاتے۔ ایسے حادثے اسی خبیث
مادے سے پیدا ہوتے اور ایسا ہی خبیث
اون کا علاج لازم ہوتا ہے۔ درستی
جعفر و عباسہ کا قصہ بجائے واقعہ تاریخی کے
افسانے کا رنگ لیے ہوئے معلوم ہوتا ہے
اوس سے صرف اُتنا ہی کام لینا چاہیے جتنا
انگریزی ناول نگار مصنف "الرشید"
نے لیا ہے۔ اور جس کا چربہ حکیم محمد علی خان
صاحب ناول جعفر و عباسہ اور [illegible]
صاحب مصنف ناول رزم و بزم نے اُردو
مین اُتارا ہے۔ وہ اس قابل نہین کہ کوئی
مورخ اوسکو معتبر بالشان کر کے معرض بحث
مین لاسکے۔
جس قدر ایک لائق ہوشیار مدبّر
بادشاہ سے جعفر و عباسہ کے بارے مین خلاف
فطرت انسانی شرط لگانا تعجب انگیز ہے اوسی
قدر اُس کی ایسی برہمی اور برامکہ کا قتل و قمع
اور اُس کے طرفدارون ثناخوانون تک پر
عتاب و عذاب اور ساتھ ہی ساتھ ترحم
اور تاسف ایک عجیب خلط مبحث کی داستان
ہے۔ ایک طرف تو برامکہ کی روحین غالب
کی زبان سے پکارتی ہین ؎
کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
اور دوسری طرف شیخ سعدی کے الفاظ کی
صدا گونج رہی ہے ؏ گاہے بسلامے برنجند
گاہے بدشنامے خلعت دہند
ہمارے نزدیک سب کا جواب صرف
یہی ہو سکتا ہے کہ سب بادشاہ تھے اور خود مختار
تھے۔ جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ جو چاہا کیا
اور اُنپر کیا منحصر ہے۔ حکومت کی شان
یہی ہے۔ نہ مسلمان پر موقوف ہے نہ ہندو
پر نہ عیسائی پر۔ نہ ایشیا پر منحصر ہے نہ یورپ

لائق مصنف نے اسکے بیان کرنے مین بڑی ایمانداری پر ملحوظ رکھی ہے کہ حکومت اور وزارت دونون پہاڑون کے بیچ سے صحیح سلامت نکل گئے - اور کسی جگہ نہ اٹکے - نہ ٹھوکر کھائی - ہان اور ون سے اُلجھ گئے تو مضائقہ نہین - اُنسے اُلجھنے کو تو کمرہمت باندہی ہی تھی - جیسی محنت سے یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے ویسی ہی مشقت سے چھپائی ہی گئی - اور بیدریغ مصارف غالباً اس اطمینان پر گوارا ہی کیے گئے کہ تاریخ دوست حضرات سے اُمید ہے کہ ہاتہون ہاتہ خرید کرکے بہت جلد زینت کتب خانہ بنائینگے - قیمت عیار مقرر ہے مصنف سے بمقام کانپور ہالسی روڈ مل سکتی ہے -

کوئی دیکھے لاسے گلاے کے پھول | ہم اپنے کسونجی کی جڑ دیکھتے ہین

نمبر ۳

جب تک سرزمین سخن پر تا میہ سے چمنستان شاعری تر و تازہ ہے گلدستون کی کمی نہین ہوسکتی - پھر آپ جانیے کسونجی کی جڑ کا کیون قحط پڑنے لگا - چنانچہ اس دفعہ بھی تھوڑی سی ضیافت نظارگیان کیجاتی ہے -

شاعر	شعر		حاشیہ
	رشید التجارت بابت نومبر ۱۸۹۸ء		
جلیل	یہ چھیڑ کیا ہے کہ وہ خون رُلا دیتے ہین	ہمارے زخمون کو ہنسے مگر ہنسی کی طرح	اسکو ہنسنا نہین حرکت رسید کرنا کہتے ہین - ہنسی آپ کے دلپر نشتر کا کام دے سکتی ہو - مگر زخم پر نہین
"	ہمارا پیار ہے اُنکے لیے نسیم بہار	کہ اُنہ جو چوم لیا کھل گئے کلی کی طرح	کلی کی طرح کھلنا ہو گا تو پھول کی طرح بستہ ہونا بھی ہو گا
حسام	نشے مین دیکھا آج وہ اُبھرا جوبن	ہاتہ آیا ہمین گویا ثمر جام شراب	نشہ اسی لیے تو بُرا ہے کہ آدمی جورو کو امان کہنے لگتا ہے -
	ارمغان بابت اکتوبر ۱۸۹۸ء		
ادیب	پہلے ہی سے یہ کہتے تھے ہم مبتلا ہو وہ	دیکھا ہمارا آپ پہ دل مٹ گیا نہین	یا بندش بدلیے یا ردیف کے پہلے لگا دیجیے -
امیر مچھلی شہری	خلوت مین اُسنے پھر مجھے گلے لگوا لیا	ہان وہ ہی مخفل مین کوئی آیا گیا نہین	خلوت مین وہ مخفل مخفل تہمت لگانے کو رکھے - مضائقہ نہین - مگر وہ دوسرا ہے کون جو چھٹا -
عرش	انسان کس طرح سے ہاتھ ہتے ہین بھلا	ملک عدم مین سُنتے ہین کہ بہ ہوا نہین	اگر عدم مین انسان کا وجود ہو تو آب و ہوا بھی تشویش نہ کیجیے -
"	آنکھین ہماری رونے سے کیون پھوٹنے لگین	شیشہ نہین یہ دل نہین کچھ بلبلا نہین	بلبلا ایک - آنکھین دو - ایک پھوڑ ہی تو ہرج نہین آنٹے والی کے عاشق -
"	دانہ نہین یہ مردم دیدہ ہی آنکھ مین	گردش مین پتلیان ہین تو کیا آسیا نہین	
"	نیلام کیون نہوتے علائق ہمارے عرش	وہ کونسی ہی شے ہے جسے آخر فنا نہین	نیلام بمعنی فنا - نیا لغت ہے -
فسریہ	وہ دل نہین ہے جس مین کچھ کوئی متعا	وہ مُنہ نہین ہے جس مین ترا ذکر انہین	ظرف بجاسے مظروف - مراد زبان
	خدنگ نظر یکم دسمبر ۱۸۹۹ء		
اعجاز مٹروچی	روبرو اُس ماہ کے جام شراب انکو ہے	آفتاب حشر پیش آفتاب آنکو ہے	کیا ترقی ہے - ماہ کے روبرو جام شراب اور آفتاب کے آگے آفتاب حشر - جام کی طرف سے شکریہ قبول ہو - معشوق سے تو صرف آنکھ لگی تہی اور شراب تو سے مُنہ لگی -
"	یہ لڑکپن یہ نزاکت یہ ادا یہ سادگی	صاف گویا ہین کہ اب اُنکا شباب آنیکو ہے	نزاکت اور سادگی کے بعد شباب کو جھک مار کر آنا پڑے گا -

شاعر	شعر		حاشیہ
"	محفل عشرت مین کیونکر خوش ہیں سب [illegible]	کونسا غنچہ دہن جانِ مزاج آپکو ہے	ہوسے [illegible]ن ہے تو موسے دہن کیون نہ ہو۔ موسے [illegible] کو توحق [illegible] حاصل ہے۔
آبرو	دیکھکر سیے عرق آلودہ مین بیہوش ہون	چھینٹے دینے کے لیے رخ پہ گلاب آپکو ہے	آ گو گیا ہے۔ صرف ردیف کی خاطر سے اتکار ہے
شور	صحبت اغیار کی تاثیر تم پر ہوگئی	وہ طبیعت اب کہاں کچھ انقلاب آپکو ہے	تاثیر تو ہوئی۔ پھر انقلاب مین کیا دیر ہے۔
ترک (پردہ نشین)	بلغ عامہ آج ہی غیرت فردوس تو کر دین	ایسلیے دوا ما اعدت عالیجناب آپکو ہے	فکر کہیں قدر ہمت اوست۔ باغ عامہ بلا تشبیہ مبنی [illegible] کا باغ۔

معیار بابت اکتوبر ۱۸۹۶ء

شاعر	شعر		حاشیہ
حیرت	زلف شبگون تری ای یار جو برہم نہ ہے	ہمسے وارفتہ مزاجونکا یہ عالم نہ ہے	شب گون [illegible] اس واسطے کہ کوئی یار کو سن سفید
عشرت	جھوٹ سچ اسلیے اغیار کہا کرتے ہین	تاکہ یہ لطف رہے آپ سے باہم نہ ہے	[illegible] آپ پر [illegible] آتا ہے۔
"	روئینگے مجکو ہمیشہ مرے ہنسنے والے	غیر ممکن ہے وفادار کا ماتم نہ رہے	معشوقون کی صفات نقد نہین۔ تماشائی کہتی ہا ن دن کو آپ کی وفاداری کی کیا پروا۔

اشتہار حسرت یار

(ہم خرما و ہم ثواب)

نظارگیان حسن و جمال۔ وچاشنی چشان غنج و دلال۔ نوجوانان حسن اخلاق شناس۔ وعیش پرستان تہذیب اساس کی خدمت مین عارض مدعا کو غازہ بیان ہے

یون آب وتاب دی جاتی اور معشوقہ سبب زیو سالفاظ سے اس طرح ہر سنت کی جاتی ہے کہ حسن بھی ایک دولت ہے جسکے مہاجن یا بنک گھر یا اغل و سجہ عمرات ہم لوگ سمجھے جاتے ہین۔ پس جس طرح اُس کی خیرات مناسب ہے اسی طرح اسکی بھی۔ اور اگر کوئی خیرات کا کام اس مین مدغم۔ ملفوف۔ مخلوط کر دیا جائے تو واہ وا۔ اُسکا کیا کہنا۔

چنانچہ آج کل تہذیب اور ترقی کے عہد مین اسکی وقع بھی بہت خوش اسلوبی سے نکل آئی۔ مینا بازار مین حسین اور خوبصورت لیڈیون کا سودا بکا اور خاطر خواہ نفع کما کر خیرات خانون مین دینا ہم خرما و ہم ثواب کی لذت بخشتا اور سیئات اور حسنات کی گرمی سردی ہو کر معتدل مزاج پیدا کرتا ہے۔

حال مین سُنا گیا ہے کہ امریکہ مین ایک حسینہ مہ جبینہ سلگ من نے جو ملک حسن کی ملکہ ہین سلامتی سے ارادہ کیا ہے کہ اپنے رخسار با صفا کا بوسہ نیلام کرین۔ اور جو قیمت آئے خیرات مین دین گی یہ تو مثل مشہور ہی ہے خربزہ خربزے کو دیکھکر رنگ پکڑتا ہے۔ آپ کی لونڈی نے جب یہ سُنا تو سنی نہ رہا گیا۔ اُس نے کمر ہمت باندھی ہے اور بوسے کے نیلام کا ایک کارخانہ کھول دیا ہے۔ اور اس قدر جدت و ندرت بھی کی گئی ہے کہ اگر کوئی صاحب مال نیلام شدہ واپس کرنا چاہین گے تو پھیر بھی لیا جائے گا۔ ہان قیمت البتہ نہ واپس ہوگی۔ بلکہ نیلام کی قیمت سے ڈیوڑھی تقصیر دہی ہوگی جس کا نام جرمانہ احمقانہ۔ یا بوسانہ قرار دیا گیا ہے۔

ابھی چونکہ نئی بات ہے۔ ممکن ہے ہندوستان کی چار دیواری مین بند رہنے والی۔ کچ دلی۔ وحشی عورتین کچھ ہچکچائین۔ شرمائین۔ لجائین۔ اون کا دل دھکڑ پکڑ کرے۔ مگر بعد چندے مولوی محب حسین حیدرآبادی اور مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی کی کوشش سے پردہ اُلٹ کر سر بازار نکل پڑین گی اور روشن خیالی اس خیرات پر آمادہ کرے گی اُس وقت سینڈیکیٹ۔ جائنٹ اسٹاک کمپنی وغیرہ قائم کرنے مین کوئی تامل نہ ہوگا۔

راقم
قمری جنت ساکنہ چکلہ

لوکل علیہ الرحمتہ

سردی بڑے زوروں پہ ہے ایک آدھ روز گرا بر اور بوندا باندی نے ستم ہی ڈھایا ہے۔

پنڈت منبس گوپال وکیل کے مقدمہ قتل مین اکبر الہ — ٹپو اور اوزکا [illegible] سپرد سیشن ہوئے اور پانچ گلریا کے تعلقدار کی بھی شہادت لی گئی — بندوق آپ ہی کی تھی مگر بیان ہے آپ نے مقتول کو درستی کے واسطے دی تھی اور انکار کیا کہ ٹپو بعد قتل میرے پاس نہین گیا تھا۔

رام دیو اور چندر بلی تعلقداران مجرم جعلسازی کو ۳ سال قید اور آٹھ آٹھ ہزار روپیہ جرمانہ — سزا ہوئی۔

فصلائے عام ہی یاران نکتہ دان کے لیے

ربط ضبط پہلا حصہ

ایک سچا اور دلکش ناول مصنفہ مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش لکھنوی جو حال مین چھپکر تیار ہوا ہے — مختلف واقعات کا مخزن — دلچسپ تصویرون کا البم — پرتاثیر سینون کا معدن — قیمت باوصف ضخیم ہوجانے کے [illegible] —

نوٹ — جو صاحب اس اشتہار کو چار پانچ مرتبہ چھاپ کر اپنا اخبار مرحمت فرمائین تو انکے ایک کاپی اس ناول کی دفتر اودھ پنچ کی وساطت سے نذر کی جائے گی۔

المشتہر
محمد شکری — لکھنؤ جھوائی ٹولہ

---

(۲)

بمبئی بڑودہ سنٹرل انڈیا راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خرید شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹور کیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خریدنا سال — شیشم — آبنوس — دیودار اور ببول کے لٹھون کا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر لینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت مین صاحب موصوف کے بمقام اجمیر معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کے روانہ کرے — ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار لٹھون کا معہ شرائط ضروری کے موجود ہے — یہ ٹینڈر تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو دو پہرون کے وقت سے قبل دفتر صاحب موصوف مین پہونچ جانی چاہیین — بعد بارہ بجے کے نہ لی جائین گی — اور کل لٹھہ قبل اختتام ماہ فروری ۱۸۹۹ء [illegible] دینے ہونگے۔

ٹھیکہ دارون کو معہ درخواست ٹینڈر [illegible] بیعانہ اپنا اسٹاک لٹھون کا بہ لحاظ اس کے کہ لٹھہ کس قسم کے ہین یعنی اچھے ہین یا خراب معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جائے گا — ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی مین لکھین

Tender for supply of Timber logs

اور اس کے ساتھ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زر بیعانہ پورے کرنسی یا پرامیسری نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر کچھ لحاظ نہ کیا جائے گا — اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا جائے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی و راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے — اور وہ بنام کمپنی پر ٹکٹ چسپان کرکے دستخط کرنے سے انکار کرے گا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ ضبط کیا جاوے گا — اور جس کا ٹھیکہ منظور کیا جاویگا اور اس کا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت کے تا اختتام ٹھیکہ جمع رہیگا اور اگر ٹھیکہ دار لٹھہ مہیا نہ کرسکے گا یا کوئی بدمعاملگی ظہور مین آوے گی تو ٹھیکہ اسکا فوراً منسوخ کرکے زر ضمانت ضبط کیا جاویگا اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار ہے کہ بہ نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹھیکہ چاہین گے قبول اور منظور کرینگے۔

دستخط انگریزی
صاحب ڈپٹی اسٹور کیپر

Ajmer
1st Dec. 1898

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پرفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دہند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ غبار وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھ والے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرو نی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی سرمہ سے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ المشتہر۔ پروفیسر ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

تازہ سندات — تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار ستیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھونمین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دہند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔ راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند تولہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دہند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش ۵ تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر شیودت رام ویدیہ انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تہی۔ پردہ کارنیا اور آئرس کوٹ مین سخت نقصان تہا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھونمین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضونپر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تہی ویسا ہی استعمال مین مفید اور زود اثر پایا میری راے مین آپکا سرمہ مثل لوٹیہ کو تین جند بعوض اکنی نہ جا ہتے ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلے درجہ بذریعہ وی۔ پی پوسٹ بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان صاحب انچارج میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے بنائے ہوئے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا۔ صد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے۔ راقم مہاراج کنور چھبیل سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودہ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

کمیشن طاعون

بات تہی طاعون کی۔ بہت ادہر ادہر
مرگ مفاجات کرتے پہرتے تہے۔ مدتہا مدت۔
سالہا سال سے آپ نے دنگل نکالی تہی کہ جب
جی چاہا دس بیس سو پچاس برس کے بعد
آپ نمودار ہوگئے اور لگے بندگان خدا کو
چٹ کرنے۔ اور پہر یہ بہی نہیں کہ کبہی کچہہ دن
۔ جب ادہر ادہر چیں بچیں اور اپنا چلتا دہندا
کیا۔ دوسرا گہر دیکہا۔ یہ نہیں کہ ڈہیٹ ہو کر ہی تو
سالہا سال گزرتے جاتے ہین۔ اور آپ ہین
کہ ایک جگہہ پڑے ہین اور بندگان خدا کو
لقمہ بناتے چلے جاتے ہین۔ صاحب ایک دن
مہمان دوسرے دن شیطان۔ تیسرے دن
عذاب جان۔ آخر ہیران حرکتون کا نتیجہ ہونا
ہی یہ تہا کہ مقدمے مین پہانس کر سپرد کمیشن
کردیے جائین۔ آپ جانیے آج کل کمیشن کی
تو ہوا چلی ہی ہوئی ہے۔ ابہی کل کی بات
ہمارے اودہ مین دو سب ججون پر کمیشن
بیٹہہ چکا ہے۔ آج کل راجہ چہت پال سنگہ
کی کارروائی کی تحقیقات ہو رہی ہے۔
پس بہت اچہا ہوا جو مسٹر طاعون بہی دہر لیے
گئے۔ اگر اللہ نے چاہا۔ کم سے کم کالے پانی کی
سزا ضرور ملے گی۔

سمجہیا تم کو دہوکا ہوا۔ کمیشن کمیشن بہی
طرح طرح کے ہوتے ہین۔ ایک کمیشن ہوتا ہے
جو مقدمات مین کسی موقع یا حساب کتاب
کی جانچ یا اور کسی خاص امر کی تحقیقات کے
واسطے حکام عدالتون سے جاری کرتے
اور وکیلون وغیرہ کو دیا کرتے ہین۔
ایک کمیشن ہوتا ہے جو ملکی جہگڑون
کے طے کرنے کو مقرر ہوتا ہے۔ جیسے سرحدی
کمیشن۔
ایک کمیشن وہ ہوتا ہے جو ملازمان
سرکاری سے متعلق کسی پر الزام کی تحقیقات
کرنے کو بیٹہتا ہے۔
سو ان کمیشنون مین سے یہ کمیشن
بہی ایک حکیمانہ۔ ڈاکٹرانہ تحقیقات کا ہے
متعین واللہ سچ کہو۔ تو بہائی ڈر یہی
کہیر ہے۔ کیا معنے کہ بندہ ایسا ایک کمیشن
دیکہہ چکا ہے۔ یعنے افیون کمیشن۔ جس کا
نتیجہ تحقیقات یہ نکلا کہ کہان تو بوا اور اور
دیگر ناواقف زور لگاتے تہے گورنمنٹ انگریزی
افیون کی تجارت بند کردے۔ اس کے
استعمال سے انسان بالکل خراب خستہ
ہوجاتا ہے۔ اور کہان شہادتون سے
اُلٹی آنتین گلے پڑین۔ یعنے اکثر ڈاکٹرون
نے افیون کو از حد مفید بتایا۔ وہ تو کہیے بڑی
خیریت ہوئی۔ اسکی کالی رنگت نے یورپ والون
کو ڈرا لیا۔ ورنہ کہان تو چین اور ہندوستان
کے باشندون کے لیے رونا تہا یا یورپ والون
پر بہی فاتحہ پڑہنا پڑتا۔ پس اگر خدا نخواستہ
مرض کے کان بہرے یہی تحقیق ہوگیا کہ طاعون
اچہی چیز ہے۔ انکے قدوم میمنت لزوم سے فضول
حصہ آبادی کا باحسن وجوہ قلع قمع ہو جاتا ہے،
تو یارو ہندوستان مرا بے موت۔ جنگ
دو سر دارد۔ کیا معلوم ہنسا بہینسون مین مجہ
یا قصائی کے کہونٹے۔
لاحول ولا۔ تم بہی عجب بزدل ڈرپوک
آدمی ہو۔ آخر ہندوستانی ہونا۔ ع
کہان جہگڑا انپڑا وسے کا نکالا باغ کا کاغذ
اجی وہ اور ہی بات تہی۔ وہ معاملہ تجارت
یہ مرض۔ مار دن گہٹنا پہوٹے آنکہہ۔
بہت اچہا۔ جناب کمیشن بیٹہا ہے
اور تحقیقات کیجیے۔ مگر دیکہیے مفید ہرگز نہ
ثابت ہونے دیجیے۔
آپ گہبراتے کیون ہین۔ اللہ نے
چاہا بندہ وہ کارروائی کریگا کہ ساری دنیا
کی بک بک۔ زمانے بہر کی جہائین جہائین
کے بعد بہی معلومات کا زین وہین رہے
جہان سے چلے تب کی سند۔

راقم
گہن چکر

داغی شعر

آنسو نہ پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی

ڈیر پنچ - اودھ پنچ مطبوعہ ۱۰ - دسمبر ۱۸۹۹ء مین حضرت س - ص - ان ک - م" کے چند اعتراضات جو میرے جواب استفسار پر (جو ود سمجھ لیں) پہ انہون نے فرمائے ہین میری نظر سے گذرے -

آپ فرماتے ہین کہ "مجیب صاحب کے نزدیک یہ جواب ایسا ہی ہوگا جیسے پارلیمنٹ مین کوئی قانون مضمون زیر تجویز رکھکر وقت اشاعت خوب چارون چولون سے درست نظر آتا ہے" مجھے حیرت ہے کہ حضرت س ص نے بے کسی دلیل کے یہ فقرہ کیون استعمال فرمایا مین اودھ پنچ کا خریدار نہین کہ اس حالت مین "داغی شعر" کے متعلق "استفسار" کو دیکھکر جواب فوری کا دینا مجھے آسان ہوتا - اتفاق سے وہ پرچہ کہ جس مین اوّل اول یہ بحث چھیڑی گئی تھی نہ معلوم کتنی مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا - چنانچہ اسکو دیکھکر فوراً اُسکا جواب بغرض اشاعت بھیجدیا اڈیٹر سے اس امر کی تصدیق ہو سکتی ہے کہ مین خریدار اودھ پنچ ہون یا نہین - ورنہ ع

دعوی بے دلیل قبول خرد نہین

اور فرض کر لیجیے کہ مین ایسا ہی سمجھا جیسا حضرت س - ص - فرماتے ہین تو اس مین جائے تعجب یا اعتراض کیا ہے

کیا اشاعت کے پہلے تحریر کا کچھ دنون "زیر تجویز" رکھنا گناہ ہے - کیا کوئی شخص (اپنے نزدیک) اپنے جوابات اعتراضات کو چارون چولون سے درست نہین سمجھتا - یہ دوسری بات ہے کہ آئندہ وہ تحریر رد ہو سکے یا نہ ہو سکے - آگے بڑھکر پھر ارشاد ہوا ہے کہ "مجیب صاحب نے مستفسر صاحب کے شعبہ کو پورا اعتراض تصور کیا ہے" ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

"داغی شعر" مستفسر صاحب کی یہی سرخی تھی - اس سے اگر مستفسر صاحب معترض نہ سمجھے جائین تو خدا کے لیے اور کیا سمجھے جائین "شعر داغ" یا "داغ" اگر اس قسم کی کوئی سُرخی ہوتی اور مین مستفسر کو معترض سمجھتا تو خطاوار تھا - ہان باطن کی خبر نہین کہ مستفسر صاحب کا "داغی شعر" کی سُرخی سے لکھنے سے کیا مطلب تھا -

مختصر الفاظ مین شعر مذکورہ بالا کا مطلب پھر عرض کیا جاتا ہے کہ "دیدہ و دانستہ کوئی مہلک چیز استعمال نہین کی جاسکتی اس لیے ضبط اشک ممکن نہین کہ اس کا اثر بھی مہلک ہے اب اس کے لوازمات لیجیے - چونکہ مصرع اول مین آنسو کا لفظ موجود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ "آنسو کا پینا" یعنے "ضبط کرنا" مہلک اثر پیدا کرتا ہے اس لیے بغرض تمثیل ایک اور ایسی چیز (ہیرے کی کنی) لائی گئی جو "کوئی مہلک چیز" کے افراد مین بھی داخل ہے اور سفیدی و شفافی کے اعتبار سے "آنسو" کے مثل اور اثر ہلاکت کے لحاظ سے ضبط اشک بھی مہلک اثر کے مانند ہے - بے شبہ کہ "ہیرے کی کنی" لائی گئی ہے مگر یہان "ہیرے کی کنی" کا صرف وہ اثر مقصود ہے جو قتال دل و جگر ہے - یعنے جان بوجھ کر ایسی کوئی چیز نہین کھائی جاتی جو ہیرے کی کنی کی طرح مہلک اثر رکھتی ہے نہ فی الواقع ہیرے کی کنی - یہی تو ایک مزک ہے - یہی مطلب میرا پہلے تھا اور یہی اب بھی ہے

آخر مین ارشاد ہوا ہے کہ "جہان پینا کے معنے 'ضبط کرنا' اور ہیرے کی کنی کے معنے کوئی دوسری چیز مہلک تجویز کی تھی یہ مین نے جواب "استفسار" مین لکھا تھا کہ "پینا" جب آنسو کے ساتھ آئیگا اس کے معنے ضبط اشک کے ہونگے - حضرت س - ص - اس سے یہ مطلب سمجھے کہ تنہا "پینا" کے معنے مین نے "ضبط" کے تجویز کیے ہین (جیسا کہ خود اُنکی تحریر ظاہر کر رہی ہے) سبحان اللہ یہ وہی ترکیب ہوئی کہ "لاتقربوا الصلوٰۃ" سے لیا جائے اور "انتم سکاری" کو وہین بتایا جاے -

اگر حضرت س - ص - کے نزدیک "آنسو پینا" کے معنے ضبط اشک کے نہین ہین تو پھر اُن کو اُس کے اصلی معنی کی طرف رجوع کرنی پڑی - اور یہ سمجھنا پڑا کہ "آنسو پینا" کے یہ معنے ہین کہ "آنسوؤن کو جمع کر کے یا قطرہ قطرہ کر کے پانی کی طرح پی گئے" واقعی شاعری کے متعلق ایک نئی بات معلوم ہوئی

راقم
ل - ص - از ش - ا -

خدا کی دین کا شی شی سے پوچھیے احوال
کہ شو مین جیت کے پیسے تونگری ہو جاے

عذاب ثواب برگردن راوی - لوگ کہتے ہین کہ جہان بنان تحقیق تفتیش کرنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ آپ کے لکھنؤ علیہ الرحمۃ مین ایک مقام پر شدت اور کثرت سے ہن برسا کرتا ہے - اور لوگ بلکہ یون کہیے کہ جنت کی قمریان جنکو اصطلاح مین لاڈی - ڈلاری - ڈیر - ڈارلنگ - سیٹھی بادشاہزادی - بیگم - اور عام طور پر نڈیان بھی کہتے ہین - خوب خوب فائدہ اُٹھاتی ہین - آدھ جہان تک بن پڑتا ہے تاج کے گاگے - زر دیٹھا کے دونون ہاتھون سے لوٹتی ہین اور جو صاحب کہ اس خطۂ زمین کے مالک ہین وہ

سرحدی آتشی فساد

ایک ہی جینی طبیعت کے آدمی ہیں جو ہمیشہ بلکہ ہر وقت
کسی پری وش کے پیار سے تصور میں لمبی لمبی ٹھنڈی
ٹھنڈی سانسوں سے گرمیاں پیدا کیا کرتے ہیں
اور دنیا و عقبی چھوڑ کے اسیر عشق بیٹھے ہیں۔ ع

ہر چہ پیدا میشود از وے پندارم تو ئی

ان حضرت کی تمام قوتیں ماشاء اللہ معدہ ولن پر ہیں
سب سے پہلے تو آپ نے اپنی ولایتی غذا اختیار کی
پھر کیا تھا۔ عرب کے تیرے سے گشتی ہو چکے۔ کابل کے انگور
ناشپاتی۔ سیب۔ سردے پہاڑی علاقے کے استعمال سے
کہ معدہ مبارک دیوانی ہانڈی ہوگیا۔ اور مختلف
متضاد تاثیر کی غذاؤں نے گڈمڈ ہو کر معدہ میں
ہیجان کی کیفیت پیدا کر دی۔ اب دوا علاج کی
فکر شروع ہوئی۔ آپ جانیے جو ہندہ یابندہ ایک
ارسطو منش حکیم جی مل گئے۔ جھٹ پٹ ان سے
رجوع کی۔ اتفاق دیکھیے کہ حکیم جی تھے
شاہ اب گھرانے کے ایک طرف تو دوا علاج
کرتے گئے دوسری طرف شاخ اور پود سے نکالنا
شروع کیے۔ یہاں تک کہ میرہ والوں سے
میل جول راہ رسم پیدا کیا۔ اور لگے سعدی
ونفیسی کا سبق دینے۔ اب کیا تھا چھری اور درد
موقع محل گھات دیکھ۔ رات کے وقت
میوہ ترکو جو بچا کھچا پڑا تھا ایک فرد و گیارہ ہو گئے۔

حریفان بادہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہ کردند و رفتند

اور صبح ہوتے ہی۔ ع

دیکھا تو وہ گل ہوا ہوا ہے
کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے

حکیم جی پایا مال سب کر لینے سے بڑا
غصہ پیدا ہوئیں آیا۔ اگر انگریزی زمانہ اور
شہر پولیس کو اپنے فعل پر آزادی اور
کسی کو کسی کے کام میں مداخلت اور روک
ٹوک کرنا خلاف قانون نہ ہوتا تو لقبول ہندوا
بھاڑ کے بھڑ بھڑا بن چکے تھے۔ ان واقعات
کو سمجھ بوجھ کے بیٹھے ہوئے چپ
ہو رہے۔ ع

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

اودھر غذا کے تغیر تبدل نے پیٹ کے گونہ گونہ
کا جانچ یا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اور
پیٹ بھر میں اچھی خاصی گھوڑ دوڑ اور جسم
میں ہوائف الملوکی مچا دی۔ اب نہ کوئی
دوا اثر کرتی ہے نہ علاج۔ اور اس مریض عشق
کی کیفیت ناگفتہ بہ۔ اس کی خوننابہ چکان
آنکھوں پر سمندر کا دھوکا ہونے لگا۔ دن کو
بے قراری سے شام کے انتظار میں کسی مفلس
کی عمر کی طرح کاٹنا۔ ع

صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

مشغلہ رہ گیا۔ تصور یار میں رات رات بھر نہ
سونا اور آسمان کی طرف دیکھ کے بہت مایوسی
اور یاس سے کہنا کہ او میرے جاتے ہوئے
ہوش تو کیوں گل کی مہکتی ہوئی بو کی طرح
پروانے کے پر لگا کے اڑا جاتا ہے۔ او میرے
اُمنڈے ہوئے جوش محبت تو کیوں اس قدر
گھٹنے میں کسی عاشق کا مرض اور رمضان
کا دن ہو رہا ہے۔ او میری ناکامی کیا تیری
اداس صورت پر کوئی اللہ کا بندہ رحم نہ کریگا
او میری فصاحت تقریر جیسی تحریر کیا تجھے بھی
سیر خیال نہیں؟ او میرے داغ دل کے
تیرا نشہ ہوئے زخم تو تم کس پری وش کے عشق میں آ
تصور میں منہ کھول کھول کر رہ جاتے ہو اور کچھ
کہتے سنتے نہیں۔ ع

رہ گئے منہ کھول کے زخم جگر
حد ہو رہی ہے زبانی کچھ نہیں

ہمارے عشق اسی اودھیڑ بن میں تھا کہ ملہم غیبی نے
بڑے زور سے چلا کے کہا کہ او اگر یہ غذا
نہیں رہی تو کچھ پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں۔ اب اس سرکار میں تمہارے واسطے
اور غذا تجویز ہوئی ہے۔ اب بیچ و فرقو
ڈال و چلے پہاڑ میں اور کہیں راستہ پکڑو
بہت دنوں میں رہو گے۔ اگرچہ افراط رنج
و الم بالطبع سست و پابہ زنجیر بنائے
ہوئے تھی۔ مگر کچھ تو اس الہام اور بہت کچھ
یار لوگوں کے پہاڑ کے پیر لگانے سے تیاری
بول دی گئی۔ اور ریلوے ٹرین پر لد لدا کے
باہر کی کٹیاں باندھ دیں۔ وہاں پہونچ کے
اس معاملہ کی گفتگو شروع ہوئی۔ دام ون
میں کچھ حجت ہوئی۔ دام نہ تھے۔ اور جو رقم
بطور بیعانہ دی گئی تھی وہ بھی ہضم کر لی گئی۔
مایوس ہو کر واپس آ گئے۔ اب اور حال تار
بے تار ہو گیا۔ ع

جب کسی کی اس طرح ٹوٹے امید
ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے

مگر آپ جانیے کسی کی ایک سی طرح نہیں گزرتی
ہے۔ یہاں آتے ہی اللہ میاں نے کچھ اور
مشغلہ پیدا کرا دیا۔ یعنی ایک حسین مہ جبین
پر (جس کا سانولا رنگ ابھرا ابھرا جوبن
پوشاک سے پھوٹا نکلتا تھا) افسون کاریاں
تہیں کر نگاہ تیری۔ زہر ملی چتون اور ہاں کا
سے زیادہ ہلاہل۔ چپکے چپکے گال۔ قہر
کی رسیلی آنکھیں جن سے رحم کا کام نہ نکلا
تھا) ہزار جان سے والہ و شیدا ہو گئے۔ ع
کیا تھا۔ اگلے خیالات تقویم پارینہ ہو گئے۔ بد
کیوں نہ ہو جاتے۔ دماغ میں اس قدر کا مادہ ک

[illegible] خوش ادہی تھی تو چند باتین اکٹھا ہو تین
[illegible] نسیں ین - ٹھیک سنا ہے نزرات کی
سیتین شروع ہوئین اور چونکہ خیالات مین
[illegible] کا مادہ بھرا تھا بسم اللہ
کہکے اسی دھرے پر چلنے لگے - ان نکمبخت کا
نام "شی" تھا - اسی مناسبت سے انہون نے
"شو" کے کھیل مین لاکھون کے وارے نیارے
کردیے - اور عاشق جانثار کچھ تو اپنی بیکسی
اور کچھ یار لوگون کو کہانے کی غرض سے جل بل
گئے نتیجہ یہ ہوا کہ بعد تھوڑے دن کے
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے
ہو گئے - اور یہ شعر الاپ الاپ کے لوگون کو
متوجہ کرنے لگے -

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

راقم - شی - شو - لقلم

لبا تمشیر ہندی وصفاہان دیدہ لیکن
اگر جوہر شناسی جوہر تیغ زبان بینی

رسیدہ بود و بلے

واہ بھی ملاستان - فدی ادہر آنا

تمہاری پیٹھ تو ٹھونک دین - واللہ تمہاری
ستانہ ادا نے جی خوش کردیا - بجلی کی طرح
آئے اور کٹتے کی طرح گئے - یا تو جہاد کی
یہ دہوم دہام یا نواب ویر کے ساتھ دودو
پانی کہکے رفو چکر - ہم کو اس سے تو مطلب
نہین آپ کا فائدہ ہوا یا نقصان - مگر ہمارے
ملک کا روپیہ سرحدی آتشبازی مین نہ پھنکا
اس سے ہم نہایت شکر گزار ہین بس اتنی
دلگی بازی مین ہرج بھی نہین - ہماری جیبین
بھی لیس رہین گی اور تمہاری مشق بھی
بڑھے گی - باقی ہونا ہوانا تو آپ سے کیا
اب کسی سے کچھ بھی نہین - سرحد کے لوگ بھی
ہم ہندوستانیون کی طرح سمجھدار اور
گورنمنٹ انگریزی کے قدم کی برکات سے
خوب واقف ہو گئے ہین - اب ملا لوگ
لاکھ بک بک کیا کرین کوئی خس برابر پروا
کرے تو ہمارا ذمہ - اور ملاؤن کو بھی چاہیے
کہ جبہ و خرقہ اتار کر کونے مین پھینک دین
مزے سے سرکاری وظیفہ خوار بنکر زندگی
کے دن کاٹین -

اسے آمدنت باعث کچہ بادی ما

ہمارے جدید ویسرائے آتے ہین
بلکہ آیا ہی سمجھو - ایک طرف انگریزی شمش
دوسری شبرات دوسرے تیو ہار خیر مقدم
کو موجود - یون تو ہر ویسرائے سے لیکر نئے
چوکیدار اور پٹواری بلکہ مذکوری کی آمد
غیر معمولی توجہ سے دیکھی جاتی ہے - مگر نہین
آپ کی ٹوپی مین چند غیر معمولی کلنیان بھی
لگی ہین تفصیل تو زمانہ بتادے گا - ہم کو
آپ کو اسکی فرصت بھی کم ہے -
ہان اس روداروی کم فرصتی مین
دنیا کی رسم ادا کرنا ضرور چاہیے - لہذا شبرات
کی مناسبت سے کسی قدر آتشبازی ضرور

ملتا ہے وہی لبطور نشتے نمونہ از خروارے یا تحفہ
بھیتی کے بر وقت ورود بلا تمہید یا چہ مشیت
کی جائے گی - داغ دی جائے گی یا چھوڑ دی
جائے گی محض وزن دکہانے کی غرض سے
چند چیزین درج ذیل ہین -

(۱) سرحدی بغاوت کا قلعہ -
(۲) کمی خزانہ کا گھن چکر -
(۳) طاعونی پٹاقون کی گڈی -
(۴) پبلک تحریر و تقریر کے انتظام
کی چھچھوندر -
(۵) کابل کا انار -
(۶) وسط ایشیا کا غبارہ -
(۷) فلاح رعایا کی ہوائی -
(۸) امیدون کا گولہ -
(۹) خوشامد کی مہتاب -

راقم
شر - شر - سر - سر - دن
زون - زان - زٹ

باران بے محل

مدراس مین حضرت حوا کی ایک
مہاجزادی نے ایک جہول مین پانچ بچے
نکالے - بعض حکما کا قول ہے جس جانور
کی مادہ مین جتنے تھن ہوتے ہین اوتنے ہی
بچے ایک جہول مین ہو سکتے ہین - اب یہ
دیکھنا ہے ان کے کتنے تھن ہین -
شاید طاعون کی کمی پوری کرنے کو
نیچر نے یہ غلط بخشی روا رکھی ہو - لیکن مدراس
سے زیادہ تو بمبئی کو اس رعایت کا استحقاق تھا
ہمارے نزدیک تو اس حال مین بھی
ہندوستان کو اس پیداوار کی حاجت نہین
اگرچند کالے وحشی غیر مہذب نر بڑھے تو
بیچ ہی کیا ہوا -

مین صحیح سلامت آئی

صدقے جاؤں بھیا طاعون - تم نے ہزاروں کی جان لی تو لی - مجھے کیا پروا - میرے فرشتے کو روز مرہ دم دیا کرتے ہین کر سکتے ہین سیکھتے ہین - دم توڑتے ہین - پہر اگر تم نے جھوٹ کو سچ کر دکھایا تو وہ کار روائی کی کہ ضمانت سے نکل پڑے تو کون بڑا جرم کیا - مین تو تمہاری اس مہربانی کی شکر گزار ہون کہ تمہاری بدولت اب کوئی آدھی بات نہین زبان سے نکال سکتا -

اب تک تو یہ ظلم تہا کہ جو جب کے جی مین آیا دو چار دس پانچ کہوٹی کہری سنا گیا - لوگ ساری دنیا سے بد تر - نکتہ - ہزار دن برائیون - خرابیون کے گہر - جہنمی - سیہ کار - بد کار - غرض کہ دنیا کا کوئی عیب نہین جو ہم تک نہ واصل کیا گیا ہو - مولوی - پنڈت - پادری جس کو دیکہو اپنی شرح کہولے ہمین کو صلواتین سناتا رہے ہین - ان کی دیکہا دیکہی دو چار سند ور دنیا دار ہی اوپری دل سے ہان مین ہان ملانے لگے - کسی نے صورت پر لقلقو الٹا گناہ قرار دے لیا کسی نے کمیٹی کی کہ ہم ناچ تک نہ دیکہین گے - ال شکر ہے رب العالمین کا جس نے بیچاری بانون کی سن لی اور تم کو بہیجکر ہم سب کی مشکل آسان کی -

یعنے جو کمیشن تمہاری خاطر سے بیٹہا ہے اُس مین لگے ہاتہون ہماری بہلائیان بہی آئینہ ہو گئین اور دشمن بدگو ہی اپنا سامنہ لیکے رہ گئے -

یعنی پہلے اگر کیا دین دار کیا دنیا دار سب لوگ کہتے تہے ہم لوگ بدی کی جڑ ہین - اور بدی سے طاعون پیدا ہوتا ہے مگر حال کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ ہرگز بد نہین - اگر خدا نخواستہ بد ہوتے تو بمبئی کے طاعون مین پہلا نمبر ہمارا ہی ہوتا - سو وہان (صدقے تیری کریمی کے) کسی رنڈی کا بیکا نہین ہوا - اس سے معلوم ہوا بد کوئی اور ہوگا - جیسے سرکار مولوی - پنڈت - پادری - ظالم - حاکم - باغی رعایا وغیرہ -

اب کوئی ہم کو بدکار کہے تو کلے چیر ڈالون - ہم لوگ دبیٹہ و گمسٹرد نہین رہے - رب العالمین نے ہماری خوب سن لی - اور کسی کو ہو نہ ہو - اس کمیشن سے ہمکو تو فائدہ مل گیا - مجھے اگر اس کا مزار مل جائے تو ہر جمعرات کو چادر چڑہایا کرون - راقمہ

دہی جنت کی قمری

توکل علیہ الرحمۃ

سردی خوب چمکی ہوئی ہے - ابر آتا ہے - یونہین سی بوندا باندی ہو جاتی ہے کسان گندہ ہاری کی امید مین منہ کہولے بیٹہے ہین - مگر آسمان کے محکمہ صفائی نے شاید منظوری نہین دی - کہ ہمارا وہ گندہ کو ملا کہ بہروزہ باشکہ اگرچہ گندہ مگر اچہا بندہ پہ عمل کیا جاے -

گنیش گنج کے ایک نائی نے اپنی گردن پر استرا پہیر کر جان دی - خط تقدیر حجام کا خط عارض نہ تہا کہ بنا ڈالتا -

لکہی نامے عورت نے اپنے سولہ سال کے بہائی کا ایک بیکار آمد عضو اس وجہ سے حوالہ چاقو کیا کہ اوس نے اوس کی تین سال کی بچی کے ساتہ بیہودگی کا اقدام کیا - نہ رہے بانس نہ بجے بانسلی - بہن بہائی دونون زیر حراست ہین -

ہمارا ہمعصر کارنامہ شاکی ہے کہ وقف حسین آباد سے سرمائی کی تقسیم موقوف ہے - ارے بہائی سنا پلٹ گئی پہلے سرمائی بٹتی تہی اب وکٹوریا پارک مین گرمائی تقسیم ہوتی ہے - پہر آخر تیل تو تلون ہی سے نکلا چاہئے - سردی کہاکر کوئی مفلس نہین مرتا - اور پارک کی ٹہنڈی ہوا نہ ملے یا گھنٹا گہر سے آواز سننا نہ نصیب ہو تو امیر غریب سب ہی مر جائین -

۱۲ - کو صاحب مجسٹریٹ بہادر کے اجلاس پر سردار صاحب کا مقدمہ پیش تہا جس مین الزام ہے کہ ایک معزز تعلقدار کے ہان سنت خدا اپنی منکوحہ کی بابت تلاشی کرا کے حکام کو تکلیف دی - جناب شیخ عنایت اللہ صاحب نائب ریاست محمود آباد کا بہی سرکار کی جانب سے بطور گواہ اظہار ہوا - اب تو مقدمہ ہی روبکار ہو گیا ہے - اگر مفصل حال ملا تو نذر ناظرین کرنے مین مضائقہ نہوگا

اطلاع

سال ختم ہو رہا ہے۔ باقی دار حضرات قیمت مرحمت فرما کر اعانت فرمائیں

ناول مزہ استا

یہ ناول جو سابق مین ہمراہ اودھ پنچ شایع ہوتا تھا آخر سال مین اُن حضرات کی خدمت مین روانہ ہوگا جو پورے سال بھر تک خریدار رہین گے۔

صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کے لیے

ربط ضبط پہلا حصہ

ایک سچا اور دلکش ناول۔ مصنفہ مرزا محمد عباس حسین ہوش لکھنوی جو حال مین چھپ کر تیار ہوا ہے مختلف واقعات کا مخزن۔ دلچسپ تصویرونکا البم۔ پُر تاثیر سینون کا معدن قیمت باوصف ضخیم ہو جانے کے عہ

نوٹ۔ جو صاحب اس اشتہار کو چار پانچ مرتبہ چھاپ کر اپنا اخبار مرحمت فرمائین گے ایک کاپی اس ناول کی دفتر اودھ پنچ کی وساطت سے نذر کی جائے گی۔

المشتہر
محمد عسکری۔ لکھنؤ۔ جھوائی ٹولہ

نیرنگ جہان۔
یا
خیالات احباب

سنجیدہ خیال۔ مُتمدن بول چال اخلاقی اور تاریخی معلومات کا ذخیرہ خیالی اور علمی نکات کا گنجینہ سوشیل اور پولٹیکل جھگڑون سے الگ تھلگ۔ انشا پردازی اور نکتہ طرازی کی دست و گریبان دو ڈھائی جزو کا ماہواری رسالہ بمنظوری انجمن احباب جے پور ۲۵ - جنوری ۱۸۹۹ء سے شایع ہوگا۔ جس کے ایک جزو مین مختلف مضامین اور کبھی کبھی نظم کے عمدہ نمونے ہوا کرینگے۔ اور دوسرے جزو مین ایک دلچسپ مہذب اور نتیجہ خیز انگریزی ناول کا ترجمہ سلسلہ وار شایع ہوتا رہے گا۔ سالانہ عام قیمت دو روپیہ مقرر کی گئی ہے ذیل کے پتہ سے درخواستین بھیجیے اور احباب سے بھجوائیے۔

المشتہر
ولی محمد۔ آزاد۔ منیجر رسالہ
دفتر نیرنگ جہان۔ جے پور۔ راجپوتانہ

(۴)

بمبئی بڑودہ سنٹرل انڈیا راجپوتانہ ریلوے کمپنی

ٹھیکہ بنابر خرید شہتیر لٹھہ

چونکہ ڈپٹی اسٹور کیپر صاحب بہادر راجپوتانہ ریلوے اجمیر کو بکار کمپنی خریدنا سال شیشم۔ انبہ۔ دیودار اور ببول کے لٹھون کا منظور ہے لہذا بذریعہ اخبار ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جس ٹھیکہ دار کو ٹینڈر دینا منظور ہو وہ فوراً درخواست اپنی خدمت مین صاحب موصوف کے بمقام اجمیر معہ ایک روپیہ قیمت ٹینڈر فارم کے روانہ کرے۔ ٹینڈر فارم مین تشریح اور شمار لٹھون کا معہ شرائط ضروری کے موجود ہے یہ ٹینڈر تاریخ ۱۶ - جنوری ۱۸۹۹ء کو دوپہر دن کے وقت سے قبل دفتر صاحب موصوف مین پہونچ جانی چاہئیین - بعد بارہ بجے کے نہ لی جائینگی - اور کل لٹھہ قبل اختتام ماہ فروری ۱۸۹۹ء دینے ہون گے۔

ٹھیکہ دارون کو بعدار سال ٹینڈر معہ زر بیعانہ اپنا اسٹاک لٹھون کا بہ لحاظ اس کے کہ لٹھہ کس قسم کے ہین نیچے اچھے ہین یا خراب معائنہ کرانا ہوگا تب ٹینڈرون پر غور کیا جائے گا۔ ٹینڈر کے لفافہ پر یہ الفاظ انگریزی مین لکھین

Tender for supply of Timber logs

اور اُس کے ساتھ ہی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور زر بیعانہ پورے کرنسی یا پرامیسری نوٹ مین روانہ کرنا چاہیے ورنہ ٹینڈر پر کچھ لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اگر پرامیسری نوٹ روانہ کیا جائے تو بنام ایجنٹ صاحب بہادر بی بی سی آئی و راجپوتانہ ریلوے کے منتقل کیا جاوے اور وہ عہدنامہ کمپنی پر ٹکٹ چسپان کر کے دستخط کرنے سے انکار کرے گا تو ایک ہزار روپیہ زر بیعانہ ضبط کیا جاویگا۔ اور جس کا ٹھیکہ منظور کیا جاوے گا اور اُس کا زر بیعانہ کمپنی کی تحویل مین بطور ضمانت تا اختتام ٹھیکہ جمع رہے گا۔ اور اگر ٹھیکہ دار لٹھہ مہیا نہ کر سکے گا یا کوئی بدمعاملگی ظہور مین آوے گی تو ٹھیکہ اُس کا فوراً منسوخ کر کے زر ضمانت ضبط کیا جاوے گا اور ایجنٹ صاحب بہادر کو اختیار ہے کہ بہ نرخ کمی یا بیشی جس کا ٹھیکہ چاہین قبول اور منظور کرین گے۔

دستخط انگریزی
صاحب ڈپٹی اسٹور کیپر

Ajmere
1st Dec. 1898

داغی شعر

آپ کی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہین
ہے تو مجھ کم بخت کا حال پریشان ہوگیا

ڈیر پنچ- شعر مذکور حضرت داغ کے تعلیقات بلکہ کلیات مین سے ہے جسپر زبردستی آپ کے نامہ نگار صاحب نے ۱۵- دسمبر کے پرچے مین پرشبہ ظاہر کیا ہے کہ "ہے" کی ضمیر قریب کس طرف راجع ہے-

میرا خیال یہ ہے کہ یہ شبہہ ویسا ہی ہے جیسا "ہیرے کی کنی" پر مستفسر اول نے شبہہ پیدا کیا تھا- اور اسکا جواب بھی غالباً ویسا ہی حسب ان پیدا کرنا چاہیے جیسا حضرت ل-ص- کی جانب سے ۲۴- نومبر کے پرچے مین "داغی ہیرے" کے متعلق دیا گیا ہے- اگر آپ کو یاد نہو تو ہم سے سنیے یا کہ حضرت ل-ص- کی تقلید کے موافق ہم سے شبہہ مذکور کا مسلم الثبوت جواب لیجیے و هو هذا- اس مصرع مین حضرت مستفسر نے "برہم مزاجی" کو اسکے اعلے معنون اور ظاہری صورت مین جو مبتلا بعارضہ تانیث ہے سمجھا ہے جب کی یہ شبہہ پیدا ہوا- یہان اس حالت سے کوئی واسطہ نہین- بلکہ اس مقام پر "برہم مزاجی" کو بخیال الفاظ ظاہری ایک ایسی چیز سمجھ لینا چاہیے کہ جسکے معنون مین خواہ مخواہ تذکیر پیدا ہو- یعنے "برہم مزاجی" کو غصہ یا طیش سمجھنا چاہیے بہا یہ امر کہ کن اصول سے؟ اور آیا اساتذہ کے مسلمہ مین سے ہے یا نہین؟ اسکا جواب یہ ہے کہ ایجاد بندہ- اس مین کسی کا اجارہ نہین- اپنی اپنی زبان- اپنا اپنا مذاق جسکو برا معلوم ہو تنگ آ زیادہ کہانے شاعری چھوڑ دے- توبہ کرے- کان پکڑ کے اٹھے بیٹھے

کیا آپ کو نہین معلوم کہ (بقول حضرت ل-ص) "ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہین جاتی" اسکے یہ معنی ہین کہ "کوئی جان بوجھکر جان نہین دیتا" پھر جب ایسے واضح دلائل آپ کے سامنے پیش کر دیے گئے اور آپ حضرت داغ کے روزمرہ اور کلیہ سے واقف ہوگئے تو جان بوجھکر انکی خود رو ترکیبون پر شبہہ پیدا کرنا بیجا ہے- اس بنا پر ہم تو آپ ہی کو قائل کرینگے نہ حضرت داغ کو کیونکہ "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ و کلام الداغ لا یخلو عن الایجاد" سے آپ خوب واقف ہین اور پھر ویسے ہی مشتبہات کر بیٹھتے ہین جیسے توتلون اور ہکلون کی زبان پر ہوا کرتے ہین

راقم- پیر شو وبیا موز- انڈیا پریس- کلکتہ-

مکری کی فتنہ انگیزی

ایک عنایت فرما جنکی خدمت مین مجھکو کچھ بہت زیادہ نیاز حاصل نہین ہے مجھ سے ناخوش ہوگئے ہین- اگرچہ مین بے قصور ہون اور میرے لائق دوستون نے جناب ممدوح سے ظاہرا میری صفائی کر دی ہے لیکن ہنوز اُن کو اطمینان نہین ہوا- حالت یہ پیش آئی کہ جس دوست کے ہان صاحب موصوف مقیم تھے انکو مین اکثر رقعے لکھا کرتا تھا اور اُن مین اپنے دوست کو بلقب مکرما مخاطب کرتا تھا- اور یہ بزرگوار بھی اُن رقعون کو دیکھا کرتے تھے- ایک دن ایک خاص موقع پر مین نے جناب ممدوح کو ایک رقعہ لکھا اور بلا ارادہ بلفظ مکرمی خطاب کیا- پہلے سے ہی اُنکے نسبت بعض احباب کا خیال تھا اور تھا اور وہ اپنا درجہ ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے- ذرا اس بدگمانی کو ملاحظہ فرمائیے مکرمی کو مکڑا کی مادہ سمجھے- جس طرح مکڑا مکڑی اُسی طرح اُنھون نے مکرما مکرمی کو خیال کر کے سمجھا کہ مین نے اُن سے دلگی کی ہے- اب لوگون سے میری شکایت شروع کی- لوگ بھی دلگی باز اُنھون نے اور بھی انکو برہم کیا جب مجھکو اطلاع ہوئی تو مین نے بہت ملتوی کر کے احباب کے ذریعہ سے اُنکی خدمت مین التماس کیا کہ وہ الف ندا ہے (ا) اور یہ یائے متکلم ہے (ی) الف اور ی پر وہ اور بگڑے اب مین حیران ہون کہ کیا کرون- تعلیم کی

کی ہے یہ خرابیان پیدا ہوئی ہین۔ ... ہین
پھر اس تحریر کے ذریعہ سے انکو یقین دلانے
کی کوشش کرتا ہون کہ تکبر کی سی بدبوئی
ہی نہین ہے۔

راقم

اسع- الہ آباد

راز

اس نام کا تازہ ناول ہمارے کرمفرما
جناب مولوی محمد لطیف صاحب متخلص بہ خورشید
و مالک گلدستہ انتخاب نے حال مین شائع کیا
ہے۔ کتاب محاورات درست و زبان صاف
سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ پلاٹ یعنی ساخت
قصہ مین انگریزی تراش خراش کی جھلک پائی
جاتی ہے۔ اوایل مین یہ افسانہ انتخاب کے جزو
جزو ہوکر ماہوار شایع ہوچکا ہے اب بعد ترمیم مکمل
ہوکر کتاب کی صورت مین شایع کیا گیا ہے قیمت
۱۲ آنہ ہے۔ جن حضرات کو درکار ہو صاحب مصنف
سے طلب فرمائین۔

کھلا خط اور سربستہ مضمون

(بحضور نظام دکن)

بندگان عالی۔ حضور کو خیال ہوا ہو
مگر اس خیر طلب کو جو ہر وقت یا الٰہی خیر یا الٰہی خیر
کی دعا بلند رکھتا ہے اس اسلامی ریاست
کا اتنا بڑا خیال ہے جتنی وسیع ریاست ہے
اگر اس زمانہ دراز تک اسنے خاموشی اختیار
کی تو اوس کی وجہ یہ تھی کہ منہ بگھنیان بہلی
تھین۔ وہ تو ہمیشہ نصیب دشمنان رہی ہین
اور رہین گی۔ مگر بات یہ تھی کہ اوایل مین تو
زمانے کا دقیق الخیال خود ہی جٹ پٹ منقلب
ہوجاتا تھا۔ کئی بازیان اس ہوکنی تخفے کی لگین
اور اتبر ہوئین اور جو کمیل سر سالار جنگ اول

کے منصوبے مین تھا وہ نسیاً منسیا ہو گیا
جلیے فرصت شد حضور کو بھی اور مجھے بھی۔
پھر ادہر سر وقار الامرا کی وزارت سے
گرما گرمی چہل پہل پر جو اوس پڑنی شروع ہوئی
تو پڑتی ہی چلی گئی- یہ آسمانی رطوبت معاملات
اہم کے حق مین اونٹ کے منہ کو زیرہ ہوئی
صرف حشاشیں اگے اور اپنی قلیل عمر پوری
کرکے سوکھ ساکھ گفن کے کام آئے۔ سبزہ
بیگانہ پر کون متوجہ ہو۔ اور خس و خاشاک
سے کون دامن الجھائے۔

ہان اسی گوشہ کرکٹ مین چند دانے
ایسے بھی اُگے جو بڑھکر تناور درخت بھی
ہو سکتے ... وہ کبھی چہل ... (ناگ پھنی)
سمجھے گئے کبھی حنظل (اندرائن) مانے گئے
مگر اصلی حالت عالم نباتات کے اصول کے
مطابق نہ دیکھی گئی- اور اگر دیکھی بھی ہو تو کوئی
تدبیر نہ کی گئی- خیر مضی مامضی- دنیا دم اٹھائے
بھاگی جاتی ہے- گزشتہ معاملات پر تو وہ
غور کرے جسکو تاریخ بینی کی عادت یا فرصت
ہو اور پھر امور بالقوہ کو پردۂ خفا سے گھسیٹ کر
بالفعل کے میدان مین لانے کی ہمت ہو-
اس غم کو پالنا حضور سے محال۔ اور لوگون کا
باطل خیال-

اب مطلب کی دو دو باتین عرض
کی جاتی ہین- یعنی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے
کہ گورنمنٹ انگریزی کے سایہ عاطفت مین
سب سے خرخشون سے نجات ہے ہمیشہ حضور کو
سے بجز صلح آشتی دوسرا مشغلہ نہین۔ نہ مرہٹے
کا دھڑکا نہ ٹیپو سلطان پر چڑھ دوڑنے کا منصوبہ
قرضے کی فکر نہ فرنچ کے اثر کا ذکر۔ مزے سے
محل مین آسایش سے آرام فرمایئے گورنمنٹ
کی کاربراری بلا ... سے ہوتی جاتی ہے اور
کانون کان خبر نہین ہوتی۔
لیکن انسان کا خیال بے قابو چیز ہے
بیداری مین بس نہ چلا- تو خواب مین بگڑ گئے

سمجھا جاتا ہے- پس اب اکثر حصہ اوسکا
رئیس و دیوان نقیب و نائب کے تعلقات
مین صرف ہوتا- اور خواہ مخواہ طرفین کو مشوش
رکھتا ہے- رئیس کی شان یہ ہے کہ اپنے
حقوق کی حفاظت خشونت کے ساتھ کرے
دیوان کا منصب یہ ہے کہ وہ سرداریون کی
مجبوریون سے اپنے انتظامات کو اولاد کی طرح
آفات سے بچائے- مگر یہ کشاکش اسی وقت
تک مناسب ہے جب تک غمازی- نمامی
تفرقہ الاتصال نہ پیدا کرے۔ مگر افسوس ہے
ہندوستانی دربار اور خارجی اسباب و
عوارض سے ایسی امید باندھنا کیں ...
ہیہودن و قیماق از آب گرفتن ہے-
ادہر تو یہ حال ادہر بیٹھے دیوان کا
ملنا محال انسان کو جہان پوشاک نفیس و
غذا سے لطیف نہین ملتی وہان کیا کرتا ہے
نباتات اور جانورون کی کھال سے تن ڈھکتا
اور جنگلی پھلون- جنگلی جانورون سے پیٹ
پالتا ہے- پس

با ہمین مردمان بباید ساخت

سالگرہ کے جشن مین ہر کہہ و مہ کا غلغلہ شادمانی
اتنے سال کے بعد اگرچہ عید پیچھے پڑتی مگر
دیر آید درست آید بھی صحیح ہے۔ اگر کوئی ظاہر
نمایش پسند کہہ اوٹھے تمہارے پاس اچھی
پوشاک نہین تو عید بکرعید والا جوڑا پہن
لینا کیا بیجا ہے۔ پھر جب خدا کی عنایت سے
پوشاک بھی اعلے درجے کی شاہانہ ہو- مگر دو تین
باتین ضرور ملحوظ رہین تب سند ہے اس
خوش پوشاکی کی- یعنے اول تو یون ابلاً سہلاً
پوشاک بدلی جائے کہ تکلف نہ معلوم ہو۔ دوسرے
استعمال مین پوشاک خراب نہ ہو جانے
پائے- تیسرے باوجود اس نمایش کے پہری
چند خاصے کے جوڑے مخفی ہی رکھے جائین
چوتھے وہ محفوظ جوڑے مدہم کہنہ- کرم خوردہ
نہ ہونے پائین- ورنہ ممکن ہے چورون کے

کرزن کا خواب پریشان

سنہ مین پانی بھر آئے- تو شفاخانے کی پوری حقیقت کھل جاے- دستکاران چابکدست نے بہارے کو بہت کاٹا- اور خوب کاٹا مگر وہ مین غیر- شد بر چہ شد- اس بنگ کی موجون سے ملک کو بچائیے-

اس مین شک نہین رہا ست کو سخت تنقیے دیے گئے- اور مادہ فاسد کے ساتھ مادہ صالح بھی اتنا نکل گیا کہ غایت تنقیہ مشکوک ہوگئی تاہم بہت و توجہ عجب اکسیر ہے- منہ کے پورے ہٹ کے سب کچھ مہیا کرسکتے ہین- خدا پاک فارغ ناکرے پر صرف عمل ہے- پھر وہی گلزار و گن وہی پیچھے وہی کمیے-

راقم
ارسطو

طاعونی کمیشن

چونکہ طاعون ایک قدیم خبیث مرض ہے اور فی الحال بعض اقوام وممالک کے لوگ شہرت واقفیت یا افراط جہل مرکب سے سمجھنے لگے ہین کہ انبیا- رُسل- پیغمبر- اوتار- حکما فلسفی جس امر مین کچھ نہ کرسکے وہ ہم انجام دے سکتے ہین اور اسی وجہ سے کچھ عجب نہین موت کو بھی گرفتار کرسکین- اور چونکہ موت کے چہرہ فانون مین ایک چہرہ شفا نہ یہ طاعون بھی ہے لہذا ڈاکٹر اور وہ بیچ نے بھی زمانے کی رفتار کی دیکھا دیکھی ایک کمیشن قائم کردیا اور بلا تکلف اظہار بھی شروع کردیے-

گواہ نمبر اول- منسا پنساری- دوکان کی خاک دھول بکا ئے پھول پر حلف اٹھا کر مظہر ہوا کہ مین طاعون کو بخوبی جانتا ہون- میری واقفیت کی وجہ یہ ہے کہ لوگون کی زبان سے اکثر مہاماری کا لفظ سنتا ہے- اور بعض لوگ جو گھبرا گھبرا کر طلب کرنے آئے اُن سے بھی سُنا کہ ایک عارضہ ہے جس سے آدمی مرجاتا ہے- بس مجھے اسی قدر حالات اس بیماری کے معلوم ہین-

گواہ نمبر دوم- نیم حکیم- کرم خوردہ بیاض اور قارورے کی شیشی پر حلف اوٹھا کر مظہر ہوئے کہ مین طاعون سے پوری آگاہی رکھتا ہون یہ ایک بیماری ہوتی ہے جس کا نام مسلمانون کی دعاؤن مین اکثر آیا ہے- اس عارضے مین جسم مین دنبل نکلتے ہین- اور آدمی مرجاتا ہے اور کبھی کبھی کوئی سخت جان بچ بھی جاتا ہے مگر شاذ ہی- ایک پُرانی کتاب مین مین نے دیکھا ہے کہ یہ عارضہ اگلے زمانے مین بھی ہوچکا ہے- مگر کسی نے کوئی تیر بہدف علاج نہین مذکور کیا- اور اکثر ہزارہا آدمی مرتے چلے گئے- لوگ بعض اوقات دلگی کی راہ سے مجھے بھی طاعون کہتے ہین- مگر مین بُرا نہین مانتا- اب دُنیا کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ طاعون مین نہین ہون- وہ کوئی دوسرا ہے- جس نے بمبئی- پونا- کراچی وغیرہ مین صدہا گھر بے چراغ کردیے اور مین کم بخت تو اپنے گھر کے دالان سے بھی نہین نکلا-

گواہ نمبر سوم لکھنؤ ڈاکٹر- آپ نے نشتر اور پچکاری پر حلف لیکر دون نقش مضمون کی تشریح فرمائی کہ ہم پلینگ سے اچھی طرح آگاہ ہین اور ہم نے خوب تحقیقات کی- ہم نہ کرتے تو آخر کرتا ہی کون- ہم تو مان کے پیٹ سے ایسی باتون کی تحقیقات کا بیڑا اوٹھا کر آئے ہین- طاعون ایک عارضہ ہے- اور آج کل تمام عوارض مین کیڑون کا ہونا ضروری اشد ضروری ہے- اس واسطے اس مین بھی کیڑے ہوتے ہین جو آدمی کی جان مین دیمک کی طرح چمٹ جاتے ہین اور شجر حیات کو کھوکھلا کرکے دو ہی تین دن مین گرا دیتے ہین- اگرچہ لوگون نے ٹیکا لگایا- گویا یون نہین نشتر کا بادہوائی تیر مار دیا- مگر مرنے والون کی تعداد مین چندان فرق نہین ہوا- اسکی پہچان یہ ہے کہ جو شخص طاعون مین مبتلا ہو اوس کو طاعون زدہ سمجھو- اور ظاہر ہے جب وہ مرجائیگا تو خواہ مخواہ اوس کو اول منزل پہونچا دیا جائیگا پس اگر کچھ زمانہ قبل سے اوس کو پیشگی اول منزل پہونچا سمجھو تو کیا ہرج ہے- ع-

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

علاج اس کا ضرور کرنا چاہیے- جو کوئی بتائے فوراً کیا جائے- اگر زندگی ہے بچ جائے گا نہین ہے تو ہم کیا ہین مسیحا سے بھی صحت محال ہے- کیونکہ دوا کا اثر طبیعت پر اوسی وقت تک ہوسکتا ہے جب تک قوت منفعلہ اُس مین باقی رہتی ہے پس اگر مریض مین قوت مذکور نہین ہے تو کوئی دوا اثر نہ کرے گی- چاہے ساری دُنیا سر ٹپک ٹپک کر خاک تھپر کچھ بھی نہین ہوتا-

باوجود اس بات کے پھر بھی مین تحقیقات مین ہمہ تن مصروف ہون- اگر میری حیات مین دس پانچ دفعہ طاعون آیا اور حیات مستعار باقی رہی تو کچھ نہ کچھ معلومات وسیع ہو ہی جائے گی اوس وقت انشاء اللہ اس سے زیادہ تفصیل بیان کی جائے گی-

گواہ نمبر چہارم- سیجر گرد بڑ- کرچ اور جال پر حلف لیکر مظہر ہوئے کہ ہان ہم طاعون کو خوب

جاتے ہیں یہ بڑا ہی معاشی ہے۔ اسکی وجہ سے بجائے اوس فوجی افسر بیار ڈرا دیے گئے۔ بجائے اون سے معرکہ جنگ کی جگہ گہرون کی صفائی اور تلاشی کی خدمت لی گئی۔ جو لوگ احمق اور جاہل ہیں۔ وہ اپنی بیش قیمت جانون کی عزت نہیں کرتے۔ اور بعوض اس کے کہ ملک یا حاکم وقت کی خدمت مین معزز طور سے جان دین۔ اس شیطان کے ہاتہ مین جان دینا بے عزتی نہین خیال کرتے۔ وہ انتظام حفاظت جان کی کچہ قدر نہین کرتے۔ اور چاہتے ہین جتے الوسع کہ کہ مچھرون کی طرح مرین اونکو ہم بچانے کی کوشش کرتے ہے۔

اس مین ہم کو بڑی بڑی دقتین پڑین اس بیماری کی ہمنے یہ بہی خاصیت دیکہی اگر کوئی اس مین مرجاتا ہے تو اوس کو چہپانے کی غرض جہان تک بس چلتا ہے چہپا رکہتے ہین۔ نہین معلوم کوئی برکت سمجہتے ہین یا اور کوئی بات ہے۔ ہماری عقل حیران ہے۔

رپورٹ کمیشن

کمیشن نے مختلف فرورتون اور دفع زمانہ کے تقاضاے شدید سے باجلاس کامل تحقیقات طاعون کی۔ اور گو اوہون نے بہت اچہے اظہارات دیے اور یورپ کے ڈاکٹرون سے خود تحقیق دی۔ اور بلاشبہ اس کثرت سے نئی نئی باتین ظاہر ہین کو شہادتون کا خلاصہ کرنا تحقیقات کے گلے پر گند چہری پہیر نا ہے لہذا۔ اسے نئی بہی موقوف کی جاتی ہے اور صرف اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ طاعون ایک فرضی یا وہمی عارضہ نہین بلکہ حقیقت مین ایک عارضہ ہے۔ اور اس سے آدمی بلکہ بعض حیوانات مرجاتے اور سچ مچ مرجاتے ہین اور چونکہ لاعلاج کوئی شے دنیا مین نہین لہذا اس کا علاج ممکن ہے۔ اگرچہ ابہی تک نہین معلوم ہوا۔ اگر اکثر یہ وبا آیا کرے تو یقین کامل ہے کہ علاج بہی ضرور خود بخود نکل آئے۔ سردست مایوس ہونا نہ چاہیے کمیشن اس خوش قسمتی پر نہایت درجہ نازان ہے کہ اوسکی کوششین رایگان نہ گئین اور معلومات مین بہت کچہ وسعت ہوگئی۔

الحمد للہ ٹہکانے لگی محنت ساری

زمانے کی چل پہل

یون تو ہندوستان سوتا نہین تو اونگہتا ضرور رہتا ہے۔ مگر الیونی بہائی بہی لگا ہے ما ہے بنگیے سے چونک اٹہتے ہین۔ اسی طرح ہمارا ملک بہی اس زمانے مین باوجود خلقی افتادگی کے آنکہین مل ملا کر بیدار ہوا ہے۔

ایک طرف تو مسٹر کرسمس کٹ پٹ کرتے آموجود ہوئے صاحب لوگون مین عید آگئی کوٹہیون مین بندہنوار بندہے۔ میم صاحب اور مسی بابا زرق برق پوشاک نباؤ سنگار سے آرایش زیبایش سے پری۔ اور پری سے حور بن گئین کیک مٹہائی۔ ام خلم نے مینر کو رشک گلزار ارم بنایا۔ قمراب ہاے رنگا رنگ سے در یا بہہ گئے۔ تتارا ری رری۔ ری رم۔ تتاری۔ ری۔ ری رم کی صداؤن نے ہر بنگلے کو مجسم ہارمونیم اور پیانو بنادیا۔ ڈالیون کی وہ کثرت ہوئی کہ کابل کشمیر شملہ۔ نینی تال۔ مصر و شام مات ہوگئے۔

دوسری طرف بی شبرات نے زمین کو آسمان بنا دیا۔ آتشبازی کی معرفت ایسا اجرام فلکی کا عروج و خروج ہوا کہ ؏

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

اوس پر طرہ یہ کہ اپنے اپنے خاندانون مین دونون نے فاتحون کی چاشنی یعنی روز نزول اجلال فرمایا کہ عالم روحانیات و مادیات بالکل گتہ نہ ہوگئے۔ ساری رات لڑکے (شیاطین) دھن بھپٹ۔ زون۔ زان۔ تڑت سے گہرون کو اس طرح بجاتے رہے جس طرح کسان کہیت کو۔ نہادہ شب قدر کے انتظار مین رات بہر آنکہین پہاڑ پہاڑ دیکہتے رہے۔ کارکنان قضا و قدر نے بہی موت زندگی کا بہی کہاتہ آج ہی کہولدیا دفتر کے دفتر نکال باہر کیے۔ (اگر پیپرمل نے روپیون کا ٹہیکہ لے لیا ہوتا تو نفع مین رہتی)

صبح ہوتے ہی مومنین نے دریا بند کیا۔ بندہ عیہ ڈراک دہ یا ئی امام صاحب آن حضور مین ہزارہا عریضہ پوسٹ پیڈ روانہ نمودہ شد۔

اسی کا دم چہلا یاضمیمہ تتمہ تعلیمی کانفرنس اور نیشنل کانگرس نے اجلاس شروع کردیے دے رزولیوشن دے رزولیوشن۔ دے رزولیوشن۔ مارے رزولیوشنون کے خود بہی بولائے جاتے ہین اور دنیا کو بہی بولائے دیتے ہین۔

تعلیمی کانفرنس نے پہلے اجلاس مین تو سر سید کی موت پر رو پیٹ کے آنسو بہائے بعد رونے دہونے کی کٹوتی روٹی کی فکر ہوئی مگر آپ جانیے بہوکے سے پوچہا ایک اور ایک کتے۔ اوس نے کہا دو روٹیان۔ اس صف ماتم کو

دار العلوم کی نگرانی کے ساتھ تھی۔ لہذا اس لئے سر سید خان کے اشارے پر پہلے پہل نیت ورلڑائی کہ جو چاہا مدارس مسلمانوں کے واسطے وقعت کھنے والے ہیں وہ ہمین لڑکون کو دیئین۔

اس سال نواب محسن الملک بہادر کی مستعدی اس کورنٹ پیپے اور کلونٹے جیبے سے مزید کام نکالتی معلوم ہوتی ہے۔

قومی کانگریس اپنا پولیٹیکل آموختہ دُہرا رہی ہے۔ جس طرح مکتب مین جمعرات ایک نئی سوج ہونکتی ہے اوسی طرح اس کے ممبرون مین بہی گرماگرمی آجاتی ہے کچھ ہو مگر ہے اس کا بھی دم غنیمت۔

کلکتہ یعنے دار الریاست علاوہ معمولی شوخی و شنگی نفسی فیپر (دنیا بازار) اور موہن میلے کے اشتیاق پرانے ویسرائے کی روانگی اور نئے کی تشریف آوری کے قدمون کی برکت سے مین عالم شباب پہ ہے۔ دور دور سے راجے مہاراجے پہونچے ہوئے ہیں۔ ہمارے تعلقدارون کا ڈپوٹیشن بھی خیر مقدم کو پہونچا ہے۔ وہان کے لفٹنٹ گورنر سر ولو برن بہادر کو بھی اپنے پرانے

دوستون تعلقداران اودہ کی ملاقات کی مسرت کلکتے مین مل ہوگی۔

مختصر یہ ہے کہ ہندوستان مین ہر طرف جشن طرب کا زور شور ہے دنیا اور اہل دنیا ان تماشون مین محو و مستغرق ہین اور بیچارہ ۱۸۹۵ء بستر موت پر پڑا لب گور ہچکیان لے رہا ہے۔ ہر دم دم واپسین ہے۔ اب آنکہ بند ہوئی۔ اب دم نکلا۔ اور اب دم نکلا۔

اُدہر وہ دیکھیے مادر گیتی کے نعرے پیاپے سے کوئی دم مین بچون بچون کی آواز آتی اور ۱۸۹۶ء لو جیتا جاگتا نکلتا ہے۔

اور فلاسفر اور وہ پیچ گوش حقیقت نیوش کو سنے تے ہین۔

یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید۔

لوکل علیہ الرحمۃ

ہوا خوب چلتی ہے اور سردی بھی خوب پڑ رہی۔

سردار صاحب کا مقدمہ کیا ہے گنی نول (ہنیفور) یا سنگہار مرچی ہے۔ جہول کے جہول نکلتے ہی چلے آتے ہین۔ ابتدا تو یون ہوئی کہ آپ نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو اطلاع دی کہ زوجہ مقدسہ نوشابہ عصر سکندر بیگم کو لوگ ایک معزز راجہ کے دولت خانے پہ لے گئے ہین۔ صاحب بہادر نے تحصیلدار صاحب کو حکم دیا کہ راجہ صاحب کے ہان رکھین۔ مگر جب یہ لوگ پہونچے تو معلوم ہوا کہ بیگم اگیم کوئی بھی نہین صاحب ضلع نے چند روز تامل فرمایا۔ بعد اوس کے نواب صاحب پر سمن جاری کیا کہ وجہ بتائین کیون اون پہ مقدمہ حسب دفعہ ۱۸۲ تعزیرات ہند نہ قائم کیا جائے چنانچہ اب وہی مقدمہ بعدالت صاحب سیٹی مجسٹریٹ دائر ہوا۔ یہ تو پہلا جہول نکلا

۱۳۔ دسمبر کو اس کی پیشی تھی۔ اُسی دن مسماۃ چہنو کماری کے اظہار ہوئے۔ وہ کچھ اس طرح سے ہوئے کہ نواب صاحب بعد برخاست عدالت جب باہر نکلے ہین تو کہا جاتا ہے کہ آپ نے گواہ کو دھمکایا کہ کچہری ناک کاٹ لون گا۔ عدالت کا احاطہ حاکم کے اجلاس کا قرب۔ اس نے جہٹ استغاثہ دائر کر دیا۔ اب ایک مقدمہ اور قائم ہو گیا۔ یہ دوسرا جہول در جہول نکلا۔ آج کل نواب صاحب پانچ پانچ سو کی دو ضمانتون پر رہا ہین۔ دیکھیے اونٹ کس کل بیٹھے۔ سروست تو سکندری پر سکندری کھا رہے ہین۔

مرآۃ الافلاس

اگرچہ اس کے نام سے مذہبی تعصبے سے زیادہ قومی حالت کی بو آتی ہے مگر در اصل مولوی عبد الرحیم صاحب بہوپالی نے اس مین چند خطوط شائع کیے ہین۔ جن سے صرف اتنا پایا جاتا ہے کہ مولوی سجاد حسین صاحب شیعہ نے جو اپنے رسالہ سجادیہ مین پچیس ہزار انعام کا وعدہ کیا ہے وہ عبد الرحیم طلب کرتے ہین۔ اور مقدم الذکر نہین دیتے۔

ہمارے نزدیک کسی مذہب کی حقانیت انعام جیتنے پر موقوف ہے نہ ہارنے پر۔ اگر اولاد قارون ایسی بازی لگائے۔ یا وہ قومین انعام مقرر کرین جن کا خدا اور رسول آج کل روپیہ ہے تو مضائقہ نہین۔ اور مسلمانون مین شیعہ ہون یا سنی دونون ہی کے۔ اگر ایک نے دوسرے کو گرا دیا دونون کو غش آگیا اس زمانے مین جو خط کتابت ہے

اون سے کوئی مباحثہ مذہبی کا بھی لطف نہین آتا۔ ڈاک خانے اور سلیع نے جو انعام پالیسیس وہی غنیمت ہے ورنہ ناظرین کو بجز تضیع اوقات کچھ ہاتھ آنے والا نہین۔

کیفر کردار

یہ ناول ہمارے مہربان مرزا محمد آ حسن کی تصنیفات سے ہے۔ اگرچہ منشا صاحب موصوف تحریر مین بھی عنایت اُنکی پہلوہی جامع ہے اور اکثر ناول بھی تصنیف فرماچکے ہین مگر اس ناول کو ہم سب سے زیادہ دلچسپ اور عجیب پاتے ہین۔ زبان کی خوبی۔ پلاٹ کفاست۔ چھاپے کی صفائی خط کی پاکیزگی کاغذ کی صباحت کس کس امر کی تعریف کی جائے۔ کتاب کیا ہے مرقع تعجو ہے۔ چونکہ ناول کا قصہ بیان کر دینے سے آدھا لطف جاتا ہے اسوجہ سے ہمنے مجمل تعریف کر دی۔ ورنہ اس کا ہر صفحہ اس لائق ہے کہ نذر ناظرین کیا جائے۔

باا ین ہمہ اس کی قیمت خوبیون کو دیکھتے نہایت ارزان ہے صرف مہر ہے۔ جن صاحب کو نان کے معائنے کا شوق ہو اسکو ضرور منگائین۔ اور حظ اوٹھائین۔

یہ کتاب مصنف سے بہ نشان دفتر اخبار عام لاہور مل سکتی۔

ضروری اطلاع

بعض حضرات قیمت انعام کیا بھی ما بعد بھی بھیجنا بھول گئے۔ یا شاید زر چندہ کے گھسیٹ ہے گئے یا بلی کھا گئی۔ بہا یہ جو محفلاً ہونے کے بھی بعضون نے ہضم

فرمانے کا ارادہ کیا ہے۔ لہٰذا سال آیندہ سے اگرچند خوش معاملہ حضرات کی خدمت مین پرچہ اخبار نہ پہونچے تو تجاہل عارفانہ صرف نہ فرمائین۔ سنت خدا تحصول خط و کارڈ مین بھی میپاشہ اوٹھائین۔ یا ن لقایا ادا کرنے کا بندوبست کرین تو انسب ہے۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ

سالانہ جلد اودھ پنچ

اودھ پنچ کی سالانہ جلد ۱۸۹۸ء مع جبت مکمل تیار ہے۔ جو حضرات ہفتہ وار یا ماہوار پرچہ ملاحظہ نہین فرماسکتے۔ یا کتب خانون مین پورے سال کے پرچے مجلد رکھنا چاہتے ہین اُنکے واسطے قیمت مجلد ... اور محصول ہر مقرر ہے خریداروں سے امید ہے بہت جلد فرمائش بھیجین گے۔ اس سال اکثر درخواستین خریداری کی قبل اختتام سال آچکی ہین۔ اور اندیشہ ہے بعد چند روز کے مثل اور جلدون کے یہ بھی باقی نہ رہین۔ اور تعمیل فرمائش سے مجبوری ہو

ناول مزہ استا

یہ ناول ظرافت جو پہلے اودھ پنچ کے ساتھ شایع ہوتا تھا بوجہ جدید قواعد ڈاکخانہ تین ماہ سے ہمراہ پرچہ ناظرین کی خدمت مین روانہ ہو سکا۔ جن حضرات کی خدمت مین پورے سال بھر کے پرچے روانہ ہوے ہین اُنکو تین مہینے کے اوراق بلا قیمت بھیجے جائین گے۔ اور جو حضرات پوری جلد خریدا فرمانا چاہین اونکے واسطے فی جلد ۸ قیمت اور ۲ محصول ڈاک مقرر ہے۔ المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء

بحکم جناب منشی صاحب بہادر منصفی اُناو عدالت دیوانی بمقام منصفی اُناو۔

دیال عمر ۵۰ سال ولد مداری قوم باری ساکن موضع ڈہہ پرگنہ ڈہہ و تحصیل اوناو — مدعی

بنام

۱- چھتری عمر تخمیناً ۳۰ سال ولد مداری
۲- رام سیوک عمر تخمیناً ۲۶ سال ولد بھوپت
} اقوام برہمنان ساکن قصبہ ڈہہ مذکور

۳- رام دلارے
۴- رام بہاری
} پسران شیو دیال قوم برہمن ساکن حال راج بتیا ملازم راجہ صاحب بتیا ضلع چمپارن براہ طلب

دعویٰ

دخلیابی و قبضہ واقعی باغ نمبری ۵۵ سابق ۲۷۰ حال تعدادی بیگہ بسوہ واقعہ ڈہہ پرگنہ ڈہہ مالیتی ... رو

مقدمہ مندرجہ عنوان مین باوجود اجرائے سمن مکرر مدعا علیہم نمبر ۳ و ۴ بتاریخ ۲۱ - دسمبر ۱۸۹۸ء حاضر عدالت نہین ہوئے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ رام دلارے و رام بہاری مدعا علیہم نمبر ۳ و ۴ ۲۷ - جنوری ۱۸۹۹ء کو اصالتاً یا بذریعہ وکیل مختار مجاز کے حاضر عدالت ہوکر پیروی مقدمہ کرین۔ ورنہ کل کارروائی مقدمہ اون کی غیر حاضری مین یکطرفہ کی جاوے گی۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

ہیرے کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہو ضعف بصارت تاریکی چشم دھند - جالا - پیدال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جاری رہنا وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص مموفی ماشہ بیس روپیہ - معمری سرمہ فی تولہ سہ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین - نقلی اور جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - المشتہر پروفیسر شیاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار شیا سنگھ صاحب نے بنایا ہی خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہی مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے یہ سرمہ استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند غبار سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہو اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہی - مر رسے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے مفید سرمے سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین - راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ہیرے کا سفید سرمہ منجملہ تجربہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین -

راقم ڈاکٹر شیودت رام صاحب انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب - سلام نیاز - ہیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہی - مین نے آجتک آنکھون کی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی - ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہو گئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - پردہ کا نیا اور الٹرس کرٹ مین سخت نقصان تھا - اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا - مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ہیرہ بقیمت طلب پارسل روانہ فرمائین - راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر - ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر -

(۴) جناب پروفیسر سردار شیاسنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تین مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند - دھند - پھولا - ناخنہ - آنکھون مین نم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری رای مین آپکا سرمہ مثل پوٹیہ کو نین بند میعہ [illegible] اکنی نہ جا ئے اور ہمگاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعائے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ وی پی پوسٹ بھیجدین - راقم - ڈاکٹر محمود دبیری نائب خلیفہ میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۵) جناب پروفیسر شیاسنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ہیرے کا سفید سرمہ سے کا سنگو آکر استعمال کیا - مدد رسد کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی - آپکا سرمہ علیہ الرمض چشم کو مفید ہی بہت کرامات ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے وہ اکثر سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے - راقم - صاحبزادہ کنور جیتپال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھگوان اودھ -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بینک مین ۵۰۰۰ پانچ ہزار کو جمع کیا گیا ہے -

المشتہر پروفیسر شیاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب